مصنوعی ذہانت سے متعلق مسائل

[اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) کے ۳۳ویں فقہی سمینار منعقدہ مؤرخہ ۶-۸/جمادی الاولی ۱۴۴۶ھ
مطابق ۹-۱۱/نومبر ۲۰۲۴ء کو جامعہ قاسمیہ اسلامیہ بالاساتھ (سیتامڑھی)
میں پیش کئے گئے تفصیلی اور مختصر مقالات کا مجموعہ]

ایفا پبلیکیشنز-نئی دہلی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : مصنوعی ذہانت سے متعلق مسائل
مرتب : مفتی احمد نادر القاسمی
صفحات: 443
قیمت: 320
سن اشاعت: اکتوبر 2025

باہتمام: اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا)

ناشر

ایفا پبلیکیشنز-نئی دہلی
161-ایف، جوگا بائی، جامعہ نگر، نئی دہلی-110025
ای میل: ifapublications2004@gmail.com
فون: 011 - 26981779

مجلس ادارت

۱- مولانا محمد نعمت اللہ اعظمی

۲- مولانا بدرالحسن قاسمی

۳- مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

۴- مولانا عتیق احمد بستوی

۵- مفتی محمد عبید اللہ اسعدی

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

	پیش لفظ	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۱۱

پہلا باب-تمہیدی امور

۱-	اکیڈمی کے فیصلے		۱۵
۲-	سوالنامہ		۱۷
	تلخیص مقالات	مفتی احمد نادر القاسمی	۲۰
	عرض مسئلہ	مولانا محمد صابر حسین ندوی	۶۲
۳-	**تعارف موضوع (ماہرین کی تحریر):** مصنوعی ذہانت کے متوقع ترقیاتی مراحل (ایک فنی تحریر)		۷۵
	تعلیم میں مصنوعی ذہانت کا استعمال	مصباح انظر	۸۲
	مصنوعی ذہانت اور مشین لرننگ	نرمین مجدی	۸۸
	مصنوعی ذہانت (AI) کا تعارف	سید امجد شہباز	۱۰۳

دوسرا باب-تفصیلی مقالات

۱-	مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کے مسائل	مفتی اقبال بن محمد ٹنکاروی	۱۳۱
۲-	مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ	ڈاکٹر مفتی محمد شاہ جہاں ندوی	۱۴۶
۳-	مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ	مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی	۱۶۵
۴-	مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ	مولانا عبدالاحد قاسمی	۱۷۵
۵-	مصنوعی ذہانت کا استعمال اور حدود واحکام	مفتی عارف باللہ قاسمی	۱۹۶
۶-	مصنوعی ذہانت	مفتی محمد جعفر ملی رحمانی	۲۱۲
۷-	مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا شرعی حکم	مفتی راشد حسین ندوی	۲۲۳

۸-	(AI) یعنی مصنوعی ذہانت سے متعلق چند شرعی احکام	مفتی شاہد علی قاسمی	۲۳۳
۹-	آرٹیفیشیل انٹیلجینس	مفتی محمد عثمان بستوی گورینی	۲۴۱
۱۰-	مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ	مولانا قاضی محمد ریاض ارمان قاسمی	۲۵۳
۱۱-	مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ	مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی اریاوی	۲۶۳
۱۲-	مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ	مولانا محمد صابر حسین ندوی	۲۷۲
۱۳-	مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ	مفتی محمد ادریس کشمیری	۲۸۶
۱۴-	مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا شرعی حکم	مفتی اسعد بن مولانا عبدالرزاق پالنپوری فلاحی	۳۰۱
۱۵-	مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ	مولانا محمد عاشق صدیقی ندوی	۳۲۱
۱۶-	مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ	مولانا ابرار الحق قاسمی	۳۳۱
۱۷-	مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ	مولانا معراج الدین قاسمی	۳۴۵
۱۸-	مصنوعی ذہانت	مفتی صفوان احمد	۳۵۳
۱۹-	مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ	مفتی عاقب شاہد قاسمی	۳۶۱
۲۰-	مصنوعی ذہانت (AI) سے متعلق بعض مسائل	مولانا محمد جمیل اختر جلیلی ندوی	۳۷۰
۲۱-	مسائل تتعلق باستخدام الذکاء الاصطناعی	اشکر الکوثری، محمد حسین الکوثری	۳۸۲

تیسرا باب- مختصر تحریریں

۱-	مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ	ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی	۳۹۳
۲-	مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ	مفتی حبیب اللہ قاسمی	۳۹۵
۳-	مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا حکم	مفتی جمیل احمد نذیری	۳۹۸
۴-	مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ	مفتی محمد عفان منصور پوری	۴۰۰
۵-	مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ	مفتی محمد برکت علی قاسمی	۴۰۴
۶-	مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ	ڈاکٹر حافظ سید فاروق عمری مدنی	۴۰۸
۷-	مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ- تعارف	مفتی فضل الرحمٰن فلاحی اصلاحی، قاسمی	۴۱۲
۸-	مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ	مفتی عبدالمنان	۴۱۶
۹-	مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ	مولانا ابو عاصم اعظمی	۴۱۸

۱۰-	مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ	مفتی محمد ابوبکر قاسمی	۴۲۲
۱۱-	مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ	ڈاکٹر حافظ کلیم اللہ عمری مدنی	۴۲۴
۱۲-	مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ	مفتی جنید احمد قاسمی	۴۲۷
۱۳-	مصنوعی ذہانت سے استفادہ	مولانا محمد فیاض عالم قاسمی	۴۳۲
۱۴-	مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ	ڈاکٹر محی الدین غازی	۴۳۸
۱۵-	**الذكاء الاصطناعي**	مفتی نذیر احمد کرجیکر	۴۴۰

☆☆☆

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے ہم انسانوں کے لئے یہ وسیع اور اتھاہ دنیا بنائی ہے، جس میں بے شمار مخلوقات اپنی اپنی زندگی کا سفر طے کر رہی ہیں، عرب میں ہاتھی نہیں ہوتا تھا، انہیں ہاتھی کو دیکھ کر حیرت بھی ہوتی تھی اور خوف بھی؛ اسی لئے جب یمن کے بادشاہ ابرہہ نے کعبۃ اللہ پر حملہ کرنا چاہا تو ہاتھی کا لشکر لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوا اور مکہ کے لوگوں کے لئے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں رہا کہ وہ مکہ کے میدانی علاقہ کو چھوڑ کر قرب وجوار کے پہاڑوں میں پناہ لے لیں اور دھڑکتے ہوئے دلوں کے ساتھ دور سے ان کے ظلم وجور کا تماشا دیکھیں؛ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ ایک معمولی پرندہ کے ذریعہ اس پورے لشکر کو خس وخاشاک بنا دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے ''سورۂ فیل'' میں اس واقعہ کا ذکر فرمایا ہے۔

لیکن قرآن مجید نے واضح کر دیا کہ اس وقت جو مخلوقات تمہارے سامنے ہیں، وہ آخری نہیں ہیں، اللہ بہت سی ایسی مخلوقات کو وجود میں لائیں گے، جن سے تم ابھی واقف نہیں ہو: "ویخلق ما لا تعلمون" (سورۂ نحل:۸) ان میں بہت سی مخلوقات وہ ہیں، جو قدرت کے اَن دیکھے ہاتھوں سے دنیا میں وجود پذیر ہوئی ہیں اور بہت سی وہ ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی ذہانت، قوتِ فکر اور ایجادی صلاحیت کے ذریعہ انسانی ہاتھوں نے دنیا کے سامنے پیش کی ہیں، یہ بھی یقیناً اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی نعمتوں میں شامل ہے، ایسی ہی چیزوں میں ایک آرٹی فیشیل انٹلی جنس ہے، جس کو اردو میں ''مصنوعی ذہانت'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، اس کے ذریعہ بہت سی ایسی چیزیں ہوسکتی ہیں، جو ماضی قریب تک بجا طور پر انہونی تصور کی جاتی تھی، یہ ایک بڑی اور اہم تحقیق ہے اور بہت کم وقت میں اس نے پوری دنیا پر اپنی اہمیت کا سکہ بٹھا دیا ہے، اس سے فائدہ اٹھانے کے متعدد میدان ہیں، اس نے اخلاقی مسائل بھی پیدا کئے ہیں، اس نے تعلیم وتعلم میں سہولت کی راہ بھی نکالی ہے اور کئی شرعی مسائل بھی اس سے متعلق ہیں۔

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) جدید ترین مسائل کو اپنے سیمینار کا موضوع بنانے کی کوشش کرتی ہے؛ چنانچہ ۳۳ویں فقہی سیمینار کے لئے اکیڈمی نے جن عناوین کا انتخاب کیا تھا، ان میں ایک ''مصنوعی ذہانت'' بھی تھا، یہ ایک جدید ترین اور علماء کے لئے نامانوس موضوع تھا؛ لیکن مقام مسرت ہے کہ ہندوستان کے اصحاب علم وقلم اور ارباب

افتاء نے بہت اہمیت اور تلاش وجستجو کے ساتھ اس موضوع پر قلم اُٹھایا؛ تاہم میرا احساس ہے کہ سائنس کی اس شاخ میں ترقی کے بعد اس کی شرعی وفقہی حیثیت پر مستقبل میں علماء کو مزید غور وفکر کرنا ہوگا۔

یہ مجلّہ جو قارئین کے سامنے ہے، اسی موضوع سے متعلق فیصلوں اور تحریروں پر مشتمل ہے، جہاں شرعی پہلوؤں پر مقالات ہیں اور ان کی تلخیص ہے، وہیں ایک جدید اور سائنسی موضوع ہونے کے لحاظ سے فنی اور تعارفی مضامین بھی اس میں شامل ہیں، اس کی ترتیب اور پروف ریڈنگ کے سلسلے میں محبّ عزیز مفتی احمد نادر القاسمی شکریہ کے مستحق ہیں، ان شاء اللہ یہ اس موضوع پر غور وفکر کرنے والوں کے لئے ایک مفید اور قیمتی حوالہ ثابت ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ سے زیادہ مفید اور نافع بنائے۔

۱۱ ربیع الاول ۱۴۴۷ھ
۴ ستمبر ۲۰۲۵ء

خالد سیف اللہ رحمانی
(جنرل سکریٹری: اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا)

پہلا باب

تمہیدی امور

اکیڈمی کے فیصلے:

مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ

اسلامک فقہ اکیڈمی کا 33 واں فقہی سمینار ملک کے شمال میں واقع ریاست بہار کے مشہور زرخیز، مردم خیز اور تاریخی ضلع سیتامڑھی کے ایک گاؤں بالاساتھ میں واقع جامعہ اسلامیہ قاسمیہ میں مورخہ 6-8/ جمادی الاول 1446ھ مطابق 9-11/ نومبر 2024ء کو منعقد ہوا، اس سمینار میں اندرون ملک سے تقریباً 300 / علماء، ارباب افتاء، دانشوران اور ماہرین فن کے علاوہ بیرون ملک سے بھی متعدد علماء شریک ہوئے۔ اس سمینار میں پانچ اہم موضوعات زیر بحث لائے گئے ان میں ایک موضوع ''مصنوعی ذہانت سے متعلق بعض مسائل'' بھی تھا، مناقشہ کے بعد متفقہ طور پر جو فیصلے کئے گئے وہ درج ذیل ہیں:

مصنوعی ذہانت جدید ایجادات میں سے ہے اور ابھی ارتقائی مراحل میں ہے، یہ کمپیوٹر سائنس کی ایک شاخ ہے، جس کے ذریعہ نہایت تیز رفتاری کے ساتھ ایسی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں، جن کے لئے انسان کو کافی سوچنا اور تحقیق کرنا ہوتا ہے، جدید ایجادات کے سلسلہ میں اسلام کا بنیادی تصور یہ ہے کہ جو چیز شریعت کے خلاف نہ ہو اور انسان کے لئے مضرت رساں بھی نہ ہو، اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے، اور جو چیز شریعت کے خلاف ہو یا انسان کے لئے نقصان دہ ہو اس کا استعمال جائز نہیں، اسی اصول کو سامنے رکھتے ہوئے درج ذیل تجاویز منظور کی جاتی ہیں:

۱- مصنوعی ذہانت کا استعمال فی نفسہ مباح ہے، اگر اسے جائز امور میں استعمال کیا جائے تو کوئی حرج نہیں؛ البتہ شرعی اور قانونی حدود و قیود کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

۲- مصنوعی ذہانت سے استفادہ کرنے میں درج ذیل شرطوں کا خیال رکھا جائے:

(الف) کسی غلط، فحش اور لایعنی چیز کی اشاعت کے لئے اس کا استعمال نہ ہو۔

(ب) تلبیس وتزویر سے مکمل اجتناب ہو، اور انصاف وسماجی وماحولیاتی فوائد اور انسانی بہبود وترقی میں معاون ہو۔

(ج) ملحدانہ مواد داخل (Feed) نہ کیا جائے۔

(د) قتل وقتال اور فساد کا باعث نہ ہو۔

(ھ) دیانت داری، رازداری کے خلاف نہ ہو۔

۳- اے آئی پر موجود معلومات مشترکہ علمی سرمایہ ہے۔ اس سے استفادہ کرتے ہوئے علمی لیاقت کی ضرورت پڑتی ہے۔ ایسے میں اے آئی مثلاً Chat GPT سے تیار کردہ تحریر اور کتاب پر بہ حیثیت مرتب اپنا نام درج کرنے کی گنجائش ہے؛ نیز اگر کوئی اقتباس بعینہ اس سے نقل کیا گیا ہو تو اس کا حوالہ دینا اور ان معلومات کا حوالہ مذکور ہو تو ان کا تذکرہ کر دینا ضروری ہے؛ البتہ اہل علم کو چاہئے کہ خاص طور پر دینی موضوعات پر لکھتے وقت صرف اس پر اعتماد نہ کریں بلکہ اصل مصادر سے رجوع کریں۔

۴- اذان صرف اعلان نہیں؛ بلکہ عبادت بھی ہے اور مشین عبادت کی اہل نہیں؛ اس لئے اذان کے لئے اے آئی کا استعمال جائز نہیں۔

۵- اے آئی کے ذریعہ فون پر ایک شخص کی اپنی آواز میں اس کی نہ کہی ہوئی بات بھی بولی جاسکتی ہے، اور اسی طرح آڈیو اور ویڈیو میں ایڈیٹنگ بھی کی جاسکتی ہے، لہٰذا فون کی آواز اور ویڈیو ریکارڈنگ کو قرینۂ ظنیہ کے طور پر مانا جائے گا اور اسی کے مطابق احکام مرتب ہوں گے۔

۶- اگر اساتذہ و علمی کام کرنے والے اور ملازمت پیشہ افراد اے آئی سے استفادہ کرتے ہوئے اپنا فریضہ انجام دیں تو بھی اجرت کے مستحق ہوں گے؛ البتہ اگر اے آئی سے استفادہ نہ کرنے کی شرط لگا دی گئی ہو تو اس سے اجتناب لازم ہوگا۔

☆☆☆

سوالنامہ:

مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ، تعارف

مصنوعی ذہانت Artificial Intelligence اس وقت زندگی کے مختلف میدانوں میں استعمال ہونے والی ایک اہم ٹکنالوجی ہے، یوں تو اس ٹکنالوجی کا استعمال زندگی کے متعدد کاموں میں ایک عرصہ سے ہو رہا ہے، مثال کے طور گیس سلنڈر بک کرانے یا ٹال فری نمبر پر کسی خدمت کے لئے رابطہ کرنے میں اسی مصنوعی ذہانت کی بنیاد پر مشین انسان کو قدم بہ قدم رہنمائی کر رہی ہوتی ہے، اس سے آگے بڑھ کر دیکھا جائے تو واشنگ مشین، برتن دھونے کی مشین اور کیلکیولیٹر کے ذریعہ حسابات جیسی چیزوں میں اس ٹکنالوجی کا استعمال عام انسانوں کی زندگی میں داخل ہے؛ لیکن اب مشہور کمپنی مائیکروسافٹ کے ذریعہ) Open AI مفت مصنوعی ذہانت ٹکنالوجی) کے تحت Chat GPT آجانے کے بعد اس ٹکنالوجی کے تعلق سے مصنوعی ذہانت کے فوائد اور نقصانات پر ایک بحث شروع ہوگئی ہے، نئی نسل بڑی سرعت کے ساتھ Chat GPT کا استعمال کر رہی ہے، اور تعلیم ومعیشت جیسے میدانوں میں اس کے فوائد کے ساتھ تلبیس اور تزویر نیز مجرمانہ سرگرمیوں اور نفرت و عداوت کی اشاعت میں اس کا خطرناک استعمال ہونے لگا ہے، مصنوعی ذہانت کی ٹکنالوجی کا ایک معروف ٹول یعنی آلہ Chat GPT ہے، یہ انٹرنیٹ پر مفت استعمال کے لئے بھی دستیاب ہے، اور سالانہ فیس کے ساتھ اس کی جدید ترین سہولیات استعمال کی جاسکتی ہیں، Chat GPT کا استعمال اس طرح ہوتا ہے کہ آپ اس اپلی کیشن پر جو سوال تحریر کریں گے، وہ ایک تعلیم یافتہ انسان کی مانند آپ کے سوال کا جواب بہت مرتب انداز میں سیکنڈوں میں تحریر کردے گا، یہ سوال و جواب آپ کسی زبان بشمول عربی اور اردو میں بھی کر سکتے ہیں اس سے آپ دین اور دنیا کے کسی موضوع پر جواب اور تحریر طلب کر سکتے ہیں۔

یہ تحریر آپ اپنی پسند اور ضرورت کے مطابق مختصر یا بہت مفصل مثلاً کسی رسالہ اور کتاب کی شکل میں بھی طلب کر سکتے ہیں جو چند لمحوں میں آپ کو فراہم کردے گا، اس اپلی کیشن کو آپ کسی رسالہ یا کتاب کا خلاصہ پیش کرنے کے لئے دیں، یا کسی موضوع پر اس سے آپ مشورے طلب کریں، یا کسی موضوع پر گفتگو کے لئے کچھ نکات طلب کریں تو یہ جوابات بھی سیکنڈوں میں آپ کی طلب کردہ زبان میں تحریری طور پر فراہم کردے گا، یہ تحریریں علمی انداز میں اور بہت مرتب شکل میں ہوتی ہیں، البتہ ان کے ساتھ کوئی حوالہ اور اقتباس نہیں ہوتا ہے، ماہرین یہ بتاتے ہیں کہ اس اپلی کیشن کے ذریعہ آنے والی تحریر

دراصل انٹرنیٹ پر پھیلی لاکھوں کڑوروں تحریروں کی روشنی میں تیار ہوتی ہے؛ لیکن کسی خاص تحریر کی ہو بہو کاپی نہیں ہوتی ہے، اس ایپلی کیشن سے آپ اپنی گفتگو کے لئے پاور پوائنٹ پرزینٹیشن بھی تیار کرا سکتے ہیں، اس سے آپ کسی موضوع پر آپ کی پسند کے مواد پر مشتمل ویڈیو بھی تیار کرا سکتے ہیں، کوئی نقشہ اپنے منشا مطابق بنوا سکتے ہیں، امتحان کا سوالنامہ اپنے نہج پر تیار کرا سکتے ہیں۔

مصنوعی ذہانت کا استعمال اب معیشت وتجارت، قانونی صلاح، اور طب وعلاج کے میدان میں بڑے پیمانہ پر ہونے کے امکانات ہیں، اور ترقی یافتہ علاقوں میں استعمال شروع بھی ہو چکا ہے، اسی مصنوعی ذہانت کی ایک شکل روبوٹ ہے، جسے کسی انسانی شکل، یا کسی دوسری شکل یا کسی باکس اور ڈبہ وغیرہ کی شکل میں رکھ کر اس سے انسانی کام لئے جا سکتے ہیں، جنگوں میں بغیر پائلٹ کے جہاز اسی AI کے ذریعہ کامیابی کے ساتھ استعمال ہو رہے ہیں، اسپتالوں اور ہوٹلوں میں روبوٹ کے ذریعہ اہم خدمات اور مشورے فراہم کئے جا رہے ہیں، اسکول میں روبوٹ کے ذریعہ انسانی انداز سے کلاسز لی جا رہی ہیں۔ مصنوعی ذہانت کے ذریعہ آئندہ کے امکانات کی پیش قیاسی کی جا سکتی ہے، جیسے موسمیات، قدرتی آفات، ٹریفک کی معلومات، راستوں کی رہنمائی وغیرہ۔

مصنوعی ذہانت کے بڑھتے استعمال سے جہاں ایک طرف بہت سے فوائد کی توقع کی جا رہی ہے، جیسے: یہ کہ وقت اور وسائل کی بچت ہوگی، معلومات کے حصول، تجزیہ اور اشاعت کی زبردست آسانی ہوگی، ہر فرد کے لئے معلومات اور مشورے دستیاب ہوں گے، کاروبار اور معیشت میں اچھی پلاننگ ہوگی، تعلیم کے میدان میں معلومات، اور وسائل اور تفہیم کی سہولت ہوگی، وہیں مصنوعی ذہانت کے نقصانات پر تشویش اور اندیشوں کا بھی اظہار کیا جا رہا ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ اس سے بڑے پیمانہ پر لوگوں کی نوکریاں ختم ہو جائیں گی، یہ بھی اندیشہ ہے کہ مصنوعی ذہانت کبھی خود انسان کے کنٹرول سے باہر ہو جائے اور انسانیت کے لئے باعث تباہی بننے لگے، تعلیم اور تربیت کے میدان میں افراد سازی کا نقصان ہوگا، دھوکہ اور فراڈ اس کے ذریعہ بہت بڑھ سکتا ہے؛ بلکہ اس کی شکلیں سامنے آنے لگی ہیں، یہ بات ممکن ہے کہ میری آواز میں کوئی ایسی بات، جملہ اور گفتگو تیار کر دی جائے جو میں نے کبھی نہیں کہی ہے، اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ کسی ویڈیو میں مجھے کچھ ایسا عمل اور حرکت کرتے ہوئے دکھا دیا جائے جو درحقیقت کبھی میں نے نہیں کیا ہے، یہ آواز کی نقل نہیں ہوگی؛ بلکہ میری ہی آواز میں دوسری بات بولی جائے گی، یا میری ہی زبان اور اعضا کو ایسی حرکت اور تاثرات ظاہر کرتے دکھایا جائے گا جو درحقیقت میں نے نہیں کئے؛ یہ سب بآسانی ممکن ہو گیا ہے، ان پر روک لگانے کے لئے ابھی تک باضابطہ قانونی ضوابط اور پابندیاں نہیں طے ہوئی ہیں، کیونکہ ابھی اس کا سفر ابتدائی مرحلہ میں ہے، گو کہ رفتار بہت تیز ہے۔ اس پس منظر میں درج ذیل فقہی سوالات پر غور کی

ضرورت محسوس ہوتی ہے:

(۱) مصنوعی ذہانت اور OI کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ کیا اس طرح کی علمی اور معلوماتی سہولیات سے بڑھ چڑھ کر استفادہ کرنا چاہئے، یا اس بابت تحفظ رکھنا چاہئے؟

(۲) مصنوعی ذہانت کے استعمال میں تلبیس اور فراڈ کے بہت زیادہ امکانات ہیں، ساتھ ہی یہ وسائل زندگی کے لئے بہت سی آسانیاں اور افادیت بھی رکھتے ہیں، تعارفی گفتگو کو سامنے رکھ کر اس بات پر روشنی ڈالیں کہ مصنوعی ذہانت کے استعمال کے لئے کن اصول وضوابط کی پابندی شرعاً ضروری ہونی چاہئے؟

(۳) مصنوعی ذہانت کے ایپلی کیشن Chat GPT کے ذریعہ تیار کردہ تحریر اور کتاب کو اپنی جانب صرف اس بنیاد پر منسوب کرنا اور حق تصنیف رکھنا کیا درست کہلائے گا، کہ وہ تحریر اور کتاب متعلقہ شخص نے اپنے سوالات کے ذریعہ تیار کرائی ہے؟

(۴) کیا مصنوعی ذہانت کا استعمال اذان کے لئے کیا جاسکتا کہ مقرر کردہ نظام کے مطابق ہر وقت نماز پر خود بخود اذان انجام پاتی رہے؟

(۵) چونکہ فون پر ایک شخص کی اپنی آواز میں اس کی ناکہی ہوئی بات بولی جاسکتی ہے تو کیا اب فون کی آواز شرعاً معتبر مانی جاسکتی ہے؟ اور اس پر شرعی احکام مرتب ہوں گے؟

(۶) اگر کسی شخص سے منسوب کوئی ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ ہو تو کیا اس کو شرعی ثبوت کے طور پر قبول کیا جاسکتا ہے؟

(۷) جو اساتذہ اور مصنفین یا علمی کام انجام دینے کی نوکری کرنے والے ملازمین ہیں، وہ اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کی انجام دہی مثلاً مضمون اور کتاب کی تیاری، ترجمہ، ٹائپنگ، تدریس کے لئے سبق کی پلاننگ، امتحان کے سوال نامہ کی تیاری، رپورٹ کی تیاری، مفصل تحریر کی تلخیص، قانونی صلاح مشورہ کی فراہمی، وغیرہ کام اگر Chat GPT کے ذریعہ کم وقت میں بہ آسانی پورا کرلیں، تو کیا وہ اپنے مفوضہ کاموں کی انجام دہی کرنے والے قرار دیئے جائیں گے؟ اور ان کے لئے اپنی تنخواہ یا معاوضہ وصول کرنا شرعاً درست ہوگا؟

☆☆☆

تلخیص مقالات:

مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ

مفتی احمد نادر القاسمی☆

"إن الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله و على آله و صحبه أجمعين"۔

یہ دور سائنسی ترقیات اور نت نئی ایجادات کا ہے، انٹرنیٹ کی ایجاد نے انسان کو بہت دور تک پہنچا دیا ہے، زمین سے اوپر تک کی پوری فضاء انٹرنیٹ کے جال اور ریز سے ڈھکی ہوئی ہے، جس طرح زمین کے حدود جغرافیائی سرحدوں میں تقسیم ہیں، اسی طرح فضائی حدود ملکوں کے درمیان تقسیم ہیں، گوگل نے انسانی دنیا کو بہت کچھ دیا ہے، اس سے کسی کو انکار نہیں، پوری دنیا، بلکہ زمین اور کائنات انسانی کا چپہ چپہ اس کی وجہ سے ایک دوسرے سے مربوط ہوگیا ہے، آج تجارت و معیشت سے لے کر علاج ومعالجہ تک میں اس ترقی یافتہ ٹکنالوجی کا استعمال ہو رہا ہے، انسان کے جسم کے اندرونی حصہ میں کون سا عضو کام کر رہا ہے اور کون سا نہیں، کون سا اچھا ہے اور کون سا خراب، یہاں تک کہ پوری گاڑی کو اسکینر مشین پر رکھا جاتا ہے اور ٹکنالوجی اسکین کر کے بتا دیتی ہے کہ یہ گاڑی کتنے دن چل سکتی ہے اور کون سا پرزہ کتنا کام کر رہا ہے، ساری چیزیں سامنے آجاتی ہیں، اب اسی انٹرنیٹ سے جڑی ہوئی "میٹا ٹکنالوجی" اور "مصنوعی ذہانت" تک بات آن پہنچی ہے، مصنوعی ذہانت میں "چیٹ جی پی ٹی" بھی بڑے کمال کی چیز ہے، ایسا لگتا ہے کہ وہ ہماری سوچ سے بھی آگے برق رفتاری کے ساتھ کام کرتا ہے، اور جہاں اس سے دوسرے کام لئے جا رہے ہیں، وہیں بہت سے علمی کام بھی اس کے ذریعہ انجام پا رہے ہیں، اور سرعت وسہولت تو مسلم ہے ہی۔

دوسری طرف انسان کا مزاج مشینی سہولیات کی وجہ سے زود حصولی اور تیز رفتاری کے ساتھ مقصد تک رسائی کا عادی بنتا جا رہا ہے، یہ کوئی ممنوع بھی نہیں ہے اور مشکل بھی نہیں، تیسری طرف شریعت اسلامی انسان کو نفع بخش ترقیات وایجادات سے خواہ زندگی کے کسی میدان میں ہو روکتی نہیں ہے۔

نیز اس سے وابستہ یہ امر بھی ہے کہ سائنس وٹکنالوجی، ذرائع اور جدید سہولیات سے نفع اٹھانے اور بہتر اور مثبت

☆ شعبہ علمی، اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا)۔

مقاصد کے لئے استعمال سے شریعت نے روکا بھی نہیں ہے، مگر ان جدید ذرائع ابلاغ کے جہاں بہت سے فوائد ہیں وہیں ان کے استعمال میں بہت سے خدشات، دھوکہ اور غرر جیسے امور بھی سامنے آئے ہیں، جیسے دوسروں کی تصویریں لگا کر غلط بات کا انتساب اور کردار کشی وغیرہ، اس لئے اس کی حیثیت پر بھی قانونی اور شرعی نگاہ ڈالنا از حد ضروری ہوجاتا ہے، تاکہ لوگوں کو اضطراب سے محفوظ رکھا جاسکے، اور اس کا استعمال بھی حد اعتدال میں رہے۔

مصنوعی ذہانت (AI):

انٹرنیٹ اور جدید انفارمیشن نظام نے انسان کو اتنی سہولیات میسر کردی ہیں کہ جن کاموں کو انجام دینے کے لئے انسان پورے پورے دن لائن میں کھڑا ہوکر اپنی باری کا انتظار کرتا تھا، گھر بیٹھے اور محض OTP کے ذریعہ تصدیق کرکے چند منٹ میں ان کاموں کو کرلیتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ خیر اور شر ہر چیز کے ساتھ ہے اس کا استعمال اچھے کاموں کے لئے بھی ہوسکتا ہے اور منفی کاموں کے لئے بھی ہوسکتا ہے، یہ بھی انسان کے ہاتھ کے مانند ہے جس کا دونوں استعمال ممکن ہے، مثبت بھی اور منفی بھی، اب انسان کو اختیار ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں کا استعمال کس طرح کے کاموں کے لئے کرتا ہے، یہی حال مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) سے تعلق رکھنے والی ٹکنالوجی کا ہے جس کی بہت سی شکلیں ہیں، اور اس کے ذریعہ زندگی کے مختلف شعبوں میں خدمات لی جارہی ہیں، اور بہت سے مزید امکانات ہیں، جیسا کہ سوالنامے میں مذکور ہے، نیز ابھی مصنوعی ذہانت کی ٹکنالوجی ابتدائی مرحلے میں ہے اور جہاں اس کے مفید استعمال کی بات کی جارہی ہے اور ہو بھی رہا ہے، وہیں مصنوعی ذہانت (AI) کے نقصانات پر بھی تشویش وخدشات ظاہر کئے جارہے ہیں، اس کو محسوس کرتے ہوئے اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا) نے ایک جامع سوالنامہ ماہرین اور مفتیان کرام کی خدمت میں روانہ کیا، اس کے جواب میں ماہرین اور اہل علم نے جو مقالات اور تحریریں اکیڈمی کو بھیجی ہیں سابقہ روایات کے مطابق ان کی تلخیص وآراء کا خلاصہ نذر قارئین ہے، تادم تحریر ۳۶ مقالہ نگاران کے مقالات موصول ہوئے، جن کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، مفتی راشد حسین ندوی، مفتی جمیل احمد نذیری، مفتی محمد عثمان بستوی، ڈاکٹر مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مولانا محمد ابوبکر قاسمی، ڈاکٹر حافظ کلیم اللہ عمری، حافظ سید فاروق عمری مدنی، مفتی حبیب اللہ قاسمی، مفتی اقبال بن محمد ٹنکاروی، مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، مولانا محمد جمیل اختر جلیلی ندوی، مولانا محمد صابر حسین ندوی، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی، مولانا معراج الدین قاسمی، مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی اریاوی، مفتی فضل الرحمٰن اصلاحی قاسمی، مفتی محمد جنید احمد قاسمی، مولوی محمد حسین کوثری، مولانا ابرار الحق قاسمی، مولانا محمد عفان منصور پوری، مفتی اسعد بن عبدالرزاق پالنپوری، مولانا محمد عاشق صدیقی ندوی، مفتی عبد الاحد قاسمی، مفتی محمد عارف باللہ قاسمی، مولانا محمد ریاض ارمان قاسمی، قاضی محمد فیاض عالم

قاسمی، مفتی محمد برکت علی قاسمی، مفتی شاہد علی قاسمی، مفتی نذیر احمد کرجیکر، مفتی عبد المنان قاسمی، مفتی محمد صفوان قاسمی، مولانا ابو عاصم اعظمی، ڈاکٹر محی الدین غازی، مفتی عاقب شاہد قاسمی، مولانا محمد ادریس قاسمی کشمیری۔

سوال نمبر: ۱

مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) اور ان کا استعمال کیسا ہے؟ کیا اس طرح کی علمی اور معلوماتی سہولیات سے بڑھ چڑھ کر استفادہ کرنا چاہئے، یا اس بابت تحفظ رکھنا چاہئے؟

اتفاقی موقف:

اس سوال کے جواب میں تمام مقالہ نگاران نے ''مصنوعی ذہانت'' سے تعلق رکھنے والی انفارمیٹک ٹکنالوجی سے استفادہ اور استعمال کو تمام مثبت کاموں کے لئے شرعی اور اخلاقی حدود میں رہتے ہوئے مباح اور جائز قرار دیا ہے اور اس بات کی وضاحت کی ہے کہ شریعت کے اصول کے مطابق تمام نئی ایجادات کی طرح مصنوعی ذہانت سے کام لینا بھی مقاصد کا لحاظ کرتے ہوئے جائز کاموں میں جائز اور ناجائز کاموں میں ناجائز ہے۔

مقالہ نگاران نے اس جدید ٹکنالوجی کے استعمال کے جواز پر مندرجہ ذیل دلائل وشواہد سے استدلال کیا ہے:

-''**هو الذى خلق لكم ما فى الأرض جميعا**'' (سورۂ بقرہ:۲۹) (وہ اللہ جس نے تمہارے لئے زمین کی تمام چیزیں پیدا کیں)۔

-''**يريد الله بكم اليسر ولا يريدبكم العسر**'' (سورۂ بقرہ:۱۸۵) (اللہ تعالی تمہارے ساتھ آسانی کا معاملہ چاہتا ہے، سختی کا نہیں)۔

-''**وسخرلكم ما فى السموات وما فى الأرض جميعا منه، إن فى ذلك لآيات لقوم يتفكرون**'' (سورۂ جاثیہ:۱۳) (اور زمین وآسمان کی ہر چیز کو تمہارے لئے تابع کر دیا ہے، غور کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں)۔

-''**وماجعل عليكم فى الدين من حرج ولكن يريدليطهركم وليتم نعمته عليكم لعلكم تشكرون**'' (سورۂ حج:۷۸) (اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں)۔

-''**تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان**'' (سورۂ مائدہ:۲) (بھلائی اور تقوی کے معاملہ میں تعاون کرو، اور گناہ اور سرکشی کے معاملہ میں ہرگز تعاون مت کرو)۔

-''**مايريد الله ليجعل عليكم من حرج**'' (سورۂ مائدہ:۶) (اللہ تعالی تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا)۔

-''**مایلفظ من قول إلا لدیه رقیب عتید**'' (سورۂ ق:۱۸)(انسان اپنے منہ سے کوئی بات نکال نہیں پاتا، مگر یہ کہ اس کے پاس نگہبان تیار ہے)۔

-''**فنجعل لعنة الله علی الکاذبین**''(سورۂ آل عمران:۶۱)(تو ہم جھوٹوں پر اللہ کی لعنت کریں)۔

-''**قال النبی ﷺ:یسروا ولا تعسروا، بشروا ولا تنفروا**'' (بخاری)(مفتی ابوبکر قاسمی)۔

-''**عن سلمان قال:سئل رسول الله ﷺ عن السمن والجبن والفراء، فقال: الحلال ما أحل الله فی کتابه، والحرام ما حرم الله فی کتابه، وما سکت عنه فهو مما عفی عنه**''(ترمذی ابواب اللباس، حدیث نمبر:۱۷۲۶)۔

-''**عن أبی هریرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: الحکمة ضالة المؤمن حیثما وجدها، فهو أحق بها**''(ابن ماجہ الحکمۃ)۔

-''**عن أبی هریرة عن النبی ﷺ قال: إن الدین یسر، ولن یشاد الدین أحد، إلا غلبه فسددواوقاربوا وأبشروا واستعینوا بالغدوة والروحة، وشئ من الدلجة**''(بخاری ۱/۶۹)(مولانا جمشید جوہر قاسمی)۔

-''**هذا یفید أن آلة اللهو لیست محرمة لعینها،بل لقصد اللهو منها، ألا تری أن ضرب تلک الآلة لعینها حل تارة، وحرم أخری باختلاف النیة، والأمور بمقاصدها**''(شامی ۹/۵۰۵)۔

-''**یحتج بجمیع ذلک فی أن الأشیاء علی الإباحة ممالایحظره العقل، فلا یحرم منه شئ؛ إلا ما قام دلیله**''(جصاص، احکام القرآن ۱/۳۳)۔

-''**والحق فی إفتاء التحلیل والتحریم فی هذا الزمان التمسک بالأصلین اللذین ذکرهما البیضاوی فی الأصول ووضعهما بأنهما نافعان فی الشرع، الأول: أن الأصل فی المنافع الإباحة، والثانی: أن الأصل فی المضار التحریم**''(تنقیح الفتاوی الحامدیۃ ۷/۴۲۵، شاملہ)(ماخوذ اس مقالہ: ڈاکٹر محمد شاہجہاں ندوی)۔

-''**من الموجودات بأن جعل فیها منافع لکم منها ظاهرة، ومنها خفیة**''(روح المعانی للآلوسی ۱۳/۱۴۳)۔

-''**الأصل فی الأشیاء الإباحة**''(الاشباہ والنظائر:۵۶)۔

-''**قال الإمام الرازی:ما فی الأرض جمیعا جمیع المنافع، فمنها ما یتصل بالحیوان والنبات**

والمعادن والجبال، ومنها: ما يتصل بضهوب الحرف والأمورالتى استنبطها العقلاء، وبين تعالى: أن كل ذلک إنما خلقها كى ينتفع بها، كما قال:"وسخرلكم"(تفسیررازی۲/۳۷۹)(مفتی نذیراحمد کرجیکر)۔

-"هو الذين خلق لكم ما فى الأرض جميعا"، فيه دليل على أن الأصل فى الأشيا بعد ورود الشرع على الإباحة، وعلى هامشه: الأصل فى الأشياء الإباحة: لأن الإباحة هى الحكم الأصلى لموجودات الكون، وإنما يحرم ما يحرم منها بدليل من الشارع لمضرتها، والدليل على أن الحكم الأصلى للأشياء النافعة هو الإباحة: قوله-تعالى-ممتنا على عباده،.....ولا يتم الإمتنان ولا يكون التسخير، إلا إذا كان الانتفاع بهذه المخلوقات مباحا" (تفسیرسخاوی۱/۶۳)(مولانا صابرحسین ندوی)۔

-"وأما السادس، وهو ما يكون أداؤه إلى المفسدة نادرافهو على أصله من الإذن، لأن المصلحة إذا كانت غالبة:فلا اعتبار بالندور فى انخرامها، إذلا توجد فى العادة مصلحة عرية عن المفسدة جملة؛ إلا أن الشارع إنما اعتبر فى مجارى الشرع غلبة المصلحة، ولم يعتبر ندور المفسدة إجراء للشرعيات مجرى العاديات فى الوجود ولا يعدهنا قصد القاصد إلى جلب المصلحة، أو دفع المفسدة مع معرفته بندور المضرة عن ذلک تقصيرا فى النظر، ولا قصد إلى وقوع الضرر، فالعمل إذا باق على أصل المشروعية" (الموافقات للشاطبی۳/۳۶۱-۳۶۲)(مفتی صفوان احمد)۔

-"والمختار عند جمهور الحنفية والشافعية والظاهرية وجماعة من الحنابلة وأبى هاشم والجبائى من المعتزلة أن الأصل فى كل الأشياء الإباحة.....وأنى أرجح الرأى القائل بأن الأصل فى كل الأشياء والأفعال التى لم يرد النص بشأنها هو الإباحة، ولا يحرم شئ، إلا بنص صريح واضح الدلالة صحيح"(موسوعۃ الفقہ الاسلامی والقضایاالمعاصرۃ۱۰/۳۹۹)۔

-"إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرما، وتكون الواجبة إذا كان المقصد واجبا"(المسائل المہمۃ فیمایتعلق بہ الملۃ،بحوالہ المقاصدالشرعیہ/۴۶)۔

-"درأالمفاسد أولى من جلب المنافع"(فقہی قاعدہ:۱۳۲،القواعدالفقہیہ:۸۱)۔

-"إذا تعارض المفسدتان روعى أعظمهما ضررابارتكاب أخفهما، ويحتمل الضرر الخاص لدفع ضرر عام"(موسوعۃ الفقہ الاسلامی۱۲/۲۳۰)۔

-"ويتخرج على هذا الأصل كثير من الأطعمة والأشربة من النباتات والفواكه والحبوب التى ترد إلينا من بلاد بعيدة، ولا نعرف أسمائها، ولم يثبت ضررها، وكذلک يتخرج عليها كثير من

أنواع الفرش والأناث والآلات المستحدثة فيما لا يندرج تحت نهى، وأيضا بعض أنواع العقود المستحدثة والمعاملات الجديدة إذا ثبت خلوها من الربا والجهالة والغرر والضرر، إذا الأصل فى هذه الأموال قبولها للتصرفات، وجواز التراضى عليها"(القواعد الفقہیہ ۱۱۰/)(اقبال محمد ٹنکاروی)۔

-"الأول:استصحاب حكم الإباحة الأصلية للأشياء التى لم يرد دليل بتحريمها، ومعنى هذا أن المقرر عند جمهور الأصوليين بعد ورود الشرع: هو أن الأصل فى الأشياء النافعة التى لم يردفيها من الشرع حكم معين هو الإباحة، ودليل الأول آيات ثلاث:

أولها:-قوله تعالى-"هو الذى خلق لكم ما فى الأرض جميعا"، أخبر الله تعالى، بأن جميع المخلوقات الأرضية للناس، لأن 'ما' موضوعة للعموم، ولا سيما قد أكدت بقوله (جميعا) واللام فى (ولكم)تقتضى الاختصاص على جهة الانتفاع أى جميع ما فى الأرض مختص ب(كم) لتنتفعوا به، فيكون الانتفاع بجميع المخلوقات مأذونا فيه شرعا

ثانيها:قوله سبحانه وتعالى:"قل من حرم زينة الله التى أخرج لعباده والطيبات من الرزق"هذا استفهام للانكار، فالله تعالى أنكر تحريم الزينة والطيبات من الرزق، هذا استفهام للانكار فالله تعالى أنكر تحريم الزينة التى يختص بنا الانتفاع بها، كما هو مفهوم من مقتضى اللام المفيدة للاختصاص فى قوله تعالى:(لعباده)

ثالثها:قوله عزوجل:(أحل لكم الطيبات)اللام فى (لكم) تدل على أن الطيبات مخصوصة بنا على جهة الانتفاع، كما بينت، وليس المراد من الطيبات هو المباحات، وإللزم تكرار المعنى، إنما المراد بها هو ما تستطيبه النفس، هذه الآيات تدل على أن الأصل فى الأشياء الإباحة، حتى يرد دليل حاظر"(اصول الفقہ الاسلامی للزحیلی ۶۱/-۸۶۰)(مولانا ابرار الحق قاسمی)۔

-"إنما الأعمال بالنيات، الأمور بمقاصدها"(قاعدہ فقہیہ-الاشباہ)۔

-"وتبين بذلك حكم بيع المذياع(الراديو)والمسجل والحاكى، فإن جميع هذه الأشياء، وضعت لأغراض عامة تحتمل الاستعمال فى مباح وغيره، فبيعها صحيح منعقد، ولا كراهة فيه، إن لم يعلم البائع أن المشترى يقصد منها معصية، وذلك باتفاق العلماء"(فقہ البیوع)۔

-"وعلى سائق دابة ضمان ما تلف من شئ وقع من الدابة؛ لأنه متعد فى التسبب؛لأن الوقع بتقصير منه، وهو ترك الشد والأحكام فيه فصار كأنه ألقى نبيذه وينسحب هذا الحكم أيضا على

سائق السيارة، وكذلك يضمن قائد قطار الإبل؛ لأنه بيده يسير بسوقه ويقف بايقافه، فيضاف إليه ما حدث منه لتسببه، ولو كان رجل راكبا على بعيروسط القطار، ولا يسوق شيئا من الإبل، فضمان ما أصابه بغيره عليه، وعلى القائد" (الفقہ الحنفی فی ثوبہ الجدید ۳/۳۷۵-۷۶)۔

-"**أما إذا كان السبب مما يفضى مباشرة إلى التلف، فيترتب الحكم على المتسبب، مثال ذلك لو تماسك شخصان، فأمسك أحدهما بلباس الآخر فقط منه شئ كساعة مثلا فكسرت، فيترتب الضمان على الشخص الذى أمسك بلباس الرجل رغما من كواه متسببا، والرجل الذى سقطت منه الساعة مباشر؛ لأن السبب هنا قد أفضى إلى التلف مباشرة دون أن يتوسط بينهما فعل فاعل آخر**" (دررالحکام شرح مجلۃ الاحکام ۱/۸۱) (مفتی محمد عثمان بستوی)۔

-"**قوله:وجاز إجارة بيت الخ، هذا عنده أيضا؛ لأن الإجارة على منفعة البيت، ولهذا يجب الآجر بمجرد التسليم، ولا معصية فيه، وإنما المعصية بفعل المستاجر، وهو مختار فينقطع نسبيته عنه، فصار كبيع الجارية ممن لا يستبرئها أويأتيها من دبر وبيع الغلام من الوطى والدليل عليه أنه لو آجره للسكنى جاز، وهو لا بدله من عبادته فيه اه، زيلعى وعينى، ومثله فى العناية والكفاية، قال فى المنح: وهو صريح فى جواز بيع الغلام من اللوطى، والمنقول فى كثير من الفتاوى أنه يكره، وهو الذى عولنا عليه فى المختصر**" (ردالمحتار مع الدر ۶/۳۹۲، کتاب الحظر والاباحۃ)۔

-"**أن بيع العصير ممن يتخذه خمرا إن قصد به التجارة، فلا يحرم، وإن قصد به لأجل التخمير حرم**" (الاشباہ والنظائر ۵۳، قاعدہ نمبر:۲)۔

-"**إن هذا العلم دين فانظروا ممن تأخذون دينكم**" (ابن سیرین)۔

-"**الإسناد، وعندى من الدين لولا الإسنادليقال من شاء ماشاء**" (عبداللہ بن مبارک)۔

اردو فتاوی بطور استشہاد:

مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) یعنی مشینوں اور کمپیوٹر میں ذہانت اور انسانی فکری مہارت کا ملکہ پیدا کرنا اور ان سے کام لینا ایک مباح امر ہے، جس میں فی نفسہ کوئی شرعی قباحت نہیں، لہذا روزمرہ کے کاموں میں مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) کا استعمال جائز ہے، البتہ جس طرح دیگر مباح اشیاء کا حکم ہے کہ اگر اسے حرام اور ممنوع طریقہ پر استعمال کیا جائے، یا ممنوع کام کے لئے استعمال کیا جائے تو ناجائز ہوگا، بعینہ وہی حکم اس کا بھی ہے، باقی اگر

جاندار کی صورت یا تصویر پر مشتمل ربوٹ بنایا جائے تو یہ شرعاً ناجائز ہے (فتوی دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی)۔

احتیاط واعتدال اور تحفظات کا مسئلہ:

پہلے سوال میں مصنوعی ذہانت کے استعمال میں یہ بات بھی دریافت کی گئی ہے کہ اس میں احتیاط اور تحفظات برتنے چاہئیں یا بڑھ چڑھ کر اس سے استفادہ کرنا چاہئے؟

اس بارے میں مقالہ نگاران میں سے کچھ حضرات نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ احتیاط اور اعتدال تو ہر چیز کی خوبصورتی ہے، اس لئے مصنوعی ذہانت جس کا استعمال فی نفسہ مباح ہے، اس سے علمی، تحقیقی اور دیگر مفید امور میں مدد لی جاسکتی ہے، مگر بقدر ضرورت اور احتیاط کے ساتھ ہی استعمال کرنا چاہئے، مندرجہ ذیل حضرات نے اس کی وضاحت اس طرح کی ہے:

- جہاں تک مصنوعی ذہانت کے ذریعہ علمی اور معلوماتی سہولیات سے استفادہ کی بات ہے تو اس میں تحفظات کی ضرورت ہے، کیونکہ مصنوعی ذہانت سے حاصل ہونے والی معلومات کے سو فیصد یقینی اور صحیح ہونے کی کوئی ضمانت نہیں ہے، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کن تحفظات کی ضرورت ہے، اس لئے کہ جس کے بارے میں مواد AI کے پاس موجود نہ ہو اس کے بارے میں غلط معلومات دیتا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ وہ حوالہ جات بھی غلط دیتا ہے، بغیر تحقیق کے اس کے مواد پر اعتماد کرنا نقصان دہ ہے (مفتی جنید احمد قاسمی)۔

- یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے استعمال میں اعتدال اور احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے (مولانا محمد عاشق صدیقی ندوی)۔

- مشینی ایجادات میں منفعت کے ساتھ کئی منفی پہلو بھی ہوتے ہیں، اس لئے ان کے استعمال میں احتیاط اور تحفظ بھی پیش نظر ہونا چاہئے، حقیقت یہی ہے کہ مشینوں پر کامل انحصار واعتماد انسانوں کے لئے مناسب نہیں ہے (مولانا محمد عارف باللہ قاسمی)، موصوف نے اس پر روشنی ڈالتے ہوئے چند مثالیں دی ہیں جو یہ ہیں:

۱- ان کے استعمال میں سب سے اہم اور محتاط پہلو یہ ہے کہ ان سے معلومات بالخصوص دینی احکام ومسائل اور دینی معلومات کے حصول میں مکمل محتاط رہنا ضروری ہے اور کتابوں اور علماء کے بجائے ان سے یہ چیزیں معلوم کرنا اور ان پر بھروسہ کرنا بہت ہی خطرناک ہوسکتا ہے، حضرت مالک بن انسؒ اور ابن سیرینؒ کا قول ہے: ''**إن هذا العلم دين فانظروا عمن تأخذون دينكم**'' (مسلم ۱/ ۱۴) (یہ علم دین ہے، تم بغور دیکھ لو کہ اپنا دین تم کس سے حاصل کررہے ہو)۔

حقیقت یہ ہے کہ گوگل، اسی طرح چیٹ جی پی ٹی کے ذریعہ دینی معلومات اور شرعی احکامات کا حاصل کرنا بہت بڑی غلطی ہے، اور چیٹ جی پی ٹی پر پوچھے گئے مسائل پر بہت مرتبہ اطمینان بخش جوابات ملتے ہیں تو بعض مرتبہ ایسے جوابات ملتے ہیں جو چونکانے والے ہوتے ہیں، مثلاً یہ سوال کیا گیا کہ اسلام میں بھانجی سے نکاح کرنا کیسا ہے؟ تو یہ جواب ملا:

''بھانجی سے نکاح کرنے کا مسئلہ اسلامی شریعت میں بھی اہم ہے اور اس پر کچھ اصول وضوابط موجود ہیں جنہیں پیروی کہا جاتا ہے۔ یہاں کچھ اہم نکات بتائے جارہے ہیں-شرعی حکم: اسلامی شریعت میں بھانجی سے نکاح کی اجازت ہے، لیکن یہ نکاح معروف اخلاقی اور شرعی ضوابط کے مطابق ہونا چاہئے۔

یہی سوال عربی میں کرنے پر بعض مرتبہ جواب حرمت کا، یعنی صحیح ملتا ہے، تو بعض میں مبہم غیر واضح اور بعض مرتبہ یہ جواب ملتا ہے:

''نعم،يجوز النكاح مع بنت الأخت (بنت أخيک الشقيقة)في الإسلام، وهذا يعني أنه يسمح شرعا بالزواج بابنة أختک الشقيقة، تعتبر بنت الأخت ّأو بنت العمة أو الخالة) من الأقارب الرحميات التي يجوز الزواج بهن بشرط الامتثال لجميع الشروط الشرعية الأخرى للزواج، مثل موافقة الحرة من الطرفين، ودفع المهر المتفق عليه، ووجود الشهود المناسبين، والنية الصافية للزواج.

بناء على ذلک، إذا كانت الفتاة هي ابنة أختک الشقيقة،يعتبر الزواج بها جائزا شرعا ولا يعتبر محرما بموجب الأحكام الشرعية فی الإسلام'' (استغفراللہ)۔

نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کرنے پر بہت مرتبہ صحیح جواب ملتا ہے، تو کئی بار جواب میں غلطیاں بھی نظر آتی ہیں، ایک سوال کیا گیا کہ ظہر کی نماز کا وقت کب ختم ہوتا ہے، تو کبھی جواب ملتا ہے کہ عصر تک اس کا وقت ہے، تو کبھی یہ جواب ملتا ہے:

''ظہر کی نماز کا آخری وقت عصر کی اذان سے شروع ہوتا ہے، عام طور پر اسلامی شریعت میں ظہر کی نماز کا آخری وقت عصر کی اذان سے قبل ہوتا ہے، اس کے بعد عصر کی اذان نہ ہونے پر ظہر کی نماز قبول نہیں ہوتی''۔

تو کبھی یہ جواب ملتا ہے: ''عموماً، اسلامی تقویم میں ظہر کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے جب دوپہر کا آغاز ہوتا ہے، یعنی آفتاب کی اونگھت کے بعد، اور اس کا اختتام عصر کی اذان سے پہلے ہوتا ہے، جب سورج غورب ہونے کے قریب بیس منٹ تک باقی رہتا ہے''۔

تو کئی بار یہ جواب بھی آتا ہے کہ سورج کے غروب ہونے تک ظہر کا وقت رہتا ہے۔

اس سے پوچھا گیا کہ علامہ ملا علی قاری کون ہیں؟ تو حیران کن جواب ملتا ہے:

''علامہ ملا علی قاری ایک مشہور اور معروف اسلامی عالم اور مفسر قرآن ہیں، وہ اردو زبان میں اپنی علمی خدمات اور تفسیری کام کے ذریعے معروف ہوئے ہیں''۔

جبکہ گوگل پر صرف ملا علی قاری لکھتے ہی صحیح معلومات اور ویکیپیڈیا کی تفصیل آتی ہے، اگر یہ چیٹ جی پی ٹی گوگل یا ویکیپیڈیا سے معلومات اخذ کر کے اپنی زبان میں پیش کرتا تو شاید ایسی غلطی نظر نہ آتی، گویا اس کے اپنے ڈاٹا بیس میں جو معلومات ہیں اسے ظاہر کر رہا ہے، بہت مرتبہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی عالم کے بارے میں فرضی اور بناوٹی معلومات پیش کر دیتا ہے، جیسے کہ وہ طالب علم جس سے کسی مصنف کے بارے میں پوچھا جائے اور اسے وہ معلوم نہ ہو تو صفحہ بھرنے کے لئے وہ اپنی مرضی سے کچھ بھی لکھ دیتا ہے۔

اسی طرح ایک سوال یہ کیا گیا: طواف زیارت کب کرنا ہے؟ تو اس کا جواب جو ملا وہ بعینہ یہ تھا:

''طواف زیارت کب کرنے یا ادا کرنے کا وقت اسلامی شریعت میں مختلف مواقع پر مختلف ہوتا ہے، یہاں کچھ اہم مواقع بتائے جا رہے ہیں جن پر طواف کیا جاتا ہے اور ان کا وقت بھی دیا جا رہا ہے: حج کے دوران: حج کے دوران طواف کعبہ کی زیارت انجام دی جاتی ہے، جو حج کے ارکان میں سے ایک ہے، حج کے دوران طواف کعبہ کے لئے مخصوص وقت نہیں ہوتا، لیکن عموماً اس دوران علاقے میں مزدور ہوتے ہیں، عمرہ کے دوران: عمرہ کے بعد طواف کعبہ کیا جاتا ہے، جو عمرہ کے ارکان میں سے ایک ہے، عمرہ کے دوران عموماً طواف کعبہ کو ادا کرنے کے لئے خصوصی وقت مخصوص نہیں ہوتا، اور عمرہ کے بعد جب معمولی زیارتی کام کئے جاتے ہیں تو طواف کعبہ کیا جاتا ہے''۔

سوال کیا گیا کہ امام ابوحنیفہ کون ہیں؟ یہ سوال دو مرتبہ کیا گیا دوسری مرتبہ کا جواب درست تھا، لیکن پہلی مرتبہ یہ جواب ملتا ہے:

''امام ابوحنیفہؒ اسلامی فقہ کے اہم اماموں میں سے ایک ہیں، وہ عالم دین، فقیہ، اور قانونی ماہر تھے جن کے فقہی اور قانونی اصولوں نے اسلامی فقہیات کو بہتر طریقے سے ترتیب دیا، انہوں نے قدیم اور حاضر کے فقہی مسائل کے حل کے لئے اپنی فقہی مذاہب تخلیق کی، جنہیں ''فقہ حنفی'' یا ''مذہب حنفی'' کے نام سے جانا جاتا ہے، امام ابوحنیفہؒ کا اصل نام ''نعمان بن ثابت'' ہے، اور وہ ہندوستان (معاصر بھارت) کے مسلمان تھے، ان کا ولد ہرتہ، جو آج کل عراق میں واقع ہے، میں ہوا، انہوں نے عالمی تعلیم اخذ کی اور بہت بڑی مدت فقہ کے مطالعہ میں لگایا''۔

اس سے پوچھا گیا کہ عاشوراء کے روزے کا کیا حکم ہے؟ تو جواب یہ ملتا ہے:

''عاشوراء کا روزہ اسلامی شریعت میں مستحب ہے، اس روزے کے رکھنے پر اجر وثواب کی بڑی مقدار بیان کی گئی ہے، یہ روزہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے واقعہ کی یاد میں رکھا جاتا ہے، اس کا مقصد احادیث نبوی ﷺ کے مطابق انسانیت، عدل، امن وامان، اور اخلاقیات کے اصولوں کو فروغ دینا ہے''۔

یہ چند مثالیں ہیں اور راقم الحروف کا اندازہ ہے کہ انگریزی اور عربی کے بالمقابل اردو میں اغلاط کی بہت کثرت ہے، ہوسکتا ہے کہ آئندہ ان کی اصلاح کرلی جائے، لیکن موجودہ حالت میں جو معلومات حاصل ہوتی ہیں ان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دینی معلومات میں ان پر قطعی اعتماد نہیں کیا جاسکتا، اور محض ان سے معلومات لے کر علمی کام کرنے میں بہت سی غلطیاں ہوسکتی ہیں، اسی لئے خود چیٹ جی پی ٹی کی طرف سے وضاحت بھی ہے:

(چیٹ جی پی ٹی سے غلطی ہوسکتی ہے، اہم معلومات جانچ لیں) ChatGPT can make mistakes, check important info.

-مصنوعی ذہانت کی تفصیلات دیکھنے کے بعد سمجھ میں آتا ہے کہ اس بابت تحفظ اولی ہے (ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی)۔

-اس اپلی کیشن کے استعمال میں احتیاط برتنی چاہئے، اور اس کے فوائد کو زیادہ سے زیادہ اور نقصان کو کم سے کم کرنے کی مناسب تدابیر اختیار کرنی چاہئے (مفتی برکت علی قاسمی، سلیم تامل ناڈو)۔

-بغیر تحفظ کے مصنوعی ذہانت کم اہمیت کی حامل ہے، اسی قدر اس میں اضرار بھی پائے جاتے ہیں، یہ دو دھاری تلوار سے بھی زیادہ خطرناک چیز ہے، اس کے استعمال کے لئے اہل علم کے ذریعہ قواعد وضوابط ضرور وضع کئے جانے چاہئیں اور ان کی پابندی بھی ضروری ہے (حافظ سید فاروق عمری مدنی)۔

-شرعی امور اور علمی میدان میں اس بابت احتیاط کرنا چاہئے (مولانا جمشید جوہر قاسمی)۔

-اس پر مکمل بھروسہ کسی طور پر درست نہیں، تحفظ ضروری ہے (مولانا محمد جلیل اختر جلیلی ندوی)۔

-مصنوعی ذہانت پر مکمل اعتماد کرکے بڑھ چڑھ کر استفادہ نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ اس کے مضر اثرات بھی ہیں، اس لئے بوقت ضرورت، بقدر ضرورت استعمال کی گنجائش ہوگی (مفتی حبیب اللہ قاسمی)۔

-صرف اس حد تک ہی استعمال ہونا چاہئے جو کسی بھی طرح کے خطرات سے خالی ہو (مولانا راشد حسین ندوی)۔

-اس کے مضر اور خطرناک پہلو بھی ہیں، ان کی وجہ سے اس بابت تحفظات رکھنے ہی چاہئیں (مفتی جمیل احمد نذیری)۔

-احکام شرع کی بابت اس کے استعمال سے بچنا ہی احتیاط ہے (مفتی محمد جعفر ملی)۔

-موجودہ انسانی ذہن کے فساد اور تخریب مزاجی کے پیش نظر تلبیس وتزویر کے قوی امکانات کے نتیجے میں خطرات ومضرات سے دوچار ہونے کے اندیشے زیادہ ہیں، اس لئے محتاط طور پر اس کے منافع سے استفادہ کے جواز کے ساتھ ایک حد تک دوری اور تحفظ بنائے رکھنا بھی لازم ہے، "**يكون في آخر الزمان دجالون كذا بون يأتونكم من الأحاديث بمالم تسمعوا أنتم ولا آبائكم، فإياكم وإياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم**" (مقدمہ مسلم) (مولانا ابوعاصم اعظمی)۔

سوال نمبر ۲:

مصنوعی ذہانت کے استعمال میں تلبیس اور دھوکہ دھڑی کے امکانات کو مدنظر رکھتے ہوئے، اس کے استعمال کے لئے کن اصول وضوابط کی پابندی شرعاً ضروری ہونی چاہئے؟

اس سوال کے جواب میں مقالہ نگاران نے اپنے اپنے طور پر مختلف طرح کی پابندیوں کی نشاندہی اصول وضوابط کے طور پر کی ہے، ان تمام کو کسی ایک قالب میں یکجا کرنا ممکن نہیں ہے، اس لئے ان کے اسمائے گرامی کے ساتھ انہیں ذیل میں درج کرنے کی کوشش کی جارہی ہے:

مفتی شاہد علی قاسمی:

-تلبیس وتزویر والے عمل سے بچنا لازم ہوگا، "**من غشنا فليس منا**" حدیث کی روشنی میں۔

-فحش اور بے حیائی والے امور سے بچنا لازم ہوگا، کیونکہ اس پر شریعت میں وعید وارد ہے۔

-مصنوعی ذہانت کے استعمال کے لئے ملکی قوانین وضوابط (حکومت کی طرف سے جاری کردہ گائیڈ لائن) ہو تو اس کی پاسداری لازم ہوگی۔

-فتنہ انگیزی سے اجتناب لازم ہوگا، جیسے کسی کے متعلق غلط ویڈیو بنا کر ڈالنا، اور نقض امن پر مبنی ویڈیو اور آڈیو اپ لوڈ کرنا وغیرہ۔

-مصنوعی ذہانت کے استعمال میں اتنا انہماک نہ ہو کہ حقوق وفرائض کی ادائیگی میں کوتاہی ہونے لگے۔

-مصنوعی ذہانت سے معلومات حاصل کی جائیں ان کو مکمل سچ نہ سمجھا جائے، بلکہ اسے صدق وکذب کے محتمل کا درجہ دیا جائے۔

-مصنوعی ذہانت کے استعمال کی بات اسی وقت درست ہے، جبکہ اس کی افادیت غالب ہو۔

مفتی محمد عثمان بستوی:

-مصنوعی ذہانت کے استعمال کے لئے ان اصول وضوابط کو جن سے مفاسد کا سدباب ہو سکے اس کے ماہرین اور اس کے استعمال سے واقف کار لوگ ہی متعین کر سکتے ہیں، البتہ ذاتی استعمال کے لئے مندرجہ ذیل اصول کو پیش نظر رکھنا چاہئے:

-مصنوعی ذہانت استعمال کرتے وقت آخرت کا احساس رہے کہ اس کے ذریعہ جو کام انجام پائے گا ایک دن مجھے اس کا حساب وکتاب دینا ہے۔

-کسی کے بارے میں کوئی منفی چیز سامنے آئے تو اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرے، اس کی تشہیر اسلامی مزاج سے ہم آہنگ نہیں۔

-مذمت وغیرہ پر مبنی مضمون کی ترتیب اور اشتہار مقصود ہو تو جب تک پیش نظر شخص کے معائب کا حجت شرعیہ سے ثبوت نہ ہو اس کی طرف عیب اور نقائص کو منصوب کر کے تشہیر نہ کرے۔

-مظلوم کو اس ظلم کے بیان کرنے کی اجازت ہے جس سے اس کو ضرر لاحق ہو رہا ہو، لیکن اس میں بھی بہتر صورت یہ ہے کہ عام اعلان واشتہار کے بجائے ظلم کی روک تھام پر قدرت رکھنے والے ادارہ اور افراد تک اس کو محدود رکھا جائے۔

-مذہبی تحریر میں متعلقہ شخص کے نام وپیشہ کا تذکرہ اور اشتہار حجت شرعیہ کے ثبوت کے بغیر جائز نہیں۔

-عقائد باطلہ پر مشتمل مضامین کی تشہیر جائز نہیں، اگر اس کے ترتیب کی نوبت آ ہی جائے تو ساتھ ہی اس کا رد بھی واضح کرنا ضروری ہے۔

-بے حیائی اور دینی مفاسد پر مبنی مواد کی نشر واشاعت جائز نہیں۔

-ایسے مضامین جن کا نہ دینی فائدہ ہو اور نہ دنیوی تو اس کی اشاعت سے احتراز میں عافیت ہے، البتہ ذہن ودماغ کو راحت پہنچانے والے شائستہ مضامین تفریح طبع کے لئے جائز ہے۔

مفتی اسعد عبدالرزاق فلاحی:

-نیت کی درستگی، سچائی اور دیانت داری، عدل وانصاف، اپنی نجی زندگی کا احترام، مسلمانوں کی بھلائی، معاشرتی اخلاقیات، فضول اور لغویات سے احتراز، غیر محقق باتوں کے پھیلانے سے احتراز، اعضاء وجوارح کی حفاظت، اخلاقی پستی سے تحفظ۔

مولانا محمد ریاض ارمان قاسمی:

-یہ انسان کے لئے فائدہ مند ہے، اس کے استعمال کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔

-غیر شرعی اور غیر انسانی چیزوں سے حفاظت کے لئے اس مشین یا ایپ میں ہی کوئی ایسا بندوبست ہو یا الارم اور وارننگ بھرا کوئی پیغام ہو جو دیکھنے اور استعمال کرنے والے کو متنبہ کرے۔

-مصنوعی ذہانت کے لئے ایپ بنانے والوں کو اس بات کا مکلّف کیا جائے کہ اس میں صارفین کا تحفظ، راز داری، شہری حقوق، جدید سائنسی تحقیق اور مزدوروں کے حقوق کی حفاظت کا التزام کیا جائے۔

-اس کے ذریعہ تخلیق کردہ مواد پر ایسا نشان یا واٹر مارک موجود ہو جس سے یہ وضاحت ہو سکے کہ مواد کس شخص کی تخلیق ہے، یا وہ مصنوعی آلہ کے ذریعہ بنایا گیا ہے۔

-ایپ میں ایسے رموز و اوقات شامل ہوں جو اصل اور نقل میں فرق واضح کر سکے۔

-اس کے اصل ای میل اور الیکٹرانک پیغامات، آڈیوز سے نقل کے فرق کو واضح کرنا ضروری ہونا چاہئے۔

مفتی محمد عفان منصور پوری:

-زندگی کے جس شعبہ کے لئے استعمال کیا جائے، ان سے متعلق اسلامی اصول وضوابط کی پابندی شرعاً ضروری ہوگی۔

مفتی عبدالاحد قاسمی:

موصوف نے اصول وضوابط کے ضمن میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اس کا استعمال کہاں کیا جائے، اور کہاں نہیں: مثال کے طور پر: تصویر سازی، خیانت، جھوٹ اور دھوکہ، افترا پردازی، موسیقی، مجسمہ سازی، اپنی تصویر عام نہ کریں۔

-"**یایها الذین آمنوا إن جاء کم فاسق بنبأ فتبینوا أن تصیبوا قوما بجهالة فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین**" (سورۂ حجرات:٦)۔

-"**فلیودالذی أو تمن أمانته ولیتق الله ربه**" (سورۂ بقرہ:۲۸۳)۔

-"**وإن الکذب یهدی إلی الفجور**" (بخاری:۹۰۰)۔

مولانا عاقب شاہد قاسمی:

-خطبہ حجۃ الوداع کی روشنی میں اس کے اصول وضوابط مقرر کئے جا سکتے ہیں۔

مولانا محی الدین غازی:

-اس کا استعمال تعمیری مقاصد کے لئے ہو تخریبی مقاصد کے لئے نہ ہو۔

-اس کے ذریعہ حاصل ہونے والی معلومات کو تحقیق کے معیار پر پرکھا جائے ،ورنہ غلط بات شریعت کی طرف منسوب ہونے کا امکان ہے۔

-اس کے ذریعہ حاصل ہونے والی معلومات کی ذمہ داری خود قبول کرنی چاہئے۔

-مصنوعی ذہانت کی تخلیق کو اپنی تخلیق کے طور پر نہ پیش کیا جائے۔

مولانا ابوعاصم اعظمی:

-اس کی تصدیق یا تکذیب میں جلد بازی سے اجتناب کیا جائے۔

-مصادر اور مراجع سے اس کی تصدیق وتحقیق کی جائے۔

-دینی وعلمی امور میں جو معلومات فراہم ہورہی ہوں وہ معروف ہو، دین سے ثابت شدہ معلومات کے موافق ہوں۔

-''**إذا حدثكم أهل الكتاب فلا تصدقوهم ولا تكذبوهم، وقولوا آمنا بالله وملائكته وكتبه ورسوله، فإن كان حقا لم تكذبوهم، وإن كان باطلا لم تصدقوهم، وقال: قاتل الله اليهود، لقد أوتوا علما**'' (مواد الظمان الی زوائد ابن حبان: حدیث نمبر:۱۱۰)۔

مفتی عبدالمنان:

-اس کے استعمال کی ہر جہت میں شرعی ضابطہ کی پابندی ضروری ہے۔

مفتی جمیل احمد نذیری:

-شریعت نے جن چیزوں کو دھوکہ، فریب، الزام تراشی، بہتان طرازی اور تلبیس قرار دیا ہے، وہاں اس کا استعمال ہرگز نہ کیا جائے، نہ تو نقالی کے طور پر اور نہ ویڈیو یا آڈیو کی صورت میں۔

-کسی بھی انسان، مرد یا عورت کی آواز میں کوئی جملہ اور گفتگو تیار نہ کی جائے، ہنسی مذاق کے طور پر بھی نہیں۔

-کسی شخص کی زبان یا اعضاو جوارح وحرکات وسکنات کے ذریعہ کسی فعل یا عمل یا گفتگو کو نہ دیکھا جائے۔

-اس طرح کی حرکتوں کی روک تھام کے لئے قابل تعزیر قانون سازی ہونی چاہئے۔

مفتی راشد حسین ندوی:

-اس کے ذریعہ دھوکہ دہی ناجائز ہے۔

-اس کے ذریعہ قولی یا فعلی طور پر جھوٹ بولنا جائز نہیں۔

-اس کا استعمال بے حیائی اور فحش گوئی اور برائی وغیرہ پھیلانے میں نہ کیا جائے۔

-اس سے نہ تو کسی کو نقصان پہنچائے اور نہ خود نقصان اٹھائے۔

-"عن عبادة بن صامت أن رسول الله ﷺ قضى أن لا ضرر ولا ضرار" (ابن ماجہ کتاب الاحکام:۲۳۴۰)۔

مولانا جمیل اختر جلیلی ندوی:

-دیانت داری اور انصاف، سلامتی، انسانیت کی رعایت، سماجیاتی اور ماحولیاتی فوائد، اعتباریت اور تحفظ، شفافیت اور وضاحت، احتساب اور ذمہ داری، پائیدار ترقی اور انسانی بہبود، نیز مصنوعی ذہانت کے صارفین کے لئے بھی بہت سے اخلاقی ضوابط ہیں جنہیں استعمال کے وقت ملحوظ رکھنا چاہئے۔

-"قل إنما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن والإثم والبغی بغير الحق، وأن تشركوا بالله مالم ينزل به سلطانا، وأن تقولوا على الله مالاتعلمون" (سورۂ اعراف:۳۳)۔

-"يخادؤن الله والذين آمنوا وما يخدعون إلا أنفسهم وما يشعرون" (سورۂ بقرہ:۹)۔

-"والذين يوذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا وإثما مبينا" (سورۂ احزاب:۵۸)۔

-"من غشنا فليس منا والمكر والخداع فی النار" (ابن حبان، حدیث نمبر:۵۵۵۹، طبرانی، حدیث نمبر:۱۰۳۳۴)۔

-"عن النبی ﷺ : من ضار ضار الله به، ومن شاق شق الله عليه" (ابوداؤد، حدیث نمبر:۲۶۳۵)۔

مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی:

-ایسے معاملات جن میں دھوکہ اور تزویر یقینی ہو ان میں بالکل اجتناب لازم ہونا چاہئے، جیسے دوسروں کی آواز بنا کر ویڈیو یا آڈیو بنانا وغیرہ۔

-اخذ کردہ مضامین پر بغیر حوالہ کے اعتماد نہ کیا جائے۔

-"اجتنبوا قول الزور" (سورۂ حج:۳۰)۔

-"إن الله لا يصلح عمل المفسدين" (سورۂ یونس:۸۱)۔

-"ليفسدفيها ويهلک الحرث والنسل والله لا يحب الفساد" (سورۂ بقرہ:۲۰۵)۔

-"عن انس أن النبی ﷺ مربقوم یلقحون فقال:لولم تفعلوا لصلح، قال: فخرج شیصا فمربهم، فقال:مال نخلکم قالوا: قلت: کذا وکذا، قال: أنتم أعلم بأمردنیاکم"(مسلم ۱۲/ ۵۴)۔

-"عن عائشة أن النبی ﷺ سمع أصواتا فقال: ما هذا الصوت قالوا:النخل یؤبرونها فقال: لو لم یفعلوا لصلح، فلم یؤبروا عامئذ، فصار شیصا، فذکروا للنبی ﷺ فقال: إن کان شیئا من أمردنیاکم فشأنکم به، وإن کان من أمور دینکم فإلیّ"(ابن ماجہ:۷/ ۳۳۳)۔

مولانا سید فاروق عمری مدنی:

-ان ایجادات کو اللہ کی نعمت سمجھتے ہوئے کسی شک وشبہ میں پڑے بغیر ان کو انسانیت کی خدمت اور فلاح و بہبود میں آسانی کا وسیلہ بنانا چاہئے۔ تعاون علی البر کے جذبہ سے اس کو استعمال کیا جائے۔

-اللہ کی خشیت اور تقوی وللّٰہیت کے ساتھ اسے استعمال کرنا چاہئے۔

-اگر کسی قسم کے دھوکہ کا اندیشہ ہو تو تحقیق کے بعد حکم لگانا چاہئے۔

مفتی محمد برکت علی قاسمی:

-اس کے ذریعہ فراہم کردہ معلومات کی معتبر ذرائع سے تصدیق کرلیں، مذہبی حساسیت کو ملحوظ رکھیں، پرائیویسی کی حفاظت کریں، کسی کو شیئر نہ کریں، اس پر کامل انحصار نہ کریں، خلاف شرع اس کا استعمال نہ کریں، اللہ کا ڈر ملحوظ رکھیں کہ ہمارے ہر کام پر اس کی نظر ہے۔

-"المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده"(حدیث)۔

-"لا إیمان لمن لا أمانة له" (رواہ احمد)۔

-"الحکمة ضالة المؤمن فحیث وجدها، فهو أحق بها"(ترمذی۵/ ۱۵)۔

مفتی عارف باللہ قاسمی:

اس سے حاصل ہونی والی معلومات میں مکمل احتیاط برتیں، جن امور کے بارے میں معلومات لی جارہی ہیں، اس کے ماہرین اور اس سے متعلق کتابوں سے مراجعت کرلی جائے، اس کا استعمال اسی حد تک ہو جس سے دوسروں کو ضرر نہ پہنچے، دھوکہ اور تزویر وغیرہ کے لئے اس کا استعمال نہ ہو، اس کا استعمال اس طرح بھی نہ ہو کہ جس سے کسی انسان یا کسی طبقہ کا حق متاثر ہو، اس کے استعمال میں شفافیت ہو۔

موصوف نے مندرجہ ذیل نصوص کی روشنی میں ان حدود وقیود کی وضاحت کی ہے:"ان هذا العلم دین،

فانظروا تأخذون دینکم"(مسلم ۱/ ۱۴)۔

-چیٹ جی پی ٹی سے دریافت کیا گیا کہ اسلام میں بھانجی سے نکاح کرنا کیسا ہے؟ تو یہ جواب ملا:''اسلامی شریعت میں بھانجی سے نکاح کی اجازت ہے''یہ کس قدر غلط اور لایعنی بات ہے،اسی طرح عصر کی اذان ہونے پر ظہر کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

-اس طرح کی غلط باتیں بھی اسلامی معلومات کے نام پر چاٹ جی پی ٹی کے ذریعہ سامنے آتی ہیں،اس لئے کسی بھی قیمت پر مصنوعی ذہانت اور چاٹ جی پی ٹی جیسی چیزوں پر خاص طور سے شرعی معاملات میں قطعی بھروسہ نہیں کیا جانا چاہئے جب تک اس کی تحقیق نہ کرلی جائے۔

مولانا محمد عاشق صدیقی ندوی:

نیت کی درستگی، انصاف اور اعتدال کا خیال رکھنا،صداقت، انسانی حقوق کا احترام، نقصان سے بچاؤ، علمی اخلاقیات ،امانت و دیانت کی پاسداری، قانونی حدود کی پاسداری، تجارتی بدعنوانیوں سے حفاظت، ماہرین سے رہنمائی،موصوف نے مندرجہ ذیل دلائل بھی دیئے ہیں:

-''**ولقد کرمنا بنی آدمی**"(سورۂ اسراء:۷۰)۔

-''**وجعلناکم أمة وسطا**"(سورۂ بقرہ:۱۴۳)۔

-''**یا یھاالذین آمنوا اتقوا اللہ، وکونوا مع الصادقین**"(سورۂ توبہ:۱۱۹)۔

-''**لا تلقوا بأیدیکم إلی التھلکة**" (بقرہ:۱۹۵)۔

-''**إنما الأعمال بالنیات**"(بخاری)۔

-''**الصدق ینجی والکذب یھلک**"(حدیث)۔

-''**المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده**"(حدیث)۔

-''**لا یؤمن أحدکم حتی یحب لأخیه ما یحب لنفسه**" (مسلم)۔

مفتی جنید احمد قاسمی:

-اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ کسی صورت میں حرام یا غیر شرعی مواد کا استعمال نہ کیا جائے، اور نہ اس کی ترویج کی جائے۔

-جھوٹ اور دھوکہ پر مبنی مواد کی ترویج نہ کی جائے۔

-استعمال میں عدل اور انصاف کی پاسداری ضروری ہے۔

-ذاتی معلومات کی حفاظت اور امانت داری شرعی طور پر لازم ہے۔

-صارفین کی اجازت کے بغیر ان کی معلومات کو کسی اور مقصد سے استعمال نہ کیا جائے۔

-انسانی عزت واحترام کی پاسداری میں کوئی کمی نہ آئے۔

-کسی فرد کی توہین نہ ہو۔

-اس کا استعمال سچائی اور دیانت داری پر مبنی ہو۔

مفتی محبوب فروغ احمد قاسمی:

-ہر خبر پر آنکھ بند کر کے اعتماد نہیں کیا جاسکتا اس کی تحقیق وتنقیح ضروری ہے۔

-حتی الامکان اسشتغال واستخدام سے احتیاط مناسب ہے۔

-مصنوعی ذہانت میں فراڈ اور دھوکہ کے خدشات زیادہ ہیں ایک شخص کی نہ کہی ہوئی بات بھی اس کی طرف منسوب کی جاسکتی ہے، جس جرم کو انسان نے سوچا بھی نہ ہو، مصنوعی ذہانت کے ذریعہ اسے کرتا ہوا اور اعتراف کرتا ہوا دکھایا جاسکتا ہے، اس لئے جو مواد حقوق انسانی سے متعلق ہو اس پر قدغن لگانے کی ضرورت ہے۔

-دینی تعلیم کے میدان میں اس پر اعتماد بالکل روا نہ رکھا جائے، یہی احتیاط بھی ہے اور مناسب بھی۔

موصوف نے اس کے لئے مندرجہ ذیل دلائل بھی دیئے ہیں:

-"**یایها الذین آمنوا إن جاء کم فاسق بنباء فتبینوا أن تصیبوا قوما بجهالة فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین**" (سورۂ حجرات:٦)۔

-"**إذا جاء هم أمر من الأمر**" سے معلوم ہوا کہ ہر سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق بیان نہیں کرنا چاہئے، "**کفی بالمرأ کذبا أن یحدث بکل ما سمع**" (حدیث) (معارف القرآن ۲/ ۴۹۲)۔

-"**أفلا یتدبرون ، أفلا یعقلون، أفلا یبصرون، افلا یتفکرون**" وغیرہ قرآنی الفاظ، سے استدلال۔

اشکر کوثری، مفتی نذیر احمد کرجیکر:

-اخلاقی امور کو ملحوظ رکھنا، صداقت اور شفافیت کو بروئے کار لانا، شخصی پرائیویسی کا خیال رکھنا، دوسروں کو نقصان پہنچانے والے امور سے بچنا، اس کی تمام ذمہ داریوں کو قبول کرنا، خیر کے پہلو کو پیش نظر رکھنا اور شر کو روکنا، انسانی شرافت کا احترام کرنا۔

موصوف نے یہ دلائل بھی نقل کئے ہیں:

-"ولقد كرمنا بن آدم وحملناهم فی البر والبحر ورزقناهم من الطيبات"(بنی اسرائیل:۷۰)۔

-"كلكم راع، كلكم مسؤول عن رعيته"(بخاری)۔

-"من رأى منكم منكرا فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه، وذلک أضعف الإيمان"(مسلم)۔

-"المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، والمهاجر من هاجر ما نهى الله عنه"(بخاری)۔

-"آية المنافق ثلاث:إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا اؤ تمن خان"(بخاری)۔

-"دعونی ماتركتم، إنما هلک من كان قبلكم بسؤالهم"(حدیث)۔

-"واختلافهم على أنبيائهم، فإذا نهيتكم عن شئ فاجتنبوا"(بخاری)۔

مفتی اقبال محمد ٹنکاروی:

-جو کام اس کے ذریعہ ہورہا ہے وہ حلال ہو، اور لوگوں کی ضرورت کو ملحوظ رکھا جائے۔

-صدق ودیانت کا عزم ہو اور دھوکہ دہی اور فراڈ سے اجتناب ہو۔

-غرر کی صورتوں سے بچا جائے، حیاء سوز عمل سے اجتناب کیا جائے وغیرہ۔

مولانا معراج الدین قاسمی:

-اپنے ذاتی معلومات اور اہل خانہ کی تصاویر وغیرہ شیئر نہ کرے، احتساب اور بیدار مغزی کے ساتھ اس کا استعمال کرے، کوئی ایسی چیز نشر نہ کرے جو دوسروں کی اذیت کا باعث ہو، کسی کے ٹوہ میں نہ لگا رہے، ناشائستہ باتیں شیئر نہ کرے۔

-بے جا نام ونمود اور تشہیر سے بچے اور ایسے تمام فتنوں سے خود کو بچانے کا سامان کرے جس سے آدمی کی دیندار داؤ پر لگ جاتی ہے۔

موصوف نے مندرجہ ذیل تائیدات بھی پیش کی ہیں:

-"ومن الناس من يشترى لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم"(لقمان:٦)۔

-"تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان"(سورۂ مائدہ:۲۰)۔

-"إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة فى الذين آمنوا لهم عذاب أليم فى الدنيا والآخرة، والله يعلم وأنتم لا تعلمون"(سورۂ نور:۱۹)۔

-"والذين يوذون المؤمنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا و إثما مبنيا"(احزاب:۵۸)۔

-"عن معاويةؓ قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: إياكم والتمادح، فإنه الذبح"(حدیث)۔

-"عن كعب بن مالک قال: قال رسول الله ﷺ: ما ذئبان جائعان أرسلا فی غنم بأفسدلها من حرص المرأ علی المال والشرف لدينه"(ترمذی)۔

-"إن هذا العلم دينكم فانظروا عمن تأخذون دينكم"(حدیث)۔

-"فمن اتقى الشبهات فقد استبرألدينه وعرضه، ومن وقع فی الشبهات وقع فی الحرام"(مسلم کتاب المساقاۃ،حدیث نمبر:۱۵۹۹)۔

-"لاينبغی للمؤمن أن يذل نفسه، قالوا: وكيف يذل نفسه، قال: يتعرض من البلاء مالايطيق"(ترمذی ابواب الفتن)۔

حافظ کلیم اللہ عمری:

-جو مضامین اپلی کیشن سے اخذ کرے اس پر بار بار نظر ثانی کرے، دھوکہ دہی اور تلبیس سے کام نہ لیا جائے، مصنوعی ذہانت سے لئے گئے کام کو اپنی طرف منسوب نہ کرے، مصنوعی ذہانت والی مشین کی شکل وصورت انسان یا حیوان کے مشابہ نہ ہو، مصنوعی ذہانت والی مشین کی صحیح رہنمائی ہو، ورنہ اس پر اعتماد کی صورت میں صحیح حل ناممکن ہے۔

ڈاکٹر مفتی محمد شاہ جہاں ندوی:

-ضرر لاحق کرنے سے اجتناب، دھوکہ دہی سے اجتناب، راز داری کی پاسداری، خیانت سے اجتناب، اعتدال وتوسط کا التزام، اخلاقیات کی پابندی، اس کے ذریعہ حاصل کئے گئے مواد کے بارے میں باخبر کردینا، یہ امانت داری کا تقاضہ ہے، ماحولیات کو ضرر سے بچانا، سماج کو ضرر سے محفوظ رکھنا۔

موصوف نے مذکورہ قواعد وضوابط کی پابندی سے متعلق بہت سے دلائل کا احاطہ کیا ہے، چند مندرجہ ذیل ہیں:

-"ولا تمسكوهن ضرارا لتعتدوا،ومن يفعل ذلک فقد ظلم نفسه" (سورۂ بقرہ:۲۳۱)۔

-"يخادعون الله والذين آمنوا وما يخدعون إلا أنفسهم ومايشعرون" (سورۂ بقرہ:۹)۔

-"يا يها الذين آمنوا لاتخونوا الله والرسول وتخونوا آماناتكم وأنتم تعلمون"(سورۂ انفال:۲۷)۔

-''**انک لعلی خلق عظیم**''(سورۂ قلم:۴)۔

-''**إن الله یأمرکم أن تؤدوا الأمانات الی أهلها**''(سورۂ نساء:۵۸)۔

''**والله لا یحب الفساد**''(سورۂ بقرہ:۲۰۵)۔

-''**فلولا کان من القرون أولوابقیة ینهون عن الفساد فی الأرض إلا قلیلا ممن أنجینا منهم**''(سورۂ ہود:۱۱۶)۔

-''**لا ضرر ولا ضرور، من ضار ضار الله به، ومن شاق شق الله علیه**''(مستدرک الحاکم، کتاب البیوع ۲/۶۶، حدیث نمبر:۲۳۴۵، ۳۱۲۴)۔

-''**من غشنا فلیس منا**''(مسلم کتاب الایمان)۔

-''**ما بال أقوام یقولون: کذا وکذا، لکن أصلی وأنام، وأصوم وأفطر، وأتزوج النساء، فمن رغب عن سنتی فلیس منی**''(النسائی کتاب النکاح حدیث نمبر:۳۲۱۷)۔

-''**خیارکم أحاسنکم أخلاقا**''(الأدب المفرد للبخاری/ ۱۰۳، حدیث نمبر:۲۷۱)۔

سوال نمبر:۳

مصنوعی ذہانت کے اپلی کیشن کے ذریعہ تیار کردہ تحریر اور کتاب کو اپنی طرف منسوب کرنا۔

اس سوال کے جواب میں مقالہ نگاران کے دو رجحانات سامنے آئے ہیں:

پہلا رجحان:

مصنوعی ذہانت کے ذریعہ تیار کردہ تحریر کو بحیثیت مؤلف اور مرتب اپنی طرف منسوب کرنا جائز ہے، کیونکہ اس ترتیب وتزیین میں اس کی محنت بھی شامل ہے، مجوزین نے اس بات کی بھی قید لگائی ہے کہ اگر تحریر کو تیار کرنے میں اور تنقیح و تحقیق میں اس کی محنت بھی شامل ہوئی ہو تو درست ہے، البتہ یہ زیادہ مناسب بات ہے کہ اس بات کی وضاحت کردے کہ یہ تحریر مصنوعی ذہانت کے توسط سے تیار کی گئی ہے، یہ دیانت کا تقاضہ ہے، اور لوگ غلط فہمی اور بدگمانی سے بھی بچیں گے، اس ضمن میں بہت سے حضرات نے مصنوعی ذہانت سے حاصل کردہ مواد پر انتساب کو درست کہا ہے، تاہم حق تصنیف کو محفوظ کرنا نادرست قرار دیا ہے، حضرات مجوزین کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

مولانا محمد صابر حسین ندوی، مفتی ابوبکر قاسمی، مفتی رضوان احمد، مولانا معراج الدین قاسمی، مفتی اقبال محمد ٹنکاروی، مفتی ابرار الحق قاسمی، مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی، مفتی جنید احمد قاسمی، مفتی محمد برکت علی قاسمی،

حافظ سید فاروق عمری مدنی، مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی، مولانا محمد جمیل اختر جلیلی ندوی، مفتی حبیب اللہ قاسمی، مفتی جمیل احمد نذیری، مفتی عبد المنان قاسمی، مفتی عاقب شاہد قاسمی، قاضی محمد فیاض عالم قاسمی، مولانا محمد ریاض ارمان قاسمی، مفتی اسعد عبدالرزاق پالنپوری، مفتی محمد عثمان بستوی، مفتی شاہد علی قاسمی، مولانا محمد عارف باللہ قاسمی، ڈاکٹر مفتی محمد شاہجہاں ندوی۔

دلائل:

اس جواز کے لئے مندرجہ ذیل دلائل بھی دئے گئے ہیں:

-"**وإذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت وإسماعيل**" (سورۂ بقرہ:۱۲۸)۔

-"**وأن ليس للإنسان إلا ما سعى**" (سورۂ نجم:۳۹)۔

-"**عن النبى ﷺ من سبق إلى مالم يسبقه إليه مسلم فهو له، فخرج الناس يتعادون يتخاطون**" (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر:۲۶۶۹)۔

-"**لأن يأخذأحدكم حبله، فيأتى بحزمة حطب على ظهره، فيبيعها، فيكف الله بها وجهه خيرله من أن يسأل الناس أعطوه أو منعوه**" (بخاری:۱۴۰۲)۔

-"**ولا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة، وعلى هذا لا يجوز الاعتياض عن الوضائف بالأوقاف**" (الاشباہ والنظائر، شامی ۴/ ۵۱۵)۔

-"**والرابع: المحرزفى الأوانى ينقطع حق غيره عنه**" (کتاب الحظر والاباحۃ شامی ۱۶/ ۴۳۸)۔

-"**الكلمة الحكمة ضالة المؤمن، فحيث وجدها فهو أحق بها**" (ترمذی)۔

-"**من أفتى بغير علم كان إثمه على من افتاه، ومن أشار على أخيه بأمر يعلم إن الرشد فى غيره فقد خانه**" (ابوداؤد، مشکاۃ المصابیح ۱/ ۶۸)۔

-"**الرابع ماأحرز فى حب ونحوه فليس لأحد أن يأخذ منه شيأبدون إذن صاحبه، وله بيعه؛لأنه ملكه بالإحراز، فصار كالعبدو الحشيش**" (ہندیہ کتاب الأشربۃ ۵/ ۳۹۱)۔

-"**كل تأليف مبتكر فى الأداب أو الفنون أو العلام**" (معجم المعانی الجامع)۔

-"**أما إذا كان السبب مما يفضى مباشرة إلى التلف فيترتب الحكم على المتسبب مثال ذلك لو تماسك شخصان فأمسك، أحدهما بلباس الأخر فقط منه شئ كساعة مثلا فكسرت فيترتب الضمان على الشخص الذى أمسك بلباس الرجل رغما من كواه متسببا والرجل الذى**

سقطت منه الساعة مبا ش لأن السبب هنا قد أفضى إلى التلف مباشرة دون أن يتوسط بينهما فعل فاعل آخر"(دررالحکام شرح مجلۃ الاحکام ۱/۸۱)۔

-"**الراجح عندنا والله سبحانه وتعالى اعلم أن حق الابتكار والتاليف حق معتبر شرعا، فلا يجوز لأحد أن يتصرف في هذا الحق بدون إذن من المبتكر أوالمؤلف الخ**"(فقہ البیوع للعثمانی ۱/۶۸۲)۔

-"**عن أبى هريرةؓ قال: قال رسول اللهﷺ: من تعلم علما مما يبتغى به وجه الله لا يتعلمه، إلا ليصيب به عرضا من الدنيا لم يجد عرف الجنة، يوم القيامة**" (کتاب العلم الفصل الثانی ۱/۷۷)۔

-"**فلا حرج فى ذلک، فالسائل هو الذى يختارما يراه مناسبا مما يقترح عليه من هذه المواقع، ثم يقوم بعد ذلک بما ذكره من:(إعادة تنسيق الموضوع، وتصحيح ما فيه من أخطاء إملائية وغيره) والله اعلم**"(اسلام ویب نیٹ)۔

-"**التألف والتاليف هو جعل الأشياء الكثيرة بحيث لايطلق عليها إسم الواحد سواء كان لبعض أجزائه نسبة إلى البعض بالتقدم والتأخر أم لا**" (التعریفات ۱/۷۱)۔

-"**أما حق المؤلف الذى يدخل تحت عنوان قانونى جديد وهو الحق الأولى، فهو حق مصون فى تقديرى شرعا على أساس قاعدة الاستصلاح أو المصلحة المرسلة.....ويظل هذا الحق خالصا دائما له، ثم لورثته لقول النبى ﷺ فيما رواه البخارى وغيره:"من ترک مالا أو حقا فلورثته**"(الفقہ الاسلامی وادلتہ ۴/۳۸۶)۔

-"**لأن العرف والقانون السائد اعتبر هذا الحق من جملة الحقوق الشخصية، والمنافع تعدمن الأموال المتقومة فى رأى جمهور الفقهاء غير الحنفية، لأن الأشياء أو الأعيان تقصد لمنافعها لا لذواتها، والغرض الأظهر من جميع الأموال هو منفعتها،كمال قال شيخ الاسلام عز الدين بن عبد السلام، بل إن متأخرى الحنفية أفتوا بضمان منافع المغصوب فى ثلاثة: المال الموقوف، ومال اليتيم، والمال المعد للاستغلال**"(الفقہ الاسلامی وادلتہ حوالہ سابق)۔

دوسرا رجحان (عدم جواز):

اس بارے میں دوسرا رجحان یہ ہے کہ مصنوعی ذہانت کی مدد سے تیار کردہ تحریر اور کتاب کو اپنی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے، بلکہ اسے واضح کرنا ضروری ہے کہ یہ تحریر مصنوعی ذہانت کی مدد سے تیار کی گئی ہے، یہی اولی ہے، مندرجہ ذیل حضرات نے اس رجحان کا اظہار کیا ہے:

مفتی نذیر احمد کرجیکر، حافظ کلیم اللہ عمری، اُشکر الکوثری، مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، مولانا محی الدین غازی، مولانا ابوعاصم اعظمی، مولانا عبدالاحد قاسمی، مفتی محمد عفان منصور پوری۔

دلائل:

-"**فلاتحسبن الذين يفرحون بما آتوا ويحبون أن يحمدوا بمالم يفعلوا فلا تحسبنهم بمفازة من العذاب، ولهم عذاب أليم**"(سورۂ آل عمران:۱۸۸)۔

-"**المتشبع بمالم يعط كلا بس ثوبى زور**"(بخاری:۵۲۱۹،مسلم:۲۱۳۰)۔

-"**من ادعى دعوى كاذبة ليتكثر بها لم يزده الله، إلا قلة**" (مسلم:۱۱۰)۔

-"**من ادعى ما ليس له فليس منا، وليتبوأمقعده من النار**"(مسلم۱/۸۰،رقم:۶۱)۔

-"**قال النووى معلقا على هذا الحديث: وفى الحديث تحريم دعوى ما ليس له فى كل شئ سواء تعلق به حق لغيره أم لا، وفيه أنه لا يحل له أن يأخذ ماحكم له به الحاكم إذا كان لا يستحق**"(شرح نووی للمسلم ۲/۵۰)۔

-"**لايجوز لأحد أن يتصرف فى ملك الغير بغير اذنه**"(قواعدالفقہ :۱۱۰)۔

-اگرتم اپنے علم میں برکت پیدا کرنا چاہتے ہوتو میری اس بات پر عمل کرو کہ جس کتاب سے جو عبارت لو وہاں اس کتاب کا حوالہ لکھ دو، چاہے چار صفحہ کا کتابچہ ہی کیوں نہ ہو، اس سے علم میں برکت ہوگی (محمود الفتاوی ۱/۲۲۷-۲۲۸، بحوالہ ذوق فتوی نویس: مفتی ندیم احمد انصاری)۔

سوال نمبر :۴

اذان کے لئے مصنوعی ذہانت کا استعمال، تاکہ مقررہ نظام کے مطابق ہر وقت خود بخود اذان کا عمل انجام پاتا رہے۔

اتفاقی رائے:

اس سوال کے جواب میں تمام ہی مقالہ نگاران نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ چونکہ شریعت اسلامی میں اذان کی حیثیت، ایک شعار، عبادت، اعلان توحید، رب العالمین کی کبریائی، اور نماز جیسے اہم فریضہ کی طرف اہل ایمان کو بلانے کا ذریعہ ہے، اور اس کے لئے شریعت نے کچھ آداب وشرائط بھی مقرر کئے ہیں، ان کی ادائیگی ایک مکلّف انسان کے ذریعہ ہی ہوسکتی ہے، بے جان مشین کے اندر اگر وہ آواز قید کردی جائے اور اسے نماز کے اوقات میں چلا دیا جائے تو اس سے اذان کی ریکارڈ کردہ آواز تو لوگوں تک پہنچ جائے گی، اور لوگ سمجھ بھی جائیں گے کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے، لیکن اذان کا مقصد محض یہی

نہیں ہے، بلکہ عبادت وشعار اور اعلان توحید ورسالت بھی ہے، اور یہ کسی مکلّف انسان ہی سے ممکن ہے، مشین سے نہیں، اس لئے اذان کے لئے مصنوعی آلہ کا استعمال درست نہیں ہے، اور نہ ہی یہ مسئلہ محل اجتہاد ہے۔

البتہ جناب مولانا محی الدین غازی نے اس کے جواز کی بات کہی ہے اور کس بنیاد پر کہی ہے یہ واضح نہیں ہے۔

دلائل:

-"**یا یها الذین آمنوا إذا نودی للصلاة من یوم الجمعة فاسعوا إلی ذکر الله**" (سورۂ جمعہ:۹)۔

-"**فقم مع بلال، فإنه أندی وأمد صوتامنک، فألق علیه ما قیل لک ولیناد بذلک**" (سنن ترمذی کتاب الأذان حدیث نمبر:۱۸۹)۔

-"**وجزم المصنف بعدم صحة أذان مجنون ومعتوه وصبی لا یعقل، قلت: وکافر وفاسق لعدم قبول قوله فی الدیانات**" (شامی ۲/ ۶۲-۶۱)۔

-"**فمن حیث الإعلام بدخول الوقت وقبول قوله لا بدمن الاسلام والعقل و البلوغ والعدالة**" (شامی ۱/ ۳۹۴)۔

-"**عن النبی ﷺ: فإذا حضرت الصلاة فلیؤذن لکم أحدکم ولیؤمکم أکبرکم**" (بخاری کتاب الاذان)۔

-"**لویعلم الناس ما فی النداء، والصف الأول، ثم لم یجدوا، إلا أن یستهموا علیه لاستهموا علیه**" (بخاری، حدیث نمبر:۲۶۸۹)۔

-"**الأذان مناجاة ومناداة ففی حالة المناجاة یستقبل القبلة، وعند المناداة یستقبل من ینادی**" (المبسوط کتاب الصلاۃ باب الأذان ۱/ ۱۲۱)۔

-"**وأما الذی یرجع إلی صفات المؤذن فأنواع أیضا منها:أن یکون رجلا، فیکره أذان المرأة باتفاق الروایات، ومنها: أن یکون عاقلا، فیکره أذان المجنون والسکران الذی لا یعقل؛ بالأن الأذان ذکر معظم، وتأذینها ترک لتعظیمه، وهل یعاد؟ذکر فی ظاهر الروایة: أحب إلی أن یعاد؛لأن عامة کلام المجنون والسکران هذیان،فربمایشتبه علی الناس، فلا یقع به الإعلام**" (بدائع الصنائع ۱/ ۱۵۰)۔

-"**أما العقل فینبغی أن یکون شرط صحة، فلا یصح أذان الصبی الذی لایعقل والمجنون والمعتوه أصلا، وأما الصبی الذی یعقل فأذانه صحیح من غیر کراهة فی ظاهر الروایة، إلا أن أذان البالغ أفضل**" (البحر الرائق ۱/ ۲۷۹)۔

-اذان صرف اعلان ہی نہیں ہے، بلکہ عبادت بھی ہے اور مشین عبادت نہیں کرسکتی، عبادت تو انسان ہی کرسکتا ہے، اس لئے مؤذن کے اذان دینے کی بجائے اذان کے ریکارڈ کا سنا دینا کافی نہیں ہے، یہ ایک مشینی عمل ہے، نہ کہ عبادت، رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے تحت قائم اسلامک فقہ اکیڈمی نے بھی یہی فتوی دیا ہے (جدید فقہی مسائل ۱/۳۵۸)۔

-"وفی موقع الإسلام سوال، والجواب للشيخ صالح المنجد.....إنه لا يكفى فى الأذان المشروع للصلوات المفروضة أن يؤذن من الشريط المسجل عليه الأذان، بل الواجب أن يؤذن المؤذن للصلاة بنفسه، لما أمره عليه الصلاة والسلام بالأذان" (السوال من الفتاوی رقم:۴۸۹۹۰)۔

-"إن الإكتفاء بإذاعة الأذان فى المساجد عند دخول وقت الصلاة بواسطة آله التسجيل، ونحوها لا يجزي، ولا يجوز فى أداء هذه العبادة، ولا يحصل به الأذان المشروع، وأنه يجب على المسلمين مباشرة الأذان لكل وقت من أوقات الصلاة فى كل مسجد على ماتوارثه المسلمون من عهدنبينا ورسولنا محمد ﷺ إلى الآن، والله اعلم" (الموقع باشراف الشیخ صالح المنجد:۴۸۹) (مفتی اسعد عبدالرزاق پالنپوری فلاحی)۔

-ریکارڈ شدہ اذان کو مسجد کے مائک میں لگا کر بجادینے سے وقتیہ اذان کی سنت ادا نہیں ہوگی، اس لئے ایسا کرنا درست نہیں، اذان وقت پر موذن یا کسی شخص کو اپنی آواز میں ہی دینی چاہئے (فتاوی دارالعلوم)۔

-"وينبغى أن المؤذن رجلا عاقلاصالحا تقيا عالما بالسنة، كذا فى الهندية، وأن يكون مواظبا على الأذان، هكذا فى البدائع والتاتارخانية" (ہندیہ ۱/۵۳۱)۔

-"ولو سمع آية السجدة من حيوان صرحوا بعدم وجوبها على المختار لعدم أهلية القارى" (الاشباہ:۹۹)۔

-"وكذا إذا سمع آية السجدة من غير آدمى كأن يسمعها من الببغاء أومن آلة حاكية (كالفونوغراف)، فإن هذا السماع لا يجب السجود لعدم صحة التلاوة بفقد التمييز" (الفقہ علی المذاہب الأربعۃ ۱/۴۲۱)۔

-"وأنه يفتح على المسلمين باب التلاعب بالدين ودخول البدع على المسلمين فى عباداتهم وشعائرهم، لما يفضى إليه من ترک الأذان بالكلية والاكتفا، بالتسجيل" (فیصلہ وقرارات مکہ فقہ اکیڈمی ۹۸-۱۹۷)۔

-"الأذان هوالتعبد لله بالإعلام بدخول وقت الصلاة بذكر مخصوص، للأذان حكم عظيمة أهمها:إعلان التوحيد، وتذكرى الناس به ليلا ونهارا"۔

-"لامساغ للاجتهاد فى مورد النص، يعنى أن كل مسألة ورد فيها نص من الشارع لا يجوز للمجتهدين أن يجتهدوا فيها، لأن جوازالاجتهاد أو القياس فى الفروع من الأحكام مشروط بعدم وجود نص من الشارع"(القواعدالكلية الفقهية،المادة:۱۴)۔

سوال نمبر ۵:

کیااب جبکہ فون پر دوسرے کی آواز ملاکر بات کی جاسکتی ہےتوفون کی آواز شرعا معتبر مانی جاسکتی ہے؟اوراس پر شرعی احکام مرتب ہوں گے؟

سوال کا جواب مقالہ نگاران نے الگ الگ انداز سے دیا ہے،معتبر نہ ماننے کی بات بھی کہی ہے،اسے دوسرے ذرائع سے تصدیق کئے جانے کی بات بھی سامنے آئی ہے،اورثبوت احکام میں صرف قرینہ کی بات بھی کہی گئی ہے،کسی نے مشروط طریقہ پر مانا ہے،اس لئے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ الگ الگ ان تمام آراءکوقلم بند کردیا جائے:

مفتی سید فاروق عمری مدنی:

اگر شبہ ہوتوٹکنالوجی کواستعمال میں لاکراور ماہرین کی خدمات حاصل کرکے صحیح اورغلط کومعلوم کرلیں۔

ڈاکٹرظفرالاسلام صدیقی:

یہ توسراسرفراڈ ہے،اس فون پرشرعی احکام کیسے مرتب ہوں گے۔

مولانامحبوب فروغ احمد قاسمی:

جب تک یقین نہ ہوکہ جس کی طرف منسوب ہے واقعتا اسی کی آواز ہے،اس وقت تک شریعت کاحکم مرتب نہیں ہوگا۔

مفتی محمد برکت علی قاسمی:

فون کی آواز شرعا معتبرنہیں مانی جائے گی،اس لئے کہ آواز میں دھوکہ ہوسکتا ہے، یادھوکہ دیا جاسکتا ہے،کسی بھی بات کےثبوت کے لئے شرعی شہادت یااقرارضروری ہے۔بالفرض اگرآواز جعلی نہ بھی ہوتومعتبرنہیں ہے،اس لئے کہ غلطی کا امکان ہے۔

مفتی اقبال محمد ٹنکاروی:

اسے مستقل طور پرثبوت کے لئے قبول نہیں کیا جاسکتا،البتہ اس کا ثبوت خارجی وقطعی قرائن وامارات سے ہوسکتا ہو

تو اس کو بطور ثبوت قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔

مولانا معراج الدین قاسمی:

زیادہ سے زیادہ ان چیزوں کو بطور قرینہ کے استعمال کیا جائے گا، اور وہ بھی تب جب یہ ویڈیو اور آڈیو کی صحت کے معیار معروف کے مطابق ہوں، اور یہ ماہرین طے کریں گے کہ اس ویڈیو یا آڈیو کی ایڈیٹنگ کی گئی ہے یا نہیں۔

مفتی ابوبکر قاسمی:

جہاں گواہی کی ضرورت پڑتی ہے، فون وموبائل کا استعمال درست نہیں ہے۔

مفتی صفوان احمد:

پردے کے پیچھے سے سنی جانے والی آواز، خواہ فون کے واسطے سے سنی جائے، یا بلا کسی واسطے کے شہادت کے باب میں غیر معتبر ہے، کیونکہ "**النغمة تشبه النغمة**"، البتہ اگر قرائن سے آواز میں مشابہت کی نفی ہوجائے تو اخبار میں قرائن کی بنیاد پر ٹیلی فون کی خبر معتبر ہوسکتی ہے، لیکن ٹیلی فون کے ذریعہ سے گواہی کی ادائیگی معتبر نہیں ہوگی۔

مولانا عبدالاحد قاسمی:

فون یا ویڈیو اس وقت تک معتبر نہیں جب تک خارجی ذرائع سے اس کی صداقت متحقق نہ ہوجائے۔

مفتی عفان منصور پوری:

فون کالز میں ہر طرح کی مداخلت کی جاسکتی ہے اور لوگ کرتے بھی ہیں، اس لئے فون کی آواز شرعا معتبر نہیں مانی جائے گی اور کسی بھی طرح کا شرعی فیصلہ اس کی بنیاد پر نہیں لیا جاسکتا، شریعت نے باب شہادت میں بہت حساسیت سے کام لیا ہے، "**واستشهدوا شهيدين من رجالكم، فإن لم يكونا رجلين فرجل وامرأتان**" (سورۂ بقرہ:۲۸۲)۔

مولانا ابوعاصم اعظمی:

کسی شخص سے منسوب کوئی ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ شرعی ثبوت کے طور پر قبول نہیں کی جائے گی، جب تک اس کے شرعا مطلوبہ، گواہ خارج میں اس کی گواہی نہ دیں۔

حافظ کلیم اللہ عمری مدنی:

اب فون کی آواز شرعا معتبر نہیں مانی جائے گی اور اس پر شرعی احکام بھی مرتب نہیں ہوں گے، "**إذا جاء**

الاحتمال بطل الاستدلال"۔

مفتی محمد جعفر ملی رحمانی:

حدود وقصاص میں نہیں، البتہ تعزیرات کے باب میں مذکورہ ذرائع کا احتیاط کے ساتھ اعتبار کیا جاسکتا ہے۔

مولانا محمد صابر حسین ندوی:

تحقیق کے بعد ہی استعمال میں لایا جاسکتا ہے، یہی شرعی تقاضا ہے اور یہ جدید ٹکنالوجی سے استفادہ کا صحیح طریقہ ہے۔

مولانا ابرار الحق قاسمی:

جب تک ملزم خود اقرار نہ کرلے، یا شرعی شہادت سے ثابت نہ ہوجائے محض آڈیو کی بنیاد پر جرم ثابت نہیں ہوگا۔

مولانا محمد عاشق صدیقی ندوی:

اگر کسی شخص سے فون یا الکٹرانک آلے کے ذریعہ کوئی بات کرکے ریکارڈ کیا گیا ہو، تو اس ریکارڈنگ کو شرعی ثبوت کے طور پر قبول نہیں کیا جاسکتا، ہاں اگر مجرم ویڈیو دیکھ کر یا آڈیو سن کر اقرار کرلیتا ہے تو جرم کے ثبوت کے لئے اس کی حیثیت تائیدی آلہ کی ہوجائے گی۔

مولانا محمد جمیل اختر جلیلی ندوی:

دھوکہ اور مکر وفریب اور تزویر وتلبیس کا امکان ہونے کی وجہ سے علی الاطلاق معتبر نہیں مانا جاسکتا۔

مولانا اشکر کوثری:

تزویر وتلبیس کے امکان کی وجہ سے دلیل کے طور پر ٹیلی فون کی گفتگو کو قبول نہیں کیا جاسکتا۔

مفتی شاہد علی قاسمی:

فون کی آواز ثبوت کے لئے ناکافی ہے، اگر معاملہ دار القضا کا ہو تو یہاں احتیاط مزید کی ضرورت رہتی ہے، اگر کسی کی آواز کو اس پہلو سے جانچ لیا گیا ہو اور رپورٹ یہ ہو کہ یہ اسی آدمی کی آواز ہے تو ایک حد تک اس رپورٹ پر اعتماد کیا جاسکتا ہے، مکمل اعتماد اس لئے نہیں کہ بسا اوقات تحقیق میں بھی غلطی ہوجاتی ہے۔

مفتی راشد حسین ندوی:

جب تک کوئی تنازع والی بات نہ آئے اس وقت تک اگر فون پر کسی نے بیع وشراء کی، یا طلاق دی ہے تو اس کی آواز مانی جائیگی، لیکن اگر وہ انکار کردے کہ میں نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کی تو اب جب تک شرعی شہادت نہ ہو اس کی

طرف اس بات کی نسبت نہیں کی جائے گی، خلاصہ یہ کہ عام حالات میں فون کی آواز کو معتبر مانا جائے گا، لیکن اگر دوسرا فریق منکر ہو تو جب تک اقرار یا بینہ سے ثابت نہ ہو جائے کہ یہ بات فون پر اسی نے کہی تھی اس وقت تک شرعاً فون کی آواز کو اس کی آواز نہیں قرار دیا جائے گا۔

مفتی جمیل احمد نذیری:

اگر یہ شبہ ظن غالب کے درجے میں پہنچ جائے کہ ایک شخص کی اپنی آواز میں اس کی نہ کہی ہوئی بات بولی جارہی ہے، بولی جارہی ہوگی، وہاں فون کی آواز شرعاً معتبر نہ ہوگی اور اس آواز پر، جب تک مکمل تحقیق نہ ہو جائے شرعی احکام مرتب نہ ہوں گے۔

مفتی عبدالمنان آسام:

جبکہ فون پر ایک شخص کی آواز اس کی نہ کہی ہوئی بات بولی جاسکتی ہے تو اس فون کی آواز کو شرعاً کیسے معتبر مانا جائے گا، اور اس پر شرعی احکام کیسے مرتب ہوں گے۔

مفتی عاقب شاہد قاسمی:

فون ریکارڈنگ کی تائید اگر دوسرے قرائن سے بھی ہو جائے تو اس پر احکام شرعی مرتب ہوسکتا ہے، مگر حدود و قصاص میں نہیں، کیونکہ اس کے لئے قطعی شہادت درکار ہے، اس کے علاوہ میں تائید کی صورت میں گنجائش معلوم ہوتی ہے، جیسا کہ دارالعلوم کے فتوی سے معلوم ہوتا ہے۔

مولانا محمد فیاض عالم قاسمی:

مفتی شفیع صاحبؒ کی بیان کردہ تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف شہادت شرعی ٹیلی فون کے ذریعہ معتبر نہیں، باقی ٹیلی فون کے ذریعہ حقوق اللہ اور دیانات کی خبریں معتبر ہیں، یہی وجہ ہے کہ فون پر دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے، فون کے ذریعہ کسی کی موت اور پیدائش کی خبر معتبر ہوتی ہے، گویا ٹیلی فون کی آواز کا اعتبار کیا جاتا ہے، یہی اصل ہے، الا یہ کہ اس کے خلاف ثبوت ہو۔

مولانا جنید احمد قاسمی:

جب تک اس کے خلاف یقین نہ ہو تب تک فون کی آواز پہلے کی طرح اب بھی معتبر ہوگی، الا یہ کہ کوئی شخص اپنے ساتھ دھوکہ کا دعوی کرے۔

مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی:

غیر معتبر ماننے سے بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہوجانا یقینی ہے، یہ الگ بات ہے کہ اس کی نقالی فون کو ہیک کرکے ہو بہو کرتا ہے، مگر اس کی وجہ سے غیر معتبر نہیں مانی جاسکتی۔

مفتی حبیب اللہ قاسمی:

اگر فون کی آواز جانی پہچانی ہو اور فون کرنے والے کو آدمی جانتا ہو تو آواز معتبر مانی جائے گی، بشرطیکہ دوسرے قرائن سے اس کی تصدیق ہوجائے، اور اس پر شرعی احکام لاگو ہوں گی، جیسے کسی مرد نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور بیوی شوہر کو پہچان رہی ہو، کہ اس کی ہی آواز ہے، اور شوہر بھی اپنی بیوی کو پہچان رہا ہو تو اس صورت میں فون پر طلاق واقع ہوجائے گی، رہا یہ احتمال کہ فون پر ایک شخص کی آواز میں اس کی ناکہی بات بولی جاسکتی ہے تو اس احتمال کا اعتبار نہیں، الا یہ کہ شوہر اس کا انکار کرے اور وہ دیانتدار وصادق ہو اور ہو اور عورت کے پاس صحیح ثبوت موجود نہ ہو تو حکم دوسرا ہوگا۔

مولانا محمد ریاض ارمان قاسمی:

جب تک کسی کی آواز میں کوئی بات نہ بول دے، تب تک فون کی آواز کو معتبر مانا جائے گا اور اس پر احکام بھی مرتب ہوں گے، ہاں اگر کوئی انکار کرے اور اس پر گواہ پیش کرے تو اس کی بات مانی جائے گی اور اسے اس کی طرف منسوب نہیں کیا جائے گا۔

مولانا اسعد عبدالرزاق فلاحی:

جہاں اشتباہ کا کوئی اندیشہ نہ ہو یا عدم اشتباہ پر کوئی قرینہ موجود ہو تو وہاں فون کی آواز کو شرعاً معتبر مانا جاسکتا ہے، اور جہاں اشتباہ ہو یا اشتباہ کے علاوہ عدم اعتباریت کی کوئی اور جہ ہو، مثلاً رؤیت ہلال کی گواہی میں گواہوں کا عندالقاضی حاضر ہونا یا نکاح میں مجلس ایجاب وقبول کا متحد ہونا وغیرہ کو وہاں فون کی اواز کو شرعاً معتبر نہیں مانا جائے گا۔

مفتی محمد عثمان بستوی:

اگر قرائن سے آواز میں تلبیس کی نفی ہوجائے تو اخبار میں قرائن کی بنیاد پر ٹیلی فون کی خبر معتبر ہوسکتی ہے، لہذا جن امور کا اثبات خبر سے ممکن ہو اور شہادت لازم نہ ہو تو ان امور میں ٹیلی فون سے ملنے والی خبر معتبر ہوگی، بشرطیکہ قرائن سے اس کے صحیح ہونے کا ظن غالب ہو، لیکن ٹیلی فون کے ذریعہ سے ادائے شہادت ممکن نہیں، اس کے لئے قاضی کی مجلس شرط ہے۔

مفتی ڈاکٹر محمد شاہجہاں ندوی:

اگر ماہرین کے ذریعہ یہ بات ثابت ہو کہ اس ٹیلی فون کی آواز میں کوئی جعلسازی نہی کی گئی ہے تو فون کی ایسی آواز

کی حیثیت محض ایک قرینہ کی ہے، لہذا قرینہ سے ثابت ہونے والے امور میں استعمال کیا جائے گا، اور اگر تواتر کے درجہ میں پہنچ جائے تو اعتماد کیا جاسکتا ہے، تمام لوگوں کے فون کی آواز کے بارے میں نقل کا شبہ کرنا محض وہم ہے، جس کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں، شہادت والے امور جیسے حدود وقصاص اس میں استعمال نہیں کیا جائے گا (ملخصا)۔

مفتی عارف باللہ قاسمی:

جہاں قرائن سے یقین ہو کہ یہاں دھوکہ کا معاملہ نہیں ہے وہاں معتبر ہے، اور جہاں اندیشے اور شک ہو تو وہ اعتبار نہیں ہے، اور اس پر احکام بھی مرتب نہیں ہوں گے۔

مولانا محی الدین غازی:

جب تک دوسرے معاملات میں قانونی طور پر معتبر مانی جائے گی شرعا بھی معتبر ہوگی۔

مفتی نذیر احمد کرجیکر:

ضرورت کے وقت معتبر مانی جائے گی، شک کی صورت میں تحقیق کی کوشش کی جائے گی۔

مفتی محمد ادریس کشمیری:

عام حالات میں جب تک آواز کی تبدیلی کے بارے میں یقینی اور ظن غالب ہو اعتبار کیا جائے گا۔

گویا ۱۱/ مقالہ نگاران نے کسی حد تک فون کالز کو اگر اس کے خلاف ثبوت نہ ہو تو معتبر مانا ہے، جبکہ بقیہ حضرات نے یا تو عدم جواز کی بات کہی ہے، یا پھر محض قرینہ کے طور پر اسے تسلیم کئے جانے کا عندیہ دیا ہے۔

سوال نمبر ۶:

اگر کسی شخص سے منسوب کوئی ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ ہو تو کیا اس کو شرعی ثبوت کے طور کیا پیش کیا جاسکتا ہے؟

اس سوال کے جواب میں زیادہ تر مقالہ نگار حضرات نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اگرچہ تلبیس وتزویر کا امکان ہے، مگر اس ریکارڈنگ یا آڈیو کے بارے میں منسوب شخص یا خارجی ذرائع سے تصدیق ہو جاتی ہے تو اس کا اعتبار کیا جائے گا، مگر اس کی حیثیت قطعی دلیل کی نہیں ہوگی، صرف حقائق تک رسائی حاصل کرنے میں ایک مؤید ومعاون کی ہوگی، جب تک منسوب شخص سے اس کی تصدیق نہیں ہو جاتی شرعی ثبوت کے طور پر قبول نہیں کیا جاسکتا، لیکن اس کی دو شرطیں ہیں: ایک یہ کہ ماہرین کے مطابق اس کے ساتھ کوئی چھیڑ چھاڑ نہ ہوئی ہو، اور دوسرے یہ کہ منسوب شخص اس کی تصدیق کرے اور تیسرے یہ کہ اس کی حیثیت صرف ایک قرینہ کی ہوگی، چوتھے یہ کہ اس کی حیثیت شہادت کی نہیں ہوگی صرف ایک قرینہ کی

ہوگی، پانچویں یہ کہ اس کے ذریعہ صرف تعزیرات میں مدد لی جاسکتی ہے، حدود وقصاص میں نہیں، ان آراء کا اظہار مندرجہ ذیل حضرات نے کیا ہے:

مولوی محمد ادریس کشمیری، مولانا محی الدین غازی، مولانا اشکر کوثری، مفتی عارف باللہ قاسمی، مفتی محمد عثمان بستوی، ڈاکٹر مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مولانا اسعد عبدالرزاق فلاحی، مولانا محمد ریاض ارمان قاسمی، مفتی جمشید جوہر قاسمی، مفتی جنید احمد قاسمی، مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی، مفتی جعفر ملی رحمانی، حافظ کلیم اللہ عمری مدنی، مفتی عفان منصور پوری، مولانا عبدالاحد قاسمی، مفتی صفوان احمد، مولانا معراج الدین قاسمی، مفتی اقبال محمد ٹنکاروی، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی۔

جبکہ حافظ سید فاروق عمری مدنی، مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا ابرار الحق قاسمی، مولانا صابر حسین ندوی کی رائے یہ ہے کہ اگر چھیڑ چھاڑ اور جعلسازی کا شبہ نہ ہو یا شوہر انکار نہ کرے اور تحقیق ہوجائے تو شرعی ثبوت کے طور پر قبول کیا جاسکتا ہے۔

اور مفتی راشد حسین ندوی، مفتی شاہد علی قاسمی، مفتی ابوبکر قاسمی، مفتی برکت علی قاسمی، مولانا جمیل اختر جلیلی ندوی، مفتی جمیل احمد نذیری، مفتی عبدالمنان آسام، مولانا عاقب شاہد قاسمی نے کہا کہ چونکہ اسمیں شبہ کا اور تلبیس وتزویر کا امکان ہے، اس لئے اسے ثبوت کے طو پر پیش نہیں کیا جاسکتا، اور نہ ہی وہ حجت کے طور پر معتبر ہے، اگر مجرم اقرار کرلے تو اس کے اقرار کی بنیاد پر مواخذہ ہوگا۔

دلائل واستشہاد:

چونکہ مقالہ نگاران نے سوال نمبر ۵ اور ۶ کو ایک ہی زمرے میں رکھا ہے، اس لئے دلائل مشترک درج کئے جارہے ہیں:

-"**والطريق فيما يرجع إلى حقوق العباد المحضة عبارة عن الدعوى والحجة وهي إما البينة أو الإقرار أو اليمين أو النكول عنه، أو القسامة أو علم القاضي بما يريد أن يحكم به أو القرائن الواضحة التي تبصر، إلا في حيز المقطوع به**" (شامی کتاب القضاء ۵۷ء-۳۵۴)۔

-علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے "فیض الباری" میں فرمایا کہ: اگر اس بات کا پورا اطمینان اور اس پر یقین ہوجائے کہ آواز پہچاننے میں کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے تو ایسی صورت میں اس شہادت کو قبول کرسکتے ہیں، لیکن میرے خیال میں حضرت شاہ صاحب کا مطلب یہ ہے کہ ایسی صورت میں اس کو باقاعدہ شہادت تو نہیں کہا جائے گا، البتہ اس کو ایک قرینہ مؤیدہ کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے، اگر دوسری شہادتیں موجود ہیں تو اس کو ان کی تائید میں پیش کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے (انعام الباری کتاب الشہادات ۷/۹۰۶)۔

-"القرينة القاطعة هى الإمارة البالغة حد اليقين، مثلا إذا خرج رجل من دار خالية خائفا مدهوشا فى يده سكين ملوثة بالدم، فدخلت الدار فى الحال وشوهد فيها رجل مذبوح فى ذلک الوقت، فلا يشتبه فى أن قائله هو ذلک الرجل، ولا يلتفت إلى الاحتمالات التى هى محض توهم كالقول إن الرجل ربما قتل نفسه، أو قتله آخر، ثم تسور الحائط؛ لأن هذا احتمال بعيد لم ينشأ عن دليل(درمختار)، ومن القرائن القاطعة مالوتنازعافى حائط ولا بينة؛ وكان متصلا ببناء أحدهمااتصال تربيع، فإنه يقضى له به، لأن ذلک دليل على سبق يده"(شرح المجلہ :الفصل الثانی فی القرینۃ القاطعۃ، رقم المادہ:۱۷۴۰،۱۷۴۱،ص:۱۰۹۲،۱۰۹۳،ج۲)۔

-"فاجتنبوا الرجس من الأوثان، واجتنبوا قول الزور"(سورۂ حج:۳۰)۔

-"إذا جاء كم فاسق بنبيا فتبينوا"(سورۂ حجرات:۶)۔

-"ولولا جاؤا عليه بأربعة شهداء، فإذا لم يأتوا بالشهداء فأولئک عند الله هم الكاذبون"(سورۂ نور:۱۳)۔

-"واستشهدوا شهدين من رجالكم، فان لم يكونا رجلين فرجل وامرأتان"(سورۂ بقرہ:۲۸۲)۔

-"عن النبى ﷺ: من غشنا فليس منا"(حدیث)۔

-"لايعمل بالخط أى لا يقضى القاضى بذلک عند المنازعة؛لأن الخط مما يزور ويفتعل"(شامی۸/۱۳۵)۔

-"قال فى خزانة الأكمل:أجاز أبو يوسف و محمد العمل بالخط فى الشاهد والقاضى والراوى إذا رأى خطه، ولم يتذكر الحادثة، قال فى العيون:والفتوى على قولهما إذا تيقن أنه خطه، سواء كان فى القضاء، أو الرواية أو الشهادة على الصک، وإن لم يكن الصک فى يد الشاهد، لأن الغلط نادر، وأثر التغيير يمكن الإطلاع عليه، وقلما يشتبه الخط من كل وجه، فإذا تيقن جاز الاعتماد عليه توسعة على الناس"(شامی۸/۱۳۸)(مفتی صفوان احمد)۔

-"ولو سمع من وراء الحجاب لا يسعه أن يشهد لاحتمال أن يكون غيره" (ہندیہ)۔

-ویڈیو کے ذریعہ جوتصویر کشی کی جاتی ہے،اس میں تلبیس اور ملاوٹ کی کافی گنجائش ہوتی ہے، یہ ممکن ہے کہ کسی شخص کی کوئی اور تصویر کہیں سے کاٹ کر کسی اور جگہ جوڑ دی جائے، یا مثلاً کسی کی تصویر سے سر کا حصہ کاٹ کر کسی اور کے جسم کے ساتھ جوڑ دیا جائے،اسی طرح کی الٹ پھیر ویڈیو اور انٹرنیٹ وغیرہ میں بھی ممکن ہے،اس لئے ویڈیو سے حاصل ہونے

والی معلومات اشتباہ اور آمیزش کے اندیشہ سے خالی نہیں اور مشتبہ قسم کی دلیلوں پر نہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی گواہی دی جاسکتی ہے (کتاب الفتاوی ۶/ ۶۰، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)۔

-"وإذا جاء رجل بكتاب قاض إلى قاض والقاضى لا يعرف كتابه ولا خاتمه، فإن أبا حنيفة رضى الله عنه كان يقول: لاينبغى للقاضى الذى أتاه الكتاب أن يقبله حتى يشهد شاهد أعدل على خاتم القاضى، وعلى ما فى الكتاب كله إذا قرئ عليه" (اختلاف ابی حنیفۃ وابن ابی لیلیٰ باب القضا)۔

-"الشبهة كالحقيقة فيما يندرئ بالشبهات، معنى هذه القاعدة: إن الشبهة تعمل عمل الحقيقة فى درأودفع العقوبات التى تندرئ بها، وهى الحدود دون التعازير حيث لا تعمل فيها الشبهة" (موسوعۃ القواعد الفقہیہ ۶/ ۵۸)۔

-"وظاهره لو كان القاضى حنفيا، ولو فى زماننا ولا ينافى مامر؛ لأن تجويز هذاللمصلحة والضرورة" (ابن عابدین، ردالمحتار ۴/ ۴۱۴)۔

-"وقد ظهر فى العصر الحديث قرائن وأمارات واضحة وقوية فى الإثبات مثل البصمات والتحليل الدم والنقاط الصور وتسجيل الصوت، لكن مع التحرز والتثبت من المشرفين على استخراج هذه القرائن، فإنها بمقدار ماتعتبر اليوم تقدما عليما، واكتشافا عظيما بمقدار ما يمكن تزويرها والتلاعب فيها بطرق فنية وعلمية مبتكرة وبأساليب شيطانية خبيثة، فالصور التى تدل على واقعة معينة كالولادة والاتلاف وغيرهما يمكن أن تزور فتؤخذ صورة بريئة، ويلصق معها ما يدل على حادثة لا علاقة ولا صلة لصاحب الصورة بها" (وسائل الاثبات فی الشریعۃ الاسلامیۃ/ ۵۱۲)۔

-"ذهب إلى ذلك الجمهور، ومنعوا إثبات الدماء بالقرائن، إلا فى القسامة للاحتياط فى موضوع الدما وإزهاق النفوس، ولأن الخطأبا لعفوخيرمن الخطأ بالعقوبة، ولقياس الدماء على الحدود بالدرأبالشبهة، فلا تثبت بالقرائن" (حوالہ سابق/ ۵۲۷)۔

-"البينة على المدعى واليمين على من أنكر" (اصول بزدوی/ ۱۷۵)۔

-"ويلزم من انتفاء اللازم انتفاء الملزوم" (الاحکام للآمدی ۱/ ۲۳۱)۔

-"ما ثبت بيقين لايرتفع إلا بيقين" (الاشباہ/ ۵۹)۔

-"اليقين لا يزول بالشك" (الاشباہ/ ۵۶)۔

-"الأصل بقاء ما كان على ماكان" (الاشباہ/ ۵۷)۔

-''ولو أقربالطلاق هازلا أو كاذبا وقع قضاء، لاديانة'' (شامی ۴/۴۴۰)۔

''ویڈیو کی شہادت کا اعتبار نہیں، جرم کو ثابت کرنے کے لئے شرعی شہادت بالجرم کا اقرار ضروری ہے، جاندار کی تصویر دیکھنا اور دکھانا جائز نہیں، تاہم اگر مجرم نے اس کو دیکھ کر جرم کا اقرار کرلیا تو اس کو سزا دینا جائز ہوگا، جس طرح گواہ کے جھوٹا ہونے کا امکان ہے، اسی طرح ویڈیو بھی جعلی ہونے کا امکان ہے، بلکہ اس کا وجود ہے، بالفرض ویڈیو جعلی نہ ہو تو بھی شہادت کے لئے معتبر نہیں (فتوی دارالعلوم کراچی)۔

-''خبرالواحد يقبل فى الديانات، كالحل والحرمة والطهارة والنجاسة إذا كان مسلما عدلا ذكراأوانثى حرا أو عبدا محدودا، أولا، ولايشترط لفظ الشهادة والعدد، كذا فى الوجيز للكردرى، وهكذا فى محيط السرخسى والهداية، ولا يقبل قول الكافر فى الديانات، إلا إذا كان قبول قول الكافر فى المعاملات يتضمن قوله فى الديانات، فحينئذ تدخل الديانات فى ضمن المعاملات، فيقبل قوله فيها صورة، هكذا فى التبيين''(ہندیہ/۸۰)۔

-''اعلم أن الإقرار من أقوى الأحكام وأشدها وهو أقوى من البينة ووجهه أنه إذا كان يستند القضاء إلى ظن فبأن يستند إلى علم أولى، لأن الحكم بالإقرار مقطوع به''(معین الحکام)۔

-''خبأ قوما، ثم سأل رجلا عن شئ فأقربه وهم يرونه ويسمعون كلامه وهولايراهم جازت شهادتهم، وإن سمعوا كلامه ولم يروه لا''(کنزالدقائق ۳/۵۲۰)۔

-''قال صاحب الكشاف شارحالما قال الامام فخر الاسلام:خبر الفاسق فى الدين، أن نقله للحديث غيرمقبول أصلا، سواء وقع فى قلب السامع صدقه أم لا، لأن الخبر أيضا يصير حجة بترجيح الصدق فيه، وبالفسق يزول ترجحه، بل يترجح جانب الكذب فيه''(فتح الملہم شرح مسلم ۱/۳۹)۔

-''والحق أن هذا محل تأمل، ولا يظن أن فى مثل ذلک يجب عليه القصاص مع أن الإنسان قد يقتل نفسه، وقد يقتله آخرويفر، وقد يكون اراد قتل الخارج فأخذ السكين وأصاب نفسه، فأخذها الخارج وفرمنه وخرج مذعورا، وقد يكون اتفق دخوله فوجده مقتولا،فخاف من ذلک وفر،وقد يكون السكين بيدالداخل، فأراد قتل الخارج، ولم يتخلص منه، إلا بالقتل، فصار دفع الصائل فلينظر التحقيق فى هذه المسألة''(حاشیہ قرۃ عیون الأخیار ۲/۴۶)۔

-''أن الوسائل التقنية الحديثة لا يمكن أن يستغنى بها فى إثبات الزنا.....وأما غير الزنا من الجرائم كالسرقة ونحوها، فإن الأمرفيها أخف، ومع ذلک فلا يمكن الاعتماد فى إثباتها على هذه

الأجهزة؛لأنها فی الحقیقة لا تفید القطع، وإنما هی قرائن یمکن أن تقوی التهمة الموجهة إلی الشخص لکن لا یمکن أن یستعمل بها عضو معصوم، ولا أن یقام بها أی حد من الحدود" (الشبکۃ الاسلامیۃ)(مولانا محمد عارف باللہ قاسمی)۔

-CCTV کیمرے یا فنگر پرنٹس وغیرہ کی بھی یہی حیثیت ہے، ان کی بنا پر جرم ثابت نہیں ہوسکتا، لیکن ان سے ملزم کو جرم کے اقرار پر مجبور کیا جاسکتا ہے، گویا یہ اشیاء مثبتہ نہیں، البتہ ممد ہیں اور اقرار اصل حجت ہوگا (نجم الفتاوی:۶، مختلف رپورٹس کا حکم، مفتی نجم الحسن امروہوی)۔

محکمہ ٹیلی فون کا کیسیٹ ریکارڈ قرینہ ظاہرہ کے درجے میں ہے، اور اگر قاضی مرد کی آواز سے اس کو اچھی طرح ہم آہنگ پائے اور دھوکہ دہی اور آواز میں اشتباہ والتباس نہ ہونے کا اطمینان کرلے تو اس پر اعتماد کرسکتا ہے (کتاب الفتاوی، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)۔

-"**کل معصیة لیس فیها حد مقدر ففیه التعزیر.....والأصل فی وجوب التعزیر أن من ارتکب منکرا أو أذی مسلما بقوله أو فعله وجب علیه التعزیر، إلا إذا کان ظاهر الکذب**" (غمز عیون البصائر ۲/۱۸۲)۔

-"**والفرق بین الحدوالتعزیر أن الحد مقدر والتعزیر مفوض إلی رأی الإمام، وأن الحد یدرأ بالشبهات والتعزیر یجب معها، وأن الحد لا یجب علی الصبی، والتعزیر شرع علیه**" (ردالمحتار ۴/۶۰)۔

-"**وأما الذی یرجع إلی المشهود به، فمنها أن تکون الشهادة بمعلوم، فإن کانت بمجهول لم تقبل، لأن علم القاضی بالمشهود به شرط صحة قضائه، فما لم یعلم لا یمکنه القضاء به**" (بدائع الصنائع ۶/۲۷۷)۔

-"**وقائع الأحوال إذا اتطرق إلیها الاحتمال، سقط بها الاستدلال**" (موسوعۃ القواعد الفقہیۃ ۱۲/۲۲۵، کفایۃ النبیۃ فی شرح التنبیہ ۸/۲۷۹)۔

سوال نمبر:۷

CHAT GPT کے ذریعہ مفوضہ ذمہ داریوں کو انجام دینے والوں کو تنخواہ یا معاوضہ کا استحقاق:

اکثر حضرات کی رائے:

اس سوال کے جواب میں مقالہ نگاران کی رائے یہ ہے کہ جدید ٹکنالوجی، انٹرنیٹ اور چاٹ جی پی ٹی وغیرہ کی مدد

سے اپنی ذمہ داری انجام دینے والا، اپنی مفوضہ ذمہ داری کو ادا کرنے والا سمجھا جائے گا اور تنخواہ کا بھی مستحق ہوگا اور اجرت کا بھی حقدار ہوگا، کیونکہ وہ جدید ذرائع سے مدد ضرور لیتا ہے، لیکن وہ اپنی محنت اور ذہانت سے کام لیتا ہے، اور جب محنت شامل ہوگئی تو اجرت محنت ہی کا تو بدل ہے، اس لئے اس کی حلت میں کوئی شبہ نہیں، جیسے پہلے قلم سے کام ہوتا تھا اب کمپیوٹر سے ہوتا ہے، اور جلدی ہوتا ہے، البتہ کام تفویض کنندہ کے شرائط اور معیار کے مطابق ہونا چاہئے اور اس کی طرف سے کام میں کوئی کوتاہی نہ کی گئی ہو، یہ موقف تقریباً تمام ہی مقالہ نگاران کا ہے اور سبھی حضرات تنخواہ اور معاوضہ کے جواز کے قائل ہیں، البتہ مندرجہ ذیل حضرات نے اس کے ساتھ یہ شرائط بھی لکھی ہیں:

مشروط جواز:

مفتی محمد عثمان بستوی، قاضی محمد فیاض عالم قاسمی، مفتی راشد حسین ندوی، مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، مفتی صفوان احمد، مفتی شاہد علی قاسمی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، حافظ سید فاروق عمری مدنی، جبکہ مفتی جمیل اختر جلیلی ندوی نے کام کی انجام دہی کے لئے کوئی متعین طریقہ کار نہ ہونے کی بات کہی ہے، یا دوسری چیزوں سے مدد نہ لینے کی شرط لگائی ہو اور اس کا وعدہ لیا ہو اور پھر بھی مدد لے تو جائز نہیں۔

دلائل وشواہد:

-"**وإن كان الخلاف فى النقصان ففيه روايتان:ذكر فى الأصل أن له أن يأخذه ويعطيه من الأجر بحسابه، وذكر فى رواية أخرى أن عليه أجر المثل، وجه هذه الرواية أنه لما نقص فى القدر، فقد فوت الفرض المطلوب من الثوب، فصار كأنه عمل بحكم إجارة فاسدة ليس فيها أجر مسمى**" (بدائع الصنائع ۴/۲۱۷)۔

-"**وللأجير أن يعمل بنفسه واجرائه إذا لم يشترط عليه فى العقد أن يعمل بيده، لأن العقد وقع على العمل، والإنسان قد يعمل بنفسه، وقد يعمل بغيره، ولأن أجرائه يقع له، فيصير كأنه عمل بنفسه، إلا إذا شرط عليه عمله بنفسه، لأن العقد وقع على عمل من شخص معين، والتعيين مفيد،لأن العمال متفاوتون فى العمل، فيتعين، فلايجوز تسليمها من شخص آخر من غير رضا المستأجر**"(حوالہ سابق ۴/۲۰۸)(مفتی شاہد علی قاسمی)۔

-"**(والأجبر الخاص الذى يستحق الأجرة بتسلم نفسه فى المدة، وإن لم يعمل كمن استؤجر شهرا للخدمة أو لرعى الغنم) وإنما سمى أجير وحد؛لأنه لا يمكنه أن يعمل لغيره ، لأن منافعه فى المدة صارت مستحقة له والأجر مقابل بالمنافع، ولهذا يبقى الآجرمستحقا، وإن نقص**

العمل "(ہدایہ ۳/ ۲۴۳)۔

-"**النوع الثانی عقد الإجارة الوارد علی العمل، وهنا یقال للماجور أجیر، کاستئجار الخدمة والعملة واستئجار أرباب الحرف والصنائع هو من هذا القبیل حیث أن إعطا السلمة للخیاط مثلا لیخیط ثوبا یصیر إجارة علی العمل، کما أن تقطیع الثوب علی أن السلعة عند الخیاط استصناع**"(دررالحکام شرح مجلۃ الاحکام علی حیدر ۱/ ۳۸۲)۔

-"**أما إذا لم یکن هناک شرط من المستصنع أن الصانع یصنعه بنفسه، فیجوز له أن یفوض العمل إلی غیره،أو یعقد مع آخر استصناعا موازیا، کما فی کنز الدقائق؛ ولا یستعمل غیره إن شرط عمله بنفسه، وإن أطلق فله أن یستأجر غیره**"(الکنز مع البحر ۷/ ۵۱۶،فقہ البیوع ۱/ ۶۰۵)۔

-امامت اور تدریس میں نائب بنانا جائز ہے،مگر اجرت کا مستحق اصل امام اور اصل مدرس ہوگا، البتہ اصل نے نائب کے لئے کوئی اجرت مقرر کی ہوتو وہ اس کا مستحق ہوگا،اور اگر اجرت مقرر نہ کی ہوتو وہ اجر مثل کا مستحق ہوگا....."**قال فی البحر: وحاصل ما فی القنیة: أن النائب لا یستحق شیئا من الوقف؛لأن الاستحقاق التقریر ولم یوجد ویستحق الأصیل الکل إلی عمل أکثر السنة وسکت عما یعینه الأصیل للنائب کل شهر فی مقابلة عمله وللظاهر أنه یستحقه؛ لأنها إجارة، وقد وفی العمل بناء علی قول المتأخرین المفتی به من جواز الاستئجار علی الإقامة والتدریس وتعلیم القرآن**"(ردالمحتار ۳/ ۴۳۱،احسن الفتاوی ۷/ ۲۸۵)(مفتی عثمان بستوی)۔

-"**وإذا شرط علی الصانع أن بعمل بنفسه لیس له أن یستعمل غیره، لأن المعقود علیه العمل فی محل بعینه(إلی) وإن أطلق له العمل فله أن یستأجر من یعمل**"(ہدایہ مع نتائج الافکار، کتاب الاجارۃ ۸/ ۲۲-۲۱)(مولانا راشد حسین ندوی)۔

-"**یایها الذین آمنوا أوفو بالعقود**"(سورۂ مائدہ:۱)۔

-"**وأوفوا بالعهد إن العهد کان مسؤلا**"(سورۂ بنی اسرائیل:۳۷)(مولانا محمد جعفر ملی رحمانی)۔

-"**المسلمون عند شروطهم**"(ترمذی ۱/ ۲۵۱)۔

-"**التعیین بالعرف کالتعیین بالنص،والثابت بالعرف کالثابت بالنص**"(القواعد الکلیۃ ۱/ ۵۱،مادہ: ۴۵)۔

-"**إجارة الأشخاص تقع علی صورتین:أجیر خاص،استؤجر علی أن یعمل للمستأجر فقط،**

ويسميه بعض الفقهاء، أجير الوحد كالخادم والمؤظف، وأجير مشترک يكترى لأكثر من مستأجر بعقود مختلفة، ولا يتقيدبالعمل والواحد دون غيره كالطبيب فى عيادته والمنهدس والمحامى فى مكتبها، والأجير الخاص يستحق أجرة على المدة، أما الأجير المشترک، فيستحق أجرة على العمل غالبا"(الموسوعۃ الفقہیۃ؛اجارۃ الاشخاص ۱/ ۲۸۸)(مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی)۔

-"**وأما الذى يرجع إلى المعقود عليه:منها أن يكون المعقودعليه، وهو المنفعة معلوما علما يمنع من المنازعة، فإن كان مجهولا ينظر إن كانت تلک الجهالة مفضية إلى المنازعة، تمنع صحة العقد والإفلا، ومنها: بيان المدة فى إجارة الدور والمنازل والبيوت والحوانيت، وفى استئجار الظئر، لأن المعقود عليه لا يصير معلوم القدر بدونه،ومنها: بيان العمل فى استئجار الصانع والعمال، لأن جهالة العمل فى الاستئجار على الاعمال جهالة مفضية الى المنازعة، ومنها أن تكون المنفعة مقصودة يعتاداستيفاء ها بعقد الاجارة، اجرى بها التعامل بين الناس**"(اجارۃ،احکام وتطبیقات۴۹-۵۳،تیسرا باب)۔

-"**الإذن العرفى يقوم مقام الإذن الحقيقى**"(فقہی قواعد،جدید تحقیق وتطبیق/ ۳۵۴)۔

-"**الأجرة لا تجب بالعقد وتستحق باحدمعان ثلاثة:إما بشرط التعجيل أو بالتعجيل من غير شرط أو باستيفاء المعقود عليه**"(ہدایہ)۔

-"**لأنه إذا استوفى المعقود عليه فقد ملک المنفعة فاستحق ملک العوض فى مقابلته، أو باستيفاء المعقود عليه وهى المنفعة**"(الجوہرۃ النیرۃ ۱/ ۲۶۷،والبحر الرائق کتاب الاجارہ)۔

-"**الظاهر من مذهب أصحابنا أن محل استيفاء المنافع لا يتعين فى الإجارة، وإن عين فذلک كالوصف لا بنفسخ ببيعه أو يدها به بخلاف العين المستاجرة إذا تلفت، وذلک مثل أن يستأجر على رعاية غنم بأعيانها أو خياطة قميص بعينه فتهلک الغنم، ويحترق الثوب فلا ينفسخ العقد، وعلى المستاجر أن يأتى بغنم مثلا ليرعاها أو قميص مثله ليخيطه**"(بدایۃ المجتہد النہایۃ المقتصد ۴/ ۱۵)۔

-"**والمسألة وضع فيها رسائل، ويجب العمل بما عليه الناس، وخصوصا مع العذر، وعلى ذلک جميع المعلوم للمستنيب وليس للنائب، إلا الأجرة التى استأجره بها**"(شامی ۶/ ۳۱-۶۳۲، کتاب الوقف)۔

-"**يجب أن تكون الأجرة معلومة والعمل إن وردت الإجارة على العمل، والمنفعة إن وردت**

الإجارة على المنفعة، وهذا لأن الأجرة معقود به، والعمل أو المنفعة معقود عليه وإعلام المعقود به وإعلام المعقود عليه شرط تحرز عن المنازعة، كما فى باب البيع، وإعلام المنفعة ببيان الوقت وهو الأجل أو بيان المسافة"(المحیط البرہان کتاب الاضارۃ ۷/ ۳۹۵)(مولانا اسعد عبدالرزاق فلاحی)۔

-"**(وإن أطلق له العمل) مثل أن يقول خط هذا الثوب أو اصنع،فله أن يستأجر من يعمله؛لأن المستحق عمل فى ذمته ويمكن ايفاء ه بنفسه و بالاستعانة بغيره،لأن المقصود هو العمل وقد حصل**"(البیانۃ ۱۰/ ۲۴۴)(مفتی عارف باللہ قاسمی)۔

-"**فهو انتفاع شرعى لا يختلف فيه ثنان، ومازال المسلمون منذ أن عرف التأليف الى يومنا هذا وهم يجرون على هذا المنوال فى مؤلفا تهم دون نكير**"(فقہ النوازل للشیخ بکر ابوزید ۲/ ۱۶۱)۔

-"**فإن كان ذلک مجرد اقتباس أو نقل، فإنه لا حرج فيه من الناحية الشرعية، فإن أهل العلم كثيرا ما ينقل بعضهم من أقوال بعض أو يستشهد بشعر غيره دون ذكر اسمه، ولكن ينبغى للمقتبس أو الناقل أن يوهم السامع أو القارى أن ذلک من انشائه، فإن الإمانة العلمية تقتضى أن ينسب القول إلى قائله، إذا كان الكاتب أو الذى يلقى الشعرينسب ذلک إلى نفسه أو يوهم القراء والسامعين أنه من كلامه هو ومن انشائه، فإن هذا من الغش والكذب المحرم شرعا، وربما كان فيه إعتداء على الملكية الفكرية، وهذا لايجوز إذا كان ذلک مؤلفا**"(ماخوذ من موقع اسلام ویب)۔

-"**والأجرة إنما تكون فى مقابلة العمل**"(ردالمحتار کتاب النکاح ۳/ ۱۵۶)(مفتی محمد ادریس کشمیری قاسمی)۔

☆☆☆

عرض مسئلہ:

مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ

مولانا محمد صابر حسین ندوی☆

مصنوعی ذہانت (AI) یعنی (Artificial intelligence) جدید ایجادات میں سے ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ مشینوں میں ایسی صلاحیت پیدا کردی جائے جو انسانی ذہانت وفکر میں یکساں ہو، اس کا دائرہ بہت وسیع ہوتا جارہا ہے، بلاشبہ ہر شئی خیر وشر کے پہلو سے گھری ہوئی ہوتی ہے، مصنوعی ذہانت بھی انسانی تعمیر کے ساتھ تخریب کا بھی ذریعہ ہے، چنانچہ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے مناسب سمجھا کہ اسے زیر غور لایا جائے اور شرعی اصول وضوابط کی روشنی میں بعض اہم مسائل حل کئے جائیں، اکیڈمی کی جانب سے چند ضروری معلومات کے ساتھ سات سوالات مقالہ نگاران تک بھیجے گئے، یہ خوش بختی وسعادت کی بات ہے کہ بندہ کو ان مقالات کی روشنی میں 'عرض مسئلہ' تیار کرنے کی ذمہ داری سپرد کی گئی، تادم تحریر ۲۹/ مقالات موصول ہوئے، جن میں ایک مقالہ 'جامعہ کوثریہ، کیرلا' کے طلباء کی جانب سے ہے؛ جبکہ مفتی فضل الرحمٰن اصلاحی قاسمی کا مقالہ مسئلہ کے تعارف پر مبنی ہے، ان میں بعض مقالات مفصل تو بعض مختصر ہیں، اکثر وبیشتر حضرات نے اپنی بات مدلل پیش کی ہے، کوشش ہوگی کہ ہر ایک کی بات مع دلیل نقل کرتے ہوئے ان کا تحلیلی مطالعہ پیش کردیا جائے، ممکن ہے کہ رائے کا انتساب، دلیل وغیرہ میں کہیں چوک ہو تو معذرت خواہ ہوں، مقالہ نگاران کے اسماء یہ ہیں:

ڈاکٹر مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مولانا محمد ابوبکر قاسمی، مفتی جمیل احمد نذیری، مفتی راشد حسین ندوی، ڈاکٹر حافظ کلیم اللہ عمری، مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا محمد جمیل اختر جلیلی ندوی، مولانا معراج الدین قاسمی، مفتی اقبال بن محمد ٹنکاروی، مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی، مفتی محمد جنید احمد قاسمی، مولانا ابرار الحق قاسمی، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی، مولانا محمد عفان منصور پوری، مفتی اسعد بن عبدالرزاق پالنپوری، مولانا محمد عاشق صدیقی ندوی، حافظ سید فاروق عمری مدنی، مفتی عثمان بستوی، مفتی عبدالاحد قاسمی، مفتی محمد عارف باللہ قاسمی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، مولانا محمد ریاض ارمان قاسمی، قاضی محمد فیاض

☆ جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور، کرناٹک۔

عالم قاسمی، عارض-مولانا محمد صابر حسین ندوی، مفتی محمد برکت علی قاسمی، مفتی محمد شاہد علی قاسمی صاحبان مدظلہم۔

۱-مصنوعی ذہانت کا استعمال:

مصنوعی ذہانت اور Ai کا استعمال کرنا کیسا ہے؟ کیا اس طرح کی علمی اور معلوماتی سہولیات سے بڑھ چڑھ کر استفادہ کرنا چاہئے، یا اس بابت تحفظ رکھنا چاہئے؟

اس سلسلے میں تمام محررین کا اتفاق ہے کہ جدید ایجادات سے استفادہ کرنا امر مباح ہے، جس میں فی نفسہ کوئی شرعی قباحت نہیں؛ البتہ جس طرح دیگر مباح اشیاء کا حکم ہے کہ اگر انہیں ناجائز طور پر استعمال کیا جائے تو ناجائز ہوں گی اور اگر حلال طریقے پر استعمال کیا جائے تو حلال ہوں گی؛ بعینہ یہی حکم اس کا بھی ہے، اس کے ساتھ عموماً باحثین نے یہ دو آیتیں پیش کی ہیں:

" **هُوَ الَّذِی خَلَقَ لَكُم مَّا فِی الْأَرْضِ جَمِيعًا**"(سورۂ بقرہ:۲۹)۔

"**وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ**"(سورۂ جاثیہ:۱۳)۔

مفتی شاہد علی قاسمی، ڈاکٹر شاہجہاں ندوی، مولانا جمیل اختر جلیلی ندوی، مولانا محبوب فروغ قاسمی، مفتی عثمان گورینی، مفتی عفان منصور پوری، مفتی راشد حسین ندوی، مفتی اقبال ٹنکاروی، مولانا سید فاروق عمری، مولانا محمد ریاض قاسمی اور عارض نے یہ اصول نقل کیا ہے:

" **الأصل فی الأشياء الإباحة، وأن الحرمة بالنهی عنها شرعاً**" (المبسوط ۷۷/ ۲۴)۔

" **لأن كل مباح حسن، ولكنه لا ثواب فيه**" (احکام القرآن للجصاص ۴/ ۱۹۹، الانعام)۔

چند مختلف آراء وتحفظات:

بعض حضرات نے مختلف تحفظات پیش کی ہیں اور اپنے اندیشے کا اظہار کیا ہے، جیسے ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی کہتے ہیں کہ "اس بابت تحفظ اولی ہے"۔ ڈاکٹر محمد شاہجہاں ندوی نے تحفظات کی بابت تفصیلی گفتگو کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مصنوعی ذہانت کا استعمال غلو سے بچتے ہوئے وسط کے ساتھ ہونا چاہئے: "**وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا**"(سورۂ بقرہ:۱۴۳)۔

عارض کا خیال ہے کہ مصنوعی ذہانت سے علمی و دینی استفادہ کرتے ہوئے غایت درجہ احتیاط کی ضرورت ہے، انہیں پر منحصر ہو جانا درست نہیں۔

۲-استفادہ کی بنیادی شرطیں:

مصنوعی ذہانت کے استعمال میں تلبیس اور فراڈ کے بہت زیادہ امکانات ہیں، ساتھ ہی یہ وسائل زندگی کیلئے بہت سی آسانیاں اور افادیت بھی رکھتے ہیں، تعارفی گفتگو کو سامنے رکھ کر اس بات پر روشنی ڈالیں کہ مصنوعی ذہانت کے استعمال کیلئے کن اصول وضوابط کی پابندی شرعاً ضروری ہونی چاہئے؟

اگر تمام باحثین کا خلاصہ بیان کیا جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ مصنوعی ذہانت کا استعمال کرتے ہوئے شرعی، اخلاقی اور قانونی پاس داری ضروری ہے، اسی بات کو مقالہ نگاروں نے مختلف اصول وضوابط اور دلائل کی روشنی میں نقل کیا ہے، چند اکثری اور اہم بیان کردہ نکات ذکر کئے جارہے ہیں:

لغو کی گنجائش نہیں:

مصنوعی ذہانت کے ذریعہ کوئی بھی غلط، فحش اور لایعنی چیز عام نہ ہو، تزویر تلبیس اور جھوٹ سے کام نہ لیا جائے، یہ بات اکثر مقالہ نگار نے مختلف تعبیرات کے ساتھ نقل کی ہے:

"اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ اللّٰہُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" (سورۂ نور:۱۹) (مفتی شاہد علی قاسمی، مفتی محمد برکت علی قاسمی، مولانا معراج الدین قاسمی، عارض)۔

"قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِہٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ "(سورۂ اعراف:۳۳) (مولانا جمیل اختر جلیلی ندوی)۔

"وَتعاوَنُوا عَلی البِرِّ والتَّقْوی ولا تَعاوَنُوا عَلی الإثْمِ والعُدْوانِ " (سورۂ مائدہ:۶) (مفتی ابوبکر قاسمی، مفتی اسعد پالنپوری، مفتی حبیب اللہ قاسمی)۔

-مفتی ابرار الحق قاسمی: بچوں کا جنسی استحصال یا استحصال سے متعلق مواد، اسی طرح اسپام کی تخلیق یا اس کی تقسیم کو پرموٹ کرنا بھی جائز نہیں۔

ملحدانہ مواد فیڈ نہ کیا جائے:

مصنوعی ذہانت میں ملحدانہ مواد فیڈ کرنا جو اسلام سے دوری کا باعث بنے؛ جائز نہیں ہے (مفتی عثمان گورینی، عارض)۔

"لاضرر ولا ضرار" (سنن ابن ماجہ:۱۹۰۹) (مفتی راشد حسین ندوی)۔

"**کل ماأدی الی مالایجوز لایجوز**"(الدرمع الرد۹/۵۱۹)۔

قتل وقتال اور فساد کا باعث نہ ہو:

اسلام کوئی بھی ایسی چیز جس کی وجہ سے انسانی صحت پر اثر پڑتا ہو، یا کسی فتنہ کا ذریعہ بنتا ہو، تو اس کے استعمال کی اجازت نہیں دیتا؛ اور اگر ضرورتاً اس کی اجازت دی جائے، تو بقدر ضرورت اس کی تحدید کی جائے گی؛ لیکن محض تخیل وتخمینہ کی وجہ سے مباح پر پابندی لگانا مناسب نہیں۔

" **الفتنة أشد من القتل**"(سورۂ بقرہ:۱۹۱)(مفتی شاہد علی قاسمی)۔

"**وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا**"(سورۂ نساء:۲۹)(عارض)۔

"**الیقین لایزول بالشک**"(الاشباہ للسیوطی:۵۰، ابن نجیم:۵۶،۱)(مفتی شاہد علی قاسمی)۔

-ڈاکٹر ظفر الاسلام صاحب نے اس سوال کے جواب میں ایک سوال قائم کیا ہے: "تلبیس کا زیادہ امکان ہے اس لئے دھوکہ دہی اور فراڈ حرام ہے، شرعی ضرورتوں میں اس سے کام نہ لیا جائے، حدیث میں آتا ہے: "**المؤمن القوی خیر من المؤمن الضعیف**" جب اس سے بہت ساری ملازمتیں ختم ہوجائیں گی اور بے روزگاری عام ہوجائے گی تو کیا اسے جائز قرار دیا جاسکتا ہے"۔

-ڈاکٹر محمد شاہجہاں ندوی نے تفصیل کے ساتھ مع دلائل اصول وضوابط لکھے ہیں، جن کا ماحصل یہ ہے کہ: ضرر، دھوکہ اور خیانت سے کام نہ لیا جائے، اعتدال، اخلاقیات اور ماحولیات کی پابندی کی جائے۔

" **إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا**"(سورۂ نساء:۵۸)۔

"**من غشنا فلیس منا**"(صحیح مسلم، حدیث نمبر:۱۰۱)۔

-مفتی شاہد قاسمی: مصنوعی ذہانت میں حقوق وفرائض کی غفلت تک انہماک درست نہیں، ان سے معلومات کا حصول خبر مجہول ومستور کے درجہ میں ہوگی اور اس کی افادیت اُغلب ہونی چاہئے۔

-مفتی جمیل اختر جلیل نے آٹھ اصول نقل کئے ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے: دیانت داری اور انصاف، رازداری اور سلامتی، انسانیت کی رعایت، سماجی اور ماحولیاتی فوائد، اعتباریت اور تحفظ، شفافیت اور وضاحت، احتساب اور ذمہ داری، جامع اور انسانی بہبود کا خیال رکھا جائے۔

-ڈاکٹر کلیم اللہ عمری، مفتی عبدالاحد قاسمی: تصویر سازی۔ موسیقی اور مجسمہ سازی کیلئے مصنوعی ذہانت کا استعمال درست نہ ہوگا۔

حاصل بحث یہی ہے کہ شرعی، اخلاقی، سماجی، شخصی اور قانونی اصول وضوابط کا خیال ضروری ہے، 'لاضرر ولاضرار' کا اصول ہمیشہ مدنظر رہے اور امر مباح کا استعمال انسانیت کی خیر خواہی وفلاح کیلئے ہو؛ نیز جہاں تک نوکری ختم ہونے کی بات ہے کہ تو یہ محض انداز وتخمینہ ہے، اسی طرح اسے مجسم اور تصویر سازی کے زمرے میں رکھ کر سوچنا مناسب نہیں لگتا؛ کیونکہ (AI) متحرک تخلیق ہے مجسم نہیں۔

"وَتَعاوَنُوا عَلى البِرِّ والتَّقْوى ولا تَعاوَنُوا عَلى الإثْمِ والعُدْوانِ" (سورۂ مائدہ:۲)۔

۳-مصنوعی ذہانت سے تیار کردہ کتاب:

مصنوعی ذہانت کے اپلی کیشن Chat GPT کے ذریعہ تیار کردہ تحریر اور کتاب کو اپنی جانب صرف اس بنیاد پر منسوب کرنا اور حق تصنیف رکھنا کیا درست کہلائے گا، کہ وہ تحریر اور کتاب متعلقہ شخص نے اپنے سوالات کے ذریعہ تیار کرائی ہے؟

اس سلسلہ میں باحثین کی تین رائیں ملتی ہیں:

پہلی رائے: ناجائز

یہ مولانا عفان منصور پوری، مولانا کلیم اللہ عمری، مولانا جعفر ملی رحمانی اور مولانا عبدالاحد قاسمی صاحبان کی رائے ہے، مفتی عفان منصور پوری لکھتے ہیں: '.....مذکورہ شخص حق تصنیف رکھنے میں گناہ گار ہوگا؛ کیونکہ جو کام اس نے کیا ہی نہیں اس پر حق کیسا؟'

"لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوا وَّيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُم بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" (سورۂ آل عمران:۱۸۸) (مفتی عفان منصور پوری، مولانا عبدالاحد قاسمی)۔

"لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك الغير بلا إذنه" (قواعد الفقہ:۱۱۰) (مفتی عفان منصور پوری)۔

- ڈاکٹر کلیم اللہ عمری مدنی نے کوئی دلیل نہیں دی، مفتی جعفر ملی نے 'آیۃ المنافق ثلاث' والی روایت پیش کی ہے، جبکہ ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی نے 'احتیاط اولی' لکھا ہے۔

دوسری رائے: جائز

اس رائے کے حاملین ہیں: مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا محمد ابوبکر قاسمی، مفتی جمیل احمد نذیری، مفتی محمد جنید احمد قاسمی، مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی، مولانا محمد جمیل اختر جلیلی ندوی، قاضی محمد فیاض عالم قاسمی، مولانا محمد ریاض ارمان قاسمی، مفتی محمد برکت علی قاسمی۔

ڈاکٹر محمد شاہجہاں ندوی لکھتے ہیں:'' .....اسے حق تصنیف وتالیف حاصل ہے، جو موجودہ دور کے عرف میں مال اور قابل معاوضہ ہے''۔آپ نے اس کے بعد مختلف فقہی نظائر ومثالیں پیش کی ہیں۔

''وَالرَّابِعُ .الْمُحْرَزُ فِي الْأَوَانِي يَنْقَطِعُ حَقَّ غَيْرِهِ عَنْهُ ''(ردالمحتار،فصل الشرب-٦/٤٣٨)۔

''وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ''(سورۂ بقرہ:١٢٧) (مفتی عارف باللہ قاسمی،مولانا محمد ابوبکر قاسمی)۔

-مفتی محمد عارف باللہ قاسمی کا ماننا ہے کہ مؤلف لکھے مصنف نہیں۔

تیسری رائے:مشروط جواز

ایک جماعت کا ماننا ہے کہ اس کی نسبت اپنی طرف کرسکتا ہے اور اس کو حق تالیف بھی حاصل ہوگا؛لیکن یہ ضروری ہوگا کہ اس کی وضاحت کردی جائے:

مفتی راشد حسین ندوی،مفتی محمد شاہد علی قاسمی،مولانا معراج الدین قاسمی،مفتی اقبال بن محمد ٹنکاروی،مولانا ابرار الحق قاسمی،مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی،مفتی اسعد پالنپوری،سید فاروق عمری مدنی،مولانا محمد عاشق صدیقی ندوی،مفتی عثمان بستوی،گورینی۔

'' إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا''(سورۂ نساء:٥٨)(مولانا محمد عاشق صدیقی ندوی)۔

''وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى''(سورۂ نجم:٣٩)(مفتی اقبال بن محمد ٹنکاروی)۔

'' تكَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ''(صحیح مسلم:١/٨)(مولانا ابرارالحق قاسمی)۔

عارض کا خیال ہے کہ ناجائز والی بات کے پیچھے کوئی مضبوط دلیل نہیں ہے،ملک غیر میں تصرف کا قاعدہ غیر محل استعمال لگتا ہے؛کیونکہ مصنوعی ذہانت پر موجود معلومات مشترکہ علمی سرمایہ ہیں جس پر سبھوں کا حق ہے،پھر دوسری اور تیسری رائے کا بغور جائزہ لیا جائے تو ان میں سوائے تعبیر کے زیادہ فرق نہیں؛اس لئے کہ مصنوعی ذہانت سے استفادہ کرنے کی لئے بھی صلاحیت اور نفس مضمون کی تراش خراش وتصحیح کی نوبت باقی رہتی ہے،یہ سب علمی لیاقت سے ہی ممکن ہے؛ایسے میں اس کتاب پر اپنا نام درج کرنے میں حرج نہیں؛البتہ ایمان داری کی بات یہ ہے کہ اگر کوئی عبارت مستقل طور پر ماخوذ ہو تو اسے بین القوسین لکھ کر حوالہ درج کردیں،اسلام ویب کے ایک فتوی میں اس تعلق سے جواب دیتے ہوئے لکھا گیا ہے:

''فلا حرج في ذلك؛ فالسائل هو الذي يختار مايراه مناسباً مما يُقترَح عليه من هذه المواقع، ثم يقوم بعد ذلك بما ذكره من:(اعادة تنسيق الموضوع، وتصحيح مافيه من أخطاء املائية

وغیر ذلک)''واللہ اعلم

۴-اے آئی سے اذان کا حکم:

کیا مصنوعی ذہانت کا استعمال اذان کیلئے کیا جا سکتا کہ مقرر کردہ نظام کے مطابق ہر وقت نماز پر خود بخود اذان انجام پاتی رہے؟

تمام مقالہ نگاران کے نزدیک اے آئی کے نظام سے اذان دینا درست نہ ہوگا؛ کیونکہ یہ ایک عبادت ہے جو صرف مکلفین پر عائد ہوتی ہے، اس سلسلہ میں سبھوں نیا لفاظ کے الٹ پھیر کے ساتھ فقہی کتابوں میں وارد صبی غیر ممیّز، شعار اسلام اور اعلان کی مثال دی ہے۔

''يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ ''(سورۂ جمعہ:۹) (مفتی محمد شاہجہاں ندوی)۔

''لَوْ يَعْلَمُ النّاسُ مَا فِي النّدَاءِ وَالصّفّ الأَوّل، ثُمّ لَمْ يَجِدُوا إِلاّ أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لاَسْتَهَمُوا''(صحیح بخاری:۲۶۸۹)(مفتی جمیل اختر جلیلی ندوی)۔

''وَأَمَّا الْعَقْلُ فَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ شَرْطَ صِحَّةٍ فَلَا يَصِحُّ أَذَانُ الصَّبِيِّ الَّذِي لَا يَعْقِلُ وَالْمَجْنُونِ وَالْمَعْتُوهِ أَصْلًا، وَأَمَّا الصَّبِيُّ الَّذِي يَعْقِلُ فَأَذَانُهُ صَحِيحٌ مِنْ غَيْرِ كَرَاهَةٍ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ، إلَّا أَنَّ أَذَانَ الْبَالِغِ أَفْضَلُ''(البحر الرائق:۱/۲۷۹)(مفتی شاہد علی قاسمی، عارض)۔

''وَأَمَّا مِنْ حَيْثُ إقَامَةُ الشِّعَارِ النَّافِيَةِ لِلْإِثْمِ عَنْ أَهْلِ الْبَلْدَةِ فَيَصِحُّ أَذَانُ الْكُلِّ سِوَى الصَّبِيِّ الَّذِي لَا يَعْقِلُ؛ لِأَنَّ مَنْ سَمِعَهُ لَا يَعْلَمُ أَنَّهُ مُؤَذِّنٌ بَلْ يَظُنُّهُ يَلْعَبُ''(ردالمحتار:۲/۶۲)(مفتی اقبال ٹنکاروی)۔

مفتی عثمان گورینی نے جدید فقہی مسائل سے ایک فتوی نقل کیا ہے، جس کا آخری حصہ یہ ہے:''..... غرض کہ اذان صرف اعلان ہی نہیں ہے؛ بلکہ عبادت بھی ہے اور مشین عبادت نہیں کر سکتی، عبادت تو انسان ہی کر سکتا ہے، اس لئے صرف مؤذن کی اذان دینے کی بجائے اذان کے اریکارڈ کا سنا دینا کافی نہیں ہے، یہ ایک مشینی عمل ہے نہ کہ عبادت، رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے تحت قائم اسلامک فقہ اکیڈمی نے بھی یہی فتوی دیا ہے''(جدید فقہی مسائل:۱/۳۵۸)۔

عارض کی رائے بھی یہی ہے کہ کوئی ایسا کام جو مباح ہے اس میں مشینوں سے تعاون لینا کوئی امر قبیح نہیں؛ لیکن جو خالص عبادت ہے اس عبادت میں مشین کو شامل کرنا اور خود کو اس سے الگ کرنا شرعی تکلیف سے بھاگنا لازم آئے گا، نیز یہ سبب بنے گا کہ لوگ امامت، قرآن کی تلاوت، حج اور دیگر عبادتیں بھی انجام دینے کی باتیں کریں گے۔

''أَذَانُ الصَّبِيِّ الْعَاقِلِ صَحِيحٌ مِنْ غَيْرِ كَرَاهَةٍ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ، وَلَكِنْ أَذَانُ الْبَالِغِ أَفْضَلُ، وَأَذَانُ الصَّبِيِّ الَّذِي لَا يَعْقِلُ لَا يَجُوزُ وَيُعَادُ، وَكَذَا الْمَجْنُونُ .هَكَذَا فِي النِّهَايَةِ''(فتاوی ہندیہ ۱/۵۴)۔

۵-فون کی آواز کا شرعی حکم:

چونکہ فون پر ایک شخص کی اپنی آواز میں اس کی ناکہی ہوئی بات بولی جاسکتی ہے تو کیا اب فون کی آواز شرعاً معتبر مانی جاسکتی ہے؟ اور اس پر شرعی احکام مرتب ہوں گے؟

اس سلسلہ میں مقالہ نگاروں سے دو نقطہائے نظر منقول ہیں:

پہلا نقطہ نظر: اعتبار نہیں:

فون کی آواز شرعاً قابل اعتبار نہیں اور اس پر شرعی احکام بھی مرتب نہیں ہوں گے: مولانا محمد عفان منصور پوری، مفتی جمیل احمد نذیری، ڈاکٹر حافظ کلیم اللہ عمری، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، مفتی محمد برکت علی قاسمی۔

-مفتی عفان منصور پوری لکھتے ہیں: ''شرعی احکام کا دارومدار علم یقین پر ہوتا ہے؛ جبکہ فون کالز میں ایڈٹنگ، آواز میں مماثلت وغیرہ کا امکان وشکوک وشبہات پیدا کرتا ہے .....اس لئے فون کی آواز شرعاً معتبر نہیں''۔شبہ کی بات مفتی جمیل احمد نذیری نے بھی لکھی ہے، اسی طرح ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی رقمطراز ہیں: ''یہ تو فراڈ ہے، اس فون پر شرعی احکام کیسے مرتب ہوں گے''۔

''وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ فَإِنْ لَمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ''(سورۂ بقرہ:۲۸۲) (مولانا محمد عفان منصور پوری)۔

''اذا جاء الاحتمال بطل الااستدلال''(ڈاکٹر حافظ کلیم اللہ عمری)۔

'' أَمَّا الشَّرَائِطُ الْعَامَّةُ فَمِنْهَا الْعَقْلُ ؛ لِأَنَّ مَنْ لَا يَعْقِلُ لَا يَعْرِفُ الشَّهَادَةَ فَكَيْفَ يَقْدِرُ عَلَى أَدَائِهَا، وَمِنْهَا الْبُلُوغُ فَلَا تُقْبَلُ شَهَادَةُ الصَّبِيِّ الْعَاقِلِ؛ لِأَنَّهُ لَا يَقْدِرُ عَلَى الْأَدَاءِ إِلَّا بِالتَّحَفُّظِ، وَالتَّحَفُّظُ بِالتَّذَكُّرِ، وَالتَّذَكُّرُ بِالتَّفَكُّرِ، وَلَا يُوجَدُ مِنَ الصَّبِيِّ عَادَةً ''(بدائع الصنائع ۱۴/۳۱۰)(مفتی محمد برکت علی قاسمی)۔

دوسرا نقطہ نظر: مشروط اعتبار:

اکثر باحثین کا ماننا ہے کہ اشتباہ والتباس کا اندیشہ نہ ہو تو اعتبار کیا جائے گا؛ البتہ بعضوں نے اسے معاملات میں تو بعضوں نے شرعی ومعاملاتی دونوں لحاظ سے مناسب سمجھا ہے، تو وہیں بعض مقالہ نگاروں نے اسے قرینہ قاطعہ کے طور پر معتبر جانا ہے: مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی، مولانا محمد جمیل اختر جلیلی ندوی، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی، مفتی

اسعد پالنپوری، مولانا محمد عاشق صدیقی ندوی، حافظ سید فاروق عمری مدنی، مفتی عبدالاحد قاسمی، مفتی محمد عارف باللہ قاسمی، مفتی اقبال بن محمد ٹنکاروی۔

" لَوْلَا جَائُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ"(سورۂ نور:۱۳)(مولانا ابرارالحق قاسمی)۔

"وَلَوْ سَمِعَ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ لَا يَسَعُهُ أَنْ يَشْهَدَ لِاحْتِمَالِ أَنْ يَكُونَ غَيْرَهُ "(فتاوی ہندیہ ۳/ ۴۱۲)(مفتی جمیل ندوی، مولانا عبدالاحد قاسمی)۔

"أَنَّ الْأَمْرَ إذَا ضَاقَ اتَّسَعَ، وَإِذَا اتَّسَعَ ضَاقَ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا بَعْضُهُمْ بِقَوْلِهِ: كُلُّ مَا تَجَاوَزَ عَنْ حَدِّهِ انْعَكَسَ إلَى ضِدِّهِ" (الاشباہ لابن نجیم:۸۴)(مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی)۔

چند آراء کا خلاصہ:

-مفتی ابوبکر قاسمی: خبر اور معاملات میں معتبر ہے جبکہ عبادات، دیانت وامانت میں نہیں۔

-مولانا ابرارالحق قاسمی، مفتی محمد جعفر ملی رحمانی: تعزیرات میں اعتبار ہے قصاص وحدود میں نہیں۔

-ڈاکٹر مفتی محمد شاہجہاں ندوی، مولانا معراج الدین قاسمی: بعد تحقیق بطور قرینہ اور مالی امور میں نہ کہ حدود وقصاص میں اعتبار کر سکتے ہیں۔

-مولانا محمد ریاض ارمان قاسمی، مفتی محمد جنید احمد قاسمی: اعتبار ہے مگر دھوکے کا دعوی بھی قابل قبول ہے۔

-مفتی راشد حسین ندوی: عام حالات میں معتبر مانا جائے گا؛ لیکن اگر دوسرا فریق انکار کر دے تو بینہ اور ثبوت کے بغیر نہیں مانا جائے گا۔

-مفتی عثمان بستوی: اخبار میں قرائن کی بنیاد پر فون کی آواز معتبر ہو سکتی ہے، مگر فون کے ذریعہ ادائے شہادت ممکن نہیں۔

-قاضی محمد فیاض عالم قاسمی: شرعی ثبوت، قرین قاطعہ، گواہان ہوں تو اعتبار ہے، مگر شہادت کے باب میں نہیں۔

-مفتی محمد شاہد علی قاسمی: اگر فون کی آواز کی تحقیق ہوگئی ہو تو قرین قاطعہ کے طور پر مانا جائے گا، اگر تحقیق تو نہ ہوئی؛ لیکن دوسرے ذرائع سے اصلی آواز ہونا ثابت ہو جائے، جیسے شرعی شہادت، یعنی دو عادل گواہ گواہی دیں کہ انہوں نے بات سنی ہے تو اس اقرار پر گواہی متصور ہوگئی اور اسی اعتبار سے احکام جاری ہوں گے؛ لیکن محض آواز کو قرار کا درجہ حاصل نہیں ہوگا۔

عارض کے نزدیک فون کی آواز کی اعتباریت کا یکسر انکار نہیں کیا جاسکتا، یہ جدید وسائل میں سے ہے، یقیناً التباس کا امکان ہے؛ لیکن اس کی تحقیق ممکن ہے، اس سلسلہ میں فقہاء کا بیان کردہ قضاء علی الغائب یا قضاء للغائب کا مسئلہ ایک نظیر ہے، محققین نے اسے اصلاً مصالح سے معلق کیا ہے، خود شامی نے مکمل بحث کی اور اخیر میں یہ جملہ کہا ہے: ''وَظَاهِرُهُ وَلَوْ كَانَ الْقَاضِي حَنَفِيًّا وَلَوْ فِي زَمَانِنَا وَلَا يُنَافِي مَا مَرَّ؛ لِأَنَّ تَجْوِيزَ هَذَا لِلْمَصْلَحَةِ وَالضَّرُورَةِ'' (الدرالمختار وحاشیہ ابن عابدین ۴/ ۴۱۴)، البتہ حدود وقصاص میں قطعیت لازمی ہے، چنانچہ حدود میں احتیاط اولی ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''ادْرَئُوا الحُدُودَ عَنِ المُسْلِمِينَ مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَإِنْ كَانَ لَهُ مَخْرَجٌ فَخَلُّوا سَبِيلَهُ، فَإِنَّ الإِمَامَ أَنْ يُخْطِئَ فِي العَفْوِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يُخْطِئَ فِي العُقُوبَةِ'' (سنن ترمذی: ۱۴۲۴)۔

غرض یہ کہ مصالح کا خیال رکھتے ہوئے فون کی آواز قرین قاطعہ کے طور پر قابل قبول ہو اور اسی درجے کے احکام بھی مرتب ہوں۔

ویڈیو، آڈیو ریکارڈنگ کا حکم:

(۶) اگر کسی شخص سے منسوب کوئی ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ ہو تو کیا اس کو شرعی ثبوت کے طور پر قبول کیا جاسکتا ہے؟

ویڈیو، آڈیو ریکارنگ کے مسئلے کو بعض محررین نے فون کی آواز کا شرعی حکم کے تحت لکھا ہے، دیگر حضرات نے الگ الگ بحث کی ہے اور تین رائیں قائم کی ہیں:

پہلی رائے: شرعی ثبوت نہیں

ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ کو شرعی ثبوت کے طور پیش نہیں کیا جاسکتا، بالفرض ویڈیو یا آڈیو جعلی نہ ہو تو بھی شہادت کیلئے معتبر نہیں (مفتی جمیل احمد نذیری، مولانا محمد جمیل اختر جلیلی ندوی، مولانا محمد ابوبکر قاسمی، مفتی محمد برکت علی قاسمی)۔

'' إِنْ جَائَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا'' (سورۂ حجرات: ۶) (مولانا محمد ابوبکر قاسمی)۔

''وَالطَّرِيقُ فِيمَا يَرْجِعُ إِلَى حُقُوقِ الْعِبَادِ الْمَحْضَةِ عِبَارَةٌ عَنِ الدَّعْوَى وَالْحُجَّةِ: وَهِيَ إِمَّا الْبَيِّنَةُ أَوِ الْإِقْرَارُ أَوِ الْيَمِينُ أَوِ النُّكُولُ عَنْهُ أَوِ الْقَسَامَةُ أَوْ عِلْمُ الْقَاضِي بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَحْكُمَ بِهِ أَوِ الْقَرَائِنُ الْوَاضِحَةُ الَّتِي تُصَيِّرُ الْأَمْرَ فِي حَيِّزِ الْمَقْطُوعِ بِهِ'' (ردالمحتار، کتاب القضاء: ۲۱/ ۲۶۸) (مفتی محمد برکت علی قاسمی)۔

دوسری رائے: شرعی ثبوت ہے:

شرعی ثبوت مانا جائے گا، مگر تحقیق وتوثیق کے بعد: مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی، ڈاکٹر حافظ کلیم

اللہ عمری، حافظ سید فاروق عمری مدنی، مولانا محمد ریاض ارمان قاسمی؛ البتہ آخر الذکر فاضل شہادت کے باب میں ویڈیو کا اعتبار نہیں کرتے۔

"وَلَوْ سَمِعَ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ لَا يَسَعُهُ أَنْ يَشْهَدَ لِاحْتِمَالِ أَنْ يَكُونَ غَيْرَهُ" (فتاوی ہندیہ: ۴۱۲/۳) (مولانا محمد ریاض قاسمی)۔

-مفتی حبیب اللہ قاسمی: دو شرطیں ضروری ہیں، ویڈیو کی نسبت درست ہو اور ریکارڈنگ کرنے والا شخص معتبر ہو۔

تیسری رائے: قرینہ قاطعہ

ویڈیو آڈیو ریکارڈ شرعی ثبوت کیلئے ناکافی ہیں؛ لیکن ان سے تحقیق کے بعد خبر، تائید اور قرین قاطعہ کا فائدہ ہوسکتا ہے، یہ رائے اکثر مقالہ نگار کی ہے (مولانا معراج الدین قاسمی، مفتی محمد جعفر ملی رحمانی، مفتی محمد جنید احمد قاسمی، مولانا ابرار الحق قاسمی، مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی، مفتی اسعد بن عبد الرزاق پالنپوری، مولانا محمد عاشق صدیقی ندوی، مفتی عثمان بستوی، مفتی عبد الاحد قاسمی، مفتی محمد عارف باللہ قاسمی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، قاضی محمد فیاض عالم قاسمی، مفتی محمد شاہد علی قاسمی)۔

"فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ" (سورۂ نساء:۱۵) (مولانا محمد عفان منصور پوری)۔

"لَا يَعْمَلُ بِالْخَطِّ أَيْ لَا يَقْضِي الْقَاضِي بِذَلِكَ عِنْدَ الْمُنَازَعَةِ، لِأَنَّ الْخَطَّ مِمَّا يُزَوَّرُ وَيُفْتَعَل" (شامی:۸/۱۳۵) (مفتی عثمان گورینی)۔

-مفتی راشد حسین ندوی: "جامعہ علوم اسلامیہ کا فتوی ہے کہ ویڈیو کی شہادت کا اعتبار نہیں؛ تاہم اگر مجرم نے اس کو دیکھ کر جرم کا قرار کرلیا ہے تو اس کو سزا دینا جائز ہوگا"۔

-مفتی اقبال بن محمد ٹنکاروی: مفتی تقی عثمانی مدظلہ نے بھی فون کے ریکارڈ کو قرین قاطعہ کے زمرے میں رکھا ہے (انعام الباری:۹۰۶)۔

-ڈاکٹر مفتی محمد شاہجہاں ندوی: مالی امور میں ویڈو ریکارڈنگ کا اعتبار ہوگا حدود وقصاص میں نہیں۔

دراصل ان تینوں آراء کو سامنے رکھتے ہوئے غور کرنے کی ضرورت ہے، علامہ شامیؒ لکھتے ہیں: "وَهِيَ إِمَّا الْبَيِّنَةُ أَوْ الْإِقْرَارُ أَوْ الْيَمِينُ أَوْ النُّكُولُ عَنْهُ أَوْ الْقَسَامَةُ أَوْ عِلْمُ الْقَاضِي بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَحْكُمَ بِهِ أَوْ الْقَرَائِنُ الْوَاضِحَةُ الَّتِي تُصَيِّرُ الْأَمْرَ فِي حَيِّزِ الْمَقْطُوعِ بِهِ" (شامی:۲۱/۲۶۸)، یعنی شرعی اعتبار سے حجت بینہ، اقرار اور اسی میں قرینہ قاطعہ بھی ہے، ویڈیو، آڈیو کے ذریعہ یقیناً التباس کا خدشہ لگا رہتا ہے؛ لیکن تحقیق کے بعد قطعیت کا بھی فائدہ ہوسکتا ہے، اگر محض خدشہ اور امکان کو ہی سبب قرار دینا ہے تو شرعی گواہ میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے۔

اسی لئے پہلی رائے اولی نہیں، دوسری اور تیسری رائے کے درمیان کی راہ زیادہ بہتر معلوم ہوتی ہے کہ ویڈیو آڈیو کو تحقیق، فارنسک ٹیسٹ کے بعد شرعی ثبوت کے طور پر قبول کیا جائے؛ قاضی عبدالصمد رحمانیؒ نے 'حمل کتاب' کی بحث کے اختتام پر جو بات کہی ہے وہ اصل ہے، فرمایا: ''اس سلسلہ میں جو چیز ضروری ہے وہ ذریعہ حمل کا قابل اعتماد اور قابل اطمینان ہونا ہے؛ لہذا جس زمانے میں جو صورت قابل اعتماد اور قابل اطمینان ہوگی اس کو ارسال کتاب کا ذریعہ بنانا صحیح ہوگا'' (کتاب الفسخ والتفریق: ۲۰۳)، البتہ حدود و قصاص کے معاملے میں احتیاط اولی ہے؛ کہ ان میں معمولی خدشات بھی رکاوٹ کا باعث ہوتے ہیں۔

۷- اساتذہ، علمی کاموں کا معاوضہ لینا:

جو اساتذہ اور مصنفین یا علمی کام انجام دینے کی نوکری کرنے والے ملازمین ہیں، وہ اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کی انجام دہی مثلاً مضمون اور کتاب کی تیاری، ترجمہ، ٹائپنگ، تدریس کے لئے سبق کی پلاننگ، امتحان کے سوال نامہ کی تیاری، رپورٹ کی تیاری مفصل تحریر کی تلخیص، قانونی صلاح مشورہ کی فراہمی، وغیرہ کام اگر Chat GPT کے ذریعہ کم وقت میں یہ آسانی پورا کرلیں، تو کیا وہ اپنے مفوضہ کاموں کی انجام دہی کرنے والے قرار دئے جائیں گے؟ اور ان کے لئے اپنی تنخواہ یا معاوضہ وصول کرنا شرعاً درست ہوگا؟

یہ بات تمام محررین نے مختلف تعبیرات کے ساتھ لکھی ہے کہ اساتذہ، معلمین، مصنفین وغیرہ اگر اے آئی سے استفادہ کریں تب بھی شرعی اعتبار سے اجرت کے مستحق ہوں گے؛ البتہ معاوضہ وقت کے حساب سے طے ہوا ہو تو پورا وقت دینا ہوگا۔

''يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ'' (سورۂ مائدہ:۱) (مفتی حبیب اللہ قاسمی، مولانا محمد جمیل اختر جلیلی ندوی، عارض)۔

''لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا'' (سورۂ زخرف:۳۲) (ڈاکٹر مفتی محمد شاہجہاں ندوی)۔

''المسلمون على شروطهم إلا شرطا حرم حلالا أو أحل حراما'' (سنن ترمذی:۱/۲۵۱) (مفتی حبیب اللہ قاسمی، عارض، مولانا معراج الدین قاسمی، مفتی محمد جعفر ملی رحمانی)۔

بعض مقالہ نگار نے اجیر خاص اور اجیر عام کی بحث کرتے ہوئے یہ شرط لگائی ہے کہ ادارہ نے اے آئی کے استعمال سے منع نہ کیا ہو (مفتی محمد شاہد علی قاسمی، مفتی محمد عارف باللہ قاسمی، مولانا محمد جمیل اختر جلیلی ندوی، سید فاروق عمری مدنی، ڈاکٹر ظفر الاسلام صدیقی، قاضی محمد فیاض عالم قاسمی، مولانا محمد ریاض ارمان قاسمی، مفتی راشد حسین ندوی)۔

"وَلِلْأَجِيرِ أَنْ يَعْمَلَ بِنَفْسِهِ وَأُجَرَائِهِ إِذَا لَمْ يُشْتَرَطْ عَلَيْهِ فِي الْعَقْدِ أَنْ يَعْمَلَ بِيَدِهِ؛ لِأَنَّ الْعَقْدَ وَقَعَ عَلَى الْعَمَلِ، وَالْإِنْسَانُ قَدْ يَعْمَلُ بِنَفْسِهِ وَقَدْ يَعْمَلُ بِغَيْرِهِ؛ وَلِأَنَّ عَمَلَ أُجَرَائِهِ يَقَعُ لَهُ فَيَصِيرُ كَأَنَّهُ عَمِلَ بِنَفْسِهِ، إِلَّا إِذَا شَرَطَ عَلَيْهِ عَمَلَهُ بِنَفْسِهِ الخ" (بدائع الصنائع:۹/ ۴۳۴)۔

-مفتی عثمان بستوی: عقد استصناع کی مثال پیش کرتے ہوئے دو شرطیں لگائی ہیں:

(۱) مفوضہ ذمہ داریوں میں کوئی نقص نہ ہو۔ (۲) خود اس کے عمل کی شرط نہ لگی ہو۔

-مفتی محمد جعفر ملی رحمانی: عرف اور اجارہ کی شرطوں کا خیال رکھا جائے۔

اس سلسلہ میں زیادہ مناسب بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ مصنوعی ذہانت سے استفادہ پر شرعاً اجرت لازم ہوگی، اس لئے کہ جدید ٹکنالوجی سے استفادہ بھی کوئی عام بات نہیں، اس کیلئے علمی لیاقت، صلاحیت اور محنت درکار ہوتی ہے، جہاں تک اجیر خاص یا اے آئی سے استفادہ نہ کرنے کی شرط قرار دینے کی بات ہے تو یہ غالباً، اس لئے ہے کہ کام میں معیار کا لحاظ رکھا جائے، چنانچہ اگر کام میں معیار کا لحاظ ہو اور اصل ضرورت پوری کی جائے تو حق اجرت میں کوئی دشواری محسوس نہیں ہوتی؛ نیز عارض نے بھی اپنے مقالہ کے اندر عرف اور عقد کی بات لکھی ہے کہ ان کا خیال رکھا جائے گا۔

" الْمَعْرُوفُ عُرْفًا كَالْمَشْرُوطِ شَرْعًا" (انتہی. الاشباہ لابن نجیم: ۱/ ۹۹)۔ ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

☆☆☆

تعارف موضوع:

مصنوعی ذہانت کے متوقع ترقیاتی مراحل

ایک فنی تجزیہ

آرٹیفیشیل انٹیلیجنس کی پہلی اسٹیج رول بیس AI ہے، AI کے اس قسم کو نالج بیس سسٹم کے طور پر بھی جانا جاتا ہے۔ آیئے سمجھتے ہیں کہ آرٹیفیشیل انٹیلیجنس کی یہ قسم کس طرح کام کرتی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جتنے بھی روبوٹس پچھلی صدی میں ہم نے بنائے وہ رول بیس روبوٹس تھے، سافٹ ویئرز تھے، ان کو ہم رولز دیتے تھے، اسٹیٹمنٹ دیتے تھے، لوجک دیتے تھے، اور اگر اس لوجک کے باہر کوئی سوال پوچھا جاتا تھا تو ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا تھا، آرٹیفیشیل انٹیلیجنس کی اس قسم میں پہلے سے ہی کچھ اصول وضوابط بنا دیے جاتے ہیں اور اس انٹیلیجنس پر بیس کرنے والی مشینوں کو ان کے مطابق ہی چلنا پڑتا ہے، یعنی ان میں یہ صلاحیت موجود نہیں ہوتی کہ یہ ماحول کے مطابق خود کو ڈھال سکیں، بدل سکیں، یا غیر متوقع حالات سے کچھ سیکھ سکیں، اس ٹیکنالوجی کا استعمال ہماری روزمرہ زندگی کی کئی چیزوں میں کیا جاتا ہے، جیسے الارم کلاک، تھرمواسٹیٹ وغیرہ۔

آیئے ہم سمجھتے ہیں کہ AI کی یہ ٹیکنالوجی کیسے پہلے سے بنائے گئے اصولوں پر کام کرتی ہے، مثال کے طور پر اس ٹیکنالوجی پر انحصار کرنے والی گھڑی میں جب صبح کے سات بجیں گے تو الارم بجنا شروع ہوجائے گا، یا جب کمرہ کا درجۂ حرارت سیونٹی فائیو فارن ہائٹ سے بڑھے گا تو تھرمواسٹیٹ اسی کو آن کردے گا، اس کے علاوہ مائیکرو ویب اور کار کے ریڈیوز میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

اس ٹیکنالوجی کا دوسرا اسٹیج آرٹیفیشیل انٹیلیجنس کا Context - Based AI ہے، مصنوعی ذہانت کے اس اسٹیج میں نہ صرف موصول ہونے والی ان پٹس (Inputs) کو پروسیس کیا جاتا ہے، بلکہ اردگرد کے ماحول کا بھی مطالعہ کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ اس ٹیکنالوجی پر بیس کرنے والی چیزوں کے یوزرس کا رجحان دیکھا جاتا ہے کہ وہ کس طرف ہے، صارف کے ہسٹوریکل ڈاٹا کو چیک کیا جاتا ہے، یعنی اس کی ہسٹری پر نظر رکھی جاتی ہے اور اس کے بعد فیصلے لیے جاتے ہیں، مصنوعی ذہانت کا یہ اسٹیج پہلے اسٹیج کی بنسبت زیادہ ایڈوانس تصور کیا جاتا ہے۔ Context بیس AI کی مثالوں میں اسسٹنٹ، سیری، گوگل اور

الیکٹرا شامل ہے، یہ سافٹ ویئر بہت زیادہ ڈاٹا کا تجزیہ کرکے اور صارف کے مختلف طرح کے پیٹرنز کا مطالعہ کرکے اس کی ضروریات اور دلچسپیوں کا اندازہ لگاتے ہیں، مثال کے طور پر ان سافٹ ویئر میں سے کسی سے موسم کے متعلق پوچھتے ہیں اور جلد ہی بارش ہونے والی ہے تو یہ سافٹ ویئر یہ تو بتائے گا ہی کہ جلدی بارش ہونے والی ہے اور ساتھ یہ مشورہ بھی دے دے گا کہ چھتری لے کر نکلیں، اگر آپ اس ٹیکنالوجی پر بیس کرنے والے کسی سافٹ ویئر سے ریسپی بنانے کے طریقے پوچھیں گے تو ممکن ہے AI اسسٹنٹ آپ کے گزشتہ خرید وفروخت کی ہسٹوری کو دیکھتے ہوئے مطلوب ریسپی کے ضروری اشیاء کو خریدنے کے لیے ساتھ میں قریبی اسٹور کا پتہ بھی بتادے، اس قسم کی ٹیکنالوجی میں ریٹینشنز سسٹم بھی موجود ہوتا ہے، یعنی اس میں انفارمیشن بھی اسٹور ہوتی رہتی ہے اور وقت پڑنے پر اس کو استعمال بھی کیا جاسکتا ہے، Context بیس AI پر آپریٹ کرنے والے سافٹ ویئر اور مشینیں آپ کے براؤزنگ ہسٹری، پرچیز ہسٹری اور یہاں تک کہ ان آئٹم کی معلومات بھی محفوظ رکھتے ہیں جنہیں دیکھنے میں آپ وقت گزارتے ہیں، اور ان ہی معلومات کو دیکھتے ہوئے یہ مشینیں اور سافٹ ویئر اپنی آراء پیش کرتی ہیں۔

مصنوعی ذہانت کا تیسرا اسٹیج Narrow -Domain AI کے نام سے جانا جاتا ہے، AI کا اس قسم کو بڑے بڑے مخصوص کام کو کرنے کے لئے ڈیزائن کیا گیا ہے۔

AI کے ذریعہ بیماریوں کی تشخیص:

AI کا یہ اسٹیج کچھ ایسے کام کرنے کی بھی صلاحیت رکھتا ہے جنہیں کرنے میں کسی بھی انسان کو بہت زیادہ وقت لگتا ہے، یا لگ سکتا ہے۔ لیکن AI کی اس قسم کی بھی ایک Domain میں Narrow-Domain AI ہے جو صرف ملی سکنڈ میں میڈیکل لٹریچر کی کئی کتابوں، مریض کے ریکارڈ اور بیماری کے متعلق ریسرچز کو چھان مارتی ہے، تاکہ مریض کی بیماری کے متعلق ضروری معلومات اکٹھی کرکے اس کی تشخیص کی جاسکے، اس کی ایک مثال IBM واٹس ایم ہے جس سے میڈیکل کی فیلڈ میں کام لیا جارہا ہے، یہ سافٹ ویئر بہت زیادہ وسیع ڈاٹا کو ملی سکنڈ میں پروسیس کرکے میڈیکل ہیلتھ کے پروفیشنلز کی مدد کرتا ہے، بالکل اسی طرح کاروباری دنیا میں Narrow Domain AI کو استعمال کرکے مارکیٹ ٹرینڈ کو سمجھا جاسکتا ہے، ٹرینڈنگ پیٹرنز کا تجزیہ کیا جاسکتا ہے اور اسٹاک مارکیٹ میں مستقبل قریب میں بلندی یا پستی کا بہت درست حد تک اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ Narrow Domain AI کا استعمال گیم کی دنیا میں بھی بہت وسیع پیمانہ پر کیا جارہا ہے، مثال کے طور پر چیرس، یعنی شطرنج کے کھیل کو اپنی لامحدود چالوں کی وجہ سے AI کو سمجھنا ایک وقت میں بڑا چیلنج تصور کیا جاتا تھا، لیکن Narrow-Domain AI پر بیس کرنے والے ایک کمپیوٹر سافٹ ویئر الفا گو نے نہ صرف اس کھیل کو سیکھا، بلکہ دنیا بھر کے

بڑے بڑے کھلاڑیوں کو شکست تک دی۔ مستقبل قریب میں Narrow AI کے پاس یہ صلاحیت بھی موجود ہوگی کہ کسی بھی انسان کی براہ راست بولنے کی ٹرانسلیشن کر سکے، جس کے نتیجہ میں دو مختلف زبانیں بولنے والے لوگوں کے درمیان کمیونیکیشن میں آسانی پیدا ہو سکے۔

آرٹیفیشیل انٹیلیجنس کا چوتھا اسٹیج Reasoning AI ہے، آرٹیفیشیل انٹیلیجنس کے اس اسٹیج کے پاس یہ سہولت موجود ہے کہ یہ انسان کے روزمرہ کے معاملات میں سوچنے کی صلاحیت کی نقل کر سکتا ہے، انسان روزمرہ کے معاملات میں نہ صرف ڈاٹا کو پروسیس کرتا ہے، بلکہ اس کا تجزیہ بھی کرتا ہے، مختلف لینز پزیز اور پیٹرنز کو آپس میں جوڑنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کے بعد حتمی نتیجہ پر پہنچتا ہے جس کی بنیاد منطق، یعنی لوجیکل ہوتی ہے، Reasoning AI کا کام بھی اس سارے پروسیس کی کاپی کرنا ہے۔ Reasoning AI کو کوئی بھی ٹاسک دینے کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس بات کی اجازت دے رہے ہیں کہ وہ جس طریقے سے چاہے اسے پورا کرے، بعض اوقات تو آرٹیفیشیل انٹیلیجنس کے اس اسٹیج کے پاس کسی بھی مسئلے کو حل کرنے کے وہ طریقے موجود ہوتے ہیں جنہیں کسی بھی انسان کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے مہینوں لگ جاتے ہیں، اس کی بہترین مثال چیٹ جی پی ٹی (Chat GPT) ہے، یہ بہت سی زبانوں کا استعمال کر کے بنایا گیا ایک ماڈل ہے، جو ٹیکسٹ کی صورت میں معلومات فراہم کرتا ہے، اس کو ملین کی تعداد میں ویب سائٹس تک رسائی حاصل ہے، آیئے اس کے کام کرنے کے میکانزم کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

چیٹ جی پی ٹی کے کام کا دائرہ اور میکانزم:

اس کا نام ہے چیٹ جی پی ٹی، یہ ایک چیٹ بوٹ ہے جو لوگوں سے چیٹ کرے گا، آج تک ہم جتنے چیٹ بوٹ دیکھتے ہیں ان کو دیکھ کر ہنسی ہی آتی تھی، لیکن یہ ایسا چیٹ بوٹ ہے کہ آرٹیفیشیل انٹیلیجنس بیڈ ہے، جنریٹر پری ٹریننگ ٹرانسفارمر اسے کہا جاتا ہے اور تیس نومبر ۲۰۲۲ء کو اسے لانچ کیا گیا، اوپن AI کمپنی ہے جس کے بی اوڈی میں اس وقت بھی ای لون مسک موجود ہے، گویا کہ یہ کمپنی ای لون مسک نے شروع کی تھی، لیکن اس کے بعد اب بھی ای لون مسک کا تعلق اس کمپنی سے ہے، لیکن وہ پورے طریقے سے اس کمپنی کا حصہ نہیں ہے، یہ سافٹ ویئر ڈیپ لرننگ بیڈ ریگولیٹر پر کام کرتا ہے، اور اس کا کام کیا ہے؟ اس کا کام یہ ہے کہ یہ انسانوں کے مابین چیٹ کے جتنے بھی لوگز ہیں ان کی ٹریننگ لیتا ہے، ان کو پڑھتا ہے، ان کو دیکھتا ہے، ان کے پیٹرنز نوٹ کرتا ہے کہ کس طرح سے انسان آپس میں چیٹ کرتے ہیں، کیا لفظ استعمال کرتے ہیں، کس طرح کے جواب دیتے ہیں؟ اور اس کے بعد کیوں کہ اس کے پاس ڈیپ لرننگ ریگولیڈرس ہیں تو یہ خود بھی لرننگ کرتا رہتا ہے کہ مجھے کس طرح سے چیٹ کرنا ہے۔ ریزننگ اے آئی Reasoning AI کی ایک دوسری مثال مائیکرو

سافٹ کمپنی کا بنایا گیا پلیٹ فارم Bing ہے، جو معلومات کے ساتھ ساتھ ان ویب سائٹس کے لنک بھی فراہم کرتا ہے جہاں سے یہ معلومات لی جاتی ہے، ان ماڈلز کے مزید ایڈوانس ورژن جیسا کہ Chat GPT-4 اور Copilot AI کی ریزننگ اسکیل انسانوں سے بھی کہیں آگے ہے اور یہ اپنے گزشتہ ورژن کی بہ نسبت ہزاروں گنا تیز اور درست معلومات فراہم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ Reasoning AI کی ایک اور مثال آٹونومس گاڑیاں ہیں، یہ گاڑیاں ریژن انالائسیس کا استعمال کر کے سکنڈ کے بہت چھوٹے حصہ میں خود بخود فیصلے لینے کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ مسافروں اور سڑک پر چلنے والوں کی حفاظت کو یقینی بنایا جا سکے۔

مصنوعی ذہانت کا پانچواں اسٹیج آرٹیفیشیل جنرل انٹیلیجنس ہے، انٹیلیجنس کا یہ اسٹیج اچیو کرنے میں ہم فی الحال کامیاب نہیں ہوئے، لیکن جلد ہی اسے اچیو کر لیا جائے گا، مصنوعی ذہانت وہ سارے کام کر سکے گی جو ایک عام انسان کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، اس کا مطلب ہے کہ AI کی اس قسم کو کچھ بھی سکھایا جا سکے گا جو ایک بالغ آدمی کو سکھایا جا سکتا ہے، اس کی صلاحیت بھی کسی انسان سے کئی ملین گنا تیز ہوگی، اس ٹیکنالوجی کے حصول کے بعد ہماری روزمرہ کی زندگی میں جب نیند سے بیدار ہوں تو نہ صرف آپ کو خود بخود موسم کے بارے میں معلومات فراہم کرے یا آپ کی پسند کا میوزک پلے کرے، بلکہ آپ کے موڈ کو سمجھنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو اور آپ کو پورے دن پلان کرنے میں بھی مدد کرے۔ یہ اسسٹنٹ نہ یہ کہ صرف آپ کے ریسرچ پیپر لکھنے کی صلاحیت میں مدد کرتا ہو، بلکہ کوئی بھی ریسپی بنانے میں مکمل رہنمائی بھی کر سکتا ہو۔ AGI کے حصول کے بعد برین کمپیوٹر انٹرفیس کا حصول بھی ممکن ہو جائے گا، بلکہ اس پر تو ابھی کافی کام کیا جا رہا ہے، برین کمپیوٹر انٹرفیس کی مدد سے انسانی دماغ کو AGI ٹیکنالوجی کے ساتھ جوڑا جائے گا؛ تاکہ انسان صرف اپنی سوچ سے ہی اس ٹیکنالوجی کے ساتھ بات کرے، اسے ضروری ہدایات دے سکے، اگر ہم AGI کو روبوٹس میں انسٹال کرنے میں کامیاب ہو گئے تو اس کی وجہ سے ٹیکنالوجی کی دنیا میں جو طوفان برپا ہوگا اس کا اندازہ لگانا بھی ممکن نہیں۔ یہ روبوٹس سرجری میں حصہ لے سکیں گے، بہت مشکل سرجریز کو بہت مہارت کے ساتھ انجام دے سکیں گے، اور پینٹنگ وغیرہ بنانے کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں گے۔

AGI کے بعد چھٹا اسٹیج Super Intelligence AI ہے، جب ہم AGI ٹیکنالوجی حاصل کر لیں گے تو اس ٹیکنالوجی کے پاس یہ صلاحیت ہوگی کہ یہ خود بخود بغیر کسی انسانی مداخلت کے اپنے آپ کو بہتر بنانے اور ماحول کے مطابق ڈھالنے کی صلاحیت رکھتی ہو، اس ٹیکنالوجی کی اپنے آپ کو بہتر بنانے کی یہ صلاحیت بہت کم وقت میں اس کی مصنوعی ذہانت میں انتہائی حد تک اضافہ کر دے گی جس کے بعد AGI بدل کر سوپر انٹیلیجنس اے آئی میں تبدیل ہو جائے گی جس کی صلاحیتوں کا اندازہ لگا پانا بھی ممکن نہیں۔ ایک ریسرچ کے مطابق سوپر انٹیلیجنس اے آئی کے پاس زمین پر اب تک اتارے جانے والے سبھی انسانوں

کے دماغوں سے زیادہ تیز اور درست پروسیس کرنے کی صلاحیت ہوگی، اس صلاحیت کی بدولت زمین پر اس وقت موجود ان مسائل کو بھی حل کیا جاسکے گا جو انسانوں کی سمجھ سے پرے ہیں۔ سوپر انٹیلیجنس اے آئی کی ذہانت میں دن بہ دن اضافہ ہوگا اور یہ اضافہ ناقابل اختیار ہوگا، اس حوالہ سے ایک امریکی کمپیوٹر سائنٹسٹ Ray Kurzweit کا کہنا ہے کہ اس صدی کے اختتام تک زمین پر موجود سبھی انسانوں کے مقابلہ میں کئی ٹریلین گنا زیادہ سوپر انٹیلیجنس اے آئی انٹلی جنٹ ہوچکی ہوگی، آج کے دور میں تو یہ تصور کرنا بھی ممکن نہیں کہ اس وقت کس طرح کی دریافتیں اور ایجادات ہورہی ہوگی، Raykurzweit کے مطابق ٹیکنالوجی کی دنیا میں جتنی ترقی ہم نے گزشتہ بیس ہزار سالوں میں کی ہے اس سے زیادہ ترقی اس ایک صدی میں ہوگی، وہ چیزیں اور وہ نظریات جو آج صرف سائنس، فلموں اور فکشن کا حصہ ہیں اس ٹیکنالوجی کے حصول کے بعد انہیں عملی جامہ پہنانا بہت آسان ہوجائے گا اور وہ سبھی نظریات حقیقت کا روپ دھارلیں گے، سوپر انٹیلیجنس اے آئی کے حصول کے بعد ہماری دنیا ویسی نہیں رہے گی جیسے اب ہے اور اس میں آنے والی تبدیلی کا اندازہ لگا پانا بھی ممکن نہیں ہے۔

مصنوعی ذہانت کا ساتواں اسٹیج Self Aware AI کے نام سے جانا جاتا ہے، اس کے حوالہ سے ریسرچر کا کہنا ہے کہ سوپر اے آئی ترقی کرتے کرتے کنتھم اولگر یتھم کا استعمال شروع کردے گی جس کے بعد یہ انسانوں کی طرح شعور کا ماڈل بنانے میں کامیاب ہوجائے گی، اس کے بعد سوپر اے آئی کو اپنے اندر ہونے والے مختلف عوامل کو سمجھنے کی صلاحیت ہوجائے گی اور یہ سوپر اے آئی سے Self Aware AI میں تبدیل ہوجائے گی، آرٹیفیشیل انٹیلیجنس کی یہ شکل اپنی موجودگی اور بیرونی دنیا سے اپنے تعلقات کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتی ہوگی، AI جب اس اسٹیج پر پہنچ چکی ہوگی تو اس میں انسانوں کی طرح تمام جذبات اور احساسات بھی پیدا ہوچکے ہوں گے، ایک ریسرچ تو یہ بھی بتاتی ہے کہ مصنوعی ذہانت کے اس اسٹیج پر آپریٹ کرنے والے روبوٹس وہ سب کچھ محسوس کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں گے جو انسان بھی نہیں کرسکتے، کونشس (شعور) اور اس کے حصول کے بعد AI ہمارے معاشرہ کو یکسر بدل دے گی، ہم یہ تک نہیں جانتے کہ AI کی اس شکل کے ساتھ ہمارے تعلقات کیسے ہوں گے، اتنی صلاحیت کے مالک یہ روبوٹس جو ہم سے بھی کہیں تیز اور ایڈوانس ہوں گے ہمیں کس نظر سے دیکھیں گے، ریسرچرز کا ماننا ہے کہ سوپر انٹیلیجنس AI جس راستے پر چلنا چاہے گا چلے گا اور جس طرح خود کو بدلنا چاہے بدل سکے گا۔ ممکن ہے کہ انسانوں کے پاس AI کی اس اسٹیج میں ہونے والی تبدیلیوں کو روکنے کا کوئی راستہ بھی نہ بچے اور ہم ان ہی روبوٹس کے رحم وکرم پر اور ان کی اجارہ داری میں زندگی گزارنے پر مجبور ہوجائیں۔

آرٹیفیشیل انٹیلیجنس کا آٹھواں اسٹیج Transcendent AI کے نام سے جانا جاتا ہے، آرٹیفیشیل انٹیلیجنس کے اس اسٹیج کے پاس یہ صلاحیت موجود ہوگی کہ یہ نئے انداز کی زندگی کو متعارف کرواسکے، یہ زندگی بایولوجیکل یا ڈیجیٹل شکل کی

ہوسکتی ہے، یا کسی صورت میں بھی ہوسکتی ہے جو ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ زندگی کے اس قسم میں پہلے سے ہی ساری خوبیاں اور صلاحیتیں موجود ہوں گی، یعنی اسے ہزاروں سالوں کے ارتقائی عمل کا محتاج نہیں ہونا پڑے گا، ایک ریسرچ کے مطابق یہ زندگی نینو روبوٹس کی شکل میں بھی ہوسکتے ہیں، یعنی یہ ایسے چھوٹے چھوٹے روبوٹس ہوں گے جو اپنی نسل بڑھانے کی صلاحیت رکھتے ہوں گے، اگر اس اسٹیج کا حصول ممکن ہوجاتا ہے تو یہ نینو روبوٹس پوری زمین پر پھیل جائیں گے اور ان کے پاس یہ صلاحیت موجود ہوگی کہ ہماری زمین اور ہمارے ایکوسسٹم کو اس کی بہتری کو مدنظر رکھتے ہوئے یکسر بدل سکیں، ٹرانسینڈ ینٹ AI بہت سے انفرادی روبوٹس کے کونشیس کو ایک ساتھ جوڑ کر اور اکٹھا کر کے ایک نئی شکل اختیار کرلے گی جس کے پاس سبھی روبوٹس کی آگاہی اور ذہانت ہوگی۔

مصنوعی ذہانت کا نواں اسٹیج Cosmic AI ہے، AI کی یہ قسم خلاء کو ایکسپلور کرنے میں مہارت رکھتی ہوگی، AI کی اس شکل کے پاس ہمیں خلاء کو ایکسپلور کرنے میں درپیش مسائل کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت ہوگی، جیسا کہ Cosmic ایکسٹینڈ یڈ آئی سلوشن وغیرہ؛ کیونکہ خلاء کے دور دراز فاصلوں کو طے کرنے کے لیے تو انسانوں کے پاس اتنی لمبی عمر ہی نہیں ہے کہ وہ اسے اچھے طریقے سے ایکسپلور کرسکے، ایسے AI کی یہ قسم کم وقت میں بہت زیادہ فاصلے طے کرنے میں اور خلاء میں آنے والے چیلنجز کا سامنا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوگی، آرٹیفیشیل انٹیلیجنس کے اس اسٹیج کے پاس وہ ساری صلاحیتیں موجود ہوں گی جو دنیا کا بہترین سے بہترین سائنس فکشن رائٹر بھی تصور نہیں کرسکتا۔ Cosmic AI سولر سسٹم اور گلیکسیز میں ایسے پروسیس کو پھیلا دے گی جو سیلف ایپلیکیٹنگ صلاحیت کے حامل ہوں گے، یعنی یہ اسے پروبز ہوں گے جو اپنی ہی کاپیاں بنانے کی صلاحیت رکھتے ہوں گے، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ یہ پروبز پورے سولر سسٹم، یعنی پوری گلیکسی میں ایک نیٹ ورک کا قیام عمل میں لائیں گے، اور ممکن ہے کہ اس کے قیام کے بعد خلاء کی موجودہ مسٹریز جیسے ہول اور ڈارک انرجی اور ڈارک میٹل کو سلجھایا جاسکے، Cosmic AI میں یہ خاصیت بھی ہوگی کہ اس میں کائنات کے فیبرک، یعنی مکان وزمان کے ساتھ ضم ہوکر Cosmic کونشیس پہلوؤں کو سمجھنے کی طاقت بھی موجود ہوگی، جیسے کہ ہم روزمرہ کے معاملات میں تین ڈائمنشن کو سمجھنے اور ویزولائز کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ویسے ہی Cosmic AI کے پاس کئی ڈائمنشن کو سمجھنے کی صلاحیت موجود ہوگی اور AI کی اس قسم کو کائنات کو دیکھنا انسانوں سے یکسر مختلف ہوگا۔ آرٹیفیشیل انٹیلیجنس کی یہ اسٹیج ستاروں، بلیک ہولز، گیمریز اور کازمک مائکرو ویب ریڈی ایشن سے انرجی اکٹھی کر کے انرجی کی ناقابل بیان اور ناقابل یقین حد تک حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوگی، ممکن ہے کہ Cosmic AI مختلف گلیکسیز اور مختلف تہذیبوں کے درمیان ربط قائم کرنے کی صلاحیت بھی رکھتی ہوگی۔

مصنوعی ذہانت کا دسواں اور آخری اسٹیج کو Godlike AI کے نام سے جانا جاتا ہے، آرٹیفیشیل انٹیلیجنس کا یہ اسٹیج مکمل

طور پر تصوراتی ہے اور مستقبل قریب میں تو اس کا حصول ممکن نہیں۔لیکن جتنی تیزی سے آرٹیفیشیل انٹیلیجنس نے ترقی کی ہے، ریسرچرز کا ماننا ہے کہ ایک دن، آرٹیفیشیل انٹیلیجنس یہ اسٹیج حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہوجائے گی،لیکن یہ مستقبل قریب میں ممکن نہیں؛ کیونکہ اس کے لیے AI کو ابھی بہت سے مراحل سے گزرنا ہوگا، ریسرچرز کے مطابق اس اسٹیج کے پاس جو صلاحیتیں ہوں گی، وہ ناقابل تصور اور ناقابل بیان ہے۔آرٹیفیشیل انٹیلیجنس کی یہ قسم ہر جگہ موجود ہوگی، آرٹیفیشیل اینٹلی جنس کا یہ اسٹیج اس سے کہیں زیادہ طاقتور ہوگا جو زمین پر اتارے گئے اب تک سبھی لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے، God Like اب تک ہماری معلوم ڈائمنشن سے باہر ایک ایسے وے میں کام کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوگی جس کی فی الحال کوئی ڈیفینیشن موجود نہیں، AI کی یہ قسم بیک وقت کئی کنٹم اور کئی کائناتوں میں کام کرنے کی قابل ہوگی، تو یہ تھی آج کی ویڈیو، امید کرتی ہوں کہ یہ ویڈیو بہت انفارمیٹیو اور دلچسپ رہی ہوگی۔

☆☆☆

تعلیم میں مصنوعی ذہانت کا استعمال

مصباح انظر

حالیہ برسوں میں تعلیم میں مصنوعی ذہانت (Artificial Intellegence) کے استعمال سے تدریس واکتساب کی رفتار اور آموزش کے طریقوں میں زبردست تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ کمپیوٹر کا خاطر خواہ استعمال کرنے والے لوگ جانتے ہیں کہ مصنوعی ذہانت نے گذشتہ چند برسوں میں ہمارے سوچنے سمجھنے، جواب دینے اور کام کرنے کے طریقوں پر گہرا اثر ڈالا ہے۔ پہلے کسی بھی موضوع پر مواد یکجا کرنے اور اسے ترتیب دینے میں کافی محنت کرنی پڑتی تھی۔ اسی طرح تعلیم سے متعلق انتظامی امور میں وقت کافی ضائع ہوتا تھا۔ اب مصنوعی ذہانت پر مبنی نئی ٹیکنالوجی کی مدد سے اس طرح کا کام پلک جھپکتے ہی ہوجاتا ہے۔ تدریس واکتساب کے بعض خشک سمجھے جانے والے موضوعات کو اب کمپیوٹر سوفٹ ویئر پروگراموں اور ایپلی کیشنز کی مدد سے دلکش اور دلچسپ بنایا جاسکتا ہے۔ پہلے ایک وقت میں طلبہ کی محدود تعداد کی رہنمائی کی گنجائش ہوتی تھی۔ اب مصنوعی ذہانت پر مبنی تعلیمی ٹیکنالوجی کی مدد سے بیک وقت ہزاروں طلبہ کی رہنمائی کی جاسکتی ہے۔

مصنوعی ذہانت سے متعلق بنیادی تحقیق کے حوالے سے اکثر مشہور انگریز ریاضی داں ایلین ٹیورنگ (Alin Turing) کا نام لیا جاتا ہے۔ انہوں نے دوسری جنگ عظیم کے بعد اپنے ایک مقالے میں دعوی کیا تھا کہ مصنوعی ذہانت پر بہتر تحقیق کمپیوٹر پروگرامنگ سوفٹ ویئر کے ذریعہ ہی ممکن ہے۔ اردو میں سائنسی مضامین لکھنے والے معروف مصنف باقر نقوی ایلین ٹیورنگ کو بابائے مصنوعی ذہانت قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''ایلین نے ہی عددی کمپیوٹر کے خطوط پر ایک مشین کا خاکہ پیش کیا اور اس کام کے دوران اس نے کمپیوٹر اور قدرتی صلاحیتوں کے درمیان رشتہ بندی پر کام شروع کیا اور ذہین مشین (Intelligence Machnery) کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا۔ یہی وہ پہلی اینٹ تھی جس پر مصنوعی ذہانت کی عمارت کی تعمیر شروع ہوئی''۔ (مصنوعی ذہانت ایک نیا فکری تناظر، ص:۲۰۱)۔

اسی طرح مصنوعی ذہانت کی اصطلاح کا بھرپور استعمال جان میک کارتھی (John Mc Carthy) نے اس کے

چند برسوں بعد کیا۔ وہ بنیادی طور پر ایک ریاضی داں تھے، مگر کمپیوٹر سائنس میں بھی انہوں نے نمایاں کام کیا۔ ہندوستان میں مصنوعی ذہانت کا استعمال برسوں سے ہو رہا ہے۔ مگر اب دن بہ دن اس کی ضرورت بڑھتی جا رہی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ آئندہ برسوں میں تدریس و اکتساب میں اس کا استعمال ناگزیر ہو جائے گا۔ اس سلسلے میں ماہر عمرانیات دیپانکر گپتا کا خیال قدرے مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ''مصنوعی ذہانت نہ تو کبھی انسانی ذہانت کے مدمقابل ٹھہر سکتا ہے اور نہ ہی ہر معاملے میں مصنوعی ذہانت پر انحصار کیا جا سکتا ہے''۔ ان کا کہنا ہے کہ مصنوعی ذہانت سے انسانی ذہن کی طرح اختراعی کام کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ انسان کا ذہن مصنوعی ذہانت کے بغیر اختراعی کام انجام دے سکتا ہے، مگر انسانی ذہن کے بغیر مصنوعی ذہانت کوئی کام نہیں کر سکتا۔ البتہ یہ کام کو بہت آسان بنا سکتا ہے اور اس کی رسائی بہت زیادہ ہے۔

مصنوعی ذہانت کی بنیاد پر چلنے والے سوفٹ ویئر پروگراموں کا بہتر اور مؤثر استعمال انسان اپنی ذہانت کو بروئے کار لا کر ہی کر سکتا ہے۔ حصول زبان اور مؤثر آموزش کے ساتھ ہی بہترین دلیلیں پیش کرنے اور مسئلوں کا مناسب حل تلاش کرنے میں مصنوعی ذہانت سے مدد لی جا سکتی ہے، مگر کسی مشین یا ٹیکنالوجی سے استفادہ کرنے کے لیے انسان کا ہنرمند اور باسلیقہ ہونا ضروری ہے۔ کسی مخصوص کام کو مسلسل انجام دینے کے لیے عام طور پر معمولی یا ناتواں مصنوعی ذہانت سے کام چلایا جاتا ہے، جبکہ انسانوں کی طرح دانشورانہ کام انجام دینے کے لیے قوی مصنوعی ذہانت کی ضرورت پڑتی ہے۔ ٹول فری فون نمبروں کے ذریعے کمپیوٹر کی مدد سے صارفین کو جس طرح کے جوابات موصول ہوتے ہیں انھیں اول الذکر کی مثال سمجھ سکتے ہیں۔ جبکہ آخر الذکر زمرے میں چیٹ جی پی ٹی (Chat GPT)، بارڈ/جیمنی (Bard/Gemini)، جیسپر چیٹ (Jasper Chat)، یو چیٹ (You Chat)، بنگ اے آئی (Bing AI) وغیرہ شامل ہیں جو پوچھے جانے والے ہر قسم کے سوالات کے جوابات فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس ضمن میں خان اکیڈمی کی مصنوعی ذہانت کی بنیاد پر چلنے والے ٹول خامنگو (Khamingo AI) کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے، جس کا تعارف 'آموزش کے لیے بہترین ٹیوٹر' کے طور پر کرایا جاتا ہے۔ یہ فی الوقت صرف متحدہ امریکہ کے صارفین کے استعمال تک محدود ہے، مگر مستقبل قریب میں اسے دنیا بھر کے صارفین کے لیے متعارف کرایا جا سکتا ہے۔ یہ بیک وقت اساتذہ، طلبہ اور سرپرستوں کے لیے کارآمد ثابت ہو رہا ہے۔

مصنوعی ذہانت پر مبنی پروگرامز طالب علموں کی استعدادوں، سیکھنے کے طریقے اور آموزش کی رفتار کا تجزیہ کر کے اکتسابی مواد کو ترتیب دے سکتے ہیں۔ اس ضمن میں طالب علم کی مہارتوں کے ساتھ ہی اس کی دلچسپیوں اور دوسرے رجحانات کو بھی پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ مصنوعی ذہانت کی بنیاد پر آموزش سے متعلق طالب علموں کی خوبیوں اور خامیوں کا پتہ لگایا جا سکتا ہے اور ان کی اصلاح کی جا سکتی ہے۔ اس سے طلبہ کو انفرادی طور پر مستقبل کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار کرنے

میں کافی مدد ملتی ہے۔

مصنوعی ذہانت اکتساب کو انفرادی تقاضے کے مطابق ڈھالنے میں کافی معاون ہوتی ہے۔ اسی طرح امتحانات کے دوران طلبہ کے لیے سوالنامے تیار کرنے اور جوابات کی جانچ کرنے میں مصنوعی ذہانت سے خوب استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ اس سے نہ صرف وقت کی بچت ہوتی ہے، بلکہ طلبہ کی اصلاح اور بہترین رہنمائی آسان ہوجاتی ہے۔ یعنی پہلے جو کام افراد کے ذریعے انتہائی احتیاط کے ساتھ خاصا وقت لگا کر انجام دیا جاتا تھا اب وہ مصنوعی ذہانت پر مبنی کمپیوٹر سوفٹ ویئر کی مدد سے جھٹ پٹ ہوجاتا ہے۔ مختلف انتظامی امور کو انجام دینے اور طالب علموں کے سوالات کا جواب دینے کے لیے متعدد سوفٹ ویئر پروگرامز اور ایپلی کیشنز مصنوعی ذہانت کی بنیاد پر ہی کام کرتے ہیں۔ مثلاً ایپل کمپنی کی سیری (Siri)، گوگل اسسٹنٹ، ایمزن الیکسا (Amazon Alexa) وغیرہ مصنوعی ذہانت کی بنیاد پر چلنے والے ورچول اسسٹنٹس (Virtual Assistants) ہیں، جن کے پاس عام طور پر صارفین کے ہر سوال کا جواب موجود ہوتا ہے۔ پہلے کمپیوٹر یا موبائل کے کی بورڈ پر ٹائپ کر کے سوالات پوچھے جاتے تھے، اب تو انداز ایسا جادوئی ہوگیا ہے کہ چند سیکنڈوں میں بول کر پوچھا جانے والا سوال جب ختم ہوتا ہے تو اگلے چند سیکنڈوں میں اس کا جواب حاضر ملتا ہے۔ اسے اکیسویں صدی کی مصنوعی ذہانت کا کمال ہی کہیں گے۔ اتنا ہی نہیں، مصنوعی ذہانت کی مدد سے طلبہ سے متعلق ڈاٹا کا تجزیہ کر کے ان کے رجحانات کی نشاندہی بھی کی جاسکتی ہے اور ان کی تعلیمی کارکردگی کی پیشین گوئی بھی کی جاسکتی ہے اور ان کی تعلیمی کارکردگی کی پیشین گوئی بھی کی جاسکتی ہے۔ اس طرح کے اندازوں سے ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ طالب علموں کو درپیش چیلنجوں پر قابو پایا جاسکتا ہے، مناسب وقت پر ماہرین کی مدد سے خدشات کو دور کیا جاسکتا ہے اور متوقع منفی نتائج کو کم سے کم کیا جاسکتا ہے۔ ساتھ ہی طلبہ کے لیے تعلیمی مواد تیار کرنے میں بھی مصنوعی ذہانت سے متعلق ٹولز اور ایپلی کیشنز سے خوب مدد لی جارہی ہے۔ اب الگ الگ نوعیت کے طلبہ کے سیکھنے کے مختلف انداز کے مطابق اسباق کو تیار کرنا آسان ہوگیا ہے۔ ایک خوش آئند پہلو یہ ہے کہ ہندوستان میں اس نوعیت کے بیشتر ٹولز اور ایپس اب تک مفت میں بھی دستیاب ہیں۔

مصنوعی ذہانت کی مدد سے آموزش کو پرکشش اور معنی خیز بنانے میں بھی کافی مدد ملتی ہے۔ خاص طور پر تعلیمی کھلوں کے ذریعے اکتساب کو خوب دلچسپ بنایا جارہا ہے۔ آموزش کو مزید دلچسپ بنانے کے لیے تعلیمی سرگرمیوں میں کھیل کود کے عناصر کو شامل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مصنوعی ذہانت کے ذریعے چلائے جانے والے روبوٹس (Robots) کا استعمال تعلیمی آلات کے طور پر کیا جارہا ہے بنگلور کے بعض اسکولوں میں تو روبوٹ کو معلم کے معاون کے طور پر بھی استعمال کیا جانے لگا ہے۔ خاص طور پر کمپیوٹر پروگرامنگ اور انجینئرنگ کے شعبوں میں یہ اپنا لوہا منوا چکی ہے۔ مزید برآں، آن لائن

کلاسز کے دوران مصوعی ذہانت کی مدد سے طلبہ کے چہروں کی شناخت کر کے ان کی حاضری اور اکتساب میں ان کی مشغولیت کا صحیح اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ مصنوعی ذہانت کی بنیاد پر کام کرنے والے بعض ٹولز طالب علم کے چہرے کے تاثرات، اس کی آواز کے اتار چڑھاؤ اور بعض دیگر اشاروں کا تجزیہ کر کے اس کی جذباتی کیفیت کے بارے میں معلومات فراہم کر سکتے ہیں۔ اس سے کسی طالب علم کے تناؤ کی سطح کا پتہ چل جاتا ہے اور متعلقہ عوامل کو دور کیا جاتا ہے۔ اس نوعیت کے ٹولز طالب علم کے رویوں کا بھی تجزیہ کر سکتے ہیں۔ نتیجے کے طور پر طلبہ کی بہتر کارکردگی اور مجموعی بہتری کے امکانات پر غور کیا جاتا ہے۔

آن لائن تعلیم کو معنی خیز بنانے والی فعال امریکی کمپنی کوگنی (Cognii) کی مصنوعی ذہانت پر مبنی تعلیمی ٹیکنالوجی دنیا بھر میں دھوم مچا رہی ہے۔ یہ کمپنی دنیا بھر کے طالب علموں، تنظیموں اور تعلیمی اداروں کو نت نئی معلومات فراہم کرنے میں پیش پیش ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اکیسویں صدی کی آن لائن تعلیم کو مؤثر بنانے میں اس کمپنی کا اہم رول ہے۔ کوگنی ورچوئل لرننگ اسسٹنٹ (Cognii VLA) تو طلبہ کے سوال کی تصحیح کا کام بھی کرتا ہے۔ یہ طالب علم کو یہاں تک بتاتا ہے کہ وہ اپنے مخصوص سوال کے جواب کو خوب سے خوب کیسے بنا سکتا ہے۔ اس کمپنی کی مصنوعی ذہانت پر مبنی تعلیمی ٹیکنالوجی سے استفادہ کرتے ہوئے اب کوئی بھی طالب علم اپنے تحریری جواب کی گھر بیٹھے فوری اصلاح کرا سکتا ہے۔ آزادانہ طور پر سیکھنے کے لیے یہ طالب علموں کے لیے بہت معاون ثابت ہو رہا ہے۔ اسی طرح آئی بی ایم واٹسن اسسٹنٹ (IBM Watson Assistant) بھی چیٹ بوٹس بنانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو طلبہ کے سوالات کے فوری جوابات فراہم کرتے ہیں۔

مصنوعی ذہانت کی بنیاد پر چلنے والی ٹیکنالوجی کی مدد سے تعلیم وتربیت کے شعبے میں کام کرنے والی چینی کمپنی اسکویرل اے آئی (Squirrel AI) طلبہ کے سیکھنے کے عمل کو بہتر بنانے میں سرگرم ہے۔ چین کے بیشتر اسکولوں اور دیگر تعلیمی اداروں میں اس سے استفادہ کیا جارہا ہے۔ اس کے ذریعہ طلبہ کو انفرادی پروگرام فراہم کر کے آموزش کو بہتر بنانے کے لیے ٹیکنالوجی کا استعمال کرنا سکھایا جاتا ہے۔ اس سے بہتر آموزش کے ساتھ ہی تعلیم وتربیت کو کارگر بنانے میں بھی کامیابی مل رہی ہے۔ اس سلسلے میں طلبہ سے متعلق ڈاٹا کا تجزیہ کر کے ہر طالب علم کی انفرادی تعلیمی ضرورتوں کے پیش نظر اس کی رہنمائی کی جاتی ہے۔ اکتساب سے متعلق ہر طالب علم کی خوبیوں اور خامیوں کا تجزیہ کیا جاتا ہے، ان کی فہم کا جائزہ لیا جاتا ہے اور پھر حسب ضرورت اضافی توجہ دی جاتی ہے اور سیکھنے کی رفتار کے مطابق اکتسابی مواد فراہم کیا جاتا ہے۔

مصنوعی ذہانت سے متعلق ٹولز کی مدد سے کسی بھی زبان کا سیکھنا آسان ہو گیا ہے۔ بلکہ ان سے معیاری تلفظ سیکھنے اور الگ الگ لہجہ اختیار کرنے میں بھی مدد مل رہی ہے۔ زبانیں سیکھنے سے متعلق مفت میں دستیاب موبائل ایپ ڈولنگو (Duolingo) بھی مصنوعی ذہانت کی بنیاد پر ہی کام کرتا ہے۔ رسم الخط سے معمولی واقفیت رکھنے والا کوئی بھی فرد اس ایپ

کی مدد سے متعدد زبانیں خود بخود سیکھ سکتا ہے۔ یہ ایپ مصنوعی ذہانت کی بنیاد پر سیکھنے والے کی انفرادی استعدادوں کے مطابق مواد اور اسباق فراہم کرتا ہے، مشق کراتا ہے، صارفین کے دیے گئے جوابات کی تصحیح کرتا ہے اور ساتھ ساتھ مسلسل تعین کا عمل بھی جاری رہتا ہے۔

تعلیم میں مصنوعی ذہانت کے استعمال سے اساتذہ کی کارکردگی میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔ اساتذہ پر کام کے بوجھ کو کم کیا جاسکتا ہے۔ مصنوعی ذہانت پر مبنی تعلیمی ٹیکنالوجی کے استعمال سے کم وقت میں زیادہ کام کی گنجائش ہے۔ ساتھ ہی طالب علم کی انفرادی ضرورتوں کا لحاظ کرتے ہوئے تعلیم کے معیار کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ بیک وقت طلبہ کی بڑی تعداد تک رسائی ممکن ہے۔ علاوہ ازیں کمپیوٹر میں ایسے بے شمار ٹولز ہیں جن کی مدد سے اساتذہ دلکش اور دیدہ زیب تعلیمی مواد تیار کر سکتے ہیں۔ اس میں مواد مضمون کی بہترین تفہیم کے لیے متن سے متعلق متعدد نوعیت کے ڈیزائن ڈال سکتے ہیں۔ ان میں سے بعض میں مصنوعی ذہانت سے چلنے والے ٹولز کا استعمال ہوتا ہے اور بعض میں مختلف نوعیت کی ایپلی کیشنز سے مدد لی جاتی ہے۔

مصنوعی ذہانت کی مدد سے اساتذہ کا اس روم میں پڑھائے جانے والے مخصوص سبق کا منصوبہ جھٹ پٹ تیار کر سکتے ہیں، آموزشی ماحصل دریافت کر سکتے ہیں اور اس کے اطلاق کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کی مدد سے اکتسابی مواد تیار کرنا آسان ہو گیا ہے۔ اس کی وجہ سے اب تعلیم میں تعین قدر کا کام آسان ہے، مگر امتحانات میں ان کی کارکردگی کا جائزہ لینے کے لیے جوابی پرچوں کی جانچ منصفانہ انداز میں کرنا ہوتا ہے۔ ایسے مرحلے میں اساتذہ مصنوعی ذہانت سے استفادہ کرتے ہیں۔ اس سے ہر طالب علم کی کمزوری کی نشاندہی ہو جاتی ہے اور تصحیح کا کام آسان ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ کسی طالب علم کی تنقیدی سوچ اور تخلیقی صلاحیتوں کے بارے میں بھی مزید باریک بینی سے جانچنے کا سراغ مل جاتا ہے۔ مصنوعی ذہانت سے اساتذہ کے لیے مسلسل پیشہ ورانہ ترقی کی راہیں بھی ہموار ہوئی ہیں۔ اس سے اساتذہ کو جدید ترین تعلیمی رجحانات اور طریقوں سے واقف ہونے میں مدد ملتی ہے۔ اساتذہ کی انفرادی ضروریات کی بنیاد پر متعلقہ وسائل، ورکشاپس اور تربیتی پروگراموں کے بارے میں بھی مصنوعی ذہانت سے خاصی مدد ملتی ہے۔

اردو میں سرقہ کا پتہ لگانا آسان نہیں ہے۔ مگر انگریزی میں لکھے گئے جوابات پڑھ کر مصنوعی ذہانت سے چلنے والے ٹولز فوراً سرقہ کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ اس طرح مصنوعی ذہانت کی مدد سے طلبہ کی نقل نویسی پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی طلبہ کو بہتر اور جامع تحریر لکھنے کے لیے بھی کافی مدد ملتی ہے۔ مصنوعی ذہانت سے چلنے والے ٹولز طلبہ کی تحریری صلاحیتوں کو بہتر بنانے میں مدد کرتے ہیں۔ یہ ٹولز زبان سے متعلق قواعد، اسلوب اور مواد کا تجزیہ کر کے تعمیری آرا اور بہتری کے لیے تجاویز فراہم کرتے ہیں۔

مصنوعی ذہانت کی بنیاد پر کام کرنے والے مذکورہ سوفٹ ویئر ٹولز اور ایپلی کیشنز کو صرف ایک نقطۂ آغاز کہا جا سکتا ہے۔اس شعبے میں جس رفتار سے ترقی ہو رہی ہے، اسے پہلے بعید از قیاس سمجھا جاتا تھا۔اکیسویں صدی کی تیسری دہائی میں آج ہر لمحہ باقاعدہ نئے ٹولز تیار کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔اس سلسلے میں خاص طور پر مغربی ممالک میں ہونے والی تحقیق اور متعلقہ صنعت کے جدید رجحانات سے واقفیت ناگزیر ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ تدریس واکتساب میں مصنوعی ذہانت پر مبنی ٹولز اور کمپیوٹر سوفٹ ویئر کے استعمال سے انقلابی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔مستقبل میں ان کے خوب سے خوب تر ہونے کے قوی امکانات ہیں۔مگر انسانی ذہن اور انسانی اقدار کی اہمیت بھی اپنی جگہ مسلم ہے۔یہ سچ ہے کہ مشینوں کی مدد سے ترقی کے لامحدود امکانات ہیں۔مگر کسی بھی سطح پر ٹیکنالوجی اور انسانی اقدار کے مابین اچھے تال میل کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ نہ تو سارے معاملات ٹیکنالوجی کے حوالے کیے جا سکتے ہیں اور نہ ہی انسانی اقدار سے سمجھوتہ کیا جا سکتا ہے۔اپنی اپنی جگہ دونوں کی اہمیت ہے۔دونوں میں مناسب توازن قائم کرتے ہوئے تدریس واکتساب کو خوب سے خوب تر بنایا جا سکتا ہے۔اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ مصنوعی ذہانت پر مبنی ٹولز میں کام کی رفتار اور اس کے انداز کو بدلنے کی بے پناہ صلاحیت ہے۔کوئی بھی طالب علم یا معلم مصنوعی ذہانت کو ایک معاون کے طور پر اس سے خوب استفادہ کر سکتا ہے، مگر بہتر آموزش کے لیے یا مؤثر تدریس واکتساب کے لیے اس پر منحصر نہیں رہ سکتا۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت اور مشین لرننگ

نرمین مجدی

تمہید:

اس میں کوئی شک نہیں کہ آج مصنوعی ذہانت اُن اہم ترین عوامل میں سے ایک ہے، جو دنیا بھر کو مجموعی ترقی اور معاشی ارتقا کے حوالے سے بڑے پیمانے پر متاثر کر رہے ہیں؛ کیوں کہ چوتھا صنعتی انقلاب ڈیجیٹل انقلاب میں بدل چکا ہے، جہاں مصنوعی ذہانت کے ایپلی کیشنز (ایپس) پر اعتماد کیا جاتا ہے، ان کی مدد سے مختلف شعبوں میں ایجاد و اختراع کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اور اس کی عکاسی معیارِ زندگی کی بہتری کی شکل میں ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے آج دنیا کے بیشتر یورپی اور بہت سے عربی و مسلم ممالک میں بھی مستقبل کی منصوبہ بندی کے ضمن میں مصنوعی ذہانت کے استعمالات اور چوتھے صنعتی انقلاب کے ساتھ آنے والی ٹیکنالوجیز کو اپنانے پر توجہ مرکوز کی جا رہی ہے۔

اس مختصر سی تحریر میں مصنوعی ذہانت اور مشین لرننگ کا تعارف پیش کرنے کے ساتھ ہماری روزمرہ زندگی میں اس کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے؛ تاکہ لوگوں کی معلومات میں اضافہ ہو، ساتھ ہی مختلف شعبوں میں اس کے استعمالات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

مصنوعی ذہانت پر ایک نظر:

مصنوعی ذہانت کا مطلب یہ ہے کہ ایک مشین، مثال کے طور پر کمپیوٹر اور اس قسم کے دوسرے تکنیکی آلات معقول طریقے سے ایسی ذہانت اور قوتِ فکر حاصل کر لیں، جو انسان کی قوت فکر کے مشابہ ہو۔ (1) یہ عمل ایسے پروگراموں کے ذریعے انجام پاتا ہے، جن سے کمپیوٹر کو لیس کیا جاتا ہے اور ان کی مدد سے وہ معقول انداز میں مختلف قسم کے ڈیٹا اور افکار سے مستفید ہوتا اور پھر مطلوبہ نتیجے تک پہنچاتا ہے، جیسے کہ حساب کتاب کرنا، کسی انسان کی گفتگو کو سمجھنا یا بہت سارے مکتوبہ یا مسموعہ مواد کا ترجمہ کرنا وغیرہ۔

مصنوعی ذہانت کی نشوونما کی تاریخ:

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ 'مصنوعی ذہانت' کی اصطلاح ہماری دنیا کے لیے نئی ہے، اس کا موجد مشہور سائنس داں

جون ماکارتھی کو مانا جاتا ہے، جس نے سب سے پہلے 1956 میں اسے متعارف کروایا تھا۔(2) اسی زمانے سے سائنس داں اس سمت میں تحقیق کرنے لگے کہ کس طرح ایک مشین کے اندر انسانوں کی طرح سوچنے سمجھنے کی صلاحیت پیدا کی جاسکتی ہے۔

انسانوں کی طرح سوچنے والی مشین بنانے کی سب سے پہلی کوشش سائنس داں روزنبلاٹ نے 1957 میں کی تھی۔اس نے اعصابی نیٹ ورک کا ایک ایسا ماڈل تیار کیا تھا، جو انسانی دماغی خلیوں سے ملتا جلتا تھا۔(3) اسی تناظر میں ریڈنگ یونیورسٹی، انگلینڈ میں سائبرنیٹکس کے پروفیسر کیون وارویک نے 1998 میں کمپیوٹر اور انسان کے اعصابی نظام کے باہمی تعامل کی مقدار کا مطالعہ کیا۔اس کا طریقہ اس نے یہ اپنایا کہ اپنے بازو میں ایک چپ لگالی اور اسے وائرلیس طریقے سے کمپیوٹر سے جوڑ کر اپنے دماغ سے سگنل بھیجتا تھا، جسے کمپیوٹر وصول کرتا اور اسے حرکت میں بدل دیتا تھا؛ چنانچہ وہ صرف یونیورسٹی میں گھومتا اور اس کے اشارے سے دروازے کھل جاتے اور بجلی کے بلب روشن ہوجاتے تھے۔(4)

بیسویں صدی کے وسط میں مصنوعی ذہانت کی تحقیق میں بہت ترقی ہوئی اور ڈیجیٹل کمپیوٹرز کی سطح پر کی جانے والی پیش رفت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مشین کنٹرول کی سائنس نے ترقی کی؛ چنانچہ متعدد کوششوں اور تجربات کے نتیجے میں مصنوعی ذہانت کا استعمال وسیع پیمانے پر ہونے لگا، جس میں طبی تشخیص، ڈیٹا اکٹھا کرنا اور بہت سے ایسے دوسرے شعبے شامل تھے، جن میں معمول کے انسانی مشاغل مشینی آلات کے ذریعے انجام پانے لگے۔(5)

مصنوعی ذہانت اور مشین لرننگ کے درمیان کیا تعلق ہے؟

مشین لرننگ مصنوعی ذہانت کی ایک شاخ ہے، جس سے مراد مشینوں کو انسانوں کے ذریعے پروگرامنگ کے بغیر سیکھنے اور خود فیصلے کرنے کی صلاحیت فراہم کرنا ہے، کہ وہ سابقہ کارروائیوں سے سیکھ سکیں اور ڈیٹا کو ذخیرہ کرسکیں؛ تاکہ ان سے فائدہ اٹھایا جاسکے اور مستقبل کے کسی بھی عمل میں ان کی کارکردگی کو بہتر بنایا جاسکے۔ یہ ایسے پروگراموں کا استعمال کرتے ہوئے کیا جاتا ہے، جو ان مشینوں کو پیش کیے گئے ڈیٹا سے افکار وخیالات پیدا کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں اور انھیں فیصلے کرنے، آوازوں کو پہچاننے یا مستقبل کی پیشین گوئی کرنے جیسے عمل پر لاگو کرتے ہیں۔

مشین لرننگ اب بہت سے ان شعبوں میں داخل ہورہی ہے، جن سے ہمارا دن بھر تعامل ہوتا ہے، جیسے کہ بینکنگ، آن لائن شاپنگ، سوشل میڈیا کا استعمال وغیرہ۔

اسی سے تعلق رکھنے والی ایک ڈِیپ لرننگ (6) بھی ہے، جو مشین لرننگ کی ایک شاخ کی نمایندگی کرتی ہے۔اس کی بنیاد اس پر ہے کہ انسانی دماغ میں موجود نیورونز کے عمل کی نقل کرتے ہوئے ایک مصنوعی نیورل نیٹ ورک بنایا جائے، جو غیر منظّم ڈیٹا کی بڑی مقدار کا تجزیہ کرسکتا ہے، جیسے کہ مختلف زبانوں اور تصاویر کو کئی مراحل میں پہچاننے کے لیے انھیں ایک عصبی

نیٹ ورک سے گزار کر ترجمہ کیا جاتا ہے، اسی وجہ سے اسے 'ڈیپ' (گہری) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ڈیپ لرننگ کے اطلاقات میں تقریر، آواز اور تصویر وغیرہ کی شناخت شامل ہے۔

مثال کے طور پر یوگانڈا میں اقوام متحدہ کے گلوبل پلس انیشی ایٹو اور جنوبی افریقہ میں سٹیلن بوش یونیورسٹی نے تقریر کی شناخت کی ٹیکنالوجی کو تیار کرنے اور ریڈیو پروگراموں کو مختلف زبانوں میں تحریری متن میں تبدیل کرنے کے لیے مشین لرننگ سے فائدہ اٹھایا ہے۔(7) اسی طرح عطریات کی ایک بڑی کمپنی Symrise ایک ایسے سسٹم پر انحصار کرتی ہے، جس کا نام Philyra ہے، یہ ایک مصنوعی ذہانت سے لیس سسٹم ہے، جو اپنی اعلیٰ صلاحیت کی بدولت خام خوشبودار مواد کی شناخت کر سکتا ہے اور عطریات تیار کر سکتا ہے۔(8)

مندرجہ بالا باتوں سے یہ معلوم ہوا کہ مصنوعی ذہانت ایک وسیع سائنسی شعبہ ہے، جبکہ مشین لرننگ اور ڈیپ لرننگ دونوں ایسے شعبے ہیں، جن کے ذریعے مخصوص اہداف حاصل کرنے کے لیے مصنوعی ذہانت کا استعمال کیا جاتا ہے۔

مصنوعی ذہانت اور بِگ ڈیٹا (Big Data):

مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجی کا تعلق ڈیٹا اور معلومات کو جمع کرنے سے ہے؛ تاکہ انھیں اس مقصد سے ذخیرہ کیا جا سکے کہ مشینیں اور آلات ان کا تجزیہ کر سکیں، ان کا ترجمہ کر سکیں اور پھر ان سے فائدہ اٹھایا جا سکے؛ لیکن کس قسم کے ڈیٹا کو جمع کرنا یا ان کا ترجمہ کرنا ہے؟ اسی کے جواب کے طور پر 'بِگ ڈیٹا' کی اصطلاح وضع کی گئی ہے، جس کا مطلب ہے مختلف ذرائع سے ہمارے آس پاس کی ہر چیز کے بارے میں لاکھوں ڈیٹا، اعداد و شمار اور معلومات کو جمع کرنا؛ تاکہ مجموعی طور پر معاشرے کی خدمت کے لیے ان کا استعمال کیا جائے اور وقتاً فوقتاً ان کا تجزیہ اور جانچ پڑتال بھی کی جاتی رہے۔(9) یہ ڈیٹا مصنوعی ذہانت کی تکنیکوں کے لیے ایک بہت بڑی بنیاد فراہم کرتے ہیں، جو مختلف شعبوں میں ان سے فائدہ اٹھانے کے لیے مطلوبہ معلومات تک بہ سرعت و سہولت رسائی میں مدد کرتی ہیں اور وقت و اخراجات کی بچت میں بھی معاون ثابت ہوتی ہیں۔

مثال کے طور پر بہت سی ایسی کمپنیاں، جو ای-شاپنگ کی سروسز فراہم کرتی ہیں، صارفین کے رویوں کی نشان دہی کرنے، ان کے تبصروں اور تجاویز کو ٹریک کرنے اور ان میں سے ہر ایک کے لیے ترجیحی مصنوعات کا تعین کرنے، ساتھ ہی سوشل نیٹ ورکنگ سائٹس کے ذریعے صارف کی معلومات اکٹھا کرنے، پروموشنل آفرز بھیجنے اور مارکیٹ کی دیگر کمپنیوں کے ساتھ مسابقہ آرائی و مطلوبہ مصنوعات کی فراہمی کے لیے مصنوعی ذہانت اور بِگ ڈیٹا ٹیکنالوجیز کے استعمال پر انحصار کرتی ہیں۔(10)(11)

مصنوعی ذہانت روزمرہ زندگی میں کیسے ہماری مدد کرسکتی ہے(12)؟

ہم میں سے بہت سے لوگ اپنے دن کا آغاز معمول کے مطابق اپنے فون پر خبروں کی ویب سائٹس دیکھنے، ای میل چیک کرنے اور اس قسم کی دوسری ناگزیر مصروفیات سے کرتے ہیں؛ لیکن کیا آپ جانتے ہیں کہ مثال کے طور پر جب آپ چہرے کی شناخت کے فیچر کا استعمال کرتے ہوئے اپنے فون کو اَن لاک کرتے ہیں اور جب آپ فون کے ذریعے کال کمانڈ دینے کے لیے اپنی آواز کا استعمال کرتے ہیں، تو آپ مصنوعی ذہانت کا استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔ ذیل میں کئی دوسری مثالیں ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنی روزمرہ زندگی میں مصنوعی ذہانت کا کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔

جب آپ انٹرنیٹ پر کوئی جانکاری، کسی مخصوص کمپنی کے کسی خاص پروڈکٹ کے بارے میں معلومات، حتی کہ کوئی ایسی جگہ تلاش کرتے ہیں، جہاں تک آپ Google سرچ انجن کے ذریعے پہنچنا چاہتے ہیں، تو آپ کو مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجی کے استعمال سے مدد ملتی ہے۔ اسی طرح آپ یقینی طور پر مختلف ویب سائٹس وزٹ کرتے ہوئے بہت سے اشتہارات بھی دیکھتے ہوں گے، یہ بنیادی طور پر آپ کی تلاش کے نتائج پر مبنی ہوتے ہیں۔ یعنی آپ نے کسی وقت کسی ایسی چیز کے بارے میں جانکاری حاصل کرنے کے لیے گوگل سرچ کیا ہوگا، جس کے مختلف برانڈز کے اشتہارات بعد میں بھی مختلف ویب سائٹس پر آپ کو نظر آتے رہتے ہیں۔

نیوی گیشن ڈیوائسز، ڈیجیٹل میپس اور بہت سے دوسرے ٹریول ایپلی کیشنز جو ہمیں نیویگیٹ کرنے اور ٹریفک سے بچنے میں مدد کرتے ہیں مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجیز پر مبنی ہیں۔

ورچوئل اسسٹنٹ چیٹ بوٹس (13) کا استعمال، جس پر بڑی تعداد میں کمپنیاں، سرکاری ایجنسیاں اور بینک انحصار کرتے ہیں، درحقیقت یہ وہ روبوٹ ہیں، جو مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجی پر انحصار کرتے ہیں؛ کیونکہ وہ صارفین کے مسائل کو بول اور سمجھ سکتے ہیں اور مطلوبہ جوابات تیزی سے فراہم کر سکتے ہیں۔

صارفین کے تکنیکی چیلنجوں سے نمٹنا اور ڈیٹا کو تیزی سے سمجھنا، جس سے کمپنیوں کے ڈیٹا بیس کو تیار کرنے میں مدد ملتی ہے، جیسا کہ مشہور ویڈیو اسٹریمنگ کمپنی Netflix نے کیا ہے۔ اس نے 2017 میں اپنے کسٹمر بیس میں 25 فیصد سے زیادہ اضافہ کرنے کے لیے مشین لرننگ ایپلی کیشنز سے فائدہ اٹھایا؛ چنانچہ Netflix کمپنی کا سرچ انجن مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجی پر انحصار کرتا ہے، جو آپ کے پچھلے مشاہدات کو ریکارڈ کر سکتی ہے اور آئندہ آپ کو کیا دیکھنا چاہیے، اس بارے میں تجاویز فراہم کر سکتی ہے۔(14)۔

کیا آپ مصنوعی ذہانت کے استعمال اور فوائد کے بارے میں مزید جاننا چاہتے ہیں؟ تو آیئے اگلے چند صفحات میں

اس بارے میں جانتے ہیں کہ مصنوعی ذہانت کس طرح انسانوں، یہاں تک کہ جس سیارے پر ہم رہتے ہیں، اس کی یعنی تمام روے زمین کی ضروریات پوری کرسکتی ہے۔

آپ نے Artificial Intelligence for Earth (تمام روے زمین کے لیے مصنوعی ذہانت) نامی پروگرام کے بارے میں سنا ہوگا، جسے مائیکروسافٹ نے شروع کیا ہے۔ اس کا مقصد ڈیٹا سائنس اور مصنوعی ذہانت کی تکنیکوں کے استعمال کے ذریعے کرۂ ارض کی حفاظت کرنا ہے؛ تاکہ اسے درپیش چیلنجز کا مقابلہ کیا جاسکے اور چار اہم شعبوں کے قدرتی وسائل کو محفوظ کیا جاسکے، جن میں زراعت، پانی، ماحولیات کی تبدیلی اور حیاتیاتی تنوع شامل ہیں۔ یہ پروگرام مختلف ماحولیاتی چیلنجز جیسے کہ ماحولیاتی آلودگی، موسمیاتی تبدیلی، اور قدرتی وسائل کی کمی سے نمٹنے کے لیے حاصل کیے گئے وسیع ڈیٹا کو استعمال کرنے میں مدد کرتا ہے۔(15)

اسی تناظر میں مائیکروسافٹ کی جانب سے حال ہی میں Innovation for Earth Grants AI نامی پروگرام شروع کیا گیا ہے، جس کا مقصد مختلف شعبوں کے جدید منصوبوں کا تعاون کرنا ہے، جس میں ماحولیاتی تبدیلی کے اثرات کو سمجھنے کے مقصد سے آبادی کے نقشے بنانے، انسانوں کی نقل مکانی اور غذائی قلت (جو افریقہ میں سب سے بڑے چیلنجوں میں سے ایک سمجھا جاتا ہے) کا حل تلاش کرنے کے لیے مصنوعی ذہانت کا استعمال شامل ہے۔(16)

مصنوعی ذہانت انسانی خدمت کے پہلوؤں سے بھی غافل نہیں ہے؛ چنانچہ فی الحال (Seeing Artificial Intelligence) (بصارت سے محروم لوگوں کی مدد کے لیے مصنوعی ذہانت) کے نام سے ایپلی کیشن تیار کرنے کا کام جاری ہے، جس میں 'ساؤنڈ اسکیپ' ایپلی کیشن کے علاوہ آپ کے آس پاس کے منظر کو بھی بیان کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ بھی انسانی خدمت کے مقصد سے بہت سے ایپس تیار کیے جارہے ہیں۔(17)

اسمارٹ لرننگ میں مصنوعی ذہانت کا استعمال:

آن لائن تحقیق سیکھنے کا ایک لازمی حصہ بن گئی ہے؛ کیونکہ ٹیبلیٹ نے روایتی نصابی کتب کی جگہ لے لی ہے۔ اس کے علاوہ توقع ہے کہ مستقبل میں روایتی کلاس رومز مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجیز کا استعمال کرتے ہوئے ورچوئل کلاس رومز میں بدل جائیں گے اور اساتذہ پر دباؤ کو کم کرنے کے لیے گریڈنگ کے امتحانات اور اسکول کے اسائنمنٹس کا جائزہ وغیرہ لینے کے لیے روبوٹ پر انحصار کیا جائے گا۔

یہ بات قابل غور ہے کہ تعلیم میں مصنوعی ذہانت کی تکنیکوں کے استعمال کا مقصد استاذ کی جگہ روبوٹس کو لانا نہیں ہے؛ بلکہ اس کا مقصد اساتذہ کی مدد اور اسکول کے تنظیمی پہلوؤں کو آسان بنانے کے لیے مصنوعی ذہانت کی تکنیکوں کا استعمال کرنا

ہے۔ ہارورڈ بزنس ریویو کے شائع کردہ ایک مضمون کے مطابق اسپین کی ایک یونیورسٹی نئے طلبا کے استفسارات کا جواب دینے کے لیے چیٹ بوٹ کا استعمال کرتی ہے، جس میں مثال کے طور پر یونیورسٹی میں دستیاب تعلیمی شعبوں، یونیورسٹی میں رجسٹریشن کے طریقوں اور تحقیقی مقالات جمع کرنے کی تاریخوں وغیرہ سے متعلق سوالوں کے جوابات شامل ہوتے ہیں(18)۔

اس کے علاوہ نوجوانوں کی صلاحیتوں کے استحکام اور انھیں بہتر عملی کامیابیاں حاصل کرنے میں مدد کرنے کے مقصد سے، مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجیز تعلیم کے لیے نئے پروگراموں کے اختراع میں اپنا حصہ ڈالتی ہیں اور اس طرح پائیدار ترقی کا چوتھا ہدف حاصل ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں یونیسکو نے Ericsson کے تعاون سے الیکٹرانک نیٹ ورک کے ذریعے ایک ڈیجیٹل ریپوزیٹری (ذخیرہ) تیار کیا ہے، جس میں مصنوعی ذہانت اور دیگر ڈیجیٹل مہارتوں سے متعلق مفت تعلیمی مواد موجود ہے۔ اس ریپوزٹری کا مقصد نصاب تیار کرنے والوں کو مدد فراہم کرنا اور مصنوعی ذہانت کی تکنیک کا استعمال کرتے ہوئے مطلوبہ وسائل فراہم کرنا ہے۔(19)

2017 میں شائع ہونے والے ایک تحقیقی مقالے کے مطابق آسٹریلیا کی ایک یونیورسٹی طلبہ کو مدد فراہم کرنے اور ان کے مختلف سوالات کا جواب دینے کے لیے 'واٹسن کمپیوٹر' کے استعمال پر انحصار کرتی ہے؛ کیونکہ یہ بڑا سا کمپیوٹر یونیورسٹی کی ویب سائٹ تک خود بخود رسائی حاصل کرنے اور طلبہ کے سوالات کے جوابات تلاش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔(20)

اگرچہ 'ٹیچر بوٹ' کی اصطلاح بہت سے ممالک میں غیر مانوس ہے؛ لیکن عالمی سطح پر ایسا نہیں ہے، خاص طور پر چین میں، جہاں 'کیکو روبوٹ' نامی چھوٹی ٹچ اسکرین سے لیس روبوٹ تیار کیا گیا ہے، جو کنڈر گارٹن میں، کچھ گیمز کھیل کر اور کہانیاں سنا کر بچوں سے تعامل کے ساتھ ریاضی کے مسائل حل کرنے میں ان کی مدد کر کے اساتذہ کا تعاون کرتا ہے۔

جہاں تک طب کے شعبے میں مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجی کے استعمال کا تعلق ہے، تو ہم مثال کے طور پر ایکسرے امیجز کا تجزیہ کر کے بیماریوں کی درست تشخیص، مریض جن صحت کے مسائل سے دوچار ہے، ان کی نشاندہی اور صحت کی تاریخ سے متعلق ڈیٹا اکٹھا کرنے اور بآسانی ان کی حفاظت میں اس کا استعمال کرتے ہیں۔ صرف یہی نہیں؛ بلکہ مصنوعی ذہانت مستقبل میں پیش آنے والی طبی مشکلات کا پتا لگانے اور مختلف انفیکشنز اور بیماریوں کے امکانات کا تعین کرنے کی صلاحیت کے ساتھ ریکارڈ وقت میں ہزاروں مریضوں کا معائنہ کرنے کی صلاحیت بھی رکھتی ہے۔

دوسری جانب پرائس واٹر ہاؤس کوپرز (PWC) کی جانب سے جاری کردہ رپورٹ کے مطابق مصنوعی ذہانت اور روبوٹکس، ہیلتھ کیئر (صحت کی دیکھ بھال) کے شعبے کا مستقبل ہیں؛ چنانچہ ڈاکٹروں نے روبوٹ پر انحصار کرتے ہوئے

نازک سرجیکل آپریشن کرنا شروع کر دیا ہے، جہاں ڈاکٹر روبوٹ کو ریموٹ سے کنٹرول کرتا ہے، جو اس کے لیے انسانی جسم کے ایسے باریک مقامات تک رسائی آسان بنا دیتا ہے، جہاں تک انسانی ہاتھ کا پہنچنا دشوار ہے۔ اسی طرح اسمارٹ روبوٹ ایسے مقامات کی سہ جہتی (تھری ڈی) تصویر بھی کھینچ سکتا ہے، جو سرجری کے دوران ڈاکٹر کی مدد کر سکتی ہے، اسی وجہ سے لیپروسکوپک سرجری (پیٹ کے اندر کے اجزا کی سرجری) کا انحصار مصنوعی ذہانت پر ہوتا ہے، جو کسی بھی سرجری کے نتیجے میں پیدا ہونے والی پیچیدگیوں کے خطرات کو کم کرنے میں معاون ہے۔(21)

اس کے علاوہ حال ہی میں ورچوئل ہیلتھ کیئر (ٹیلی میڈیسن) کا شعبہ سامنے آیا ہے، جو مریضوں اور ڈاکٹروں کے درمیان ویڈیو کمیونیکیشن پروگرامز یا پیغامات یا تکنیکی ایپلی کیشنز اور فٹنس ٹریکنگ ڈیوائسز کے ذریعے دور دراز سے رابطے کی سہولت فراہم کرتا ہے، جسے مریض کے حالات میں تبدیلیوں کی نگرانی کے لیے اپنایا جا سکتا ہے، یہ سارے ذرائع ڈاکٹر کے ساتھ مریض کی معلومات کے تبادلے میں مدد دیتے ہیں۔

یہ ٹیکنالوجیز مریض کو گھر پر رکھ کر اور آسانی سے صحت کی نگرانی کر کے طبی جانچ اور فالواپ کے طریقۂ کار کو آسان بنانے میں مدد کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف امراض، مثلاً بلڈ شوگر، بلڈ پریشر، حرکتِ قلب کی تیزی اور دیگر امراض کی کیفیت جاننے کے لیے بہت سے موبائل ایپ بھی ہیں، جن سے مدد لی جا سکتی ہے۔

ایوی ایشن (ہوابازی، پرواز) کے میدان میں بھی مصنوعی ذہانت کا بخوبی استعمال ہو رہا ہے۔ بہت سی ایئر لائنز نے مسافروں کے سامان کی جانچ، اس کے وزن کے تعین اور کسی بھی مطلوبہ فیس کی ادائیگی کے لیے مصنوعی ذہانت کے ایپلی کیشنز کو اپنانا شروع کر دیا ہے، اس کے علاوہ سفری کارروائیوں کی تکمیل، مسافروں کو نقل وحرکت میں سہولت فراہم کرنے اور ان کے بورڈنگ کے عمل کو مکمل کرنے کے لیے چہرے کی شناخت (Face Recognition) اور دیگر ٹیکنالوجیز استعمال کی جاتی ہیں۔ اس سلسلے میں متحدہ عرب امارات کی ایک ایئر لائن 40 فیصد دروازوں کو اسمارٹ دروازوں میں تبدیل کرنے جا رہی ہے، جس میں کسی ملازم سے ڈیل کیے بغیر ایک مسافر چیک اِن کر سکتا ہے اور اپنا سامان جہاز میں مناسب جگہ رکھ سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ ہوائی سفر کے دوران آپ کا 'الیکسا' نامی ورچوئل شخص سے واسطہ پڑا ہو، جس پر آج کل متعدد ہوائی کمپنیاں چیک اِن وغیرہ سے متعلق مسافروں کے استفسارات کا جواب دینے کے لیے بھروسہ کر رہی ہیں۔(22)

اسی طرح سفری کارروائیوں کو تیز اور آسان کرنے، مسافروں کے سامان کی جانچ کرنے، ہوائی اڈوں کے اندر مسافروں کی نقل وحرکت پر نظر رکھنے اور بہت سے ہوائی اڈوں پر اسمارٹ دروازوں کے استعمال کے لیے بھی مصنوعی ذہانت کا بڑے پیمانے پر استعمال کیا جاتا ہے، جو چہرے کی شناخت کی ٹیکنالوجی (Facial Recognition

Technology) کے ذریعے مسافروں کی تصویریں لے کر ان کی شناخت کرتی ہے اور پھر ان تصویروں کو مسافروں کے پاسپورٹ میں لگی تصویروں سے ملاتی ہے۔(23)

مصنوعی ذہانت کی بدولت آج کل نقل وحمل بھی بہت آسان ہو گیا ہے؛ کیونکہ مصنوعی ذہانت کے ایپس کار کی خدمات فراہم کرنے والی کمپنیوں کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ آپ کو، آپ کی خواہش اور آپ کے طے کیے ہوئے وقت پر مقررہ مقام تک کار بھیج دیں؛ چنانچہ بغیر کسی انتظار کے اور گاڑی تلاش کرنے میں وقت ضائع کیے بغیر بآسانی آپ اپنا سفر شروع کر سکتے ہیں۔(24) اس کے علاوہ مستقبل قریب میں سیلف ڈرائیونگ کاروں کا استعمال پوری دنیا میں عام ہونے کی توقع ہے، جو مشین لرننگ اور مصنوعی ذہانت کے ایپلی کیشنز کے استعمال کی نمایاں ترین مثالوں میں سے ایک ہے؛ کیونکہ اس کا خیال بنیادی طور پر سینسر کے استعمال پر مبنی ہے، جو اسے ڈیٹا فراہم کرتا ہے اور وہ اسے نقشے کھینچنے میں مدد کرتا ہے، اس کے علاوہ یہ ایسے کیمروں سے لیس ہوتا ہے جو اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے اور بغیر کسی انسانی مداخلت کے آزادانہ طور پر سڑکوں کی شناخت کرنے کے قابل بناتے۔ ہیں(25) ساتھ ہی گاڑی کی رہنمائی کرنے، ٹریفک کے نشانات کو پہچاننے، فاصلے کا تعین وغیرہ کرنے کے لیے اس کے سامنے بھی کیمرے اور ریڈار نصب ہوتے ہیں۔

زراعت کے شعبے میں بھی مصنوعی ذہانت سے مدد لی جا رہی ہے۔ اقوام متحدہ کے فوڈ اینڈ ایگریکلچر آرگنائزیشن کے مطابق ایسی توقع ہے کہ مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجیز کے استعمال سے زراعت کے شعبے میں نمایاں منافع حاصل ہوگا؛ کیونکہ یہ ٹیکنالوجیز پیداوار کی بڑھوتری، نقل وحمل اور پروسیسنگ کے عمل کو آسان بنانے میں معاون ثابت ہوں گی۔ وقت اور محنت کو کم کرنے اور فصلوں کی مارکیٹنگ کے علاوہ زراعت میں مصنوعی ذہانت کے استعمال کی مثالوں میں 'نورو' نامی ایپ بھی شامل ہے، جو خصوصاً جنوبی افریقہ میں فصلوں کو درپیش خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے مشین لرننگ پر انحصار کرتا ہے۔ زیادہ تر ترقی یافتہ ممالک اور ابھرتی ہوئی معیشتیں بھی کھیتی کے کام کو انجام دینے اور مختلف چیلنجوں کو اچھی طرح حل کرنے کے لیے اسمارٹ مشینوں، جیسے ڈرون، سینسرز اور روبوٹ کے استعمال پر انحصار کر رہی ہیں۔ اسی طرح مصنوعی ذہانت کسانوں کو فصلوں کو نقصان پہنچانے والے کیڑوں کا پتا لگانے اور دستیاب وسائل کا بہتر سے بہتر استعمال کرنے میں بھی مدد کر سکتی ہے۔(26) دوسری طرف عالمی غذائیت کی سائنس داں ڈاکٹر مرسی لانگا ہونے Early Warning System Nutrition نامی پروگرام کو سپورٹ کرنے کے لیے مصنوعی ذہانت کی تکنیکوں کا استعمال کیا ہے، توقع کی جاتی ہے کہ یہ تکنیکیں غذائیت کے بحرانوں کے پیش آنے سے پہلے ہی ان کی پیش گوئی کرنے میں معاون ثابت ہوں گی۔(27)

مصنوعی ذہانت اور بینکنگ:

حال میں مصنوعی ذہانت کے ایپس کا بینکنگ سیکٹر میں بھی وسیع پیمانے پر استعمال ہو رہا ہے، جس کا مقصد صارفین کو آسانی کے ساتھ اور محفوظ طریقے سے مطلوبہ مالیاتی خدمات فراہم کرنا ہے۔ اسٹارٹ اپ کمپنیاں بھی مصنوعی ذہانت کی مدد سے بہت سی مالیاتی خدمات فراہم کرنے میں کامیاب ہوئی ہیں، جن میں ڈیجیٹل ادائیگی کی خدمات، ڈیجیٹل کرنسی، ایک ملک سے دوسرے ملک منی ٹرانسفر اور دیگر جدید مالیاتی ٹیکنالوجیز شامل ہیں۔ یہ خدمات معاشرے کے تمام طبقات کے لیے دستیاب ہیں، خاص طور پر ان لوگوں کے لیے جو براہِ راست بینکنگ سیکٹر سے لین دین نہیں کرتے، جیسے کم آمدنی والے افراد، نوجوان، بہت چھوٹے، چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری ادارے اور اشخاص۔

بینکنگ سیکٹر میں مصنوعی ذہانت کے ایپلی کیشنز کی شراکت کے لحاظ سے بہت سے بینک اس وقت ورچوئل اسسٹنٹ ٹیکنالوجی کو اپنا رہے ہیں، جو اسمارٹ بات چیت کے ذریعے بینک اکاؤنٹس سے متعلق صارفین کے استفسارات کا جواب دیتے ہیں اور ان کی مشکلات کا تیز و آسان حل فراہم کرتے ہیں۔ اس سے بینکنگ سسٹم کو چلانے میں ہونے والے اخراجات کو کم کرنے اور تمام فیملی ممبران کو کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ بینک ہیڈ کوارٹر جانے اور لین دین پر کارروائی کے لیے قطاروں میں انتظار کرنے کی ضرورت کے بغیر خدمات فراہم کرنے میں بہت مدد ملتی ہے۔ جو بینک ایپلی کیشنز مصنوعی ذہانت پر انحصار کرتے ہیں، وہ بھی آسانی سے روپے کی منتقلی، ادائیگی کرنے اور بہت سے دوسرے بینکنگ لین دین کی اجازت دیتے ہیں، جن کی ہمیں روزانہ کی بنیاد پر ضرورت پڑتی ہے، جسے اِن دنوں مالیاتی شمولیت (Financial Inclusion) کے تصور کے نام سے جانا جاتا ہے۔

ان حقائق کی وجہ سے ایک مطالعے میں یہ بتایا گیا ہے کہ 74 فیصد بینک انتظامیہ کو توقع ہے کہ اگلے چند سالوں میں پورا بینکنگ سیکٹر مصنوعی ذہانت کے استعمال کی طرف مائل ہو جائے گا۔(28)(29)

مصنوعی ذہانت سے متعلق حقائق اور اعداد و شمار:

پرائس واٹر ہاؤس کوپرز (PWC) کے مطابق 2030 تک عالمی معیشت میں مصنوعی ذہانت کا حصہ تقریباً 15.7 ٹریلین ڈالر ہونے کی توقع ہے، جبکہ مشرق وسطیٰ کا حصہ 2 فیصد تک پہنچنے کی امید ہے؛ کیونکہ مصنوعی ذہانت کے ایپس 2030 تک مشرق وسطیٰ کی معیشت میں 320 بلین ڈالر کا حصہ ڈالیں گے، یعنی جی ڈی پی کے 11 فیصد کے برابر۔(30)

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کے اعداد و شمار کے مطابق عالمی سطح پر ایشیا کو روبوٹس کے استعمال میں سرفہرست سمجھا جاتا ہے، خاص طور پر مینوفیکچرنگ کے شعبے میں، جہاں 2017 میں روبوٹس کے استعمال کا اندازہ مجموعی طور پر عالمی استعمال کا تقریباً 65 فیصد لگایا گیا تھا۔ اسے روبوٹ کی سب سے زیادہ پیداوار والا خطہ بھی سمجھا جاتا ہے، خاص طور پر جاپان اور کوریا کو،

جن کے بازار کے حصص بالترتیب 52 فیصد اور 12 فیصد تک پہنچتے ہیں۔(31)

دوسری طرف McKinsey گلوبل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی طرف سے 2018 میں جاری کردہ ایک رپورٹ نے بتایا ہے کہ 2030 تک مصنوعی ذہانت سے عالمی معیشت کو تقریباً 13 ٹریلین ڈالر حاصل ہوگا اور مجموعی گھریلو پیداوار میں تقریباً 1.2 فیصد اضافہ ہوگا۔(32)

اس کے علاوہ آکسفورڈ اور ییلے یونیورسٹی کے محققین کی ایک تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ مصنوعی ذہانت 45 سال کے اندر تمام کاموں میں انسانوں کو 50 فیصد تک پیچھے چھوڑ دے گی، یعنی تمام شعبہ ہائے زندگی میں کام کرنے والے انسان پچاس فیصد تک کم ہو جائیں گے۔ تحقیق کے مطابق 120 سالوں کے اندر تمام تر انسانی کام خود کار طریقے سے انجام پانے لگیں گے، ان میں روزمرہ کے عام کاموں کے ساتھ مختلف زبانوں سے ترجمہ کرنا (2024)، اسکول کے اسائنمنٹس لکھنا (2026)، ٹرک چلانا (2027)، خوردہ تجارت کے شعبے میں کام کرنا (2031)، یہاں تک کہ 2053 تک مریضوں کے آپریشن کا کام بھی مصنوعی ذہانت کے ذریعے کیا جائے گا۔(33) اسی وجہ سے دنیا بھر کے بہت سے ممالک مصنوعی ذہانت کو تیار کرنے اور اسے تعلیم، سائنسی تحقیق اور ڈیجیٹل انفراسٹرکچر سمیت مختلف شعبوں میں استعمال کرنے کے لیے اپنی حکمت عملیاں بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر کینیڈا، چین، امریکہ، ڈنمارک، فن لینڈ، جنوبی کوریا، سویڈن اور تائیوان نے اپنی آبادی کو مصنوعی ذہانت کی بنیادی باتوں سے متعارف کرانے کے لیے خصوصی پروگرام تیار کیے ہیں۔ فرانس اور سنگاپور نے 'مستقبل کے ہنر' نامی پروگرام کا آغاز کیا ہے؛ تاکہ ہنرمندی کے حوالے سے شہریوں کی ترقی کو یقینی بنایا جا سکے، اس پروگرام کے تحت شہریوں کو بطور وظیفہ ایک متعینہ رقم اس شرط کے ساتھ دی جاتی ہے کہ وہ اسے نئی مہارتیں سیکھنے پر خرچ کریں، جیسے گیم پروگرامنگ اور بہت سی دوسری تکنیکی مہارتیں۔ سنگاپور نے اپنے شہریوں کو ضروری تربیت فراہم کرنے کے لیے 'Coursera' نامی آن لائن لرننگ پلیٹ فارم بھی تیار کیا ہے۔ اسی طرح ہندوستان نے بھی معاشی اور سماجی شعبوں کو ترقی دینے کے مقصد سے مصنوعی ذہانت کی تحقیق میں سرمایہ کاری کرنے کا منصوبہ بنایا ہے اور اس پر کام بھی شروع ہو چکا ہے(34)۔

جہاں تک عرب ممالک کا تعلق ہے تو مصنوعی ذہانت کے میدان میں متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب کو سرفہرست ممالک میں شمار کیا جاتا ہے۔ متحدہ عرب امارات نے اپنی قومی حکمت عملی برائے مصنوعی ذہانت (2031) کا آغاز کیا ہے، جس کا مقصد شہریوں، حکومتوں اور تجارتی کمپنیوں کے لیے نئے اقتصادی اور سماجی مواقع پیدا کرنا، ساتھ ہی 2031 میں 100 فیصد کی شرح تک خدمات اور ڈیٹا کے تجزیے میں مصنوعی ذہانت کی تکنیک پر انحصار کر کے 335 بلین یو اے ای درہم تک کی اضافی نمو حاصل کرنا ہے۔(35)

مصنوعی ذہانت کی تیاری کے انڈیکس (36) کے مطابق متحدہ عرب امارات سوئٹزرلینڈ کے بعد دنیا میں چھٹے نمبر پر ہے، یہ ممالک مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجیز پر انحصار کرتے ہوئے عوامی خدمات کو بہتر بنانے کی بھرپور کوششیں کر رہے ہیں۔اس سلسلے میں ADNOC کمپنی کے ہیڈکوارٹر میں مصنوعی ذہانت اور بگ ڈیٹا کے لیے 'پینو راما' سنٹر کھولا گیا ہے، اس کے علاوہ ایک مستقل انوویشن سینٹر کے قیام کا بھی آغاز کیا گیا ہے، جو کہ اس خطے میں اپنی نوعیت کا پہلا سنٹر ہے، جس میں میڈیکل فٹنس کی جانچ کے لیے سیلف آپریشن کی تکنیک اپنائی جائے گی۔(37)

سعودی عرب میں 2019 میں سعودی ڈیٹا اینڈ آرٹیفیشیل انٹیلی جنس اتھارٹی (SDAIA) تشکیل دی گئی ہے؛ تاکہ مملکت کے 'وژن 2030' کے اہداف کے حصول میں اس سے مدد لی جا سکے اور مملکت کی صلاحیتوں کو اجاگر کیا جا سکے؛ چنانچہ اس اتھارٹی کا عزم ہے کہ سال 2030 تک سعودی عرب کی معیشت کو ڈیٹا پر مبنی دنیا کی صف اول کی معیشت میں تبدیل کر دیا جائے گا۔(38) اس کے علاوہ مملکت میں مصنوعی ذہانت کے اعداد وشمار کے ماہرین کی ایک بڑی تعداد کی شرکت کے ساتھ 'آرٹاتھون مصنوعی ذہانت' مقابلے کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے؛ تاکہ مصنوعی ذہانت کی تکنیکوں کا استعمال کرتے ہوئے بہترین فنی کام کیے جائیں۔(39)

مصنوعی ذہانت کے استعمال سے مستقبل میں پیش آنے والے ممکنہ چیلنجز:

ڈیجیٹل انقلاب کی طرف پیش رفت، چوتھے صنعتی انقلاب کے ساتھ قدم بہ قدم چلنے اور انسانیت کی خدمت کے لیے مختلف شعبوں میں مصنوعی ذہانت کے استعمال کے مثبت اثرات کے نتیجے میں دنیا نے بہت سے فوائد حاصل کرنا شروع کیا ہے، مگر ساتھ ہی ہمارے ذہن میں کچھ سوالات بھی ابھرتے ہیں: کیا ان ٹیکنالوجیز کے ساتھ چلتے رہنے سے انسانی مستقبل بہتر ہوگا یا بدتر ہوگا؟ مصنوعی ذہانت کے تیزی سے بڑھتے استعمال کے نتیجے میں ہمارے معاشرے میں کون سے چیلنجز اور تبدیلیاں رونما ہوسکتی ہیں؟ کیا مستقبل میں ہونے والی ممکنہ تبدیلیوں کے کے ساتھ ہم آہنگ ہونا انسانی معاشرے کے لیے آسان ہوگا؟

اس سلسلے میں 'مستقبل کی ملازمتیں 2040' کے عنوان سے تیار کی گئی ایک رپورٹ نے تصدیق کی ہے کہ آٹومیشن (ہر کام کے خودکار طریقے سے انجام پانے) کے ظہور اور مختلف شعبوں میں 'روبوٹس' کے داخل ہونے کی وجہ سے بہت سی موجودہ ملازمتیں ختم ہوجائیں گی۔اسی طرح اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ 2040 تک 157 سے زائد نوکری کی جگہیں خالی ہوں گی۔میک کینسی گلوبل انسٹی ٹیوٹ کی ایک تحقیق کے مطابق مستقبل میں دنیا بھر میں 800 ملین سے زائد ملازمین کے روزگار سے محروم ہونے کا خدشہ ہے، جو افرادی قوت کے پانچویں حصے کے برابر ہے؛ لہٰذا انسانی صلاحیتوں کو بڑھانے،

جدت طرازی کو اپنانے اور لوگوں کو زمانے کے تقاضوں کے مطابق ترقی دینے کی مسلسل کوششوں کی اہمیت کو سمجھنا ضروری ہے؛ تاکہ لوگ جدید ٹیکنالوجیز کے ذریعے پیدا ہونے والی تیز رفتار تبدیلیوں سے ہم آہنگ ہوسکیں۔(41)

2019 میں جاری ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق اگرچہ مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجیز چودہ سے زائد نئے شعبوں میں لاکھوں ملازمتیں پیدا کریں گی، جیسے کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی ترقی، ڈیٹا انجینئرز، مصنوعی ذہانت کے ماہرین وغیرہ، مگر ساتھ ہی یہ بھی متوقع ہے کہ چار دیگر شعبوں کی ملازمتوں پر روبوٹ قابض ہوجائیں گے۔اسی رپورٹ نے اس بات کی بھی تصدیق کی ہے کہ مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجی انسانی صلاحیتوں کو ختم نہیں کرے گی؛ بلکہ مشین اور انسان کی انفرادی مہارتوں کو ایک دوسرے میں ضم کردے گی۔(42)

اسی طرح مصنوعی ذہانت کے بڑھتے استعمال کے نتیجے میں ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے درمیان فاصلے کے مزید بڑھنے کا امکان ہے؛ کیونکہ ترقی یافتہ ممالک مصنوعی ذہانت کا استعمال کرتے ہوئے مختلف شعبوں میں اپنے منافع میں 25 فیصد تک اضافہ کریں گے، جبکہ ترقی پذیر ممالک کا منافع صرف 5 فیصد کے قریب ہوگا۔(43)

مذکورہ بالا ممکنہ چیلنجز کے علاوہ اقوام متحدہ کی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم 'یونیسکو' کا کہنا ہے کہ مصنوعی ذہانت صنفی امتیاز وتفریق کو بھی بڑھاوا دے گی؛ کیونکہ مصنوعی ذہانت کے شعبے میں کام کرنے والوں کی کل تعداد میں خواتین کی نمایندگی صرف 22 فیصد ہے، جس کے نتیجے میں لیبر مارکیٹوں میں صنفی تفریق بڑھ سکتی ہے۔(44)

دوسری طرف متعدد حالیہ مطالعات اور رپورٹس کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مصنوعی ذہانت ملازمتوں میں انسانی کردار کو کلیتاً ختم نہیں کرے گی؛ بلکہ نئی ملازمتیں پیدا کرے گی۔ بھلے ہی ملازمت کے مختلف شعبوں میں 'روبوٹس' اور مصنوعی ذہانت کے ایپلی کیشنز انسانی کاموں کو انجام دینے کے قابل ہوسکتے ہیں، مگر اس بات کا امکان نہیں ہے کہ مشین مکمل طور پر حقیقی کامگار، یعنی انسان کی جگہ لے لے اور اس کے کردار کو پوری طرح ختم کردے؛ بلکہ یہ ٹیکنالوجیز انسانی صلاحیتوں کو بڑھانے میں مدد کریں گی کہ وہ چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تخلیقی انداز میں سوچیں اور مطلوبہ کاموں کو اچھی طرح پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔

مندرجہ بالا حقائق، دلائل اور اعداد وشمار سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجیز کے پھیلاؤ کے نتیجے میں پیدا ہونے والے خدشات کے باوجود ہمارے اردگرد رونما ہونے والے تمام تر اختراعات کے اصل محرک انسان ہیں؛ اس لیے دنیا بھر کی حکومتوں اور تعلیم یافتہ افراد کو مستقبل کے امکانات اور دستیاب مواقع سے فائدہ اٹھانے کی تیاری کرنی چاہیے۔

حواشی

(1) الذكاء الاصطناعي: ماهو و كيف يعمل،ط:مؤسسة دبي للمستقبل 2017

(2) الذكاء الاصطناعي:بين الواقع والأسطورة، ط: يونيسكو 2018

(3) Russel & Norving (2003), Pages; 736-748, Poole.

(4) Woodrow Barfield et al (2017). "Cybrogs and Enhancement Technology', University of Washington, Seattle.

(5) Rockwell Anyoha (2017).'The History of Artificial Intelligence', Harvard University.

(6) Bemard Marr (2018). 'What is Deep Learning AI?A Simple Guide and Practical Examples', Forbes.

(7) World International PropertyOrganization(WIPO),2019. 'Atificial Intelligence', Technology Trends, Case Study.

(8) Ibid.

(9) جمال بن مطر السالمی،البيانات الضخمة و دورها في دعم اتخاذ القرار والتخطيط الاستراتيجي، 2018۔

(10) Mckinsey & Company(2011).Big Data:The Next Frontier for Innovation, Competition and Productivity.

(11) Josh Bigs (2019), 'Ways Big Data and AI are changing email marketing'.

(12) Satya Ramaswamy (2017). 'How companies are already using AI', Harvard Business Review.

(13) روبوٹ ایک ایسی اسمارٹ مشین ہے، جو معلومات پر کارروائی کرنے اور پیچیدہ ڈیٹا کو سنبھالنے کے لیے کمپیوٹر سسٹم کا استعمال کرتی ہے۔

(14) www.oracle.com.

(15) مايكروسوفت (2018)، 'الذكاء الاصطناعي لخدمة الانسانية والعالم'.

(16) ایضاً۔

(17) ایضاً۔

(18) Lasse Rouhiainen (2019). 'How AI and Data Could Personalize Higher Education', Harvard Business Review.

(19) https//ar.unesco.org/ict-education/action/ai-in-education

(20) Stefan A.D (2017), 'Exploring the impact of artificial intelligence on teaching and learning in higher education'.

(21) Price Waterhouse Copers (2017). 'Why AI and Robotics will define new health?'.

(22) Bernard Marr (2019). 'The amazing ways Dubai airport uses artificial intelligence', Forbes.

(23) ہوابازی کے شعبے میں ڈیجیٹلائزیشن اور مصنوعی ذہانت پر عالمی تنظیم برائے شہری ہوابازی کا ورک شیٹ۔

(24) AI Everything نامی مصنوعی ذہانت کا پلیٹ فارم، دبئی عالمی تجارتی مرکز کی ویب سائٹ۔

(25) Demeke Gebresenbet Bayyoun (2019). 'Atificially intelligent self-driving vehicle technologies; benifts and challenges', International Journal of Emerging Technology in Computer Science and Electronics, Volume 26, Issue 3.

(26) مصنوعی ذہانت اور اخلاقیات' کے عنوان سے منعقدہ اقوام متحدہ کی فوڈ اینڈ ایگریکلچر آرگنائزیشن کی تقریب میں ڈائرکٹر جنرل کی تقریر کے اہم نکات۔

(27) مائکروسافٹ، محولہ بالا مضمون۔

(28) Nathan Snell (2018). 'The future is now: How Atificial intelligence is transforming banking'.

(29) Jim Marous, The Financial Brand.

(30) PWC (2018). 'US$320 billion by 2030? The potential impact of AI in the middle east'.

(31) انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ کے بلاگ پر 'ایشیا میں روبوٹ اور انسانوں میں سرمایہ کاری' کے عنوان سے شائع شدہ مضمون۔

(32) B.Jaques et al (2018). 'Notes from the AI frontier, Modeling the impact of AI on the world economy', Discussion Paper, Mckinsey Global Institute.

(33) Katja Grace et al (2018). 'When will AI exceed human performence? Evidence from AI experts, Journal of Artificial Intelligence Research.

(34) ٹوبیئس انڈیوز و دیگر (2019)، میک کنسی اینڈ کمپنی کی شراکت میں منعقدہ ورلڈ گورنمنٹ سمٹ 2019 میں Future Skills: Six Approaches to Bridging the Skills Gap in Tomorrow's World.' کے عنوان سے پیش کردہ مقالہ۔

(35) متحدہ عرب امارات کی سرکاری ویب سائٹ پر شائع شدہ مضمون بعنوان UAE strategy for artificial intelligence.

(36) اس انڈیکس کا اعلان Insights Oxford نے کیا تھا، یہ ایسا انڈیکس ہے، جو حکومتوں کے ذریعے مصنوعی ذہانت کو سرکاری کاموں میں متعارف کروانے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی حد کو ماپتا ہے، اس میں OECD ممالک سمیت کل 194 ممالک شامل ہیں۔

(37) مؤسسة محمد بن راشد آل مكتوم للمعرفة بالاشتراک مع المكتب الاقليمي للدول العربية وبرنامج الأمم المتحدة الألماني (2019)، تقرير: استشراف مستقبل المعرفة.

(38) سعودی ڈیٹا اینڈ آرٹیفیشیل انٹیلی جنس اتھارٹی، مذکورہ معلومات sdaia.gov.sa سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

(39) مصنوعی ذہانت پر عالمی چوٹی کانفرنس (2020)، مذکورہ معلومات theglobalsummit.com سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

(40) سليمان محمد الكعبي، مؤسسة استشراف المستقبل (2018)، تقرير: 'وظائف المستقبل 2040'.

(41) وفاقی اتھارٹی برائے حکومتی انسانی وسائل (2019)، 'الثورة الصناعية الرابعة: حليف أم عدو للوظائف؟ الذكاء الاصطناعي والحاجة لليد العاملة'، ط: شش ماہی مجلّہ برائے انسانی وسائل، شمارہ نمبر:10، متحدہ عرب امارات۔

(42) Mckinsey Global Institue (2018). 'AI, Automation and the future of work: Ten things to solve for'.

(43) مصنوعی ذہانت کی اخلاقیات پر تعلیم و تربیت و ثقافت سے متعلق اقوامِ متحدہ کے ادارے 'یونیسکو' کی سفارشات۔ یہ سفارشات یہاں سے ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہیں: unesco.org/artificial intelligence/ethics.

☆☆☆

مصنوعی ذہانت (AI) کا تعارف

سید امجد شہباز

1-مصنوعی ذہانت (AI) کیا ہے؟

مصنوعی ذہانت :(AI) آپ کا ہوشیار ڈیجیٹل مددگار:

مصنوعی ذہانت (AI) کو ایک بہت ہی سمجھدار ڈیجیٹل اسسٹنٹ کے طور پر سوچیں، جو آپ کو مختلف کاموں میں مدد دیتا ہے۔ایک ڈیجیٹل مددگار ایک ایسا ٹول ہوتا ہے جو اکثر فون یا کمپیوٹر جیسے آلات میں پایا جاتا ہے اور آپ کی مدد کرتا ہے سوالوں کے جواب دینے، اہم اپوئنٹس کی یاد دہانی کرانے، یا معلومات تلاش کرنے میں۔ جیسے آپ کسی دوست یا گھر والے سے کچھ یاد دلانے یا ہوم ورک میں مدد لینے کو کہتے ہیں، ویسے ہی مصنوعی ذہانت (AI) ڈیجیٹل انداز میں یہ سب کر سکتی ہے۔مثال کے طور پر، جب آپ اپنے فون سے الارم لگانے کو کہتے ہیں یا قریب ترین ریستوران تلاش کرنے کو کہتے ہیں، تو یہ مصنوعی ذہانت (AI) کا استعمال کرتا ہے، تاکہ سمجھے کہ آپ کو کیا چاہیے اور آپ کی مدد کرے۔ یہ ایک مددگار دوست کی طرح ہوتا ہے، جو ہر وقت آپ کی روزمرہ کی سرگرمیوں میں آپ کی مدد کے لیے تیار رہتا ہے، اور آپ کی زندگی کو آسان بناتا ہے۔

ابتدائی دنوں میں، مصنوعی ذہانت (AI) کے سائنسدانوں کا مقصد ایسے کمپیوٹر بنانا تھا جو انسانوں کی طرح سوچ سکیں۔انہوں نے انسانی دماغ کی نقل کرنے کی کوشش کی، ایک سسٹم کے ذریعے جسے ''مصنوعی نیورل نیٹ ورکس'' کہا جاتا ہے، جو معلومات کو اسی طرح پروسیس کرنے کے لیے ڈیزائن کیے گئے ہیں، جیسے ہمارا دماغ کرتا ہے۔تاہم، مصنوعی ذہانت (AI) کے بانی جیوفرے ہنٹن کے مطابق، جو انٹیلی جنس ہمیں آج AI میں نظر آتی ہے وہ بالکل انسانی انٹیلی جنس جیسی نہیں ہے بلکہ، یہ ایک ڈیجیٹل انٹیلی جنس کی قسم ہے جو انسانوں کی سوچ کے انداز سے مختلف طریقے سے کام کرتی ہے۔

یہاں کچھ زبردست مثالیں ہیں جہاں مصنوعی ذہانت (AI) کا استعمال ہو رہا ہے:

خودکار گاڑیاں: تصور کریں کہ ایک گاڑی خود چل سکتی ہے! مصنوعی ذہانت (AI) گاڑی کو سڑک دیکھنے، ٹریفک کے نشانات سمجھنے، اور یہ فیصلہ کرنے میں مدد دیتی ہے کہ کب رکنا، چلنا یا موڑنا ہے۔

خریداری کے مشورے: جب آپ آن لائن خریداری کر رہے ہوتے ہیں اور ویب سائٹ آپ کو وہ آئٹمز دکھاتی ہے جو آپ کو پسند آ سکتی ہیں، اس کی بنیاد آپ کی پچھلی خریداریوں پر ہوتی ہے۔ یہ AI آپ کی پسند کو سیکھتا ہے اور اسی کے مطابق مشورے دیتا ہے۔

فون کا چہرہ پہچان کر ان لاک ہونا: کچھ فونز AI کا استعمال کرتے ہیں، تاکہ آپ کا چہرہ پہچان سکیں اور صرف آپ کے لیے خود کو ان لاک کر سکیں۔ AI ان پیٹرنز کو پہچانتا ہے جو آپ کے چہرے کو منفرد بناتے ہیں۔

چیٹ بوٹس: کیا آپ نے کبھی کسٹمر سروس کے لیے آن لائن کسی روبوٹ سے بات کی ہے؟ وہ چیٹ بوٹ AI کا استعمال کرتا ہے تاکہ آپ کے سوالات کو سمجھے اور مددگار جوابات دے سکے۔

سادہ الفاظ میں، مصنوعی ذہانت (AI) کا مقصد ایسی مشینیں بنانا ہے جو سوچ سکیں اور سیکھ سکیں، بالکل انسانوں کی طرح، لیکن ڈیجیٹل طریقے سے۔ یہ اس لیے ڈیزائن کی گئی ہے کہ ہماری زندگی کو آسان بنائے اور ہمیں ایسے کاموں میں مدد دے جو ہمارے لیے مشکل یا بہت زیادہ وقت لینے والے ہو سکتے ہیں۔

اگرچہ مصنوعی ذہانت (AI) کی شروعات انسانوں کے سوچنے کے عمل کی نقل کرنے کے مقصد سے ہوئی تھی، لیکن یہ ایک منفرد قسم کی ڈیجیٹل انٹیلی جنس میں تبدیل ہو چکی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ AI کا اپنا مخصوص طریقہ ہے معلومات کو پراسیس کرنے اور مسائل کو حل کرنے کا، جو اسے ایک طاقتور ٹول بناتا ہے جو ہماری روزمرہ زندگی میں بہتری لا سکتا ہے۔ مصنوعی ذہانت (AI) ایک سپر ہوشیار مددگار کی طرح ہے، جو ہمیشہ آپ کی مدد کے لیے تیار ہوتا ہے!

مصنوعی ذہانت (AI) اتنی مقبول کیوں ہو گئی ہے؟

AI ایک گرم موضوع اس لیے بن چکا ہے، کیونکہ یہ ہر جگہ موجود ہے اور ہماری زندگی کے تقریباً ہر حصے پر اثر انداز ہو رہا ہے! چاہے آپ کا فون آپ کے چہرے سے ان لاک ہو رہا ہو، Amazon آپ کو اگلا خریدنے کا مشورہ دے رہا ہو، یا فیکٹریوں میں روبوٹ کام کر رہے ہوں مصنوعی ذہانت (AI) چیزوں کو آسان، تیز، اور زیادہ مؤثر بنا رہی ہے۔

لوگ مصنوعی ذہانت (AI) کے بارے میں بات کرتے ہیں، کیونکہ یہ نئی دلچسپ مواقع پیدا کر رہی ہے، جیسے ڈاکٹروں کی مدد کرنا کہ وہ بیماریوں کی جلد تشخیص کر سکیں یا کاروباروں کو بہتر طریقے سے چلانا۔ لیکن ساتھ ہی کچھ خدشات بھی ہیں، جیسے کیا AI ملازمتوں پر قبضہ کر لے گا یا اسے نقصان دہ طریقوں سے استعمال کیا جا سکتا ہے (جیسے جعلی ویڈیوز یا آواز کی نقل بنانا)۔ اسی لیے اس کے بارے میں مثبت اور منفی دونوں طرح کی بات چیت ہو رہی ہے۔ AI مستقبل کی تشکیل کر رہا ہے، اور ہر کوئی سمجھنا چاہتا ہے کہ اس کا کیا مطلب ہے!

2-اے آئی اور روبوٹکس (روبوٹ کا مطالعہ):

اے آئی روبوٹکس میں ترقی کے لیے ایک اہم کردار ادا کرتا ہے، جس سے روبوٹس زیادہ ذہین اور قابلِ تبدیلی بن جاتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہوتا ہے، ملاحظہ کریں:

☆ فیصلہ سازی: اے آئی روبوٹس کو اپنے طور پر فیصلے کرنے کے قابل بناتا ہے، حتیٰ کہ نئے حالات میں بھی۔ یہ اس لیے ممکن ہوتا ہے، کیونکہ اے آئی روبوٹس کو اپنے اردگرد کے ماحول کا تجزیہ کر کے بہترین اقدام کرنے کی صلاحیت دیتا ہے، بالکل جیسے انسان کرتا ہے۔

☆ تجربے سے سیکھنا: اے آئی کے ذریعے روبوٹس اپنے پچھلے اعمال سے سیکھ سکتے ہیں۔ اگر روبوٹ سے کوئی غلطی ہوتی ہے تو وہ اسے ''یاد'' کر سکتا ہے اور مستقبل میں اپنے کاموں کو بہتر بنا سکتا ہے، جس سے وقت کے ساتھ ان کی کارکردگی میں بہتری آتی ہے۔

☆ ماحول کو سمجھنا: اے آئی روبوٹس کو اشیاء، لوگوں اور دوسرے عناصر کو پہچاننے میں مدد دیتا ہے۔ اس سے روبوٹس پیچیدہ اور حقیقی دنیا کے ماحول میں، جیسے کہ گوداموں، اسپتالوں، یا گھروں میں انسانی مدد کے بغیر کام کر سکتے ہیں۔

☆ قدرتی تعامل: اے آئی روبوٹس کو انسانی زبان، حرکات اور تاثرات کو سمجھنے اور جواب دینے کے قابل بناتا ہے۔ یہ انسانوں اور روبوٹس کے درمیان رابطے کو زیادہ ہموار اور قدرتی بنا دیتا ہے، خاص طور پر کسٹمر سپورٹ یا بزرگوں کی دیکھ بھال جیسے شعبوں میں۔

☆ خودکاری اور کارکردگی: اے آئی سے چلنے والے روبوٹس بار بار دہرائے جانے والے کاموں کو انسانوں سے زیادہ تیزی اور درستگی کے ساتھ انجام دے سکتے ہیں۔ یہ خاص طور پر ایسی صنعتوں میں مفید ہیں، جیسے مینوفیکچرنگ اور لاجسٹکس، جہاں روبوٹس ایسے کام سنبھالتے ہیں جو لوگوں کے لیے تھکا دینے والے یا خطرناک ہو سکتے ہیں۔

مختصراً، اے آئی روبوٹس کو وہ ذہانت فراہم کرتا ہے جو انہیں محض ایک مشین سے زیادہ بناتی ہے۔ یہ انہیں ماحول کے مطابق ڈھلنے، سیکھنے، اور انسانوں سے تعامل کرنے کے قابل بناتی ہے، جس سے وہ زندگی اور کام کے مختلف شعبوں میں قیمتی ٹولز بن جاتے ہیں۔

3- مصنوعی ذہانت کی کہانی (تاریخ):

ہماری کہانی 1950 کی دہائی میں شروع ہوتی ہے، جو حیرت اور جدت کا دور تھا۔ مصنوعی ذہانت (AI) کا تصور اس وقت جڑ پکڑتا ہے جب کمپیوٹر سائنسدان ایلن ٹورنگ نے ایک سوچنے والا سوال اٹھایا: ''کیا مشینیں سوچ سکتی ہیں؟'' اس

کے انقلابی مقالے نے ٹورنگ ٹیسٹ کے تصور کو متعارف کرایا، جو ایک مشین کی ذہین رویے کو ظاہر کرنے کی صلاحیت کی پیمائش کا ایک طریقہ تھا۔ اس دور نے سائنسدانوں میں ایک جوش وخروش کی لہر دوڑا دی، جو ان مشینوں کی صلاحیتوں کو دریافت کرنے کے لیے بے چین تھے جو انسانی ذہانت کی نقل کر سکیں۔

مصنوعی ذہانت کی پیدائش (1956):

1956 میں، مصنوعی ذہانت کا میدان باقاعدہ طور پر ڈارٹ موتھ کالج میں ہونے والی ایک کانفرنس میں وجود میں آیا۔ محققین جیسے جان میکارتھی، مارون منسکی، اور ایلن نیول جمع ہوئے، تاکہ ذہین مشینیں بنانے کے امکانات پر بات چیت کر سکیں۔ یہ فیصلہ کن لمحہ اکثر AI کے ایک باقاعدہ شعبے کے طور پر آغاز کے طور پر نشان زد کیا جاتا ہے، جس میں ابتدائی پروگرام سادہ مسائل کو حل کرنے اور شطرنج جیسے کھیل کھیلنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

مصنوعی ذہانت کا عروج اور زوال (1960 کی دہائی -1970 کی دہائی):

1960 اور 70 کی دہائی کے دوران، جوش وخروش بڑھتا گیا جب محققین ابتدائی AI سسٹمز تیار کر رہے تھے، جیسے ELIZA، ایک چیٹ بوٹ جو بات چیت کی نقل کر سکتا تھا۔ تاہم، یہ خوش امیدی عارضی ثابت ہوئی۔ جیسے جیسے چیلنجز سامنے آئے، جیسے کمپیوٹنگ پاور کی حدود اور انسانی سوچ کی پیچیدگی فنڈنگ اور دلچسپی کم ہونے لگی۔ اس دور کو AI "سردیوں" کے نام سے جانا جاتا ہے، جہاں ترقی سست ہوگئی اور بہت سے منصوبے چھوڑ دیے گئے۔

احیاء اور ترقی 1980) کی دہائی):

1980 کی دہائی میں، مصنوعی ذہانت نے مشین لرننگ میں ترقی اور ماہر نظاموں کے تعارف کی بدولت دوبارہ زندہ ہوگئی ایسے پروگرام جو مخصوص مسائل کو حل کرنے کے لیے قواعد پر مبنی منطق کا استعمال کرتے تھے۔ کمپنیوں نے ان نظاموں کا استعمال طبی تشخیص اور مالی پیش گوئی جیسے کاموں کے لیے شروع کیا، جس نے AI ٹیکنالوجیز میں دلچسپی کو دوبارہ زندہ کیا۔

ڈیٹا انقلاب (1990 کی دہائی -2000 کی دہائی):

1990 کی دہائی کے آخر اور 2000 کی دہائی کے آغاز نے ایک نئے موڑ کی نشاندہی کی، جب انٹرنیٹ کی ترقی نے وسیع پیمانے پر ڈیٹا پیدا کیا۔ محققین نے اس ڈیٹا کا فائدہ اٹھانا شروع کیا، تاکہ مشین لرننگ کے الگورڈمز کو بہتر بنایا جا سکے۔ 1997 میں، IBM کا ڈیپ بلیو تاریخ رقم کرتے ہوئے عالمی شطرنج چیمپئن گیری کیسپروف کو شکست دے دیا، جس نے اسٹریٹیجک سوچ میں AI کی صلاحیت کو نمایاں کیا۔

ڈیپ لرننگ کا دور 2010 کی دہائی:

مضبوط GPUsاور بڑے ڈیٹا کی آمد کے ساتھ، 2010 کی دہائی نے ڈیپ لرننگ کا دھماکہ دیکھا جو مشین لرننگ کا ایک ذیلی شعبہ ہے جو ڈیٹا کا تجزیہ کرنے کے لیے نیورل نیٹ ورک کا استعمال کرتا ہے۔اس نے امیج اور تقریر کی پہچان میں اہم کامیابیاں حاصل کیں۔ 2012 میں، ایک ڈیپ لرننگ ماڈل نے ImageNet مقابلہ جیتا، جس نے AI کی شاندار صلاحیت کو ظاہر کیا کہ یہ امیجز کو سمجھنے اور ان کی درجہ بندی کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ گوگل، فیس بک، اور مائیکروسافٹ جیسی کمپنیوں نے AI تحقیق اور ترقی میں بھاری سرمایہ کاری شروع کی۔

جنریٹیو AI کا مرکزی مقام 2020 کی دہائی:

2020 کی دہائی میں تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے، ہم جنریٹو AI کے دلچسپ دائرے میں داخل ہوتے ہیں۔ OpenAI کے ChatGPTاور DALL-E جیسے ماڈلز ابھرے، جو انسانی مانند متن (text) تخلیق کرنے اور سادہ ہدایات سے تصاویر بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ ترقیات صنعتوں میں تبدیلیاں لا رہی ہیں، نئی تخلیقی صلاحیتوں اور خودکاری کی شکلیں فراہم کر رہی ہیں۔ جنریٹو AI صرف ایک تکنیکی حیرت نہیں ہے؛ یہ ایک ایسا ٹول ہے جو فنکاروں، لکھاریوں، اور کاروباروں کو اپنے خیالات کو زندگی میں لانے میں مدد کرتا ہے، جیسے پہلے کبھی تصور نہیں کیا گیا۔

مصنوعی ذہانت کا مستقبل:

ہم AI کی تاریخ کے اگلے باب کے دہانے پر کھڑے ہیں، تو امکانات بے حد نظر آتے ہیں۔ وضاحت پذیر AI اور اخلاقی مسائل جیسے شعبوں میں جاری تحقیق کے ساتھ، مصنوعی ذہانت کا سفر جاری ہے، جو ہمارے دنیا کو گہرے طریقوں سے تشکیل دے رہا ہے۔

اپنی عاجزانہ شروعات سے لے کر آج کے پیچیدہ نظاموں تک، AI کی کہانی جدت، چیلنجز، اور شاندار کامیابیوں کی ایک مثال ہے، اور یہ ہمیں دعوت دیتی ہے کہ ہم یہ تصور کریں کہ مستقبل میں کیا ہوگا۔

4- کمپیوٹر کو سکھانے کے مختلف AI طریقے:

مشین لرننگ :(ML) ڈیٹا کے پیٹرن سے سیکھنا:

☆ نیورل نیٹ ورکس/ ڈیپ لرننگ: دماغ کی طرح کے ڈھانچوں کی نقل کرنا، تاکہ معلومات کا تجزیہ کیا جا سکے۔

☆ تصور کریں کہ آپ اپنے بچے کو مختلف قسم کے جانوروں کی شناخت سکھا رہے ہیں۔ آپ انہیں بلیوں، کتوں، پرندوں، اور دیگر جانوروں کی تصاویر دکھائیں گے اور وضاحت کریں گے کہ ہر قسم کو پہچاننے کی خصوصیات کیا

ہیں۔ جیسے ہی وہ مشق کریں گے، وہ جانوروں کی ظاہری شکل کی بنیاد پر مختلف جانوروں کو پہچاننا سیکھیں گے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے، جیسے ہم کمپیوٹرز کو سیکھنے کے لیے تربیت دیتے ہیں۔

الگورڈمزان قواعد کی طرح ہیں جو جانوروں کی شناخت کے لیے کمپیوٹر کو بتاتے ہیں کہ اسے کیا تلاش کرنا ہے۔ جیسے آپ بلی کے مونچھوں، دم، اور پنجوں کی تلاش کرتے ہیں، ویسے ہی ایک الگورڈم کمپیوٹر کو یہ بتاتا ہے کہ اسے کن خصوصیات پر توجہ دینی ہے۔

مشین لرننگ (ML) اس طرح ہے، جیسے کمپیوٹر کو وقت کے ساتھ جانوروں کی شناخت میں بہتری سکھانا۔ زیادہ سے زیادہ تصاویر دیکھ کر، کمپیوٹر نئی خصوصیات سیکھ سکتا ہے، اپنی درستگی کو بہتر بنا سکتا ہے، اور جانوروں کی شناخت میں زیادہ ماہر ہوسکتا ہے۔

نیورل نیٹ ورکس آپس میں جڑے ہوئے کمپیوٹروں کے ایک نیٹ ورک کی طرح ہیں جو جانوروں کی شناخت کے لیے مل کر کام کرتے ہیں۔ تصور کریں کہ ہر کمپیوٹر آپ کے دماغ میں ایک نیورون کی طرح ہے۔ جب آپ ایک بلی دیکھتے ہیں، تو آپ کے دماغ کے نیورون مل کر اسے پہچاننے کے لیے کام کرتے ہیں۔ نیورل نیٹ ورکس بھی کچھ اسی طرح کرتے ہیں، لیکن کمپیوٹروں کے ساتھ۔

ڈیپ لرننگ مشین لرننگ (ML) کی ایک قسم ہے جو بہت بڑے نیورل نیٹ ورکس کا استعمال کرتی ہے۔ یہ ایسے ہے، جیسے آپ کے پاس بہت بڑی تعداد میں کمپیوٹرز کا ایک بڑا گروپ ہو جو مل کر کچھ پیچیدہ سیکھ رہے ہوں۔ مثال کے طور پر، ڈیپ لرننگ کا استعمال کمپیوٹروں کو مختلف زاویوں سے جانوروں کی شناخت کرنے، مختلف روشنی کی حالتوں میں، اور یہاں تک کہ جب وہ جزوی طور پر چھپے ہوئے ہوں، سکھانے کے لیے کیا جا سکتا ہے۔

5-جنریٹیو AI کیا ہے؟

جنریٹیو AI ایک AI کی شاخ ہے جو نیورل نیٹ ورکس پر مبنی ہوتی ہے اور نئی چیزیں (متن (text)، تصاویر، آڈیو، اور ویڈیو) تخلیق کر سکتی ہے۔ تصور کریں کہ یہ ایک بہت ہی ہوشیار روبوٹ فنکار یا مصنف ہے۔ یہ بہت ساری مثالوں کو دیکھتا ہے جیسے تصویر، کہانیاں، اور یہ سیکھتا ہے کہ یہ کیسے بنائی گئی ہیں۔ پھر، یہ اس علم کا استعمال کر کے اپنی نئی تصاویر، کہانیاں، یا گانے تخلیق کرتا ہے جو کسی نے پہلے نہیں دیکھی۔ تو، اگر آپ اس سے کہیں کہ وہ ایک ڈریگن (dragon) کی تصویر بنائے یا ڈریگن کے بارے میں کہانی لکھے، تو یہ پوری طرح سے کچھ منفرد خود ہی بنا سکتا ہے!

AI کے ذریعے نئی چیزیں تخلیق کرنے کی وضاحت (جیسے کہ تصاویر بنانا، کہانیاں لکھنا)۔

AI ایک ہوشیار مددگار کی طرح ہے جو بہت سی مثالوں کو دیکھ کر سیکھتا ہے۔ جب یہ کچھ نیا تخلیق کرنا چاہتا ہے تو پہلے یہ

بہت سی تصویریں یا کہانیاں کا مطالعہ کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر یہ جانوروں کی کئی تصویریں دیکھتا ہے تو یہ سیکھتا ہے کہ جانور کو جانور جیسا کیا بناتا ہے۔

جب آپ AI سے کچھ بنانے کو کہتے ہیں، تو یہ جو کچھ سیکھ چکا ہے اس کا استعمال کر کے اپنے خیالات پیش کرتا ہے۔ اگر آپ اسے ایک ڈریگن کی تصویر بنانے کے لیے کہتے ہیں، تو یہ ان تمام ڈریگن کے بارے میں سوچتا ہے جو اس نے دیکھے ہیں اور کوشش کرتا ہے کہ ایک منفرد ڈریگن کی نئی تصویر بنائے۔

تصور کریں کہ آپ AI سے ایک مضحکہ خیز کہانی تخلیق کرنے کے لیے کہتے ہیں۔ یہ ایک کہانی بنا سکتا ہے جس میں ایک بے وقوف پینگوئن، پرسی، ہے جو سپر ہیرو بننے کا فیصلہ کرتا ہے۔ پرسی اڑنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن برف سے بھرے پہاڑ سے پھسل کر ایک مچھلی کی مارکیٹ میں جا گرتا ہے جہاں وہ اچانک تمام مچھلیوں کے ساتھ ایک ڈانس پارٹی شروع کر دیتا ہے! سب بہت مزے کر رہے ہوتے ہیں جب تک کہ پرسی کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ وہ اپنا کیپ گھر بھول آیا ہے۔

اب تصور کریں کہ آپ AI سے کچھ منفرد بنانے کے لیے کہتے ہیں۔ آپ اسے کہہ سکتے ہیں کہ ''ایک بلی جو جادوگر کی ٹوپی پہنے ہوئے ہے اور اسکیٹ بورڈ پر سوار ہے'' تخلیق کرے۔ AI اپنی تمام معلومات کو بلیوں، جادوگر کی ٹوپیوں، اور اسکیٹ بورڈز کو ملا کر ایک رنگین اور مضحکہ خیز تصویر بنائے گا جس میں ایک بلی سڑک پر تیزی سے گزر رہی ہے، اور وہ بہت جادوئی نظر آ رہی ہے!

6-لارج لینگویج ماڈلز (LLMs) کیا ہیں؟

لارج لینگویج ماڈلز (LLMs) خاص کمپیوٹر پروگرام ہیں جو متن (text) کو سمجھنے اور تخلیق کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں، جیسے ایک ذہین دوست جو بہت سی الفاظ جانتا ہے۔ یہ بہت ساری کتابیں، مضامین، اور ویب سائٹس پڑھ کر سیکھتے ہیں، اس لیے یہ لکھنے اور سوالات کے جواب دینے میں بہت ماہر ہو جاتے ہیں۔

ایل ایل ایمز (LLMs) کا سادہ تعارف:

زبان کی سمجھ:` ایل ایل ایمز آپ کی کہی یا لکھی ہوئی باتوں کو پڑھ اور سمجھ سکتے ہیں۔ وہ الفاظ کو دیکھتے ہیں اور یہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ آپ کا کیا مطلب ہے، بالکل اسی طرح جیسے آپ اپنے دوستوں کی باتوں کو سمجھتے ہیں۔

نیا متن (text) تخلیق کرنا: وہ نئے جملے یا کہانیاں بھی لکھ سکتے ہیں۔ اگر آپ انہیں کوئی موضوع دیں، جیسے ''ایک خلا میں مہم''، تو وہ خلابازوں، خلائی مخلوق اور راکٹوں کے بارے میں پوری کہانی تخلیق کر سکتے ہیں!

سوالات کے جوابات دینا: اگر آپ ایل ایل ایمز سے کوئی سوال پوچھیں، تو یہ آپ کو جوابات فراہم کر سکتا ہے جو

اس نے سیکھا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر آپ پوچھیں، ''دنیا کا سب سے بڑا جانور کیا ہے؟'' تو یہ آپ کو بتا سکتا ہے کہ یہ نیلی وہیل ہے۔

ایسے چیٹ بوٹس کی مثالیں جیسے چیٹ جی پی ٹی جو انسانی زبان میں بات کر سکتے ہیں

یہاں کچھ چیٹ بوٹس کی مثالیں ہیں جو چیٹ جی پی ٹی کی طرح انسانی زبان میں بات کر سکتے ہیں:

سری :(Siri) سری ایپل کے آلات پر ایک صوتی معاون ہے۔ آپ اس سے سوالات پوچھ سکتے ہیں، یاد دہانیاں لگا سکتے ہیں، یا راستے معلوم کر سکتے ہیں، اور یہ دوستانہ طریقے سے جواب دیتا ہے، جیسے کہ آپ بات چیت کر رہے ہوں۔

الیگزا :(Alexa) الیکزا ایمیزون کا صوتی معاون ہے۔ آپ الیکزا سے بات کر کے موسیقی چلا سکتے ہیں، لطیفے سنا سکتے ہیں، یا اپنے گھر میں سمارٹ آلات کنٹرول کر سکتے ہیں۔ یہ آپ کے ساتھ مزے دار بات چیت بھی کر سکتا ہے!

گوگل اسسٹنٹ :(Google assistant) یہ گوگل کا صوتی مددگار ہے۔ آپ اس سے کچھ بھی پوچھ سکتے ہیں، جیسے ''موسم کیسا ہے؟'' یا ''مجھے ایک لطیفہ سنائیں'' اور یہ آپ کو قدرتی، دوستانہ لہجے میں جواب دیتا ہے۔

یہ ماڈلز بہت ساری کتابیں اور مضامین پڑھ کر کس طرح ''سیکھتے'' ہیں۔

بہت زیادہ پڑھنا:

ایل ایل ایمز ایک بڑی تعداد میں متون، جیسے کہ کتابیں، مضامین، اور ویب سائٹس ''پڑھنے'' سے شروع کرتے ہیں۔ یہ خاص پروگراموں کے ذریعے کیا جاتا ہے جو ان متون میں موجود الفاظ کو اسکین اور سمجھ سکتے ہیں۔

پیٹرن تلاش کرنا:

جب وہ پڑھتے ہیں، ایل ایل ایمز یہ دیکھتے ہیں کہ الفاظ ایک ساتھ کس طرح استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً، وہ نوٹ کرتے ہیں کہ لفظ ''بلی'' اکثر ''میاؤ''، ''بھوکی''، یا ''کھیلا'' جیسے الفاظ کے ساتھ آتا ہے۔ ان پیٹرن کو دیکھ کر، وہ زبان کے کام کرنے کے طریقے سیکھتے ہیں۔

سیاق وسباق کو سمجھنا:

ایل ایل ایمز جملوں کے سیاق وسباق کو سمجھنا سیکھتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ یہ جان لیتے ہیں کہ الفاظ کا کیا مطلب ہے، اس کے اردگرد کے دیگر الفاظ کی بنیاد پر۔ مثلاً، لفظ ''بھونک'' کتے کی آواز یا درخت کی بیرونی تہہ کا مطلب ہو سکتا ہے، اور ماڈل یہ سیکھتا ہے کہ سیاق وسباق کی بنیاد پر کون سا معنی استعمال کرنا ہے۔

جواب تخلیق کرنا:

اتنی پڑھائی کے بعد، ایل ایل ایمز اپنی جملے اور جوابات تخلیق کر سکتے ہیں۔ جب آپ کوئی سوال پوچھتے ہیں، تو وہ زبان کے پیٹرن اور سیاق وسباق کے بارے میں جو کچھ سیکھتے ہیں اسے استعمال کر کے ایک جواب پیدا کرتے ہیں جو معنی خیز ہوتا ہے۔

7- کس طرح لارج لینگویج ماڈلز جیسے ChatGPT کام کرتے ہیں:

بہت زیادہ پڑھنا: سب سے پہلے، یہ ماڈلز کتابوں، ویب سائٹس اور مضامین سے بہت سا متن (text) پڑھتے ہیں۔ اس سے انہیں مختلف موضوعات کے بارے میں اور لوگوں کے الفاظ کے استعمال کا طریقہ سیکھنے میں مدد ملتی ہے۔

پیٹرنز سیکھنا: پڑھتے وقت، یہ ماڈلز یہ نوٹ کرتے ہیں کہ الفاظ کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ آتے ہیں۔ مثال کے طور پر، وہ یہ سیکھتے ہیں کہ ''بلی'' اور ''کھیلنا'' اکثر ایک ہی جملے میں آتے ہیں۔

سیاق وسباق کو سمجھنا: یہ ماڈلز جملوں کے اردگرد کے سیاق وسباق سے الفاظ کا مطلب سمجھنا بھی سیکھتے ہیں۔ اس سے انہیں یہ جاننے میں مدد ملتی ہے کہ آپ کس بارے میں بات کر رہے ہیں۔

جوابات تخلیق کرنا: جب آپ کوئی سوال کرتے ہیں، تو یہ ماڈل اپنے سیکھے ہوئے علم کا استعمال کر کے جواب بناتے ہیں۔ یہ ایسے الفاظ منتخب کرتے ہیں جو اچھے انداز میں جڑیں، جیسے کہ کوئی انسان بات کرتے وقت کرتا ہے۔

وقت کے ساتھ بہتری: جتنا زیادہ متن (text) یہ پڑھتے ہیں، اتنا ہی بہتر یہ سوالات کو سمجھنے اور ان کے جواب دینے میں ہو جاتے ہیں۔ یہ محض چیزیں یاد نہیں رکھتے؛ بلکہ بات چیت کرنے کا طریقہ سیکھتے ہیں۔

بڑے پیمانے پر متن (text) کا استعمال کرتے ہوئے LLMs کی تربیت کی وضاحت:

کہانیاں پڑھ کر بات کرنا سیکھنا: تصور کریں کہ آپ اچھے سے بات کرنا اور لکھنا سیکھنا چاہتے ہیں۔ اس کا ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ بہت ساری کہانیاں اور گفتگو پڑھیں۔ آپ مختلف قسم کی کتابیں پڑھتے ہیں، جیسے پریوں کی کہانیاں، مہماتی کہانیاں، اور مزاحیہ لطیفے۔

جیسے جیسے آپ پڑھتے ہیں، آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ لوگ کیسے بات کرتے ہیں، وہ کون سے الفاظ استعمال کرتے ہیں، اور جملے کیسے بنائے جاتے ہیں۔ اس سے آپ کو اپنے خیالات اور گفت وشنید کو بیان کرنے کا طریقہ سیکھنے میں مدد ملتی ہے۔

آسان موازنہ: بہت ساری کہانیاں اور گفتگو پڑھ کر بات کرنا سیکھنا:

تصور کریں کہ آپ بات کرنا اور لکھنا بہتر بنانا چاہتے ہیں۔اس کا ایک بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ بہت سی کہانیاں اور گفتگو پڑھیں۔ جب آپ مختلف کتابیں پڑھتے ہیں، جیسے پریوں کی کہانیاں، مہماتی کہانیاں، یا مزاحیہ لطیفے، تو آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ لوگ کیسے بات کرتے ہیں اور کون سے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

جیسے جیسے آپ مزید پڑھتے ہیں، آپ سیکھتے ہیں کہ جملے کیسے بنائے جاتے ہیں اور اپنے خیالات کو کیسے بیان کیا جاتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے، جیسے دوسروں سے معلومات کو جذب کرنا، جو آپ کو ایک بہتر گفتگو کرنے والا بننے میں مدد دیتا ہے۔

اچھے مثالیں دینے کی اہمیت (معیاری ڈیٹا):

جب آپ کچھ نیا سیکھتے ہیں، تو اچھی مثالیں ہونا بہت فرق ڈالتی ہیں۔ اگر آپ دلچسپ اور اچھی طرح لکھی گئی کہانیاں پڑھیں، تو آپ کو اپنے خیالات کو بہتر طریقے سے بیان کرنا آتا ہے۔لیکن اگر آپ بے ترتیب یا الجھن پیدا کرنے والی چیزیں پڑھیں، تو آپ کے لیے صاف اور واضح انداز میں بات کرنا مشکل ہوسکتا ہے۔

اسی طرح، کمپیوٹر کو بھی بہتر سیکھنے کے لیے معیاری مثالوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اچھی مثالیں اس کو سمجھنے میں مدد دیتی ہیں کہ کس طرح درست جواب دینا ہے۔ جیسے اچھے قصے دوست کو بہتر بات کرنے میں مدد دیتے ہیں، ویسے ہی کمپیوٹرز کو اچھی مثالیں دینا انہیں سمجھنے اور بات چیت کرنے میں بہتر بناتا ہے۔اس لیے، اچھی مثالیں سیکھنے کے لیے بہت ضروری ہیں!

8-معیاری ڈیٹا کی اہمیت:

معیاری ڈیٹا AI کے مؤثر انداز میں کام کرنے کے لیے انتہائی اہم ہے۔ جیسے ایک مزیدار کیک بنانے کے لیے تازہ اور لذیذ اجزاء کی ضرورت ہوتی ہے، ویسے ہی AI کو سمجھنے اور سمجھدار فیصلے کرنے کے لیے معیاری معلومات چاہیے۔ اگر AI خراب یا غیر منصفانہ ڈیٹا سے سیکھے، تو یہ غلطیوں کا سبب بن سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر اسے صرف ایک ہی نقطہ نظر کی کہانیاں پڑھنے کو ملیں، تو یہ مکمل تصویر سے محروم رہ سکتا ہے اور غیر منصفانہ فیصلے کرسکتا ہے۔اس کا نتیجہ تعصب بھرے فیصلوں کی صورت میں نکل سکتا ہے، جس میں ایک گروپ کو دوسرے سے بہتر سمجھا جاتا ہے، چاہے یہ حقیقت نہ ہو۔لہٰذا، معیاری ڈیٹا ہونا ضروری ہے؛ یہ یقینی بناتا ہے کہ AI درست طور پر سیکھے اور سب کے ساتھ منصفانہ برتاؤ کرے۔

اچھی، صاف ستھری معلومات کیوں ضروری ہیں:

AI کو مؤثر طریقے سے کام کرنے کے لیے اچھی، صاف معلومات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسے کھانا پکانے کی طرح سمجھیں۔ اگر آپ تازہ اور لذیذ اجزاء استعمال کریں گے تو آپ کا کھانا مزیدار ہوگا۔لیکن اگر خراب یا باسی اجزاء

استعمال کیے جائیں تو کھانا ذائقے دار نہیں بنے گا۔اسی طرح، AI کو درست انداز میں چیزوں کو سمجھنے اور سمجھدار فیصلے کرنے کے لیے معیاری اور صاف ڈیٹا چاہیے۔

یہاں کچھ آسان مثالیں ہیں کہ کیسے خراب یا غیر منصفانہ ڈیٹا غلطیوں یا تعصب کا باعث بن سکتا ہے:

جاب درخواستیں: اگر کمپیوٹر پروگرام ایسے جاب درخواستوں سے سیکھے جن میں صرف ایک مخصوص پس منظر کے کامیاب لوگ دکھائے گئے ہوں، تو یہ پروگرام یہ سمجھ سکتا ہے کہ صرف وہی لوگ اچھے امیدوار ہیں۔اس سے غیر منصفانہ فیصلے ہو سکتے ہیں، اور مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والے باصلاحیت افراد کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

چہرے کی پہچان: اگر کمپیوٹر پروگرام زیادہ تر ایک قسم کے لوگوں کی تصویروں پر تربیت پائے، تو یہ دوسرے پس منظر کے لوگوں کو اچھی طرح سے پہچان نہیں پائے گا۔اس سے غلطیاں ہو سکتی ہیں، جیسے کسی کو غلط پہچاننا یا بالکل پہچان نہ پانا۔

فلموں کی تجاویز: اگر فلموں کی تجویز دینے والا سسٹم صرف ایک مخصوص گروہ کے لوگوں کے ذوق سے سیکھے، تو یہ ایسی فلمیں تجویز کر سکتا ہے جو دوسروں کے ذوق سے میل نہ کھاتی ہوں۔اس کا مطلب ہے کہ کچھ لوگ شاندار فلموں سے محروم رہ سکتے ہیں، کیونکہ سسٹم ان کی پسند کو نہیں سمجھتا۔

پولیس کی پیشگوئیاں: اگر پولیس کے پروگرام ایسے پرانے ڈیٹا استعمال کریں جو کچھ گروہوں کے ساتھ غیر منصفانہ سلوک کو ظاہر کرتا ہو، تو وہ غلطی سے فرض کر سکتے ہیں کہ وہ گروہ زیادہ جرائم کرتے ہیں۔اس سے مزید غیر منصفانہ پولیسنگ ہو سکتی ہے اور کمیونٹیز کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

9-اے آئی میں تعصب کیا ہے؟

اے آئی میں تعصب (غیر منصفانہ) کی سادہ تعریف:

اے آئی میں تعصب اس وقت ہوتا ہے جب ایک کمپیوٹر سسٹم غیر منصفانہ فیصلے کرتا ہے۔یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے اگر کمپیوٹر کو سکھانے کے لیے استعمال ہونے والی معلومات غیر منصفانہ ہوں یا کسی کو ترجیح دیں۔مثال کے طور پر، اگر ایک اے آئی کو زیادہ تر مردوں کے بارے میں معلومات کے ذریعے تربیت دی گئی ہو، تو یہ خواتین کی بجائے مردوں کا انتخاب زیادہ بار کرے گی، چاہے دونوں برابر اچھے ہوں۔تعصب بھرتی، قرضوں یا قانونی فیصلوں، جیسے معاملات میں مسائل پیدا کر سکتا ہے، جہاں کمپیوٹر ایک گروہ کو دوسرے پر غیر منصفانہ طور پر ترجیح دیتا ہے۔

یہ غیر منصفانہ صورتحال بعض افراد کے لیے مواقع کی محدودیت کا باعث بن سکتی ہے، جو کہ ان کی جنس، نسل، یا پس منظر کی بنیاد پر ہو سکتی ہے۔یہ بہت ضروری ہے کہ اے آئی میں تعصب کی شناخت اور اصلاح کی جائے، تاکہ یہ یقینی بنایا

جا سکے کہ ہر کسی کے ساتھ منصفانہ اور برابر سلوک کیا جائے۔

حقیقی دنیا کی مثال: ایک روبوٹ صرف مخصوص قسم کے کھلونوں کو چن رہا ہے، کیونکہ اسے غیر منصفانہ طور پر سکھایا گیا ہے

تصور کریں کہ ایک روبوٹ مختلف قسم کے کھلونے چننے کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے گڑیا، گاڑیاں، اور بلاک۔ تاہم، اگر اس روبوٹ کی تربیت زیادہ تر گاڑیوں کی مثالوں کے ساتھ کی گئی ہو اور اسے دوسرے کھلونوں کے بارے میں کافی معلومات نہ ملی ہوں، تو یہ غیر منصفانہ طور پر گاڑیوں کو زیادہ چن سکتا ہے۔ حالانکہ گڑیاں اور بلاک بھی اتنے ہی اچھے ہیں، لیکن روبوٹ گاڑیوں کو ترجیح دیتا ہے، کیونکہ اسے غیر منصفانہ یا غیر متوازن طریقے سے تربیت دی گئی ہے۔ یہ تعصب کی ایک مثال ہے، جہاں روبوٹ کے انتخاب منصفانہ نہیں ہیں، کیونکہ اس نے ایسی معلومات سے سیکھا جو تمام کھلونوں کے ساتھ یکساں سلوک نہیں کرتی۔ حقیقی دنیا میں، یہ اس طرح کی اے آئی کے غیر منصفانہ فیصلوں کے مترادف ہے، جیسے کہ مخصوص گروپوں یا نتائج کو اس ڈیٹا کی بنیاد پر ترجیح دینا جس پر اسے تربیت دی گئی ہے۔

10-اے آئی میں ہالوسینیشن (واہمہ) کیا ہے؟

اے آئی کا ہالوسینیشن کی وضاحت:

جب ہم کہتے ہیں کہ اے آئی ''تَوَہُّم'' یا ہالوسینیشن ہو رہی ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ اے آئی بعض اوقات ایسے جوابات دیتا ہے جو درست نہیں ہوتے۔ یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب اے آئی آپ کے سوال کو غلط سمجھتا ہے یا اس کے پاس کافی معلومات نہیں ہوتی۔ مثلاً، اگر آپ اس سے کچھ پوچھیں اور یہ ایسا جواب دے جو درست لگتا ہے، لیکن حقیقت میں غلط ہو، تو یہ ہالوسینیشن ہے۔ یہ اس طرح ہے جیسے کوئی شخص ایک ایسی کہانی سناتا ہے جو سچی نہیں ہوتی، لیکن وہ یقین رکھتا ہے کہ یہ حقیقت ہے۔ یہ ایک مسئلہ بن سکتا ہے، کیونکہ یہ غلط معلومات پھیلانے کا سبب بن سکتا ہے۔

اے آئی میں ہالوسینیشن کنفیوژن اور عدم اعتماد کا باعث بن سکتی ہے۔ لوگ اے آئی پر جوابات کے لیے انحصار کر سکتے ہیں اور غلط معلومات پر یقین کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ضروری ہے کہ اے آئی سے حاصل کردہ معلومات کی جانچ پڑتال کی جائے اور ہر چیز کو بلا سوچے سمجھے نہ قبول کیا جائے

کبھی کبھار اے آئی کس طرح الجھن میں آ جاتا ہے اور ایسی چیزیں کہتا ہے جو درست نہیں ہوتی

کبھی کبھی اے آئی الجھن میں آ جاتا ہے اور ایسی چیزیں کہتا ہے جو درست نہیں ہوتیں کیونکہ یہ مثالوں اور پیٹرن سے سیکھتا ہے۔ اگر آپ کا سوال واضح نہیں ہے یا اے آئی نے کافی مشابہ سوالات نہیں دیکھے ہیں، تو یہ غلط اندازہ لگا سکتا ہے

مثلاً: اگر آپ اس سے کوئی مشکل سوال پوچھیں، تو یہ حقائق کو ملا سکتا ہے یا ایسا جواب بنا سکتا ہے جو اچھا لگتا ہے لیکن حقیقت میں غلط ہے۔ یہ اسی طرح ہے، جیسے کوئی شخص سوال کو غلط سمجھ لے اور ایک بے وقوفانہ جواب دے دے۔ اسی لیے یہ ضروری ہے کہ آپ یہ جائزہ کریں کہ اے آئی کیا کہتا ہے، تاکہ یہ یقینی بن سکے کہ یہ درست ہے۔ ہمیشہ یاد رکھیں، اے آئی مکمل نہیں ہے اور یہ لوگوں کی طرح غلطیاں کر سکتا ہے۔

11-قدم بہ قدم مثالیں کہ اے آئی لوگوں کی مدد کیسے کرتا ہے:

مثال :1اے آئی کا استعمال کر کے آرٹ یا ویڈیوز بنانا:

اے آئی لوگوں کی مدد کرتا ہے کہ وہ آسانی سے آرٹ اور ویڈیوز بنائیں۔ یہاں اے آئی کے ساتھ آرٹ بنانے کے لیے کچھ سادہ مراحل ہیں، مزید تفصیل کے ساتھ:

1-ایک ٹول منتخب کریں: ایک سادہ ایپ یا ویب سائٹ تلاش کریں جو آپ کو اے آئی کے ذریعے آرٹ بنانے میں مدد کرے۔ کچھ مشہور ٹولز میں DALL-E، Artbreeder، یا Midjourney شامل ہیں۔ یہ ٹولز صارف دوست بنائے گئے ہیں، تاکہ ابتدائی افراد بھی انہیں استعمال کر سکیں۔

2-خیالات سوچیں: فیصلہ کریں کہ آپ کیا بنانا چاہتے ہیں۔ ان چیزوں کے بارے میں سوچیں جو آپ کو پسند ہیں، جیسے کہ جانور، مقامات، یا رنگ۔ آپ کسی منظر کا تصور کر سکتے ہیں، جیسے ''ایک جادوئی جنگل'' یا ''ایک آرام دہ گھر''۔ یہ اے آئی کی مدد کرے گا کہ وہ کچھ خاص بنائے۔

3-اپنا خیال لکھیں: اپنے خیال کا ایک مختصر بیان ٹول میں ٹائپ کریں۔ سادہ اور واضح الفاظ استعمال کریں۔ مثال کے طور پر، آپ کہہ سکتے ہیں، "پہاڑوں پر سورج غروب "۔ جتنا خاص آپ ہوں گے، اتنا ہی بہتر اے آئی آپ کی خواہش کو سمجھ سکے گا۔

4-اے آئی کو بننے دیں: "Create" یا "Generate" کے بٹن پر کلک کریں۔ اے آئی آپ کی درخواست کو پروسیس کرنے میں ایک لمحہ لے گا اور پھر آپ کا آرٹ بنائے گا۔ یہ عام طور پر بہت جلدی ہوتا ہے اکثر صرف چند سیکنڈز میں!

5-اپنے آرٹ کو دیکھیں: جب اے آئی مکمل کر لے گا، تو یہ آپ کو وہ تصویر یا ویڈیو دکھائے گا جو اس نے بنائی۔ اس پر اچھی طرح نظر ڈالیں! اگر آپ کو یہ پسند ہے، تو یہ زبردست ہے! اگر یہ بالکل صحیح نہیں ہے، تو فکر نہ کریں آپ اپنا بیان تبدیل کر کے دوبارہ کوشش کر سکتے ہیں۔ آپ مزید تفصیلات شامل کرنا چاہیں گے یا کچھ الفاظ تبدیل کر سکتے ہیں، تاکہ بہترین

نتیجہ حاصل کرسکیں۔

6-محفوظ کریں یا شیئر کریں: جب آپ اپنی تخلیق سے خوش ہوں، تو آپ اسے اپنے کمپیوٹر یا ڈیوائس پر محفوظ کر سکتے ہیں۔ آپ اسے سوشل میڈیا، ای میل کے ذریعے دوستوں اور خاندان کے ساتھ بھی شیئر کر سکتے ہیں، یا حتیٰ کہ پرنٹ بھی کر سکتے ہیں۔ اس طرح، دوسرے لوگ آپ کے منفرد فن پارے کو دیکھ سکیں گے!

اے آئی کا استعمال کرتے ہوئے کسی کے لیے بھی اپنا آرٹ اور ویڈیوز بنانا مزے دار اور آسان ہے۔ یہ تخلیقی صلاحیتوں کی ایک دنیا کو کھولتا ہے جہاں ہر کوئی اپنے آپ کو اظہار کر سکتا ہے، چاہے وہ اپنے آپ کو فنکار نہ بھی سمجھتا ہو!

مثال:2 اے آئی ہوم ورک کرنے یا معلومات جلدی تلاش کرنے میں کیسے مدد کر سکتا ہے:

اے آئی ہوم ورک کرنا اور معلومات تلاش کرنا بہت آسان بنا سکتا ہے۔ یہاں ہوم ورک کے لیے اے آئی استعمال کرنے کے سادہ مراحل ہیں:

1-ایک مددگار منتخب کریں: ایک ٹول یا ایپ منتخب کریں جو ہوم ورک میں مدد کے لیے اے آئی استعمال کرتی ہے۔ کچھ مشہور مثالیں ChatGPT، Khan Academy، یا Google Assistant ہیں۔ یہ ٹولز جلدی سے جوابات اور وضاحتیں فراہم کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں۔

2-اپنا سوال پوچھیں: سوچیں کہ آپ کو کس چیز میں مدد کی ضرورت ہے۔ یہ ریاضی کے مسائل، سائنس کے حقائق، یا تحریری اسائنمنٹس ہو سکتے ہیں۔ اپنا سوال اے آئی ٹول میں واضح طور پر ٹائپ کریں۔ مثال کے طور پر، آپ پوچھ سکتے ہیں، ''فرانس کا دارالحکومت کیا ہے؟'' یا'' کیا آپ مجھے 2 + 2 حل کرنے میں مدد کر سکتے ہیں؟''

3-فوری جوابات حاصل کریں: بھیجنے کے بٹن پر کلک کریں، اور اے آئی جلدی سے آپ کو جواب دے گا۔ یہ عام طور پر صرف چند سیکنڈز میں ہوتا ہے! جواب میں وضاحتیں، مثالیں، یا مزید معلومات کے لنکس بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

4-معلومات کی جانچ کریں: جو کچھ اے آئی نے فراہم کیا ہے اسے پڑھیں۔ اگر یہ آپ کے سوال کا جواب دیتا ہے، تو زبردست! اگر آپ کو مزید تفصیلات کی ضرورت ہے تو آپ پیچھے سوالات پوچھ سکتے ہیں جیسے،'' کیا آپ اسے آسان الفاظ میں بیان کر سکتے ہیں؟'' یا'' کچھ مثالیں کیا ہیں؟''

5-سیکھنے کے لیے استعمال کریں: اے آئی آپ کو موضوعات کو بہتر طریقے سے سمجھنے میں بھی مدد کر سکتی ہے۔ اگر آپ کسی مضمون میں مشکل محسوس کر رہے ہیں تو اے آئی سے پوچھیں کہ یہ ایک مختلف طریقے سے سمجھائے۔ مثال کے طور پر، آپ کہہ سکتے ہیں،'' کیا آپ مجھے پودوں کے فوٹو سنتھیسس (ضیائی تالیف) کا سادہ بیان دے سکتے ہیں؟'' یہ آپ کو معلومات سیکھنے اور یاد رکھنے میں مدد کرتا ہے۔

6- بڑے منصوبے یا خاکے کا خلاصہ کریں: اگر آپ کے پاس پڑھنے کے لیے بہت سی معلومات ہیں، تو آپ اے آئی سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ اسے خلاصہ کرے۔ مثال کے طور پر، آپ ایک طویل مضمون درج کر سکتے ہیں اور کہیں، ''کیا آپ مجھے اہم نکات بتا سکتے ہیں؟'' یہ مطالعہ کو آسان بناتا ہے اور وقت کی بچت کرتا ہے۔

اے آئی کا استعمال ہوم ورک میں مدد کرنے کے لیے سیکھنے کو مزید دلچسپ اور موثر بناتا ہے۔ یہ آپ کو جلدی جوابات حاصل کرنے اور اپنے مضامین کو بہتر طریقے سے سمجھنے کی اجازت دیتا ہے، جس سے مطالعہ کم دباؤ والا ہو جاتا ہے۔

مثال:3 اے آئی کے ٹولز جیسے کہ تقریر کی شناخت کیسے معذور لوگوں کی مدد کرتے ہیں:

اے آئی کے ٹولز جیسے کہ تقریر کی شناخت معذور لوگوں کی زندگی کے معیار کو نمایاں طور پر بہتر بنا سکتے ہیں۔ یہاں یہ ٹولز کیسے کام کرتے ہیں اور یہ کیسے مدد کر سکتے ہیں:

1- ایک ٹول منتخب کریں: سب سے پہلے، ایک تقریر کی شناخت کا ٹول منتخب کریں، جیسے کہ Google Voice، Siri، یا Dragon NaturallySpeaking۔ یہ ٹولز آپ کی آواز سننے اور آپ کی کہی ہوئی باتوں کو تحریری متن (text) میں تبدیل کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں۔

2- صاف بولیں: ٹول کا استعمال کرتے وقت، واضح اور مستقل رفتار سے بولنا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر، آپ کہہ سکتے ہیں، ''ماں کو پیغام بھیجیں کہ میں جلد گھر آؤں گا۔'' یہ ٹول عام زبان کو سمجھنے کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے۔

3- متن (text) دیکھیں: تقریر کی شناخت کا ٹول جلدی سے آپ کی کہی ہوئی باتوں کو اسکرین پر متن (text) میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اس سے صارفین بغیر ٹائپ کیے اپنے پیغام کو دیکھ سکتے ہیں، جس سے بات چیت تیز اور آسان ہو جاتی ہے۔

4- غلطیاں درست کریں: بعض اوقات، ٹول آپ کی بات کو غلط سمجھ سکتا ہے اور غلطیاں کر سکتا ہے۔ صارفین آسانی سے متن (text) کا جائزہ لے سکتے ہیں اور کسی بھی غلطی کو درست کر سکتے ہیں۔ اگر یہ ''ماں'' کے بجائے ''باپ'' لکھتا ہے، تو آپ بس اس لفظ پر کلک کر کے اسے تبدیل کر سکتے ہیں۔

5- بہت سے کاموں کے لیے استعمال کریں: تقریر کی شناخت مختلف سرگرمیوں کے لیے استعمال کی جا سکتی ہے۔ نقل و حرکت کی مشکلات والے لوگ صرف بول کر پیغامات بھیج سکتے ہیں، فون کال کر سکتے ہیں، یا اسمارٹ ہوم ڈیوائسز کنٹرول کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، آپ کہہ سکتے ہیں، ''لائٹس آن کرو،'' اور اے آئی اس حکم کو پورا کرے گا۔

6- بات چیت میں مدد کریں: ان افراد کے لیے جنہیں ٹائپ کرنے یا ہاتھ استعمال کرنے میں مشکل ہوتی ہے، تقریر کی شناخت مؤثر طریقے سے بات چیت کرنے کا ایک طریقہ فراہم کرتی ہے۔ یہ ٹیکنالوجی انہیں اپنے خیالات اور

ضروریات کو زیادہ آسانی سے بیان کرنے کی اجازت دیتی ہے، جس سے وہ دوستوں اور خاندان سے جڑے رہتے ہیں۔

7-تعلیمی مدد: تقریر کی شناخت معذور طلباء کو ان کی تعلیم میں بھی مدد کر سکتی ہے۔ وہ اسے نوٹس لینے، اسائنمنٹس مکمل کرنے، یا کلاس کی بحثوں میں شرکت کے لیے استعمال کر سکتے ہیں، جس سے وہ اپنی تعلیم میں مزید مشغول ہو سکتے ہیں۔

8-زیادہ خودمختاری: تقریر کی شناخت کا استعمال کرتے ہوئے، معذور لوگ اپنی روزمرہ کی زندگیوں پر زیادہ قابُو حاصل کرتے ہیں۔ یہ ٹیکنالوجی انہیں خودمختاری کے ساتھ کام کرنے کے قابل بناتی ہے، دوسروں کی مدد کی ضرورت کو کم کرتی ہے۔

اے آئی کے ٹولز جیسے کہ تقریر کی شناخت معذور لوگوں کے بات چیت اور دنیا کے ساتھ تعامل کے طریقے کو تبدیل کرتے ہیں۔ یہ روزمرہ کے کاموں کو آسان بناتا ہے، دوسروں کے ساتھ جڑنے کی ان کی صلاحیت کو بڑھاتا ہے، اور ان کی خودمختاری کی حمایت کرتا ہے۔

12-اے آئی میں استدلال (Reasoning) کا استعمال:

استدلال کی وضاحت: منطقی سوچ یا مسئلہ حل کرنے کا عمل:

استدلال اس بات کا طریقہ ہے کہ ہم اپنی سوچ کی مہارتوں کا استعمال کر کے چیزوں کو سمجھیں اور مسائل حل کریں۔ اس میں معلومات کا جائزہ لینا، ان کا مفہوم نکالنا، اور اگلے اقدام کا فیصلہ کرنا شامل ہوتا ہے۔ جس طرح ہم اپنے انتخاب کے بارے میں سوچتے ہیں، اسی طرح اے آئی کو بھی ایسے مراحل میں ڈیزائن کیا جا سکتا ہے جو اسے فیصلے کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر، جب اے آئی کسی سوال کا سامنا کرتا ہے تو یہ اپنے پاس موجود ڈیٹا کو دیکھتا ہے، پیٹرن تلاش کرتا ہے، اور اس معلومات کی بنیاد پر بہترین جواب کا فیصلہ کرتا ہے۔ ہماری روزمرہ کی زندگی میں، استدلال ہمیں مختلف چیلنجز حل کرنے میں مدد کرتا ہے، جیسے اسکول جانے کا تیز ترین راستہ منتخب کرنا یا یہ فیصلہ کرنا کہ کون سا ناشتہ خریدنا ہے اس بنیاد پر کہ ہمیں کیا پسند ہے اور ہمارے پاس کتنا پیسہ ہے۔ اے آئی بھی اسی طرح کے کاموں میں مدد دے سکتا ہے، جیسے کہ صحت کی دیکھ بھال میں، جہاں یہ مریض کی معلومات دیکھ کر یہ تجویز کر سکتا ہے کہ کیا غلط ہے۔

ہو سکتا ہے یا کون سا طریقہ استعمال کرنا چاہئے:

اس کے علاوہ، اے آئی میں استدلال کا مطلب یہ بھی ہے کہ یہ ماضی میں ہونے والے واقعات سے سیکھ سکتا ہے، جس سے یہ وقت کے ساتھ مسائل حل کرنے میں بہتر ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر، ایک اے آئی پروگرام جو تجاویز دیتا ہے وہ ماضی میں لوگوں کی پسند سے سیکھ سکتا ہے اور مستقبل کے لئے اپنی سفارشات کو بہتر بنا سکتا ہے۔ اس طرح، اے آئی جتنا

زیادہ سیکھتا ہے اتنا ہی زیادہ مفید اور ذہین بن جاتا ہے۔

مجموعی طور پر، استدلال لوگوں اور اے آئی دونوں کے لئے اہم ہے۔ ایسے طریقوں سے سوچ کر جو ہماری سوچ سے ملتے جلتے ہیں، اے آئی ہمیں پیچیدہ معلومات کا جائزہ لینے اور ذہین حل تلاش کرنے میں مدد فراہم کرسکتا ہے، جس سے ہمیں روزمرہ کے مسائل کا سامنا کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

اے آئی ریاضی کے مسائل یا شطرنج کی چالوں میں مدد کرنے کی مثالیں:

اے آئی ریاضی کے مسائل حل کرنے میں بہت مددگار ثابت ہوسکتا ہے۔ مثال کے طور پر، ایسے ٹولز موجود ہیں جو کسی ریاضی کے سوال، جیسے کہ دائرے کا رقبہ معلوم کرنا، کو لے سکتے ہیں اور آپ کو جواب فراہم کرتے ہیں ساتھ ہی یہ بھی بتاتے ہیں کہ آپ اس جواب تک کیسے پہنچے۔ یہ طلباء کے لئے مستقبل میں ملتے جلتے مسائل حل کرنے میں مددگار ہوتا ہے۔ اضافی طور پر، ریاضی کی ایپس ہوم ورک میں مدد کرسکتی ہیں، جو جوابات کی جانچ کرتی ہیں اور مختلف قسم کے ریاضی کے مسائل کے لئے حل کے طریقے تجویز کرتی ہیں، جس سے سیکھنا مزید دلچسپ ہوجاتا ہے۔

شطرنج میں، اے آئی نے کھیلنے اور سیکھنے کے طریقے میں تبدیلی پیدا کی ہے۔ پروگرام بہت ساری ممکنہ چالوں کا جائزہ لے سکتے ہیں اور کسی بھی انسانی کھلاڑی سے کہیں زیادہ تیزی سے بہترین چالیں تلاش کرسکتے ہیں۔ وہ لوگوں کے خلاف کھیل بھی سکتے ہیں، تاکہ انہیں اپنی مہارتوں کو بہتر بنانے میں مدد ملے۔ مثال کے طور پر، اگر کوئی اپنے اگلے شطرنج کی چال کے بارے میں غیر یقینی ہے تو وہ اے آئی کا استعمال کرکے پچھلی کھیلوں کی بنیاد پر تجاویز حاصل کرسکتے ہیں۔ یہ نہ صرف کھلاڑیوں کو بہتر بناتا ہے، بلکہ ابتدائی افراد کے لئے شطرنج سیکھنا بھی آسان بنادیتا ہے جو کھیلنا چاہتے ہیں۔

اے آئی کیسے سفر کے لئے بہترین راستہ کی منصوبہ بندی میں مدد کرسکتا ہے:

اے آئی سفر کی منصوبہ بندی کو بہت آسان بنا سکتا ہے، آپ کو اپنے منزل تک پہنچنے کا بہترین طریقہ تلاش کرنے میں مدد کرتا ہے۔ جب آپ ایک نقشہ ایپ میں اپنے آغاز کا مقام اور جانے کی جگہ درج کرتے ہیں، تو اے آئی تیزی سے مختلف راستوں، ٹریفک، اور کسی بھی تاخیر کو چیک کرتا ہے۔ یہ سب سے تیز اور آسان راستہ تلاش کرتا ہے، جس سے آپ کو ٹریفک جام اور سڑک کے کام سے بچنے میں مدد ملتی ہے تاکہ آپ جلدی پہنچ سکیں۔

اے آئی راستے میں مددگار رکنے کی جگہوں کی بھی تجویز کرسکتا ہے، جیسے کہ پیٹرول پمپ یا کھانے پینے کی جگہیں، جو آپ کی پسند پر مبنی ہوتی ہیں۔ بعض ایپس آپ کو یہ بھی منتخب کرنے دیتی ہیں کہ آیا آپ کو سب سے تیز راستہ چاہیے یا ایک خوبصورت، منظر دار ڈرائیو۔ اے آئی کا استعمال کرکے، آپ کا سفر زیادہ ہموار اور خوشگوار ہوسکتا ہے، جس سے آپ کے منزل

تک پہنچنا آسان ہوجاتا ہے۔

13-اے آئی پر اعتماد:

ہم اس بات کو کیسے یقینی بنا سکتے ہیں کہ اے آئی ماڈل کے نتائج یا اعمال پر اعتماد کیا جائے؟

اے آئی ماڈل کے نتائج یا اعمال پر اعتماد قائم کرنے کے لیے، ہم چند اہم اقدامات پر توجہ مرکوز کر سکتے ہیں:

☆ **شفافیت:** یہ سمجھنا ضروری ہے کہ ماڈل فیصلے کیسے کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ استعمال شدہ ڈیٹا پر نظر ڈالنا اور جاننا کہ یہ معلومات کو کس طرح پروسیس کرتا ہے۔ اگر ہم جانتے ہیں کہ اس کی ''سوچ'' کہاں سے آتی ہے، تو ہم اس کے نتائج پر زیادہ اعتماد کرنے کے امکانات رکھتے ہیں۔

☆ **جانچ:** کسی بھی ٹول کی طرح، اے آئی ماڈلز کو استعمال میں لانے سے پہلے سختی سے جانچا جاتا ہے۔ مختلف حالات میں جانچ کرنے سے یہ تصدیق کرنے میں مدد ملتی ہے کہ اے آئی درست اور مستقل طور پر کام کرے گا، حتیٰ کہ غیر متوقع حالات میں بھی۔

☆ **تعصب کا پتہ لگانا:** چونکہ اے آئی ڈیٹا سے سیکھتا ہے، اگر ڈیٹا میں تعصب موجود ہوں تو ماڈل بھی انہیں اپنا سکتا ہے۔ ہم کسی بھی تعصب کی شناخت اور اصلاح کر کے انصاف کو یقینی بنا سکتے ہیں، جس سے زیادہ قابل اعتبار نتائج حاصل ہوتے ہیں۔

☆ **مسلسل نگرانی:** ماڈل کو نافذ کرنے کے بعد بھی، اس کی کارکردگی کی نگرانی کرنا یہ یقینی بناتا ہے کہ یہ درست طریقے سے کام کرتا رہے۔ باقاعدہ اپڈیٹس اور چیک یہ یقینی بناتے ہیں کہ ماڈل کسی نئے ڈیٹا سے سیکھ رہا ہے، جس سے یہ وقت کے ساتھ قابل اعتماد رہتا ہے۔

☆ **وضاحت:** یہ جاننے کے لیے کہ ماڈل نے کسی مخصوص فیصلے کی وضاحت کیوں کی، ہمارے اعتماد میں اضافہ ہوتا ہے۔ جب ہم اس عمل کے پیچھے ''کیوں'' کو سمجھتے ہیں تو یہ یقین محسوس کرنا آسان ہوتا ہے کہ یہ درست فیصلہ ہے۔

یہ اقدامات اے آئی ماڈل کی کارروائیوں کو زیادہ پیشگوئی کرنے کے قابل اور قابل اعتماد بناتے ہیں، جس سے اس کے پیدا کردہ نتائج پر اعتماد کرنا آسان ہوجاتا ہے۔

14-ChatGPT-04 میں بہتری اور مسائل کو سمجھنے میں قابلیت:

ChatGPT-04 پچھلے ورژنز کی نسبت مسائل کو بہتر سمجھنے اور حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ایک بڑی بہتری یہ ہے کہ یہ آپ کی پچھلی گفتگو کو یاد رکھ سکتا ہے۔ اس سے یہ ہوتا ہے کہ یہ آپ کے سوالات کو بہتر انداز میں سمجھ کر جواب دیتا ہے۔ مثلاً، اگر آپ کسی ریاضی کے مسئلے کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور بعد میں دوبارہ اس کا ذکر کرتے ہیں، تو

04-ChatGPT ان تفصیلات کو یاد رکھ کر آپ کو بہتر جواب دے سکتا ہے۔

ایک اور بہتری اس کی مسئلے کو سوچنے کے انداز میں ہے۔ 04-ChatGPT سوالات کو مرحلہ وار طریقے سے حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، جیسے کہ ایک انسان کرتا ہے۔ اس سے یہ مشکل سوالات کو آسانی سے سمجھ کر واضح جوابات دے سکتا ہے۔ چاہے یہ کسی مشکل ہوم ورک سوال میں مدد فراہم کرنا ہو یا روزمرہ کے مسائل پر مشورہ دینا، یہ بہتریاں 04-ChatGPT کو مختلف مسائل کو سمجھنے اور حل کرنے میں ایک زیادہ قابل اعتماد ٹول بناتی ہیں۔

مجموعی طور پر، یہ اپگریڈز لوگوں کے لئے مدد حاصل کرنا آسان بناتی ہیں۔ یہ بہتر جوابات فراہم کر سکتا ہے، جس سے بات چیت کو مزید ہموار اور آسان بنا دیتا ہے۔ اس طرح، 04-ChatGPT کے ساتھ بات کرنا ایک ایسے دوست کے ساتھ بات کرنے کی طرح محسوس ہوتا ہے جو آپ کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔

مثال: 04-ChatGPT کا ہدایات کی پیروی اور پہیلیاں حل کرنے میں بہتر ہونا:

04-ChatGPT پچھلے ورژنز کی نسبت ہدایات کی پیروی میں کافی بہتر ہے۔ مثلاً، اگر آپ اسے کسی مرحلہ وار کام، جیسے کہ کیک بنانا، کی ہدایت دیتے ہیں تو یہ ہر مرحلے کو واضح طور پر سمجھتا اور یاد رکھتا ہے۔ اگر آپ کہتے ہیں، "پہلے آٹا اور چینی کو مکس کریں"، تو یہ اگلے مرحلے میں آپ کے کہنے پر پچھلی ہدایت نہیں بھولے گا۔ اس سے یہ صحیح ترتیب میں درست جوابات فراہم کرنے میں مددگار رہتا ہے، جس سے آپ کے لیے کام کی پیروی کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

جب بات پہیلیاں حل کرنے کی ہو تو، 04-ChatGPT اشاروں کو سوچ سمجھ کر دیکھتا ہے اور درست جواب تلاش کر لیتا ہے۔ مثلاً، اگر آپ اسے کوئی پہیلی یا منطق پر مبنی سوال دیں تو یہ مسئلے کو چھوٹے حصوں میں تقسیم کر کے حل کو زیادہ درست طریقے سے تلاش کر سکتا ہے۔ اس کی معلومات کا تجزیہ کرنے کی صلاحیت اسے بہتر اشارے اور وضاحتیں فراہم کرنے میں مدد دیتی ہے، جس سے پہیلیاں حل کرنا مزیدار اور دلچسپ بن جاتا ہے۔

15- اے آئی کا معاشرے پر اثر:

کیسے اے آئی مختلف شعبوں میں مدد کر رہی ہے (جیسے ڈاکٹروں، اساتذہ)

اے آئی آج کل مختلف شعبوں میں اہم فرق پیدا کر رہی ہے اور لوگوں کو بہتر اور تیز کام کرنے میں مدد دے رہی ہے۔ ڈاکٹروں کے لیے، اے آئی میڈیکل تصویریں، جیسے ایکس رے اور ایم آر آئی، کو تیزی سے دیکھ سکتی ہے۔ اس سے ڈاکٹروں کو صحت کے مسائل جلدی پتہ چلانے میں مدد ملتی ہے، جس سے مریضوں کی بہتر دیکھ بھال ممکن ہو جاتی ہے۔ اے آئی ڈاکٹروں کو مریضوں کی معلومات میں موجود پیٹرن کو دیکھ کر بیماریوں کی تشخیص میں بھی مدد دیتی ہے، جو ممکن ہے کہ وہ نہ دیکھ

پائیں۔ ان ٹولز کے ذریعے، ڈاکٹر اپنے مریضوں کی دیکھ بھال میں زیادہ وقت لگا سکتے ہیں، جبکہ اے آئی مشکل کام انجام دیتی ہے۔

اسکولوں میں، اے آئی اساتذہ کی مدد کر رہی ہے اور طلبا کے لیے خاص سیکھنے کے تجربے فراہم کر رہی ہے۔ مثال کے طور پر، اے آئی کسی طالب علم کی خوبیوں اور کمزوریوں کو دیکھ کر اس کے مطابق اسباق یا مشقیں تجویز کرتی ہے، تاکہ وہ اپنی رفتار سے سیکھ سکے۔ اے آئی ہوم ورک چیک کرنے جیسے کاموں میں بھی اساتذہ کی مدد کرتی ہے، جس سے انہیں اپنے طلبا کے ساتھ بہتر رابطہ قائم کرنے کا وقت ملتا ہے۔

اے آئی کی وجہ سے بعض ملازمتیں کیسے تبدیل یا ختم ہو رہی ہیں: آسان وضاحت:

اے آئی مختلف طریقوں سے کام کی دنیا کو تبدیل کر رہی ہے، جس کا مطلب ہے کہ کچھ ملازمتیں تبدیل ہو رہی ہیں یا ختم ہو رہی ہیں۔ مثال کے طور پر، اب مشینیں فیکٹریوں میں سامان کو ترتیب دینے یا آن لائن گاہکوں کے سوالات کے جوابات دینے جیسے کام کر سکتی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کاموں کے لیے کم لوگوں کی ضرورت ہے کیونکہ اے آئی یہ کام زیادہ تیزی اور درستگی سے کر سکتی ہے۔

کچھ جگہوں پر، کیشیئر جیسی ملازمتوں پر بھی اثر پڑ رہا ہے۔ بہت سے اسٹورز اب سیلف چیک آؤٹ مشینیں استعمال کرتے ہیں، جن کے ذریعے گاہک اپنے سامان کو اسکین کر کے بغیر کیشیئر کی مدد کے ادائیگی کر سکتے ہیں۔ یہ خریداری کو تیز تر بنا سکتا ہے، لیکن اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ کیشیئر کی ملازمتوں میں کمی ہو رہی ہے۔

سیدھے سادھے کام، جیسے ڈیٹا کا اندراج یا بار بار ایک ہی کام کرنا، بھی خطرے میں ہیں۔ اے آئی ان کاموں کو بہتر طور پر سنبھال سکتی ہے، جس سے ان شعبوں میں کم ملازمت کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔ اگرچہ اے آئی ٹیکنالوجی اور دوسرے شعبوں میں نئی ملازمتیں پیدا کرتی ہے، لیکن جن لوگوں کی ملازمتیں تبدیل یا ختم ہو رہی ہیں، ان کے لیے نئے کام تلاش کرنا مشکل ہو سکتا ہے۔

نئی ملازمتیں جو اے آئی نے تخلیق کی ہیں:

1- اے آئی ٹرینر: ایسے لوگ جو اے آئی کو مختلف کام بہتر طریقے سے کرنا سکھاتے ہیں۔

2- پرومپٹ انجینئر: پرومپٹ انجینئر وہ ماہر ہوتے ہیں جو اے آئی ماڈلز، جیسے کہ بڑے لینگویج ماڈلز، کے ساتھ مؤثر رابطے کے لیے بہترین پرومپٹ تیار کرتے ہیں، تاکہ مطلوبہ جوابات یا معلومات حاصل کی جا سکیں۔

3- اے آئی ایتھکس کنسلٹنٹ (مصنوعی ذہانت کے اخلاقیات کے مشیر): وہ ماہرین جو اس بات کو یقینی بناتے

ہیں کہ اے آئی کا استعمال منصفانہ اور ذمہ داری سے ہو۔

4-روبوٹ مینٹیننس اسپیشلسٹ: ایسے تکنیکی ماہرین جو روبوٹ کو ٹھیک کرتے اور ان کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔

5-اے آئی مواد تخلیق کار: ایسے افراد جو اے آئی سے تیار کردہ مواد کو بہتر اور درست بناتے ہیں۔

6-ہیلتھ کیئر اے آئی اسپیشلسٹ: وہ افراد جو اسپتالوں اور کلینکس میں اے آئی ٹولز کے استعمال میں مدد دیتے ہیں۔

7-اے آئی پالیسی میکر: وہ لوگ جو اے آئی کے استعمال کے لیے قوانین اور اصول بناتے ہیں۔

8-اے آئی انٹرپریٹر: ایسے افراد جو اے آئی ٹولز کی مدد سے زبانوں کا ترجمہ کرتے ہیں۔

9-اسمارٹ ہوم ڈیزائنر: ایسے ڈیزائنرز جو اے آئی ڈیوائسز کے ساتھ جدید گھروں کی تخلیق کرتے ہیں۔

10-اے آئی مارکیٹنگ اسپیشلسٹ: وہ ماہرین جو اشتہارات کو بہتر بنانے اور گاہکوں تک پہنچنے کے لیے اے آئی کا استعمال کرتے ہیں۔

11-خودکار گاڑی آپریٹر: ایسے کارکنان جو خودکار گاڑیوں کی نگرانی اور انتظام کرتے ہیں۔

12-اے آئی ریسرچر: سائنسدان جو اے آئی ٹیکنالوجی کو بہتر بنانے کے نئے طریقے تلاش اور مطالعہ کرتے ہیں۔

یہ نئی ملازمتیں بتاتی ہیں کہ اے آئی نے کام کی دنیا میں نئے مواقع اور چیلنجز پیدا کیے ہیں، جس سے مختلف شعبوں میں ترقی اور جدت آئی ہے۔

16-آٹومیشن (خودکار سازی) اور اے آئی ایجنٹس (فاعِل):

اے آئی ایجنٹس کیا ہیں؟

اے آئی ایجنٹ ایک ڈیجیٹل اسسٹنٹ کی طرح ہوتا ہے جو خود سے کام انجام دے سکتا ہے یا مسائل حل کر سکتا ہے ۔ یہ مصنوعی ذہانت کا استعمال کرتے ہوئے ہدایات کو سمجھتا ہے، فیصلے کرتا ہے، اور جو معلومات اس کے پاس ہوتی ہیں، ان کی بنیاد پر اقدامات کرتا ہے۔

اے آئی ایجنٹس کی مثالیں:

☆ **فیکٹریوں میں روبوٹ:** یہ مشینیں گاڑیاں یا الیکٹرانکس جیسی چیزوں کو جوڑنے میں مدد دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر، ایک روبوٹ کو فیکٹری میں گاڑی کے پرزے لگانے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس سے کام تیز اور زیادہ درست ہوتا ہے، کیونکہ روبوٹس انسانوں کی طرح تھکتے نہیں اور نہ ہی غلطیاں کرتے ہیں۔

☆ **ایچ آر (HR)اے آئی ایجنٹ:** یہ ایک ڈیجیٹل اسسٹنٹ ہے جو ہیومن ریسورسز(Human resource)کے مختلف کاموں میں مدد دیتا ہے۔مثال کے طور پر، یہ ملازمت کے درخواستوں کوخودکار طریقے سے اسکرین (ایک قسم کی چھلنی) کرنے کے عمل کوآسان بنا سکتا ہے۔

آٹومیشن کیسے کام کو بدلتی ہے:

☆ **نوکریوں میں کمی:** آٹومیشن کے ساتھ یہ خدشہ ہوتا ہے کہ یہ کچھ نوکریوں کوختم کرسکتی ہے کیونکہ روبوٹ اور کمپیوٹر وہ کام کرسکتے ہیں جو پہلے انسان کرتے تھے۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ نئی قسم کی نوکریاں بھی پیدا ہوتی ہیں، جیسے کہ ان ٹیکنالوجیز کومنظّم اور برقرار رکھنے کے لیے ماہرین کی ضرورت ہوتی ہے۔

☆ **کام کو تیز بنانا:** آٹومیشن کام کو تیز اور آسان بنا سکتی ہے۔مثال کے طور پر، اسپتالوں میں کمپیوٹر مریضوں کی فائلیں ترتیب دینے میں مدد کرتے ہیں، جس سے ڈاکٹروں کے پاس مریضوں کی دیکھ بھال کے لیے زیادہ وقت ہوتا ہے اور انہیں پیپرورک (کاغذی کاروائی) میں کم وقت لگانا پڑتا ہے۔

17-اے آئی کے خطرات:

وائس کلوننگ: وائس کلوننگ وہ تکنیک ہے جس میں اے آئی کسی شخص کی آواز کی نقل تیار کرتی ہے، جس سے وہ اصل شخص جیسی لگتی ہے۔اگرچہ یہ آڈیوبکس (سمعی کتابیں) بنانے جیسے کاموں میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے، لیکن یہ خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔مثال کے طور پر، کوئی شخص کلون شدہ آواز کا استعمال کر کے کسی دوسرے شخص کی جگہ لے کر فون پر بات کرسکتا ہے، جس سے وہ لوگوں کو دھوکہ دے کر پیسے یا ذاتی معلومات حاصل کرسکتا ہے۔

ڈیپ فیک: ڈیپ فیک جھوٹے ویڈیوز یا آڈیوز ہوتے ہیں جو حقیقی لگتے ہیں۔اے آئی ان کو بنا سکتی ہے، جس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کسی نے کچھ کہا یا کیا جو حقیقت میں نہیں ہوا۔مثال کے طور پر، ایک ویڈیو میں کسی مشہور رہنما کو کچھ نقصان دہ بات کہتے دکھایا جا سکتا ہے ، جبکہ وہ ویڈیو جھوٹی ہے ۔ اس سے غلط معلومات پھیل سکتی ہیں اور کنفیوژن (الجھن/ پیچیدگی) پیدا ہوسکتا ہے۔

خودکار ہتھیار: خودکار ہتھیار وہ مشینیں ہیں جو بغیر انسانی کنٹرول کے کام کرسکتی ہیں، جیسے ڈرون یا جنگوں میں استعمال ہونے والے روبوٹ۔خدشہ ہے کہ اگر اے آئی کو ہتھیاروں میں استعمال کیا گیا تو یہ انسانی زندگی کی اہمیت کو سمجھے بغیر فیصلے کرسکتی ہے، جس سے انسانوں کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوسکتا ہے۔

حکومتی خدشات: حکومتیں اے آئی کے غلط استعمال پر غور کر رہی ہیں۔ بہت سی حکومتیں قوانین بنا رہی ہیں تا کہ اے آئی کو محفوظ طریقے سے استعمال کیا جا سکے۔مثال کے طور پر، حکومتیں نقصان دہ ڈیپ فیک پر پابندی لگا سکتی ہیں یا

ہتھیاروں کے نظام میں اے آئی کے استعمال کو محدود کر سکتی ہیں، تا کہ خطرناک نتائج سے بچا جا سکے۔

18- اخلاقی خدشات اور ذمہ دار اے آء (ایتھیکل کنسرنز اور ریسپنسیبل اے آئی):

اے آئی کا ذمہ دار استعمال:

اے آئی کا ذمہ دار استعمال اس بات کا خیال رکھتا ہے کہ اسے محفوظ اور منصفانہ طریقوں سے استعمال کیا جائے۔ اے آئی کسی کو نقصان نہیں پہنچانا چاہیے یا لوگوں کی توہین کے لیے استعمال نہیں ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر، اگر اے آئی صحت کی دیکھ بھال میں استعمال ہو رہی ہے، تو اس کا مقصد ڈاکٹروں کی مدد کرنا ہونا چاہیے تا کہ وہ مریضوں کا بہتر علاج کر سکیں، نہ کہ انسانی کرداروں کو، جیسے کہ بیماروں کی دیکھ بھال، کو کمزور کرنا۔

حکومتی قواعد وضوابط:

بہت سی حکومتیں اے آئی کے اچھے استعمال کو یقینی بنانے کے لیے قواعد وضوابط بنا رہی ہیں۔ اس میں یہ یقینی بنانا شامل ہے کہ اے آئی واضح ہو (لوگوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ کیسے کام کرتا ہے) اور ذمہ دار ہو (اے آئی کے تخلیق کاروں کو اپنے اے آئی کے استعمال کے بارے میں جوابدہ ہونا چاہیے)۔ مثال کے طور پر، عوامی خدمات میں استعمال ہونے والے اے آئی نظام، جیسے کہ چاریٹی پروگرام، کو سب کے ساتھ منصفانہ سلوک کرنا چاہیے اور تفریق نہیں کرنی چاہیے۔

اے آئی کے اچھے اور برے استعمال:

☆ **اچھا استعمال:** اے آئی طب جیسے شعبوں میں بہت مددگار ثابت ہو سکتی ہے۔ مثال کے طور پر، اے آئی طبی اعداد و شمار کا فوری اور درست تجزیہ کر کے بیماریوں کی جلد تشخیص میں ڈاکٹروں کی مدد کر سکتی ہے۔

☆ **برا استعمال:** دوسری جانب، اے آئی کو خراب مقاصد کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، بدعنوان لوگ جعلی ویڈیوز بنانے کے لیے ڈیپ فیک کا استعمال کر سکتے ہیں جو لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور جھوٹی معلومات پھیلانے جیسے مسائل پیدا کرتے ہیں۔

19- AI اور AGI (مصنوعی عمومی ذہانت) کے لیے تیاری:

مزید اے آئی کے لیے تیاری:

جیسے جیسے اے آئی عام ہوتا جا رہا ہے، یہ سب کے لیے سیکھنے اور تیاری کرنے کا وقت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی مہارتیں سیکھنا جو اے آئی آسانی سے نہیں کر سکتا، جیسے تخلیقی سوچ یا ٹیموں (جَماعَت) میں اچھا کام کرنا۔ مثال کے طور پر،

اگر چہ اے آئی ڈیٹا کا تجزیہ کرسکتا ہے، لیکن یہ دوسروں کے ساتھ کام کرنے کے لیے درکار تخلیقیت اور خیال رکھنے کی صلاحیت کو نہیں بدل سکتا۔

مستقبل کے لیے مہارتیں:

ایک ایسے دنیا میں کامیاب ہونے کے لیے جہاں اے آئی کی موجودگی بڑھ رہی ہے، لوگوں کو انسانی مہارتوں کو ترقی دینے پر توجہ دینی چاہیے۔ ان میں جذباتی ذہانت (دوسروں کو سمجھنا اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے کام کرنا) اور تخلیقیت (نئے آئیڈیاز سوچنا) شامل ہیں۔ مثال کے طور پر، ایک استاد جو طلباء کو سکھانے کے لیے تخلیقی طریقے استعمال کرتا ہے، وہ جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ بھی ضروری رہے گا۔

AGI (مصنوعی عمومی ذہانت) کو سمجھنا:

☆**AGI (مصنوعی عمومی ذہانت):** AGI مستقبل کی ایک قسم کا اے آئی ہے جو انسانی ذہن کی طرح سوچنے اور سیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ موجودہ اے آئی مخصوص کاموں میں ماہر ہے (جیسے شطرنج کھیلنا یا صارفین کے سوالات کے جواب دینا)، AGI مختلف چیزوں کو انسانی طرح سمجھنے اور سیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ ایک بڑا سوال ہے کہ AGI کس طرح ملازمتوں اور معاشرت پر اثر ڈالے گا، اور کیا ہمیں اس کا سامنا کرنے کے لیے نئے اصول بنانے کی ضرورت ہوگی۔

20-اے آئی میں تازہ ترین تحقیق:

☆ **نیورالنک:** ایلون ماسک کی کمپنی نیورالنک (Neuralink) ایک ایسے برین-کمپیوٹر انٹرفیس (BCI) ڈیوائس پر کام کر رہی ہے جسے دماغ میں نصب کیا جاسکتا ہے۔ اس ڈیوائس کا مقصد طبی علاج میں مدد فراہم کرنا ہے اور مستقبل میں انسانی صلاحیتوں کو بڑھانے میں معاون ثابت ہوسکتا ہے۔

☆**بی سی آئی تحقیق:** دیگر تحقیقاتی ٹیمیں بھی برین-کمپیوٹر انٹرفیسز پر تحقیق کر رہی ہیں، جن کا مقصد مصنوعی اعضاء کو کنٹرول کرنا، نیورولوجیکل مسائل کا علاج کرنا، اور ممکنہ طور پر انسانی دماغی کارکردگی کو بہتر بنانا ہے۔

☆ **جانوروں کی بات چیت:** اے آئی کے استعمال سے سائنسدان جانوروں کی بات چیت کو نئے انداز میں سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مشین لرننگ کی مدد سے، وہ یہ جاننے میں پیش رفت کر رہے ہیں کہ جانور کس طرح آپس میں رابطہ کرتے ہیں۔

☆**اے آئی کی حفاظت:** محققین اے آئی سسٹمز کو محفوظ بنانے کے طریقے تیار کر رہے ہیں اور انہیں انسانی اقدار کے مطابق ڈھالنے پر کام کر رہے ہیں، تاکہ کسی بھی منفی یا ناپسندیدہ اثرات کو روکنے میں مدد مل سکے۔

یہ تحقیق اے آئی کی دنیا میں بڑی پیش رفت کی طرف اشارہ کرتی ہے اور اس کے مستقبل میں وسیع پیمانے پر

استعمالات کے امکانات کو بڑھاتی ہے۔

21- ذمہ دار اے آئی میں رہنماؤں کا کردار:

رہنما کس طرح انصاف، مہربانی، اور اخلاقی استعمال کا درس دے سکتے ہیں:

1- دوسروں کو سکھانا: رہنما لوگوں کی مدد کر سکتے ہیں کہ وہ سمجھیں کہ اے آئی کا اچھے طریقے سے استعمال کیوں اہم ہے۔ وہ یہ وضاحت کر سکتے ہیں کہ انصاف کرنا اور یہ سوچنا کہ اے آئی دوسروں پر کیسے اثر انداز ہوتا ہے، بہت ضروری ہے۔

2- حوصلہ افزائی کرنے والا ماحول بنانا: رہنماؤں کو ایسا ماحول پیدا کرنا چاہیے جہاں ہر کوئی اپنی آراء کو اے آئی کے بارے میں پیش کرنے کے لیے محفوظ محسوس کرے۔ مختلف خیالات کو سننا سب کو بہتر فیصلے کرنے میں مدد دیتا ہے۔

3- منصفانہ قواعد بنانا: رہنما یہ قواعد بنانے میں مدد کر سکتے ہیں کہ اے آئی کو محفوظ اور منصفانہ طریقے سے استعمال کیا جائے۔ یہ مسائل کو حل کرنے اور ٹیکنالوجی کے اچھے استعمال کی حوصلہ افزائی کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

AI کو ایسے طریقوں سے استعمال کرنے کے لئے لوگوں کی رہنمائی کے مثالیں جو دوسروں کی مدد کریں بغیر نقصان پہنچائے۔

رہنما ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں تا کہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ AI ایسے طریقوں سے استعمال ہوتا ہے جو سب کی مدد کریں اور لوگوں کی حفاظت کریں۔ مثال کے طور پر، ایک ہسپتال میں رہنما ڈاکٹروں اور عملے کو متحرک کرتے ہیں کہ وہ AI ٹولز کا استعمال کریں تا کہ یہ معلوم ہو سکے کہ مریضوں کو کیا مسئلہ ہے۔ وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ مریضوں کی نجی معلومات کو محفوظ رکھنے کے لئے سب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اس طرح، AI ڈاکٹروں کو اپنے کام کو بہتر طریقے سے انجام دینے میں مدد دیتا ہے بغیر کسی کی ذاتی زندگی کو نقصان پہنچائے۔

ایک اور مثال ایک کمپنی کے رہنما کی ہے جو کسٹمر سروس کے لئے AI کا استعمال کرتا ہے۔ وہ اپنے کارکنوں کو یہ سکھاتے ہیں کہ کس طرح AI چیٹ بوٹس کا استعمال کر کے گاہکوں کے سوالات کا جلدی جواب دیا جا سکے۔ تاہم، وہ اپنے ملازمین کو یہ بھی بتاتے ہیں کہ جب کسی گاہک کو مزید مدد کی ضرورت ہو تو ان کو آنا چاہئے۔ اس طرح، AI کام کو آسان بناتا ہے لیکن پھر بھی گاہکوں کو اہم محسوس کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

اسکولوں میں، رہنما AI کے استعمال کی حوصلہ افزائی کر سکتے ہیں تا کہ طلبہ اپنی بہترین طریقے سے سیکھ سکیں۔ وہ AI سسٹمز کا استعمال کر سکتے ہیں جو ہر طالب علم کے سیکھنے کے طریقے کے مطابق اسباق کو تبدیل کرتے ہیں، جس سے سب کے لئے سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ یہ رہنما اس بات کو یقینی بنانے کے لئے اساتذہ کو بھی شامل کریں کہ وہ طلبہ کی مدد کرتے ہیں کہ AI کو سیکھنے کے ایک ٹول کے طور پر استعمال کریں، جبکہ انہیں دلچسپی اور حمایت بھی فراہم کریں۔

آخر میں، ٹیکنالوجی کمپنیوں کے رہنماوں کو AI کے استعمال کے بارے میں شفاف ہونا چاہئے۔ وہ اپنے کارکنوں اور عوام کو AI کے اچھے اور برے پہلوؤں کے بارے میں سکھانے کے لئے ملاقاتیں منعقد کر سکتے ہیں۔ ایماندارانہ گفتگو کر کے، وہ لوگوں کو AI ٹولز پر اعتماد کرنے میں مدد دیتے ہیں، اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ ہر کوئی جانتا ہے کہ AI کیسے کام کرتا ہے اور اسے معاشرے کے فائدے کے لئے محفوظ طریقے سے کیسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

حوصلہ افزائی ذمہ دارانہ رویہ:

رہنما اس بات کو یقینی بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں کہ AI کا استعمال منصفانہ اور اخلاقی طریقے سے ہو۔ وہ یہ رہنمائی کرتے ہیں کہ AI کو کیسے تیار کیا جائے اور اسے معاشرے کے فائدے کے لئے کیسے استعمال کیا جائے۔

☆ **حقیقی معیارات قائم کرنا:** رہنماؤں کو واضح اصول وضع کرنے چاہئیں تا کہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ AI منصفانہ اور محفوظ ہو۔ مثال کے طور پر، ایک کمپنی میں، رہنما یہ یقینی بنا سکتے ہیں کہ بھرتی کے لئے استعمال ہونے والا AI سب کے لئے منصفانہ ہو، بغیر کسی تعصب کے۔

☆ **شفافیت کو فروغ دینا:** رہنماؤں کو یہ یقینی بنانا چاہئے کہ لوگ سمجھیں کہ AI کیسے کام کرتا ہے اور فیصلے کیسے کرتا ہے۔ مثال کے طور پر، اگر ایک بینک AI کا استعمال کرتا ہے یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ کس کو قرض ملے گا، تو گاہکوں کو یہ جاننا چاہئے کہ فیصلے کیسے کیے جاتے ہیں۔

☆ **تربیت اور علم کا پھیلاؤ:** رہنماؤں کو اپنے ملازمین کو یہ سکھانا چاہئے کہ AI کا ذمہ دارانہ استعمال کیسے کیا جائے، بشمول خطرات کے۔ اس سے غلط استعمال کو روکنے میں مدد ملتی ہے، جیسے AI کے ذریعے بنائی گئی مواد کے ذریعے غلط معلومات پھیلانا۔

دوسروں کا احترام:

رہنماؤں کو AI کے استعمال میں احترام کو فروغ دینا چاہئے، یہ یقینی بناتے ہوئے کہ یہ لوگوں کو نقصان نہ پہنچائے یا ان کی ذاتی زندگی کو متاثر نہ کرے۔

☆ **نقصان سے بچنا:** رہنماؤں کو یہ یقینی بنانا چاہئے کہ AI کسی بھی گروپ کے خلاف غیر منصفانہ طور پر سلوک نہ کرے یا نشانہ نہ بنائے۔ مثال کے طور پر، حکومتوں کے ذریعہ استعمال ہونے والا AI کچھ کمیونٹیوں کو غیر منصفانہ طور پر نشانہ نہیں بنانا چاہئے۔

☆ **رازداری کا احترام:** AI اکثر ذاتی ڈیٹا کا استعمال کرتا ہے۔ رہنماؤں کو یہ یقینی بنانا چاہئے کہ AI کے نظام لوگوں کی رازداری کا احترام کریں اور معلومات کا صرف درست طریقے سے استعمال کریں۔

دوسرا باب

تفصیلی مقالات

مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کے مسائل

مفتی اقبال بن محمد ٹنکاروی ☆

۱- آرٹیفیشل انٹلی جینس (Artificial intelligence) میں ذہانت اور انسانی فکری مہارت کا ملکہ پیدا کرنا اور اس سے استفادہ کرنا ایک مباح امر ہے، جس میں فی نفسہ کوئی قباحت نہیں ہے، اس لئے اس کا استعمال واستفادہ جائز ہونا چاہئے، البتہ جس طرح دیگر اشیاء کا حکم ہے کہ اگر اسے حرام اور ممنوع طریقہ پر استعمال کیا جائے یا ممنوع کام کے لئے استعمال کیا جائے تو ناجائز ہونا چاہئے، یہی حکم AI کا ہونا چاہئے، مثلا جاندار کی تصویر یا روبوٹ بنایا جائے تو AI سے اس عمل کے لئے استفادہ جائز نہ ہونا چاہئے، جیسا کہ فقہی قاعدہ ہے:

" **الأصل فی الأشیاء الإباحة**" (اشیاء میں اصل اباحت ہے)، اس اصول کا تعلق صرف ان امور سے ہے جن کے بارے میں شریعت میں کوئی وضاحت نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" **الحلال بین، و الحرام بین، و بینهما أمور مشتبهات**" حلال کا حکم ظاہر ہے اور حرام کا حکم بھی ظاہر ہے، ان دونوں کے درمیان کچھ امور ایسے ہیں جو مشتبہ ہیں (جن کا حکم ظاہر نہیں ہے)۔

اس لئے جن امور کے بارے میں اشتباہ کا سوال نہیں ہوتا ہے وہاں اس اصول سے بحث نہیں ہے اور جہاں اشتباہ ہے اور کسی طرح کی کوئی وضاحت نہیں ہے وہاں اس اصول سے فقہاء نے کام لیا ہے اور امام رازی نے " **هو الذی خلق لکم ما فی الأرض جمیعا**" (آیت:۲۹، پارہ:۱) کے تحت لکھا ہے:" جن چیزوں میں عقل نہ روکے وہ سب مباح ہیں، البتہ جن چیزوں کی حرمت پر دلیل قائم ہو وہ اس سے مستثنی ہیں"۔

امام رازی جصاصؒ فرماتے ہیں:" **الحسنة اسم للأعلی فی الحسن، لأن الهاء دخلت للمبالغة فتدخل الفروض والنوافل، ولا یدخل المباح، وإن کان حسناً،لأن المباح لا یستحق علیه حمد ولا ثواب، ولذلک رغب الله فی الحسنة، وکانت طاعة، وکذلک الإحسان یستحق علیه الحمد، فأما**

☆ شیخ الحدیث ومہتمم دار العلوم اسلامیہ عربیہ ماٹلی والا، بھروچ، گجرات۔

الحسن فإنه يدخل فيه المباح، لأن كل مباح حسن ولكنه لا ثواب فيه" (أحکام القرآن:۴/۱۹۹،ط:دارالمصحف، القاہرہ)۔

علامہ سخاویؒ تحریر فرماتے ہیں: " **هو الذى خلق لكم ما فى الأرض جمعا**"، **.فيه دليل على أن أصل الأشياء بعد ورود الشرع على الإباحة**"

"**وعلى هامشه: الأصل فى الأشياء الإباحة، لأن الاباحة هو الحكم الأصلى لموجودات الكون، وإنمايحرم مايحرم منها بدليل من الشارع لمضرتها، والديل على أن الحكم الأصلى للأشياء النافعة هو الإباحة، قوله تعالى ممتنا على عباده: "وسخر لكم ما فى السمٰوات وما فى الأرض جميعا منه، ان فى ذلک لآيات لقوم يتفكرون**"(سورۂ جاثیۃ:۱۳)،"**وقوله تعالى:"هو الذى خلق لكم ما فى الأرض جميعا**"(سورۂ بقرہ:۲۹)،" **ولا يتم الامتنان ولايكون التسخير، إلا إذا كان الانتفاع بهذه المخلوقات مباحا**"(تفسیر القرآن العظیم:البقرۃ ۱/ ۶۳،ط:دارالنشر للجامعات)۔

عبدالعزیز محمد عزّام مذکور فقہی قاعدہ کی تشریح وتوضیح کے تحت رقمطراز ہیں:

" **ويتخرج على هذا الأصل كثير من الأطعمة والأشربة من النباتات والفواكه والحبوب التى ترد إلينا من بلاد بعيدة ولا نعرف أسمائها ولم يثبت ضررها، وكذلک يتخرج عليها كثير من أنواع الفرش والأثاثات والآلات المستحدثة فيما لا يندرج تحت نهى، وأيضا بعض أنواع العقود المستحدثة والمعاملات الجديدة إذا ثبت خلوها من الربا والجهالة والغرر والضرر .إذ الأصل فى هذه الأموال قبولها للتصرفات، وجواز التراضى عليها**"(القواعد الفقہیۃ:باب القواعد المندرجۃ تحت قاعدۃ الیقین لا یزول بالشک،رقم:۵،ص:۱۱۰،ط:دارالحدیث،القاہرہ)۔

۲- AI سے استفادہ میں جن اصول وضوابط کی پابندی ضروری ہے،ان میں بعض اصول وضوابط خاص ہونے چاہئے اور بعض عمومی نوعیت کے، جو اصول وضوابط خاص ہیں وہ درج ذیل ہیں:

(۱) اگر اس میں ذی روح کی مشابہت ہو، چاہے وہ تصویر کی شکل میں ہو یا پرزے وغیرہ جوڑ کر بنائی گئی ہو، اور کوئی شرعی مصلحت کارفرما نہ ہو، تو اس کی اجازت نہ ہوگی، اس لئے کہ اباحت میں بھی شرعی حدود کی رعایت ضروری ہے، اور تصویر سازی کے بارے میں ممانعت آیات واحادیث میں موجود ہے۔

"**وجاوزنا ببنى اسرائيل البحر فاتوا على قوم يعكفون على أصنام لهم قالوا ياموسى إجعل لنا**

الها كمالهم الهة قال انكم قوم تجهلون، إن هاؤلاء متبرو ماهم فيه وباطل ما كانوا يعملون" (سورۂ اعراف:۱۳۸،۱۳۹)۔

(اور ہم نے بنی اسرائیل سے سمندر پار کروایا، تو وہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو اپنے بتوں سے لگے بیٹھے تھے، بنی اسرائیل کہنے لگے: اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی کوئی ایسا ہی دیوتا بنادو جیسے ان لوگوں کے دیوتا ہیں۔ موسیٰ نے کہا: تم ایسے (عجیب) لوگ ہو جو جہالت کی باتیں کرتے ہو۔ ارے یہ لوگ تو وہ ہیں کہ جس دھندے میں لگے ہوئے ہیں سب برباد ہونے والا ہے، اور جو کچھ کرتے آرہے ہیں، سب باطل ہے)۔

مذکور صورت میں بنی اسرائیل نے عبادت کے لئے معبود کی صورت بنانے کیلئے کہا، تو اسی وقت ان کو منع کیا گیا، حضرت مولانا ادریس صاحب کاندھلویؒ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل مدت تک مصری بت پرستوں کے ساتھ رہے، ان کی بُری صحبت کے اثر سے یہ جاہلانہ خیال دل میں آیا، موسیٰؑ نے جواب دیا کہ تم بڑے ہی سخت جاہل ہو جو ایسی درخواست کرتے ہو، تم نادانوں کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالی کی کوئی صورت نہیں بن سکتی اور نہ اس کی عبادت کے وقت کسی محسوس اور مجسم شئے کو سامنے رکھا جاسکتا ہے، یہ سب مشرکانہ اور جاہلانہ خیالات ہیں (معارف القرآن: سورۂ اعراف، ص:۱۹۹، ج:۳، ط: فرید بک ڈپو، دیوبند)۔ اس بابت احادیث بھی وارد ہے۔

(۲) اس کے استعمال واستفادہ میں مقصد وغرض بھی مباح ہو، اور ایسی مصلحت کی بناء پر ہو جس کا شریعت تقاضا کرتی ہو۔

ایسا استعمال واستفادہ جس میں انسانوں کا فائدہ ہو، یا مشقت، حرج وتکلیف سے نکالا جاسکتا ہو، اس میں مصالح عباد پوشیدہ ہو، اگر وہ کسی نص سے متصادم مصلحت نہ ہو، اور مقاصد شریعت کے خلاف بھی نہ ہو، تو اس صورت میں استفادہ میں کوئی حرج بھی نہیں۔

(۳) AI میں کوئی ایسی چیز سے استفادہ نہ کیا جائے، یا ایسی چیز کے بارے میں دریافت نہ کیا جائے جو شرعاً ممنوع ہو، جیسے کسی ذی روح کی تصویر بنانا، اور اس میں کوئی دینی مصلحت یا دنیوی ضرورت- جیسے پاسپورٹ کے لئے فوٹو یا آدھار کے لئے فوٹو دینا- نہیں ہے، یا جیسے غلط خبریں (Deep fake) نکالنا، اس کی کوشش کرنا، اور بلا تحقیق نشر کردینا، اسی طرح بعض ویڈیو (Comedy) بناکر کسی کا مذاق اڑایا جائے، یا اس کی عزت پر قدغن لگائی جائے، تو اس کی ممانعت ہوگی۔

(۴) اس سے استفادہ میں اخلاقی پہلوؤں کی رعایت کی گئی ہو۔

جیسے ایسی چیزوں کی دریافت نہ ہو یا ایسے کام AI سے نہ لئے گئے ہوں جو امن وامان میں خلل پیدا کریں، فتنہ وانتشار کا ذریعہ بنیں، اسی طرح حساس موضوعات کے بارے میں آدمی AI سے استفادہ کرنے سے بچے، مختصر یہ کہ کسی بھی

طرح کی نقصان دہ کاروائی سے بچے اور اخلاقیاتی اصولوں کی پابندی کرے۔

(۵) اس میں شرعی مقاصد کی رعایت وحفاظت کی گئی ہو۔

احکام شرعیہ دینی دنیوی منافع کے حصول اور مفاسد سے بچنے ہی کے لئے ہے، اس لئے AI سے استفادہ میں جلب منفعت ودفع مضرت کے اصول کو مدنظر رکھے، اور مقاصد خمسہ شرعیہ کی پاسداری ہو، جیسے حفظ دین اور صحیح علم کی نشر واشاعت کے لئے اس سے فائدہ اٹھایا جائے، اسی طرح معترضین کے اعتراضات کا بہتر اسلوب میں جواب دینے کے لئے AI ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھایا جائے۔

(۶) اس ٹیکنالوجی سے مسلمانوں کی حاجت کی تکمیل کو ترجیح دی جائے۔

مثلاً عصری تعلیم بہت مہنگی ہورہی ہے، تو ضرورت کی حد تک اس ٹیکنالوجی سے wise,zoom وغیرہ ایپ سے مسلمان بچوں کو فائدہ پہنچایا جائے، اسی طرح طب، زراعت، تجارت وغیرہ شعبوں میں خدمات انجام دینے والے مسلمانوں کو مزید فائدہ کیسے ہو؟ اس کی تربیت کی جائے۔

اور عمومی نوعیت کے اصول وضوابط حسب ذیل ہیں:

(۱) پروڈکٹ یا جو عمل ہورہا ہے وہ حلال ہونا چاہئے اور اس میں فرد کی ضروریات کا لحاظ رکھا جائے مثلا تاجر ہے، وہ اگر اس ٹیکنالوجی سے فائدہ اٹھانا چاہے، تو مارکیٹنگ کے لئے اشتہار میں فوٹو نہ رکھے، اسی طرح نیم برہنہ خاتون کا فوٹو نہ ہو، پروڈکٹ یا تجارت کی حقیقت بتائی گئی ہو، جھوٹ یا مبالغہ آرائی نہ ہو۔

(۲) صدق ودیانت داری کا عزم اور دھوکہ دہی، فراڈ سے اجتناب ہو۔

غش، امانت، حیلہ بازی، دھوکہ دہی والی آیات وروایات کی روشنی میں یہ اصول متعین کیا جاسکتا ہے۔

(۳) غرر کی صورتوں سے اجتناب ہو۔

(۴) حیاء مخدوش ہو اور عزتیں داغدار ہو، ایسے کسی بھی عمل اور استفادہ سے اجتناب ہونا چاہئے۔

۳- مذکورہ صورت میں جہاں تک تعلق ہے کتاب ومضمون تحریر کرنے کا اسی کو عموماً ''تالیف'' کیا جاتا ہے، تو اس سلسلہ میں مؤلف کی اہم ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ تفکر وتدبر کرے، جس کی اساس وبنیاد ایسے دلائل وبراہین ہوں جن کے ذریعہ مؤلف اپنے مدعیٰ کو ثابت کرے یا رد کرے، یا کوئی نیا مطلب کشف کرے یا حاصل شدہ مطالب کی تکمیل کرے یا کسی معتبر عالم کی بات کی تصدیق کرے، مختصر یہ کہ یہ تمام کام غور وفکر کے ذریعہ سے انجام پاتے ہیں، لیکن Chat GPT میں اس بات کا خیال نہیں رکھا جاتا بلکہ اس میں تمام چیزیں مشترکہ طور پر بیان کردی جاتی ہیں۔

اور جب کوئی شخص اپنی محنت ومشقت اور لگن، تلاش وجستجو میں لگا رہے، تو وہ اپنے حاصل شدہ مطالب سے اپنا نظریہ براہین سے ثابت کرسکتا ہے۔

اور مؤلف اس بات کا بھروسہ دلاتا ہے کہ وہ جن چیزوں کو ثابت کررہا ہے ان میں وہ معتبر مآخذ کو اپنا مدار بنا رہا ہے، تاکہ اس پر عام لوگ اعتماد وبھروسہ کریں، اور راہِ راست پر آئیں، اب یہ بات تو مسلم ہے کہ Chat GPT جیسے ٹولز، ان کے بارے میں عموماً یہ بات مشہور ہے کہ اس میں سب باتیں مشترک ہوتی ہیں، جس کی وجہ سے عام لوگ حق وباطل کے درمیان فیصلہ نہیں کرسکتے، لہذا کسی بھی مضمون یا کتاب کو بغیر معتبر مآخذ کے تیار کرنا بے سود وبے فائدہ ہے۔

لیکن اگر Chat GPT کے مضمون کے دلائل وبراہین مؤلف کو مل جائیں، جن پر اعتماد کیا جاسکتا ہے تو ان تمام باتوں کو حوالا جات کے ذریعہ تحریر کرنا درست ہوگا۔

ورنہ اگر ایسے ہی کسی مضمون کو تیار کرکے Chat GPT کی طرف منسوب کردیا جائے، تو اس کے برے اثرات لوگوں کی زندگی اور معاملات میں ظاہر ہوسکتے ہیں، جبکہ یہ کام تو کوئی بھی عامی آدمی کرسکتا ہے، لیکن ایک عالم اپنی بات کو تحقیق ومطالعہ، مسلسل تلاش وجستجو، دلائل وبراہین کے ذریعہ سے ثابت کرتا ہے یا اس کی نفی کرتا ہے، لہذا Chat GPT سے بغیر براہین کے کسی بھی بات کو نقل کرنا درست نہ ہونا چاہئے۔

مزید یہ کہ Chat GPT مؤلف کے خیالات اور تحقیق کی عکاسی نہیں کرتا، جو علمی کاموں میں اہم ہے۔

اور اگر کسی کو اس بات کا علم ہوجائے کہ مواد آپ کا نہیں تو آپ کی ساکھ کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ''وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ''(سورۂ بقرہ:۴۲)۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''من غش فليس منا''(مسلم:۱۰۲)۔

ان دونوں دلیلوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر Chat GPT کا استعمال جھوٹ، دھوکہ، یا غلط معلومات پھیلانے کے لئے کیا جائے تو یہ عمل ناجائز ہوگا۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے: ''وأن ليس للا نسان إلا ما سعى'' (سورۂ نجم:۳۹)۔

اسلام ذاتی محنت ومشقت کی تعلیم دیتا ہے، اس بنا پر Chat GPT کا استعمال اپنے ضروری کاموں میں صرف معلومات جمع کرنے کی حد تک کیا جائے تو درست ہے، تاکہ بعد میں اس کی تحقیق کی جائے اور دلائل سے پرکھا جائے؛ لیکن محض مضمون وکتاب نقل کرنے اور محنت سے بچنے کے لئے کیا جائے تو یہ درست نہ ہونا چاہئے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''لاضرر ولا ضرار''۔ دوسرے مقام پر فرمایا: ''إنماالأعمال بانيات'' (صحیح بخاری)۔

مذکوردواحادیث سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ Chat GPT کا استعمال کسی کونقصان پہنچانے کے لئے نہ کیا جائے، اب Chat GPT کی معلومات غلط بھی ہوسکتی ہیں، یہ سب جان کر بھی محض اپنے نام سے کتاب ومضمون لکھنا، جبکہ اس سے لوگوں کونقصان پہنچنے کا امکان ہے، لہذا Chat GPT کی معلومات کومعتبر کتابوں کے حوالوں کے ساتھ پیش کرنا درست ہونا چاہئے، ورنہ نہیں۔

نیز اس صورت میں کاپی رائٹ کی خلاف ورزی اور دوسروں کے مواد کو بغیر اجازت استعمال کرنا ہے، اس لئے یہ ناجائز ہونا چاہئے۔

اگر Chat GPT کا استعمال اپنے ذاتی کاموں کے لئے کیا جائے تو یہ درست ہوگا اور اگر دوسروں کے حق بلکہ اپنے ذاتی عمل کے حق میں بھی اس ٹول کی معلومات کو قرآن وحدیث اور معتبر کتابوں کی روشنی میں جائزہ لے کر استعمال کیا جائے تب یہ درست ہے، بہرحال Chat GPT کا استعمال مناسب طریقہ سے دلائل کی روشنی میں مسلسل کوشش کے ساتھ درست ہونا چاہئے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے: "**واثمهما اكبر من نفعهما**" (سورۂ بقرہ:۲۱۹)، Chat GPT سے تالیف کا عمل کرنے کے نقصانات اس کے فوائد سے زیادہ ہیں، لہذا اس کے استعمال کو اپنے ذاتی عمل میں لایا جائے، دوسروں کے لئے صرف معلومات جمع کرنے سے اجتناب کیا جائے۔

۴- سابق مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے آلہ مکبر الصوت کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے چند تمہیدی امور تحریر فرمائے ہیں، جو درج ذیل ہے:

یہ آلہ ان مصنوعات میں سے ہے جو جائز اور مباح کاموں میں بھی استعمال ہوتے ہیں اور ناجائز وحرام میں بھی، اس لئے عام حالات میں جائز کاموں کے اندر اس کا استعمال جائز، اور ناجائز کاموں میں ناجائز ہے، لیکن یہ بحث ابھی باقی ہے کہ عبادات میں اس کا استعمال کیسا ہے؟ اس کی تفصیل یہ ہے:

اس مسئلہ کو سمجھنے سے پہلے چند امور سمجھ لینے ضروری ہے:

(۱) عبادات دو قسم کی ہیں، ایک عبادات مقصودہ اصلیہ، جن کی اصل وضع اور مشروعیت محض عبادت یعنی رضائے الٰہی کے لئے ہوئی ہے، اُن پر جو آثار وثمرات دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں وہ مقصود اصلی نہیں، بلکہ وہ خاص اعمال وافعال اور ان کے ادا کرنے کا وہ خاص طریقہ جو قرآن وحدیث میں منقول ہے، اور اُن کی خاص ہیئت وصورت جو سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے وہ خود مقصود ہے، اگر ان اعمال وافعال کے جو خواص وثمرات ہیں، وہ کسی دوسرے ذریعہ سے حاصل ہوجائیں،

تب بھی اُن اعمال کا ترک جائز نہیں اور اعمال کرنے پر بالفرض وہ آثار مرتب نہ ہوں تو بھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ اعمال ضائع ہوگئے، مثلاً: روزہ کا مشہور فائدہ انسان کی بہیمی قوت کو توڑنا ہے، اگر کسی کو بلا روزہ یہ کیفیت حاصل ہو جائے تب بھی روزہ اس پر بدستور فرض رہے گا، اذان کی اصلی غرض محلّہ والوں کو نماز کیلئے جمع کرنا ہے، لیکن اگر کسی موقع پر سارے اہل محلّہ مسجد میں موجود ہوں پھر بھی اذان کا چھوڑ دینا جائز نہیں، اسی طرح خطبہ جمعہ کا مشہور فائدہ مسلمانوں کو احکام شرعیہ کی تعلیم وتذکیر ہے؛ لیکن اگر کسی مجمع میں علماء فقہاء ہی ہوں جن کو سب احکام معلوم بھی ہوں اور یاد بھی، خطبہ جمعہ اس وقت بھی فرض ہے، اس کو چھوڑ دیں گے تو جمعہ ادا نہ ہوگا۔

دوسری قسم عبادات کی وہ ہے کہ جو کسی عبادت کا ذریعہ بن جانے کے سبب عبادت کہلاتی ہے، اپنی ذات میں عبادت نہیں، اس طرح کی عبادت کا نہ کوئی خاص طریقہ شریعت میں مقرر ہے، نہ کوئی خاص نوع، بلکہ دنیا کا ہر کام کھانا پینا، سونا جاگنا، زراعت، تجارت، صنعت کے کل کاروبار اگر ان کو ذرائع عبادت سمجھ کر (جیسا کہ حقیقت میں ذرائع ہیں) کیا جائے تو وہ سب اس دوسرے معنی میں عبادت کی فہرست میں آجاتے ہیں، شرط صرف یہ ہے کہ ان میں کوئی ایسی صورت اختیار نہ کی جائے جو شرعاً ناجائز ہو، اسی لئے اگر وہ عبادت ایک ذریعہ کے بجائے کسی دوسرے ذریعہ سے حاصل ہو جائے تو اس کی ضرورت نہیں رہتی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جب ممالک عجم کو فتح کیا، تو اسی سادہ طریق پر مساجد کی بنیاد ڈالی، کہیں منقول نہیں کہ ماہرین ریاضی واضطرلاب سے اس میں مدد لی گئی ہو۔

اور یہ اس بناء پر نہیں کہ اُس زمانے میں فن ریاضی، اضطرلاب، ہیئت کا رواج نہ تھا، یا جاننے والے نہ تھے، بلکہ ان فنون کے ماہرین کے موجود ہوتے ہوئے فلسفیانہ تدقیقات کو اسلامی یسر وسہولت اور عوام کے مذاق پر ایک بار سمجھ کر چھوڑ دیا گیا۔

نماز کے وقت اہل محلّہ یا اہل بستی کو جمع کرنے اور جماعت کے وقت کی اطلاع دینے کے لئے بہت سے آلات موجود تھے، جو بظاہر اذان کے کلمات پکارنے سے زیادہ بہتر صورت میں اس ضرورت کو پورا کر سکتے تھے، مثلاً: گھنٹہ بجا دینا وغیرہ، اور اس قسم کی چیزیں آنحضرت ﷺ کے سامنے بھی پیش کی گئیں، مگر پیغمبر اسلام نے کسی کو پسند نہ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرشتے کے ذریعے اذان کے کلمات کی تلقین فرمادی، وہی ہمیشہ کے لئے سنت بن گئے، اور آج بھی قسم قسم کے گھڑی گھنٹے، لاؤڈ اسپیکر، ریڈیو، ٹیلی فون وغیرہ خبر رسانی اور اطلاع کے لئے سینکڑوں آلات ایجاد ہونے کے باوجود باجماع اہلِ اسلام نماز کے لئے اذان ہی مسنون صورت ہے، صرف جنتری کے اوقات اور گھنٹہ منٹ کی مقرر کردہ تعین کو اذان کی جگہ نہیں دی جاسکتی، اور

نہ کوئی مسلمان اُس کو قبول کرسکتا ہے، کہ مؤذن اپنے حجرے میں بیٹھ کر مائیکروفون پر اذان کے کلمات کہہ دے، اور اس کے ہارن مسجد کے میناروں پر لگادے جن سے آواز سب جگہ پہنچ جائے، بلکہ دین کی ادنی فہم رکھنے والا بھی اذان کی مسنون ہیئت کو ترک کرنا گوارا نہیں کرے گا (جواہر الفقہ: آلات جدیدہ کے شرعی احکام ۷/ ۳۱۵-۳۲۲، ط سلمان کمپنی، دیوبند)۔

خلاصہ یہ کہ اذان صرف اعلان کا نام نہیں بلکہ اذان کے لئے شرائط وآداب ہمیں استقبال قبلہ، کانوں میں انگلیاں ڈالنا وغیرہ یہ چیزیں سیٹیلائٹ والی اذان میں نہیں پائی جاتیں، اگر اذان کا مقصد صرف اعلان واطلاع ہوتی، تو پھر منفرد اور سفر میں جب ساتھی جمع ہوں اذان نہیں کہنی چاہئے تھی؛ لیکن اذان تو مخصوص کلمات کے کہنے اور کسی مسلمان مؤذن کی زبان سے ادا ہونے کا نام ہے، جیسے پلاسٹک کی گڑیا بیوی کے قائم مقام نہیں ہوسکتی اسی طرح اسٹیل کے آلہ کی اذان، یا مصنوعی ذہانت کے استعمال سے کہی جانے والی اذان اصل مؤذن کی اذان کے قائم مقام نہیں ہوسکتی۔

''البحر الرائق'' میں ہے: " **الأذان لصلوات الخمس والجمعة سنة مؤكدة قوية قريبة من الواجب حتى أطلق بعضهم عليه الوجوب، ولهذا قال محمد: واجتمع أهل بلد على تركه قاتلناهم عليه، وعند أبي يوسف يحبسون ويضربون، وهو يدل على تأكده لا على وجوبه ...واختار في فتح القدير وجوبه لأن عدم الترك مرة دليل الوجوب، و لا يظهر كونه على الكفاية، وإلا لم يأثم أهل بلدة بالإجماع على تركه إذا قام به غيرهم ولم يضربوا ولم يحبسوا ...والظاهر كونه على الكفاية بمعنى أنه إذا فعل في بلد سقطت المقاتلة عن أهلها لا بمعنى أنه إذا أذن واحد في بلد سقط عن سائر الناس من غير أهل تلك البلدة إذا لم يحصل إظهار إعلام الدين**" (البحر الرائق: کتاب الصلاۃ، باب الأذان ۱/ ۴۴۴، ط: زکریا بک ڈپو، دیوبند)۔

''فتاوی ہندیہ'' میں ہے: "**ويكره أداء المكتوبة بالجماعة في المسجد بغير أذان وإقامة، كذا في فتاوى قاضيخان، ولا يكره تركهما لمن يصلي في المصر إذا وجد في المحلة ...وإذا لم يؤذن في تلك المحلة يكره له تركهما**" (الفتاوی الہندیۃ: کتاب الصلاۃ، الباب الثانی فی الأذان، الفصل الأول ۱/ ۶۰، ط: دار الکتب العلمیۃ، بیروت)۔

اذان کے لئے AI کا استعمال لعب، کھیل تماشا کی طرح ہوگا، یہ ایسا ہی ہوا جیسے چھوٹا، ناسمجھ بچہ اذان کہے، اس کے بارے میں علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

"**واما من حيث اقامة الشعار النافية للإثم عن اهل البلدة، فيصح أذان الكل سوى الصبي الذي لايعقل، لأن من سمعه لا يعلم أنه مؤذن، بل يظنه يلعب**" (رد المحتار علی الدر المختار: کتاب الصلوۃ، باب الاذان ۲/ ۶۲، ط: زکریا بک ڈپو، دیوبند)۔

پھر یہ عہد نبوی سے تواتر کے ساتھ جو طریقہ وعمل چلا آرہا ہے، اس کے بھی خلاف ہوگا، اسی لئے ترکی کے دینی امور کی مجلس اعلی کے فتوی میں لکھا ہے:

"الأذان: ألفاظ مخصوصة لإعلان الوقت للصلوات المفروضة .ومن خلال الأذان يتم إعلان دخول وقت الصلاة للناس من جانب، كما يتم إعلان أن الله سبحانه وتعالى لا مثيل له فى ذاته وصفاته، وأن النبى ﷺ عبد الله ورسوله، وأن الصلاة هى سبيل النجاة والفلاح من جانب آخر .وما دام الأذان هو وسيلة لإعلان وقت الصلاة فلا فرق بين أن يتم باستخدام مكبر الصوت وعدم استخدامه لحصول المقصود بشرط الحفاظ على أصله .ومع ذلك فإن رفع الأذان بواسطة شريط التسجيل أو قرص يعتبر إهانةً وغير لائق للاحترام الواجب تجاه الأذان الذى هو من شعائر الإسلام، وهو يخالف أيضًا التطبيق المستمر من لدن رسول الله ﷺ إلى يومنا هذا .ومن أجل ذلك؛ فلا يخلو رفع الأذان عبر القرص وغيره من الآلات الحديثة من محظورات شرعية .ويؤيده قول الفقهاء فى أن صدى القرآن ليس فى حكمه .ومن جانب آخر، فإن الأذان سنة من سنن الهدى، وإقامة هذه السنة من طرف شخص مكلّف عنصر مكمل لهذه السنة" (المجلس الاعلى للشؤون الدينية الفتاوى: باب الاذان والاقامة والتسبيحات، ص: ۱۷۴، رئاسة الشؤون الدينية، الترکیہ)۔

نیز مکہ مکرمہ کی فقہی اکیڈمی نے ۱۲ / رجب ۱۴۰۶، بروز یوم السبت انعقاد پذیر مجلس میں جو فیصلہ فرمایا، اس میں اشارہ فرمایا کہ ریکارڈنگ یا خودکار آلہ سے اذان توارث کے خلاف ہے، اور بہت سی فضائل اذان کی احادیث کو بھی ترک کرنا لازم آئے گا، ان کا فیصلہ درج ذیل ہے:

۱ –" ان الأذان من شعائر الاسلام التعبدية الظاهرة، المعلومة من الدين بالضرورة بالنص واجماع المسلمين، ولهذا فالأذان من العلامات الفارقة من بين بلاد الإسلامى وبلاد الكفر، وقد حكى الاتفاق على أنه لو اتفق أهل بلد على تركه لقوتلوا".

۲ –" التوارث بين المسلمين من تاريخ تشريعه فى السنة الأولى من الهجرة وإلى الآن، ينقل العمل المستمر بالأذان لكل صلاة من الصلوات الخمس فى كل مسجد، وإن تعددت المساجد فى البلد الواحد".

۳– "فى حديث مالك بن الحويرث ؓ أن النبى ﷺ قال:"إذا حضرت الصلاة فليؤذن لكم أحدكم، وليؤمكم أكبر كم" (متفق عليه)۔

۴- "أن النية من شروط الأذان، وهذا لا يصح من المجنون ولا من السكران ونحوهما، لعدم وجود النية في أدائه فكذلك في التسجيل المذكور" .

۵- "أن الأذان عبادة بدنية، قال ابن قدامه - رحمه الله تعالى - في المغني ۱/ ۴۲۵: وليس للرجل أن يبني على أذان غيره؛لأنه عبادة بدنية، فلا يصح من شخصين كالصلاة"

۶-" أن في توحيد الأذان للمساجد بواسطة مسجل الصوت على الوجه المذكور عدة محاذير ومخاطر منها ما يلي:"۔

(الف)" أنه يرتبط بمشروعية الأذان لكل صلاة في كل مسجد سنناً وآداباً، ففي الأذان عن طريق التسجيل تفويت لها وإماتة لنشرها مع فوات شرط النية فيه"۔

(ب) "أنه يفتح على المسلمين باب التلاعب بالدين، ودخول البدع على المسلمين في عباداتهم وشعائرهم، لما يفضي إليه من ترك الأذان بالكلية والاكتفائبالتسجيل" (قرارات المجمع الفقہی الاسلامی بمکۃ المکرّمۃ: قرارات الدورۃ التاسعۃ، القرار الاول بشأن الحکم الاذان عن طریق الکاسیتات، ص: ۱۹۷، ۱۹۸، ط: رابطۃ العالم الاسلامی مکۃ المکرّمہ)۔

مختصر یہ کہ مصنوعی ذہانت کے ذریعہ دی جانے والی اذان آلہ غیر مختار سے اذان ہوگی، اس میں توارث اور اذان کی بہت سی سنن وآداب کا ترک بھی لازم آئے گا، اس لئے AI کے ذریعہ اذان صحیح نہ ہونی چاہئے۔

۶،۵- واضح رہنا چاہئے کہ ویڈیو، آڈیو ریکارڈنگ ایک جامد اور غیر حساس شیء ہے، اسی طرح فون پر دوسرے کی آواز میں بھی کوئی شخص بات کرسکتا ہے، دونوں صورتوں میں آواز کی حیثیت مستقل نہیں ہوتی، بلکہ یہ کسی شخص کے آواز کے تابع ہے، اور ''الصوت یشبہ الصوت'' قاعدہ ہے، اس لئے ممکن ہے کہ کوئی شخص ایڈیٹنگ کے ذریعہ دوسرے کو بدنام کرنے یا پھنسانے کی کوشش کرے، اس لئے اسے مستقل طور پر ثبوت کے لئے قبول نہیں کیا جاسکتا۔

البتہ اس کا ثبوت خارجی وقطعی قرائن وامارات سے ہوسکتا ہو تو اس کو بطور ثبوت قبول کرنے میں کوئی حرج نہ ہونا چاہئے۔

جیسا کہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں: حنفیہ کا جو مذہب بیان کیا جاتا ہے اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر آدمی اس طرح چھپا ہوا ہے کہ مشہود علیہ کو دیکھ رہا ہے اگرچہ مشہود علیہ اس کو نہیں دیکھ رہا ہے اور اس کی بات بھی سن رہا ہے، تب تو یہ شہادت جائز ہے۔

لیکن اگر صرف دیوار یا پردے کے پیچھے سے اس کی آواز سن رہا ہے، اس کو دیکھ نہیں رہا، تو مشہور یہ ہے کہ حنفیہ کے

نزدیک ایسی شہادت معتبر نہیں، اس لئے کہ اگر اس وقت گواہی دے گا تو وہ صرف آواز کی گواہی ہوگی کہ اس نے فلاں بات کی ہے اور الصوت یشبہ الصوت۔ ایک آدمی کی آواز دوسرے آدمی کی آواز کے مشابہ ہوتی ہے، تو جب تک دیکھ نہ لے اس وقت تک اس کے لئے شہادت دینا جائز نہیں، یہ حنفیہ کا مشہور قول ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری صاحبؒ نے ''فیض الباری'' میں فرمایا کہ اگر اس بات کا پورا اطمینان اور اس پر یقین ہو جائے کہ آواز کے پہچاننے میں کوئی غلطی نہیں ہوئی ہے، تو ایسی صورت میں اس شہادت کو قبول کر سکتے ہیں؛ لیکن میرے خیال میں حضرت شاہ صاحب کا مطلب یہ ہے کہ ایسی صورت میں اس کو باقاعدہ شہادت تو نہیں کہا جائے گا، البتہ اس کو ایک قرینہ مؤیدہ کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے، ورنہ صرف آواز کی شہادت معتبر نہیں؛ مثلاً ٹیلیفون کی گفتگو ٹیپ کر لی، آج کل یہ کثرت سے ہو رہا ہے اور پھر بعض اوقات وہ عدالت میں سنائی جاتی ہے کہ ٹیلیفون پر فلاں نے یہ بات کی ہے، تو یہ محض شہادت بالسمع ہوگی اور خاص طور سے ٹیلیفون کے اندر آوازیں ایک دوسرے کے ساتھ مشابہ ہو جاتی ہیں؛ لہٰذا یہ مکمل ثبوت نہیں، اس کو مکمل شہادت نہیں کہیں گے، البتہ اس کو ایک قرینہ کے طور پر پیش کر سکتے ہیں، اگر دوسری شہادتیں موجود ہیں تو اس کو ان کی تائید میں پیش کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے (انعام الباری: کتاب الشہادات، باب شہادۃ المختفی، ص:۹۰۶، ج:۷، ط: مکتبہ حقانیہ، کٹھور)۔

مفتی سعید احمد پالن پوری صاحبؒ فرماتے ہیں: کسی شخص نے کسی کا اقرار چھپ کر سنا تو کیا وہ گواہی دے سکتا ہے؟ امام بخاری اور ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک گواہی دے سکتا ہے، ان کے نزدیک چھپے ہوئے شخص کی گواہی معتبر ہے، اور حنفیہ کے یہاں تفصیل ہے: اگر آدمی اس طرح چھپا ہوا ہے کہ مشہود علیہ کو دیکھ رہا ہے، مگر مشہود علیہ اس کو نہیں دیکھ رہا، پھر اس کی بات سنے تو شہادت جائز ہے، اور اگر دیوار یا پردہ کے پیچھے سے اس کی آواز سن رہا ہے، مگر اس کو دیکھ نہیں رہا، تو اس کی شہادت معتبر نہیں، کیونکہ وہ صرف آواز کی گواہی ہوگی۔ والصوتُ یُشْبِہُ الصَّوْتَ: آواز آواز کے مشابہ ہوتی ہے، آج کل ٹیلیفون کی گفتگو ٹیپ کر لی جاتی ہے پھر وہ عدالت میں پیش کی جاتی ہے، یہ شہادت معتبر نہیں، کیونکہ آواز آواز کے مشابہ ہے، البتہ ٹیپ کو قرینہ مؤیدہ کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے، مگر قاضی اس پر فیصلہ نہیں کرے گا۔

حضرت عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ جو صحابی صغیر ہیں، چھپے ہوئے آدمی کی شہادت کو جائز قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں: جھوٹے بدکار کے ساتھ ایسا ہی کیا جائے، یعنی دو گواہوں کو چھپا کر بٹھا دو، پھر تنہائی میں اس سے بات کرو، وہ اقرار کرے گا، اور چھپے ہوئے آدمی اس کو سن لیں گے، وہ گواہی دیں گے اور حق ثابت ہو جائے گا۔ حنفیہ کے نزدیک اس کا مصداق وہ صورت ہے کہ گواہ مشہود علیہ کو دیکھ رہے ہوں اور بات سنیں تو گواہی دے سکتے ہیں (تحفۃ القاری: کتاب الشہادات، باب شہادۃ المختفی ۶/ ۳۷، ۳۸، رقم الحدیث: ۲۶۳۸ کے تحت، ط: مکتبہ حجاز، دیوبند)۔

دکتور محمد مصطفیٰ زحیلی صاحب ظاہری علامات کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"فقال ابن فرحون بجواز العمل بالقرائن فی وجوب القصاص، وذکر قصة الرجل الذی وجد مقتولا فی دار، وقد خرج رجل خائفا مضطربا، وفی یده سکین، فهی قرینة قاطعة علی قتله علی ما ذهب الیه ابن الغرس وابن عابدین من الحنفیة، ونصت علیه مجلة الأحکام العدلیة، وقال به ابن فرحون من المالکیة وابن القیم من الحنابلة، وهو اختیار المتأخرین من الزیدیة" (وسائل الاثبات فی الشریعۃ الاسلامیۃ: ۱/ ۵۲۷، ط: مکتبہ دار البیان، دمشق)۔

قرائن قاطعہ کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ سلیم رستم باز تحریر فرماتے ہیں:

"احد اسباب الحکم القرینة القاطعة ایضاً" ۔

"القرینة القاطعة هی الامارة البالغة حد الیقین، مثلاً إذا خرج رجل من دار خالیة خائفاً مدهوشاً فی یده سکین ملوثة بالدم فدخلت الدار فی الحال، وشوهد فیها رجل مذبوح فی ذلک الوقت، فلا یشتبه فی إن قاتله هو ذلک الرجل ولا یلتفت إلی الاحتمالات التی هی محض توهم کالقول أن الرجل ربما قتل نفسه".

"او قتله اخر ثم تسور الحائط، لأن هذا احتمال بعید لم ینشأ عن دلیل (در مختار) ومن القرائن القاطعة ما لو تنازعا فی حائط ولا بینة، وکان متصلا ببناء أحدهما اتصال تربیع، فإنه یقضی له به، لأن ذلک دلیل علی سبق یده" (شرح المجلۃ: الفصل الثانی فی القرینۃ القاطعۃ، رقم المادۃ: ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ص: ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ج: ۲، ط: اتحاد بک ڈپو، دیوبند)۔

خلاصہ کلام یہ کہ فون کی آواز اور آڈیو یا ویڈیو ریکارڈنگ کو مستقل طور پر ثبوت نہیں مانا جاسکتا، ہاں اگر قرینہ قاطعہ مؤیدہ موجود ہو تو پھر اس کو بطور ثبوت قبول کرنے کی گنجائش ہونی چاہئے۔

۷- اساتذہ اور مصنفین کا مختلف اداروں میں خدمت انجام دینا اجارہ کا معاہدہ ہے، اجارہ کی ضرورت تقریباً ہر انسان کو مختلف مصلحتوں اور فوائد کے حصول کے لئے بار بار پیش آتی ہے، جس میں ایک انسان دوسرے کے ساتھ روزانہ، ماہانہ یا سالانہ اجرت کا معاملہ طے کرتا ہے، اس عقد میں کچھ شرائط کا پاس ولحاظ ضروری ہے، جو درج ذیل ہے:

''موسوعہ فقہیہ'' میں مرقوم ہے: اجیر خاص اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی متعین شخص کے لئے ایک مقررہ وقت تک کام کرے اور ایک مدت کے لئے اس کا معاملہ ہو، اس مدت میں اپنے آپ کو سپرد کرنے کی وجہ سے وہ اجرت کا حق دار ہوتا ہے، اس لئے کہ معاملہ کی اس مدت میں وہی اس اجیر کے منافع کا حق دار ہے۔

فقہاء نے خدمت کی نوعیت متعین کرنے کو ضروری قرار نہیں دیا ہے، اگر نوعیت متعین نہ کی گئی ہو تو اجیر اور اجیر رکھنے والے کے حسب حالات خدمت پر معاملہ سمجھا جائے گا۔

اجیر خاص کے لئے ضروری ہے کہ کام کے مقررہ یا اس کے معروف وقت میں کام کو انجام دے۔

جس منفعت پر اجرت کا معاملہ کر رہا ہے، ضروری ہے کہ وہ متعین اور اس کی مقدار معلوم ہو؛ یہ تعیین بعض دفعہ منفعت کے محل کو متعین کرنے سے عمل میں آتی ہے، اجیر مشترک کو ہر ایسے عمل میں خیار رؤیت حاصل ہوتا ہے جو عمل کے مختلف ہونے سے مختلف ہوتا ہے، یہ رائے حنفیہ اور حنابلہ کی ہے، شافعیہ کے نزدیک سامان کیا جارہ میں عموماً خیار رؤیت حاصل ہوتا ہے۔

منفعت بعض دفعہ تنہا مدت کی تعیین سے متعین ہو جاتی ہے، اور بعض دفعہ عمل اور کام متعین کرنے سے، جیسے کپڑے کی سلائی کا اجارہ؛ صاحبین کے نزدیک بعض دفعہ عمل اور مدت دونوں کے تعین سے منفعت متعین ہوتی ہے (موسوعہ فقہیہ: مادہ: اجارہ، ۱/ ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۹۳، ط: وزارت اوقاف واسلامی امور، کویت)۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی رقمطراز ہیں: اجارہ کے صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ ایک فریق کی طرف سے منفعت اور استفادہ کی نوعیت اور دوسرے کی طرف سے اُجرت اور معاوضہ کی مقدار متعین ہو جائے۔

منافع کی تعیین اور وضاحت کبھی تو مدت کے ذریعہ ہوگی، مثلاً یہ کہ زمین یا مکان وغیرہ کرایہ پر لیا جائے، یہاں کرایہ داری کی مدت متعین کر دی جائے تو کافی ہے اور کبھی اشارہ اور مسافت کا اظہار کر کے منفعت متعین ہو سکے گی، مثلاً میرا یہ سامان فلاں جگہ تک پہنچا دو اور کبھی محض معاملہ کے نام لینے ہی کی وجہ سے منفعت متعین ہو جائے گی، جیسے کپڑے رنگنا یا سینا وغیرہ، غرض وقت و مدت، جگہ اور مسافت یا کام اور صنعت، یہی تینوں چیزیں منفعت اور حق استفادہ کو متعین کریں گی (قاموس الفقہ: مادہ: اجارہ، ۱/ ۴۹۱، ط: کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند)۔

''اجارہ احکام وتطبیقات'' میں لکھا ہے:

(۱) عقد اجارہ صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے کہ جس منفعت پر اجارہ لے رہا ہو، وہ معلوم و متعین ہو، تاکہ فریقین کے درمیان کوئی نزاع پیدا نہ ہو، البتہ ایسی جہالت اور ابہام جو نزاع کا باعث نہ ہو، وہ عقد میں رکاوٹ نہیں بنے گا؛ چنانچہ علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

"وأما الذی یرجع إلی المعقود علیه: منها أن یکون المعقود علیه، وهو المنفعة معلوما علما یمنع من المنازعة، فإن کان مجهولا ینظر، إن کانت تلک الجهالة مفضیة إلی المنازعة، تمنع صحة العقد، وإلافلا".

مالکیہ، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک بھی ذات، صفات اور مقدار کے اعتبار سے معلوم و متعین ہونا ضروری ہے، ورنہ اجارہ صحیح نہیں ہوگا۔

(۲) یہ بھی ضروری ہے کہ منفعت کے محل اور فرد کو متعین کر دیا جائے، مثلاً اجارہ پر دینے والا شخص کہہ دے کہ میں نے فلاں گھر کو تمہارے لئے اجرت پر لگایا، یا فلاں سواری میں نے اجرت پر دی اور ان دونوں کی طرف اشارہ سے یا اور کسی طریقہ سے متعین کر دے۔

(۳) معقود علیہ سے متعلق تیسری شرط یہ ہے کہ منفعت حاصل کرنے کی مدت بیان کر دے، مثلاً اجرت پر گھر یا دکان کو لگا رہا ہے، تو اس کے اندر ضروری ہے کہ گھر یا دکان سے فائدہ اٹھانے کی مدت بیان کر دے کہ میں اس گھر کو اتنے روپے کے عوض ایک مہینے کے لئے اجرت پر لگا رہا ہوں، اس لئے کہ منفعت کی مقدار کا علم بغیر تعیین مدت کے معلوم نہیں ہوتا ہے اور بغیر منفعت کے معلوم ہوئے عقد اجارہ درست نہیں ہوتا ہے۔

"ومنها: بيان المدة فی إجارة الدور والمنازل والبيوت والحوانيت وفی استئجار الظئر؛ لأن المعقود عليه لا يصير معلوم القدر بدونه".

(۴) چوتھی شرط یہ ہے کہ جس سے کام کرنے پر معاملہ طے پایا ہو، اس کے کام کی نوعیت واضح کر دے کہ کس طرح کا کام اس سے لیا جائے گا؟ کیوں کہ کاریگروں اور عاملوں کے عمل کی جہالت ایسی چیز ہے جو نزاع کا باعث بن سکتی ہے؛ چنانچہ اگر کسی نے عامل (کام کرنے والے) کو اجرت پر رکھا اور یہ نہیں متعین کیا کہ وہ کونسا کام کرے گا؟ مثلاً اس سے سلائی کا کام لے گا یا کشیدہ کاری کا، یا کچھ اور، تو معاملہ درست نہیں ہوگا۔

"و منها بيان العمل فی استئجار الصانع والعمال؛ لأن جهالة العمل فی الإستئجار على الأعمال جهالةمفضية إلى المنازعة".

(۵) پانچویں شرط یہ ہے کہ منفعت ایسی چیز ہو کہ مستاجر حقیقتاً اور شرعاً اس کو حاصل کرنے پر قادر ہو، اس لئے کہ عقد اجارہ کے ذریعہ منفعت کو حاصل کیا جاتا ہے اور یہ بغیر قدرت کے نہیں ہوسکتا۔

(۶) چھٹی شرط یہ ہے کہ منفعت ایسی ہو کہ عرف و عادت میں اسے عقد اجارہ کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہو اور لوگوں کے درمیان اس کا تعامل بھی ہو۔

"ومنها أن تكون المنفعة مقصودة يعتاد استيفاوها بعقد الإجارة، وجرى بها التعامل بين الناس" (اجارہ احکام و تطبیقات: تیسرا باب اجارہ کے ارکان و شرائط، ص: ۴۹-۵۳، ط: المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد)۔

چونکہ سوال میں مذکور افراد اجیر خاص ہیں، اب اگر وہ ادارے کی طرف سے مفوضہ ذمہ داریاں اور کام مطلوب معیار کے مطابق کر دیں، تو اس کام کی انجام دہی سے وہ تنخواہوں کے حقدار ہوں گے، اس کام کو انہوں نے جس جائز ذرائع ووسائل سے بھی انجام دیا ہو، شرط یہ ہے کہ ذمہ داران ان کے کام سے راضی ہوں، اور مطلوب معیار کے مطابق یہ کام ہوا ہو، تاہم مذکورہ افراد صرف Chat GPT پر یا کم اعتبار وسائل پر انحصار واکتفاء نہ کریں، بلکہ خارج میں محنت بھی کریں اور دیگر باوثوق ذرائع کو استعمال میں لانا ممکن ہو، تو وہ ان دیگر زیادہ معتمد ذرائع کا بھی استعمال کریں، یہ بہتر واولی ہوگا، کیونکہ چیٹ جی پی ٹی سے بہت سی مرتبہ غلط معلومات بھی فراہم کی جاتی ہے۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ

ڈاکٹر مفتی محمد شاہ جہاں ندوی☆

تمہید:

ہماری موجودہ دنیا ڈیجیٹل دنیا ہے، بہت سی چیزیں ڈیجیٹل سطح پر ہندسوں یا نقطوں کی شکل میں موجود ہیں، اگر چہ ان کا حسی وجود نہیں ہے، اس نقطہ کو سمجھ لینے سے بہت سارے اشکالات خود بخود رفع ہوجاتے ہیں۔

ٹیکنالوجی کے موجودہ دور میں اب یہ بات ممکن ہوگئی ہے کہ مشین کو اس قابل بنادیا جائے کہ وہ انسانوں کی طرح بلکہ ان سے تیز رفتار سوچ سمجھ کر کسی چیز کا بہتر جواب دے، یا کسی چیز کو حل کرے، یا کسی مرض کی تشخیص کرے، یا کسی دوا کے فارمولے کے سلسلہ میں بہتر رہنمائی کرے، کسی شہر کے عمدہ ہوٹل کا پتہ بتائے، یا کسی دوکان میں موجود سامان کی بہترین کوالیٹی کی نشان دہی کرے، یا کسی مضمون کے ترجمہ میں مدد کرے، یا کسی مسئلہ کے حل میں اپنا تعاون پیش کرے، یا کسی موضوع پر بہترین مضمون نگاری میں مدد دے، یہ باتیں افسانہ نہیں ہیں، بلکہ موجودہ دنیا کی ممکنات میں سے ہیں، جو ایک ٹکنالوجی ''مصنوعی ذہانت'' کی بدولت ممکن ہوئی ہیں، تو مصنوعی ذہانت کسے کہتے ہیں، عام طور سے اس کی تعریف یوں کی گئی ہے:

Artificial Intelligence is the science of making machines that can think like humans.

(مصنوعی ذہانت ایسی سائنس ہے جو مشینوں کو اس قابل بنادیتی ہے کہ وہ انسانوں کی طرح سوچ سکیں)۔

آسان الفاظ میں ہم اسے یوں تعبیر کرسکتے ہیں کہ: مصنوعی ذہانت ایک ایسی ٹکنالوجی ہے جو مشینوں کو انسانوں کی طرح سوچنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی صلاحیت دیتی ہے۔

حاصل یہ کہ مصنوعی ذہانت مشینوں خصوصا کمپیوٹر سسٹم کے ذریعہ انسانی ذہانت کی بہترین نقالی ہے، اس کی بدولت اس کے لئے ممکن ہے کہ کسی بھی مخصوص چیز یا موضوع پر انٹرنیٹ پر موجود معلومات کے ذخیرے کو یکجا کرکے اس کو پروگرامنگ

☆ جامعہ سید احمد شہیدؒ، احمد آباد، کٹولی، ملیح آباد، لکھنو۔

کی مدد سے مواد کی شکل میں تبدیل کر کے پیش کرے۔اسمارٹ فون اور گھر کی صفائی وغیرہ کے روبوٹ مصنوعی ذہانت کی شاندار مثالیں ہیں۔

مصنوعی ذہانت کے عمل کا طریقہ:

مصنوعی ذہانت کے عمل کا طریقہ درج ذیل تکنیک پر مشتمل ہے:

۱-الگورتھمز: یہ وہ قواعد ہیں جو مشینوں کو ہدایت دیتے ہیں کہ کسی مسئلہ کا حل کیسے نکالا جائے۔

۲-مشین لرننگ: ایک ایسی تکنیک جس میں مشینیں بغیر کسی براہ راست پروگرامنگ کے تجربات سے سیکھتی ہیں۔

۳-ڈیپ لرننگ: مشین لرننگ کی ایک قسم، جہاں نیورل نیٹ ورکس کا استعمال کر کے بہت زیادہ پیچیدہ ڈیٹا سیٹس سے سیکھا جاتا ہے۔

مصنوعی ذہانت کی مختصر تاریخ:

۱۹۵۰ء میں مصنوعی ذہانت پر تحقیق شروع کی گئی تھی، ۱۹۵۵ء میں Herbert A Simon اور Allen Newell نے سب سے پہلے ''آرٹیفیشیل انٹیلیجنس'' پروگرام کو ڈیولپ کیا تھا، آرٹیفیشیل انٹیلیجنس کے الفاظ کا انکشاف ۱۹۵۶ء میں JhonMC Carthy نے کیا تھا، اسے {AI} کا سرپرست بھی کہا جاتا ہے۔

مصنوعی ذہانت کے خطرات:

مصنوعی ذہانت سے متعلق بہت سے خطرات بھی درپیش ہیں، جن میں سے اہم درج ذیل ہیں:

۱-ٹیکنالوجی میں اس طرح کی ترقی مشینوں کو سپر انٹلی جنس بنا سکتی ہے، جس سے انسانی وجود کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔

۲-کچھ معیشتوں میں مصنوعی ذہانت سے نوکریوں کے خاتمے کا خطرہ ہے۔

۳-AI سسٹمز بڑی مقدار میں ڈیٹا جمع کرتے ہیں جس سے رازداری کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

۴-مصنوعی ذہانت بے قابو ہو کر انسانوں کے لئے خطرہ بن سکتی ہے۔

مصنوعی ذہانت سے انسانیت کی مدد:

مصنوعی ذہانت انسانیت کی بھلائی و بہتری کے لئے درج ذیل صورتوں میں کام کر سکتی ہے:

۱-مصنوعی ذہانت کے استعمال کو اخلاقیات اور اصول وضوابط کا پابند بنایا جائے۔

۲-مصنوعی ذہانت کو بے قابو ہونے سے بچانے کے لئے اس کے استعمال کو مناسب طور پر ریگولیٹ کیا جائے۔

۳-مصنوعی ذہانت کے مثبت پہلوؤں کا استعمال کیا جائے، اس کے منفی پہلو سے بچا جائے۔

۴-مصنوعی ذہانت سے جو نئے مواقع پیدا ہوں ان کا استعمال ختم ہونے والی نوکری کی بھرپائی کے لئے کیا جائے۔

۵-مصنوعی ذہانت کے سسٹمز اور روبوٹس کو اتنی خود مختاری دی جائے کہ ان کا استعمال انسانیت کے لئے نفع بخش رہے، مضر ثابت نہ ہو۔

اس مختصر تمہید کے بعد سوالات کے جوابات درج ذیل ہیں:

۱-مصنوعی ذہانت کا استعمال-شرعی نقطہ نظر:

مصنوعی ذہانت ایک ٹیکنالوجی یا سافٹ ویئر ہے جس کی بدولت مشین اس قابل ہوجاتی ہے کہ انسانوں کی طرح یا ان سے زیادہ تیز رفتار میں سوچ سمجھ کر کوئی کام کرے، لہذا یہ ایک مفید ٹیکنالوجی ہے جس کے استعمال میں شرعی اعتبار سے کوئی قباحت نہیں ہے، موجودہ دور چونکہ ڈیجیٹل دور ہے، اس لئے ڈیجیٹل سطح پر بہت سی اشیاء کا وجود ہے، ہمیں ان کا اعتراف کرنا چاہئے، جب یہ ساری چیزیں اپنا وجود رکھتی ہیں، خواہ غیر حسی طور پر ہی کیوں نہ ہو، اور ان کے اثرات بھی ظاہر ہیں، آج اس کی بدولت کار اور ہوائی جہاز تک چلائے جارہے ہیں، تو اب شرعی اعتبار سے صرف یہ امر قابل لحاظ رہتا ہے کہ یہ چیزیں مفید ہیں یا نہیں۔ اگر یہ چیزیں مفید ہیں تو پھر مفید اشیاء میں اصل اباحت ہے، فرمان باری تعالی ہے: "**هو الذى خلق لكمما فى الأرض جميعا**" (سورۂ بقرہ:۲۹) (اسی نے زمین کی تمام چیزوں کو تمہارے لئے پیدا کیا)۔

امام ابوبکر جصاص رازیؒ تحریر فرماتے ہیں: "**يحتج بجميع ذلک في أن الأشياء على الإباحة مما لا يحظره العقل، فلا يحرم منه شيء إلاماقام دليله**" (جصاص، احکام القرآن ۱/ ۳۳، صادق قمحاوہ) (ان ساری آیتوں سے اس بات پر استدلال کیا جائے گا کہ وہ چیزیں مباح ہیں جنہیں عقل بھی ممنوع نہیں ٹھہراتی ہیں، لہذا کوئی چیز حرام نہیں قرار پائے گی، مگر وہی چیز حرام ہوگی، جس کی حرمت کی دلیل موجود ہو)۔

علامہ ابن عابدین محمد امین بن عمر شامی دمشقیؒ رقم طراز ہیں: "**والحق في إفتاء التحليل والتحريم في هذا الزمان التمسک بالأصلين الذين ذكرهما البيضاوي في الأصول، ووصفهما بأنهما نافعانفي الشرع، الأول: أن الأصل في المنافع الإباحة**.....**والثاني: أن الأصل في المضار التحريم**" (ابن عابدین، العقود الدریۃ فی تنقیح الفتاوی الحامدیۃ ۷/ ۴۲۵، شاملہ) (اس زمانہ میں حلال وحرام کا فتوی دینے کے سلسلہ میں دو اصول کو مضبوطی سے تھام لینا چاہئے، جن کو بیضاوی نے "اصول" میں ذکر کیا ہے اور ان کو شریعت میں مفید قرار دیا ہے۔ پہلا اصول یہ ہے کہ منافع میں اصل اباحت ہے.....دوسری اصل یہ ہے کہ مضرت والی اشیاء میں اصل حرمت ہے)۔

یہ امر مخفی نہیں ہے کہ ''مصنوعی ذہانت'' ایک مفید ٹیکنالوجی ہے، لہذا مفید دائرہ میں اس کا استعمال مباح ہے، نیز فرمان باری تعالی ہے: "**وسخر لكم ما في السموات وما في الأرض جميعا منه، إن في ذلك لآيات لقوم يتفكرون**" (سورۂ جاثیہ: ۱۳) (اور اللہ نے تمہارے لئے جو کچھ فضاؤں میں اور جو کچھ زمین میں ہے، سب کچھ اپنی طرف سے مسخر کر رکھا ہے، اور ان میں بڑی نشانیاں ہیں جن سے فائدہ وہ لوگ اٹھائیں گے جو غور وفکر اور تدبر سے کام لیں گے)۔

علامہ آلوسی کبیر شہاب الدین ابوالثناء محمود بن عبداللہ حسینیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "**من الموجودات بأن جعل فيها منافع لكم منها ظاهرة، ومنها خفية**" (آلوسی، روح المعانی ۱۳/ ۱۴۳، بیروت العلمیہ، ۱۴۱۵ھ، تحقیق علی عبدالباری عطیہ) (آسمان اور زمین میں موجود اشیاء کو تمہارے لئے مسخر کر رکھا ہے، اس طرح کہ ان کے اندر تمہارے لئے فوائد رکھ دیئے ہیں، ان میں سے بعض فوائد عیاں ہیں اور بعض مخفی ہیں)۔

اس آیت سے بھی یہ بات معلوم ہوئی کہ زمین وآسمان کی ساری چیزیں انسان کے لئے مسخر ہیں، خواہ ان کا محسوس وجود ہو، یا موجودہ دور میں الیکٹرانک وبرقی وجود ہو، اگر ان پر نقصان دہ ہونے کا پہلو غالب نہ ہو تو پھر ان کا استعمال مباح ہے، مصنوعی ذہانت میں نفع رسانی کا پہلو غالب ہے، اگر اسے ریگولیٹ ومنظّم کر دیا جائے، اور اخلاقی اقدار کی رعایت کے ساتھ ان کا استعمال کیا جائے، لہذا نفع رسانی کے پہلو کے مدنظر ''مصنوعی ذہانت'' کا استعمال مباح ہے۔

مصنوعی ذہانت کا استعمال: اعتدال کے ساتھ:

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ کیا اس طرح کی عملی اور معلوماتی سہولیات سے بڑھ چڑھ کر استفادہ کرنا چاہئے، تو اس بابت تحفظ رکھنا چاہئے، تو اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ اسلام کی تعلیمات تمام میدانوں اور شعبوں میں اعتدال کی ہے، بلکہ اعتدال اس امت کی شناخت اور پہچان ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے: "**وكذلك جعلناكم أمة وسطا**" (سورۂ بقرہ: ۱۴۳) (ہم نے اسی طرح (اے مسلمانو!) تم کو درمیانی اور افضل امت بنایا ہے)۔

''وسط'' کسی چیز کے سنٹر اور بالکل بیچ وبیچ کے حصہ کو کہتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ توسط واعتدال اس امت کی خاص پہچان وشناخت ہے، وہ افراط وتفریط اور غلو وحد سے تجاوز کرنے سے پاک ہے، جو اس کی خیریت، افضلیت اور بہتر ہونے کی دلیل ہے کہ کسی چیز کا سنٹر سب سے عمدہ ہوتا ہے، مشہور مفسر قرآن ابوجعفر محمد بن جریر طبریؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"**وأنا أرى أن "الوسط" في هذا المواضع، هو "الوسط" الذي بمعنى: الجزء الذي هو بين الطرفين، مثل "وسط الدار".....وأرى أن الله تعالى ذكره إنما وصفهم بأنهم "وسط" لتوسطهم في**

الدين، فلا هم أهل غلو فيه، غلو النصارى.....**ولاهم أهل تقصيرفيه، تقصير اليهود**.....**ولكنهم أهل توسط واعتدال فيه، فوصفهم الله بذلک، إذكان أحب الأمور إلى الله أوسطها**''(طبری، جامع البیان فی تأویل القرآن ۳/ ۱۴۲، ط اول، بیروت، مؤسسۃ الرسالہ ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء تحقیق: احمد محمد شاکر)(میری رائے ہے کہ ''وسط'' اس جگہ دونوں کناروں کے درمیان حصہ کے معنی میں ہے، جیسے: ''وسط الدار'' کے معنی گھر کے درمیانی حصہ کے ہیں.....میری رائے میں اللہ تعالی نے اہل اسلام کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ وہ اہل توسط ہیں؛ کیونکہ وہ دین کے سلسلہ میں توسط واعتدال پر ہیں، نہ دین کے بارے میں وہ غلو پسند کرتے ہیں، جیسے نصاری نے غلو کیا.....اور نہ ہی دین کے سلسلہ میں وہ تقصیر وکوتاہی کرنے والے ہیں، جیسے یہود نے تقصیر کی..... بلکہ وہ توسط واعتدال کے حامل ہیں، اس لئے اللہ تعالی نے ان کا یہ وصف بیان کیا ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی کی نگاہ میں درمیانی چیز سب سے پسندیدہ ہے)۔

حتی کہ عبادات کے اندر بھی اعتدال مطلوب ہے اور غلو وتفریط ممنوع ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''**يا أيها الناس إياكم والغلو في الدين، فإنه أهلک من كان قبلكم الغلو في الدين**''(سنن ابن ماجہ، کتاب الحج، باب قدر حصی الرمی، حدیث نمبر: ۳۰۲۹، صحیح ابن خزیمہ، حدیث نمبر: ۲۸۶۷، مسند احمد، حدیث نمبر: ۳۲۴۸، بہ روایت حضرت ابن عباسؓ، اور یہ صحیح درجہ کی حدیث ہے)(اے لوگو! دین میں غلو پسندی سے بچو؛ کیونکہ تم سے پہلو لوگوں کو دین میں غلو پسندی نے ہلاکیا)۔

لہذا ''مصنوعی ذہانت'' کا استعمال اچھے مقاصد کے لئے اعتدال کے دائرہ میں ہونا چاہئے، اور ان اخلاقی اقدار کی پابندی کے ساتھ ہونا چاہئے، جن پر اگلے سوال کے جواب میں روشنی ڈالی جائے گی۔

۲-مصنوعی ذہانت کے استعمال کے اصول وضوابط:

یہ بہت اہم سوال ہے، اس لئے کہ تعلیم یافتہ دنیا اس سلسلہ میں سرگرداں ہے، اور مصنوعی ذہانت کے استعمال کے لئے اصول وضوابط کرنے کے بارے میں کوشاں ہے، امید ہے کہ اکیڈمی کے سر اس سلسلے میں پہل کرنے کا سہرا بندھے گا، اور اکیڈمی ایسے اصول وضوابط طے کرنے میں کامیاب رہے گی جو انسانیت کے لئے مشعل راہ ثابت ہو۔

ہم ذیل میں کتاب وسنت کی روشنی میں ''مصنوعی ذہانت'' کے استعمال کے چند اصول وضوابط تحریر کررہے ہیں:

۱-ضرر لاحق کرنے سے اجتناب:

''مصنوعی ذہانت'' کا استعمال اس طرح کیا جائے کہ کسی کو کوئی ضرر لاحق نہ ہو، اسلامی شریعت کی واضح تعلیمات میں سے ایک یہ ہے کہ اپنی مملوکہ اشیاء کا بھی اسی طرح استعمال کیا جائے کہ دوسرے کو کوئی کھلا ہوا ضرر لاحق نہ ہو، اگرچہ اللہ تعالی نے میاں بیوی کے پس منظر میں ضرر نہ پہنچانے کا حکم دیا ہے، جیسا کہ ارشاد ہے: ''**ولاتمسكوهن ضرارا لتعتدوا،**

ومن یفعل ذلک فقد ظلم نفسه''(سورۂ بقرہ:۲۳۱)(انہیں نقصان پہنچانے کے لئے اور زیادتی کرنے کے لئے روکنا جائز نہیں ہے، جو ایسا کرے گا، خود اپنے اوپر ظلم کرے گا)۔

یہی حکم ان تمام صورتوں میں ہے جن میں کسی کو ناحق ضرر پہنچایا جائے، نبی اکرم ﷺ نے ضابطہ مقرر فرمادیا ہے کہ نہ خود کو ضرر پہنچانا درست ہے نہ دوسروں کو ضرر لاحق کرنا درست ہے، ابتداء اور بہ طور مقابلہ ہر طرح ضرر لاحق کرنا جائز نہیں ہے، حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''**لا ضرر ولاضرار، من ضار ضاره الله، ومن شاق شق الله علیه**''(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، کتاب البیوع ۲/۶۶، حدیث نمبر:۲۳۴۵، سنن دارقطنی، کتاب البیوع ۷/۳۸۷، حدیث نمبر ۳۱۲۴، اور یہ صحیح درجہ کی حدیث ہے)(نہ خود کو اور نہ دوسروں کو ضرر پہنچانا جائز ہے، جو ضرر پہنچائے گا، اللہ تعالی اسے ضرر پہنچائے گا، اور جو کسی کو مشقت میں مبتلا کرے گا، اللہ تعالی اسے مشقت میں مبتلا کرے گا)۔

یہ حدیث صراحتاً اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ ہر وہ سرگرمی جس سے کسی کو ضرر لاحق ہو، جائز نہیں ہے، فقہاء اسلام نے بھی اس کی صراحت کی ہے کہ اگر اپنی ملکیت میں بھی ایسا تصرف کرے جس سے کسی شخص کو کھلا ہوا ضرر لاحق ہو، تو اسے ایسے تصرف سے روک دیا جائے گا، اسی پر فتوی بھی ہے۔

علامہ ابن عابدین محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز دمشقی حسینیؒ رقم طراز ہیں:''**ولکن ترک القیاس فیمحل یضر بغیره ضرراًبینا، قیل:وبه أخذ کثیر من المشائخ، وعلیه الفتوی**''(ابن عابدین، ردالمحتار، کتاب البیوع، مطلب دفع فی دارہ ۵/۲۳۷، بیروت، دارالفکر ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء)(لیکن ایسی جگہ قیاس کو چھوڑ دیا گیا ہے، جہاں دوسرے کا واضح ضرر ہو، کہا گیا ہے کہ: بہت سے مشائخ اسی پر عمل پیرا ہیں، اور اسی پر فتوی ہے)۔

۲-دھوکہ دہی سے اجتناب:

مصنوعی ذہانت کے استعمال کے وقت دھوکہ دہی سے اجتناب لازم ہے، خداع، دھوکہ دہی اور فریب بازی اہل نفاق کی علامت ہے، فرمان باری تعالی ہے:''**یخادعون الله والذین آمنوا وما یخدون إلا أنفسهم وما یشعرون**''(سورۂ بقرہ:۹)(وہ اللہ تعالی اور اہل ایمان کو دھوکا دینے میں لگے ہیں اپنی حماقت میں وہ ایسا سمجھ رہے ہیں) حالانکہ (حقیقت یہ ہے کہ) وہ خود اپنے کو دھوکہ دے رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور واحساس بھی نہیں)۔

نبی کریم ﷺ نے بھی ہر قسم کی دھوکہ بازی اور فریب دہی کو حرام قرار دیا ہے، اسے نبوی منہج اور مسلمانوں کی روش سے انحراف قرار دیا ہے، حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''**من غشنا فلیس منا**''(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ''من غشنا.....'' حدیث نمبر:۱۰۱، سنن ترمذی، حدیث نمبر:۱۳۱۵)(جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم

میں سے نہیں)۔

ایک دوسری حدیث میں ہے جو حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:"**من غشنا فليس منا، والمكروالخداع في النار**"(المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰/۱۳۸، حدیث نمبر ۱۰۲۳۴، صحیح ابن حبان-بترتیب ابن بلبان، حدیث نمبر:۵۶۷، اور یہ حسن درجہ کی حدیث ہے)(جو ہمیں دھوکہ دے، وہ ہم میں سے نہیں، اور فریب ودھوکہ کا انجام جہنم ہے)۔

فقہاء نے بھی اس بات کی صراحت کی ہے کہ امور و معاملات میں دھوکہ دہی حرام ہے،''الدر المختار''میں ہے:"**الغش حرام**"(حصکفی، الدر المختار، کتاب البیوع، باب خیار العیب ۵/۴۷، بیروت، دار الفکر ۱۳۸۶ھ)(دھوکہ دہی حرام ہے)۔

۳- کسی کی راز داری پر دست درازی نہ کی جائے، اس کی حرمت کتاب وسنت میں عیاں ہے۔

۴-خیانت سے اجتناب:

''مصنوعی ذہانت'' کے استعمال کے وقت ہر طرح کی خیانت سے پرہیز کیا جائے؛ کیونکہ اسلامی نقطہ نظر سے خیانت ہر دائرہ اور شعبہ میں حرام ہے، خواہ اس کا تعلق دینی شعبہ سے ہو یا دنیوی شعبہ سے ہو، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:"**يا أيها الذين آمنوا لا تخونوا الله والرسول وتخونو اأماناتكم وأنتم تعلمون**" (سورۂ انفال:۲۷)(اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے ساتھ جانتے بوجھتے خیانت نہ کرنا اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرنا)۔

امانت میں صرف مالی امانت ہی شامل نہیں ہے، بلکہ ہر طرح کی امانت داخل ہے،''مصنوعی ذہانت'' کا استعمال بھی ایک طرح کی امانت ہے، اس لئے اس میں بھی کسی طرح کی خیانت ناجائز ہے، نبی کریم ﷺ نے بھی ہر طرح کی خیانت کو ناجائز قرار دیا ہے، ایک حدیث میں منافقین کی مختلف علامتوں کو بیان کرتے ہوئے ارشاد ہے:"**إذا أوتمن خان**"(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب علامۃ المنافق، حدیث نمبر ۳۴، مسند احمد، حدیث نمبر:۶۸۷۹، بہ روایت:عبداللہ بن عمروؓ)(اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے)۔

۵-اعتدال وتوسط کا التزام:

''مصنوعی ذہانت'' کے استعمال کے سلسلہ میں اعتدال وتوسط کا التزام بھی ضروری ہے؛ کیونکہ یہ انسانی ذہن کی نقل ہے، اگرچہ انسانی ذہن سے بھی تیز رفتار ہے، لیکن دستیاب ڈیٹا سے زیادہ اس کی پہنچ نہیں ہے، اس لئے غلطی کا بھی امکان ہے، لہذا اس کا استعمال اعتدال وتوسط کے ساتھ ہونا چاہئے، مذہب اسلام کی یہ بڑی خصوصیت ہے کہ اس نے زندگی کے ہر میدان اور شعبہ میں اعتدال کی تعلیم دی ہے، حتی کہ عبادات میں بھی اعتدال کا دامن تھامنے اور غلو سے بچنے کی ہدایت فرمائی

ہے، ایک موقع سے کچھ صحابہ نے ازواج مطہرات سے آپ کے معمولات معلوم کرنے کے بعد ان کو کم سمجھتے ہوئے اپنے معلومات عبادت میں غلو کے التزام کی بات کہی تو نبی کریم ﷺ نے ناراضگی ظاہر کی، اور اعتدال کی ہدایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''**مابال أقوام يقولون كذا وكذا، لكني أصلي وأنام، وأصوم وأفطر، وأتزوج النساء، فمن رغب عن سنتي فليس مني**'' (سنن نسائی، کتاب النکاح، باب النہی عن التبتل، حدیث نمبر: ۳۲۱۷، مسند الحارث، حدیث نمبر: ۴۸۳، اور یہ صحیح درجہ کی حدیث ہے) (کچھ لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ ایسی ایسی باتیں کہتے ہیں (یعنی عبادت میں غلو کا اظہار کرتے ہیں) لیکن میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں، اور نہ بھی رکھتا ہوں، خواتین سے نکاح بھی کرتا ہوں، سو جو میری سنت سے بے رغبتی کرے وہ مجھ میں سے نہیں ہے)۔

۶- اخلاقیات کی پابندی:

''مصنوعی ذہانت'' کے استعمال کے وقت اخلاقیات کی پابندی ضروری ہے، یوں تو ایک مسلم کی شان یہ ہے کہ ہر چیز میں اعلی اقدار اور اخلاقیات کی پابندی کرے، اس کی ذات سے اخلاقی اعتبار سے کسی کو اذیت نہ پہنچے، لیکن ''مصنوعی ذہانت'' کے استعمال کے وقت اعلی اقدار اور بلند ترین اخلاقیات کی پابندی انتہائی ضروری ہے، تاکہ اس کے استعمال سے کسی کو کوئی ضرر اور تکلیف نہ پہنچے؛ کیونکہ مصنوعی ذہانت ایک تکنیک ہے، جس کے باضابطہ استعمال سے ضرر سے بچا جاسکتا ہے، جبکہ بے ضابطگی سے ضرر کا قوی امکان ہے، اس لئے ایسی چیز کے استعمال کو روگولیٹ، منظّم اور باضابطہ کرنا ضروری ہے جو بلند ترین اقدار اور اعلی اخلاقیات کے التزام کے بغیر ناممکن ہے، لہذا ان کی پابندی ضروری ہے، اعلی اخلاقیات سے متصف رہنا نبی کریم ﷺ کی شان ہے، جیسا کہ قرآن مجید ناطق و گویا ہے: ''**وإنك لعلى خلق عظيم**'' (سورۂ قلم: ۴) (آپ بڑے عظیم اور (بلند) اخلاق پر فائز ہیں)۔

اس لئے آپ ﷺ کے نام لیوا کو بھی اعلی اخلاق کی روش اختیار کرنا چاہئے، نبی کریم ﷺ مختلف مواقع پر اپنے امتی کو اعلی اخلاق سے متصف رہنے کی تاکید فرماتے تھے، ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''**خيار كم أحاسنكم أخلاقا**'' (الادب المفرد للبخاری ص: ۱۰۳، حدیث نمبر: ۲۷۱، صحیح ابن حبان، حدیث نمبر: ۴۷۷، مسند احمد، حدیث نمبر: ۶۸۱۸، بہ روایت: عبد بن عمروؓ، اور یہ صحیح درجہ کی حدیث ہے) (تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہوں)۔

۷- باخبر کردینا:

اگر ''مصنوعی ذہانت'' کا استعمال کسی کے کام کے لئے کیا جائے، اور اس کام میں زیادہ تر حصہ ''مصنوعی ذہانت'' کا ہو، تو پھر جس کا کام ہوا سے بتادینا ضروری ہے، اس لئے کہ یہ امانت کا تقاضا ہے، اور جیسا کہ گزرا کہ امانت عام ہے، مالی

ذمہ داری کے علاوہ ہر طرح کی ذمہ داری کو بھی شامل ہے، خواہ قولی، عرفی، سماجی، یا اخلاقی ذمہ داری ہو، اللہ تعالی نے ہر طرح کی امانت کی ادائیگی کا حکم دیا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: ''**إن الله يأمركم أن تؤدوا الأمانات إلى أهلها**'' (سورۂ نساء:۵۸) (اللہ تعالی تمہیں اس کا حکم دیتا ہے، کہ امانتیں ان کے حق داروں تک پہنچادو)۔

اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں مشہور مفسر ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری خزرجی اندلسیؒ تحریر فرماتے ہیں: ''**فالآية شاملة بنظمها لكل أمانة، وهي أعداد كثيرة**'' (قرطبی الجامع للاحکام القرآن ۵/ ۲۵۷، ریاض، دار عالم الکتب، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۳، تحقیق: ہشام سمیر بخاری) (آیت اپنے نظم ولفظ کے ساتھ ہر امانت کو شامل ہے، اور اس کی بہت زیادہ تعداد ہے)۔

ایک دوسری آیت میں ہے: ''**إن خير من استأجرت القوي الأمين**'' (سورۂ قصص:۲۶) (سب سے بہتر ملازم وہ ہوتے ہیں جو طاقتور ہوں، امانتدار ہوں)۔

اس آیت میں بھی اجرت پر کام کرنے والے کے دو بنیادی اوصاف ذکر کئے گئے ہیں: ۱- کام کی طاقت، ۲- امانت داری، لہذا امانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ کام میں ''مصنوعی ذہانت'' کے استعمال سے کام کروانے والے کو واقف کرادیا جائے، اگر وہ راضی ہو تو ٹھیک ہے، ورنہ کام کرنے سے انکار کردے۔

۸- ماحولیات کو بھی ضرر سے بچایا جائے:

ہر ٹیکنالوجی سے تیار مشینوں اور دیگر آلات کے استعمال کا اثر ماحولیات پر بھی پڑتا ہے، موجودہ دور میں کار، ہوائی جہاز، جیٹ طیارہ ''مصنوعی ذہانت'' کے ذریعہ چلایا جاتا ہے، نیز گھروں کو صاف کرنے والے روبوٹ وغیرہ میں بھی ''مصنوعی ذہانت'' کی ٹیکنالوجی لگی ہوئی ہے، ان ساری چیزوں کے اثرات سے ماحولیات بھی متاثر ہوتی ہے، اس لئے ''مصنوعی ذہانت'' کی ٹیکنالوجی کے استعمال میں توازن کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے، تاکہ اس کے استعمال سے ماحولیات میں کوئی ابتری، بدنظمی اور کثافت پیدا نہ ہو؛ کیونکہ کسی چیز کو اس کی نافعیت سے نکال کر محل ضرر میں پہنچادینا، اور صحت کی حالت سے بگاڑ کی حالت میں لے آنا، یہی ''فساد'' ہے، جو اللہ تعالی کو بے حد ناپسند ہے، ارشاد الہی ہے: ''**والله لايحب الفساد**'' (سورۂ بقرہ:۲۰۵) (اور اللہ بگاڑ کو پسند نہیں کرتا)، ایک جگہ ارشاد ہے: ''**ولاتبغ الفساد في الأرض إن الله لا يحب المفسدين**'' (سورۂ قصص:۷۷) (اور زمین میں بگاڑ نہ پیدا کرو، اللہ تعالی فساد اور بگاڑ پیدا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)۔

کائنات کو بگاڑ سے بچانے کی ذمہ داری باشعور افراد پر ہے، فرمان باری تعالی ہے: ''**فلولا كان من القرون أولو بقية ينهون عن الفساد فى الأرض إلا قليلا ممن أنجينا منهم**'' (سورۂ ہود:۱۱۶) (تم سے پہلے جو نسلیں گذر چکیں ان میں ایسے لوگ کیوں نہیں گذرے (جن کے پاس کچھ غیر وجمیت ہوتی، وہ باشعور ہوتے اور) وہ زمین میں فساد، بگاڑ

اور دھاندھلی سے روکتے، ہاں کچھ لوگ برائے نام تھے، جن کو ہم نے اپنے عذاب سے بچایا)۔

امام آلوسی شہاب الدین، ابوالثناء محمود بن عبداللہ حسینیؒ ''افساد'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''**في الحقيقة إخراجالشي عن حالة محمودة،لا لغرض صحيح**'' (آلوسی، روح المعانی ۱/۴۹۱، بیروت، العلمیہ، ۱۴۱۵ھ، تحقیق: علی عبدالباری عطیہ) (درحقیقت ''افساد'' کسی بھی چیز کو کسی درست مقصد کے بغیر قابل تعریف حالت سے نکال دینے کا نام ہے)، ہر طرح کا فساد مذموم ہے، خواہ اس کا تعلق کائنات کی کسی چیز سے ہو، مایہ ناز مفسر ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہے: ''**والآية بعمومها تعم كل فساد كان فئ أرض، أو مال أو دين، وهو الصحيح**'' (قرطبی، الجامع لأحکام القرآن ۳/۱۸، ریاض، دارعالم الکتب ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۳ء، تحقیق: ہشام سمیر بخاری) (یہ آیت اپنے عموم کے ساتھ ہر فساد کو شامل ہے، خواہ زمین میں ہو، یا مال میں ہو، یا دین میں ہو، اور یہی صحیح ہے)۔

لہذا ''مصنوعی ذہانت'' کی ٹیکنالوجی کا استعمال اس طرح ہو کہ توازن اور بیلنس قائم رہے، ماحولیات پر ناقابل تلافی نقصان مرتب نہ ہو۔

۹-سماج بھی ضرر سے محفوظ رہے:

''مصنوعی ذہانت'' کی ٹیکنالوجی کا استعمال اگر بے قابو ہو جائے تو اس سے انسانوں کو ضرر لاحق ہو سکتا ہے، اس لئے ''مصنوعی ذہانت'' کے استعمال کے وقت اس کی تنظیم اور باضابطگی کا تیقن حاصل کر لینا ضروری ہے، تاکہ سماج اس کے ضرر سے محفوظ رہے۔

اسلامی شریعت کے رو سے کسی مملوکہ چیز کا استعمال اس طرح ہونا چاہئے کہ دیگر انسانوں کو کھلا ہوا ضرر لاحق نہ ہو، اسی لئے فقہاء نے رہائشی علاقہ میں تنور لگانے، چکی نصب کرنے اور دھوبی کے گھاٹ لگانے سے منع فرمایا ہے، ''فتح القدیر'' میں ہے: ''**أن الدار إذا كانت مجاورة لدور فأراد صاحب الدار أن يبني فيها تنوراً للنجز الدائم، أورحى للطحن، أو مدقة للقصارين يمنع منه؛لأنه يتضرر به جيرانه ضررا فاحشا**'' (ابن ہمام، فتح القدیر ۷/۳۲۶، بیروت، دارالفکر) (اگر کوئی گھر دیگر گھروں سے متصل ہو، اور گھر کا مالک اس میں روٹی کا دائمی تنور لگانا چاہے، یا آٹا پیسنے کے لئے چکی نصب کرنا چاہے، یا دھوبی کے کپڑے پٹخنے کی لکڑی رکھنا چاہے تو اسے اس سے روکا جائے گا؛ کیونکہ اس سے اس کے پڑوسیوں کو کھلا ہوا ضرر لاحق ہوگا)۔

لہذا ''مصنوعی ذہانت'' کے استعمال کے اصول وقواعد اور ضوابط کی پابندی ضروری ہے، تاکہ اس کا استعمال باضابطہ اور منظم طریقہ پر ہو، جس سے سماج کو کوئی کھلا ہوا ضرر لاحق نہ ہو، بلکہ اس کے منفی اثرات ونتائج سے بچتے ہوئے صرف مفید

امور میں اس کا استعمال کیا جاسکے، جس سے استعمال کرنے والے اور دیگر انسانوں کا بھی فائدہ ہو، یا کم از کم اس سے کسی دوسرے انسان کا کوئی کھلا ہوا ضرر نہ ہو۔

۳-مصنوعی ذہانت کے اپلی کیشن Chat Gpt کے ذریعہ تیار کردہ تحریر اور کتاب کا شرعی حکم:

کوئی شخص اپنی محنت سے کسی چیز کو تیار کرے تو اس پر اسے ''حق اختصاص و ملک'' حاصل ہوجاتا ہے، اور موجودہ دور کی اصطلاح میں غیر محسوس اور غیر مادی چیز بھی مال سمجھی جاتی ہے، لہذا ''مصنوعی ذہانت'' کے اپلی کیشن Chat Gpt کے ذریعہ سوالات کر کے جو تحریر اور کتاب تیار کی جائے اس کی نسبت تیار کرنے والا اپنی طرف کرسکتا ہے، اسے حق تصنیف و تالیف حاصل ہے جو موجودہ دور کے عرف میں مال اور قابل معاوضہ ہے۔

''مصنوعی ذہانت'' کا اپلی کیشن Chat Gpt کے ذریعہ کسی تحریر یا کتاب کو تیار کرنا، ایسا ہی ہے، جیسے مختلف مصادر و مراجع کی روشنی میں کوئی تحریر یا کتاب تیار کرنا، فرق صرف اتنا ہے کہ مختلف مصادر و مراجع کی صورت میں انسانی ذہن کام کرتا ہے، جبکہ ''مصنوعی ذہانت'' کے اپلی کیشن Chat Gpt کی صورت میں انسانی ذہن کی نقالی سے کام لیا گیا ہے، یہ ٹیکنالوجی تیز رفتار کام کرتی ہے، اور انٹرنیٹ پر دستیاب ڈیٹا کی مدد سے بہتر سے بہتر مواد پیش کرتی ہے، لیکن پھر بھی انسانی تہذیب و ترتیب کی ضرورت ہوتی ہے، کسی موضوع کے علم کے بغیر محض ''مصنوعی ذہانت'' کے اپلی کیشن Chat Gpt کے ذریعہ کوئی تحریر یا کتاب تیار نہیں کی جاسکتی ہے، چونکہ اس صورت میں ٹیکنالوجی سے مدد لی گئی ہے، لیکن انسانی محنت بھی موجود ہے، اس لئے ایسی تحریر اور کتاب کی نسبت تیار کرنے والا خود کی طرف کرسکتا ہے، اس لئے کہ یہ مباح طریقہ پر فراہم معلومات میں سے بعض معلومات کے ذریعہ تحریر یا کتاب کی تیاری ہے، لہذا اس پر ''حق اختصاص و ملک'' ثابت ہوگیا، اسے یوں سمجھ سکتے ہیں کہ دریا کا پانی عام اور مباح ہے، لیکن کوئی شخص اس پانی کو اپنے مخصوص برتن میں محفوظ کرلے تو اس پانی پر اس کی ملکیت ثابت ہوجاتی ہے، جیسا کہ فقہاء نے اس کی صراحت کی ہے، ''ردالمحتار'' میں ہے:''**والرابع: المحرز في الأواني ينقطع حق غيره عنه**'' (ابن عابدین، ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل الشرب ۶/۴۳۸، بیروت، دارالفکر، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء) (چوتھی قسم: برتنوں میں محفوظ کردہ پانی ہے، جس سے دوسرے کا حق منقطع ہوجاتا ہے)۔

''فتاوی ہندیہ'' میں ہے:''**والرابع ما أحرز في حب ونحوه، فليس لأحد أن يأخذ منه شيئا بدون إذن صاحبه، وله بيعه؛ لأنه ملكه بالإحراز، فصار كالصيد والحشيش**'' (فتاوی ہندیہ، کتاب الاشربۃ، الباب الاول في تفسیرہ ۵/۳۹۱، بیروت، دارالفکر، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء) (چوتھی قسم وہ پانی ہے جو مٹکے وغیرہ میں محفوظ کرلیا گیا ہو، تو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر کوئی اس میں سے نہیں لے سکتا ہے، اور وہ اسے بیچ سکتا ہے، اس لئے کہ محفوظ کرنے سے وہ اس کا مالک ہوگیا،

یہ ایسے ہی ہے جیسے شکار اور گھاس ہے)۔

اسی طرح انٹرنیٹ پر دستیاب معلومات کے ذخیرہ اور انبار میں سے ''مصنوعی ذہانت'' کے اپلی کیشن Chat Gpt کے ذریعہ کسی تحریر یا کتاب کو تیار کر لینے سے اس پر حق اختصاص وہ ملک ثابت ہوجائے گا، کیونکہ مصادر ومراجع سے اسے ہی توثیق کرنی ہوگی، یہ ظاہر ہے کہ کسی فن یا موضوع کے ذوق ومہارت کے بغیر مطلوبہ موضوع پر معیاری تحریر تیار نہیں کی جاسکتی ہے، اس لئے اس ٹیکنالوجی کی مدد سے بھی تیاری کی جانے والی تحریر میں انسانی عمل دخل موجود ہے، لہذا یہ تحریر تیار کرنے والے کی ہے، اور اس کی نسبت اس کی طرف درست ہے، شرعی اعتبار سے اس طرح کی ٹیکنالوجی سے مدد لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۴-اذان کے لئے ''مصنوعی ذہانت'' کا استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے:

شرعی نقطہ نظر سے ''مصنوعی ذہانت'' کا استعمال اذان کے لئے نہیں کیا جاسکتا ہے، کہ مقرر کردہ نظام کے مطابق ہر وقت نماز پر خود بخود اذان ہوجایا کرے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱-اذان ایک قرب وعبادت ہے جس میں قلبی خشوع وخضوع اور رقت بھی مطلوب ہے، جو مشینی یا ٹیکنالوجی پر مبنی اذان میں ممکن نہیں ہے، کتاب وسنت سے اذان کی یہی روح معلوم ہوتی ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''**يا أيها الذين آمنوا إذا نودي الصلاة من يوم الجمعة فاسعوا إلى ذكر الله**'' (سورۂ جمعہ:۹) (اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کی اذان دی جائے تو اللہ کی یاد کی طرف لپکو)۔

اس آیت کے الفاظ کی روح یہی ہے کہ اذان دینے والا ایک مسلم انسان ہو جو اپنی قلبی کیفیت کے ساتھ اذان دے۔

۲-اذان میں قلبی کیفیت، خشوع وخضوع، حسن صوت اور آواز میں بلندی وغیرہ بھی مطلوب ہے، جو ایک مسلم کی اذان میں موجود ہے، ٹیکنالوجی پر مبنی اذان میں حسن صوت اور آواز میں بلندی تو ہوسکتی ہے، لیکن قلبی کیفیت مفقود ہے، لہذا اذان کے لئے ''مصنوعی ذہانت'' کا استعمال ممنوع ہے۔

یہی وجہ ہے کہ خواب دینے والے عبداللہ بن زید بن عبد ربہ کی بجائے نبی کریم ﷺ نے حضرت بلالؓ کو مؤذن مقرر فرمایا، اور عبداللہ بن زید کو حکم دیا: ''**فقم مع بلال، فإنه أندى وأمدصوتا منك، فألق عليه ما قيل لك، ولينادبذلك**'' (سنن ترمذی، کتاب الأذان، باب ماجاء في بدء الأذان، حدیث نمبر:۱۸۹، سنن دارمی، حدیث نمبر:۱۱۹۰، ۱۱۹۱، بہ روایت: عبداللہ بن زیدؓ، اور یہ صحیح درجہ کی حدیث ہے) (حضرت بلال کے ساتھ اٹھو؛ کیونکہ وہ تم سے زیادہ حسین اور بلند آواز والے ہیں، خواب میں

جوالفاظ تم سے کہے گئے ہیں، وہ ان کو سکھا دو، ان الفاظ کے ساتھ وہ اذان دیں)۔

اس حدیث سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ اذان میں حسن صوت، آواز کی بلندی اور باطنی کیفیت اور دیگر اوصاف مطلوب ہیں۔

۳-فقہاء کے اقوال سے استئناس:

فقہاء نے بھی اس بات کی صراحت کی ہے کہ اذان میں قلبی کیفیت بھی مطلوب ہے، اسی وجہ سے مؤذن کو حکم ہے کہ قبلہ رو اور باوضو ہو کر اذان دے۔ امام سرخسی، ابوبکر، شمس الائمہ، محمد بن احمد بن سہلؒ رقم طراز ہیں: "**الأذان مناجاة ومناداة، ففي حالة المناجاة يستقبل القبلة، وعندالمناداة يستقبل من ينادي**" (سرخسی، المبسوط، کتاب الصلاۃ، باب الأذان ۱/۱۲۱، طبع اول: بیروت، دارالفکر ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء تحقیق: خلیل میس) (اذان (رب) سے سرگوشی اور اعلان بھی ہے، چنانچہ سرگوشی کی حالت میں قبلہ رخ ہوگا، اور اعلان کے وقت ان کی طرف رخ کرے گا جن کو پکار رہا ہے)۔

اس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اذان اعلان و پکار کے ساتھ رب سے سرگوشی بھی ہے، جو ٹیکنالوجی پر مبنی اذان میں موجود نہیں ہے، لہذا اذان کے لئے ''مصنوعہ ذہانت'' کا استعمال درست نہیں ہے۔

۵-موجودہ دور میں فون کی آواز کب شرعاً معتبر مانی جائے گی؟

''مصنوعی ذہانت'' کی ٹیکنالوجی کی بدولت فون پر ایک شخص کی اپنی آواز میں اس کی ناکہی ہوئی بات بولی جاسکتی ہے، لہذا فون کی آواز شرعاً اس وقت معتبر مانی جائے گی اور اس پر شرعی احکام مرتب ہوں گے، جبکہ ماہرین فن کی طرف سے مکمل تحقیق کے بعد یہ بات سامنے آئے کہ یہ آواز واقعی فلاں شخص کی ہے، اس میں نہ کوئی جعلسازی کی گئی ہے، اور نہ ہی ''مصنوعی ذہانت'' کی ٹیکنالوجی استعمال کی گئی ہے، اس تحقیق کے بعد بھی فون کی آواز کی شرعی حیثیت محض ایک قرینہ کی ہوگی، لہذا جو امور قرائن سے ثابت ہوجاتے ہیں ان میں اس قرینہ کا استعمال کیا جاسکتا ہے، یعنی مالی امور فون پر اقرار وغیرہ سے ثابت ہوجائیں گے، لیکن حدود وقصاص ثابت نہیں ہوں گے، اس لئے کہ یہ حد یقین کو پہنچنے والی علامت اور قطعی قرینہ نہیں ہے، علامہ کاسانی علاء الدین ابوبکر بن مسعود حنفیؒ رقم طراز ہیں: "**ومن وجد منه رائحة الخمر، أوقاء خمرا لاحد عليه، لأنه يحتمل أنه شربها مكرها، فلايجب مع الاحتمال**" (کاسانی، بدائع الصنائع، کتاب الاشربہ ۵/۱۱۳، بیروت، دارالکتاب العربی ۱۹۸۲ء) (جس شخص کے منہ سے شراب کی بو محسوس ہو، یا وہ شراب کی قے کرے، تو اس پر حد نہیں ہے، اس لئے کہ امکان ہے کہ اس نے حالت اکراہ میں شراب پی ہو، لہذا احتمال کے ساتھ حد لازم نہ ہوگی)۔

اسلامی شریعت میں اگرچہ ''وسائل اثبات'' میں سے ایک قطعی قرینہ بھی ہے، لیکن یہ اس وقت ہے، جبکہ وہ قطعیت

اختیار کرلے،''ردالمحتار''میں ہے:''أوالقرائن الواضحة التي تصير الأمر في حيزالمقطوع به''(ابن عابدین، ردالمحتار، کتاب القضاء ۵/ ۳۵۴)(واضح قرائن بھی قاضی کے فیصلہ کے ذرائع میں سے ہیں، جومعاملہ کویقینی شئ کے درجہ میں کردیں)۔

چاندوغیرہ کے ثبوت کے لئے فون کی آواز کی حیثیت خبر کی ہے، اگر متعدد جہات سے رؤیت کی خبر بہ طور اسفاضہ حاصل ہوتو اس پر اعتماد کیا جاسکتا ہے؛ کیونکہ یہ عقلا بعید ہے کہ تمام اشخاص کے فون پر''مصنوعی ذہانت'' کی ٹیکنالوجی کی بنا پر آواز آرہی ہو۔

''الدر المختار'' میں ہے:''نعم لواستفاض الخبر في البلد الأخرى لزمهم على الصحيح من المذهب''(حصکفی، الدرالمختار، کتاب الصوم ۲/ ۳۹۰، بیروت، دارالفکر ۱۳۸۶ھ)(ہاں اگر دوسرے خطہ میں خبر عام ہوجائے تو مذہب کے صحیح قول کے مطابق (جہاں تواتر کے طور پر خبر پہنچے) وہاں بھی روزہ رکھنا واجب ہوگا)۔

''ردالمحتار''میں ہے:''قال الرحمتي:معنى الاستفاضة أن تأتي من تلك البلدة جماعات متعددون، كل منهم يخبر عن أهل تلك البلدة أنهم صاموا عن رؤية، لا مجرد الشيوع من غيرعلم بمن أشاعه''(ابن عابدین، ردالمحتار، کتاب الصوم ۲/ ۳۹۰، بیروت، دارالفکر ۱۴۲۱ھ)(رحمتیؒ فرماتے ہیں: استفاضہ کا مطلب یہ ہے کہ اس خطہ سے متعدد جماعت آئے، ہرایک اس خطہ کے لوگوں کے بارے میں بتائے کہ انہوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے، خبر عام کرنے والے کے علم کے بغیر محض خبر کے عام ہوجانے کا اعتبار نہیں ہے)۔

لہذا متعدد اطراف سے فون کے ذریعہ خبر پہنچے تو اس پر اعتبار کیا جاسکتا ہے، تمام لوگوں کی آواز کے بارے میں نقل کا شبہ کرنا محض وہم ہے، جس کا شریعت میں اعتبار نہیں ہے،''مجلۃ الأحکام العدلیہ'' میں ہے:''لاعبرة للتوهم''(مجلۃ الاحکام، ص ۲۵، دفعہ: ۷۴، کراچی، کارخانہ تجارت کتب)(محض وہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے)۔

۶-کسی شخص سے منسوب ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ کی شرعی حیثیت:

کسی شخص سے منسوب کوئی ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ ہو، تو اسے شرعی ثبوت کے طور پر قبول نہیں کیا جاسکتا ہے، اس کی حیثیت محض قرینہ کی ہے، بشرطیکہ ماہرین فن کی طرف سے اس کی فنی جانچ کرلی گئی ہو، اور ہرطرح کی جعلسازی سے محفوظ ہونے کی بات کہی گئی ہو، اس وقت قرینہ کی حیثیت سے''جج'' اس کا استعمال کرسکتا ہے، بالخصوص مالی امور کے اثبات کے لئے اس کا استعمال کیا جاسکتا ہے، نیز ملزم کو مخصوص مدت کے لئے اس کی بنا پر قید بھی کیا جاسکتا ہے، فقہاء نے اسلامی شریعت کے رو سے جن وسائل اثبات کا ذکر کیا ہے، وہ یہ ہیں: شہادت، اقرار، قسم، قسم سے انکار، قسامہ، قاضی کا علم (مرجوح قول کے

مطابق)،قرینہ۔

''ردالمحتار''میں ہے:''**وهي إما البينة، أو الإقرار، أو اليمين، أو النكول عنه، أو القسامة، أو علم القاضي بما يريد أن يحكم به، أو القرائن الواضحة التي تصير الأمر في حيز المقطوع به**''(ابن عابدین، ردالمحتار ۵/ ۳۵۴، بیروت، دارالفکر، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء)(''حجت'' یا توبینہ ہے، یا اقرار ہے، یا قسم ہے، یا قسم سے انکار ہے، یا تو قسامہ ہے، (یا تو مرجوح قول کے مطابق جس پر فتوی نہیں) جس چیز کے بارے میں فیصلہ کرنا چاہتا ہے قاضی کو اس کا علم ہونا ہے، یا ایسے واضح قرائن ہیں جو معاملہ کو یقین کردہ شئ کے محل میں کردیں)۔

''مجلّہ''، جس کے نفاذ کا حکم عثمانی سلطان ن دیا تھا، اس میں بھی قطعی قرینہ کو اثبات کے وسائل میں سے ایک قرار دیا ہے، دفعہ ۱۷۴۰ میں ہے:''**أحدأسباب الحكم القرينة القاطعة أيضا**''(مجلّہ،ص:۳۵۳، کراچی، کارخانہ تجارت کتب)(فیصلہ کے ذرائع میں سے ایک قطعی قرینہ بھی ہے)۔

اس کی تعریف یوں کی گئی ہے:''**القرينة القاطعة هي الأمارة البالغة حد اليقين**''(مرجع سابق ص/ ۳۵۳) (قطعی قرینہ وہ علامت ہے جو حد یقین کو پہنچی ہوئی ہو)۔

لیکن احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ کو حدود وقصاص کے اثبات میں ثبوت کے طور پر قبول نہ کیا جائے؛ کیونکہ بسا اوقات ماہرین بھی تفتیشی ایجنسیوں اور حکومت کے رخ کو دیکھ کر ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ کے اصلی یا جعلی ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں، نیز بعض اوقات آزاد ماہرین کی تحقیق کی آواز دبادی جاتی ہے۔

اگرچہ فقہاء نے مثال دی ہے کہ اگر کوئی شخص خالی گھر سے خوف ودہشت کی حالت میں نکلے، اس کے ہاتھ میں چھری ہو جو خون آلود ہو، اس کے بعد گھر میں لوگ داخل ہوئے اور وہاں اسی وقت ایک شخص کو مقتول پایا، تو گھر سے نکلنے والے شخص کے قاتل ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے، اس صورت میں خالص وہمی احتمالات کا کوئی اعتبار نہیں ہے کہ اس شخص نے خود کو ذبح کرڈالا ہو، یا کسی نے ذبح کرکے دیوار پھاند کر کے راہ فرار اختیار کرلی ہو، یا مقتول قاتل کو قتل کرنا چاہ رہا تھا، اس نے اپنے دفاع کے طور پر اس کا قتل کیا ہو (دیکھئے: مجلّہ، دفعہ ۱۷۴۱، ابن عابدین، ردالمحتار، کتاب القضاء ۵/ ۳۵۴)۔

لیکن خود صاحب زادہ علامہ ابن عابدین محمد علاء الدین بن محمد امین حسینی دمشقیؒ نے اس طرح کے قرینہ سے قصاص کو محل نظر قرار دیا ہے، وہ تحریر فرماتے ہیں:''**والحق أن هذا محل تأمل، ولا يظن أن في مثل ذلك يجب عليه القصاص مع أن الإنسان قد يقتل نفسه، وقد يقتله آخر ويفز، وقد يكون أراد قتل الخارج فأخذ السكين وأصاب نفسه فأخذها الخارج وفرمنه وخرج مذعورا، وقد يكون اتفق دخوله فوجده مقتولاً،**

فخاف من ذلک وفر، وقد یکون السکین بید الداخل، فأراد قتل الخارج، ولم یتخلص منه، إلابالقتل، فصار دفع الصائل، فلینظر التحقیق في هذه المسألة"(محمد علاء الدین، حاشیۃ قرۃ عیون الأخیار تکملۃ ردالمحتار ۴۶/۲، بیروت، دارالفکر ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء)۔

(حق یہ ہے کہ یہ محل غور وفکر ہے، یہ گمان نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اس جیسی صورت حال میں اس پر قصاص واجب ہوگا، حالانکہ کبھی انسان خود کو ہی مار ڈالتا ہے، اور کبھی اسے دوسرا مار کر راہ فرار اختیار کر لیتا ہے، کبھی ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ اندر والے نے باہر والے کو قتل کرنا چاہا، اور چھری لے کر خود کو ہی ہلاک کر ڈالا، باہر والے نے چھری لے لیا، اس سے افرار اختیار کیا، اور حالت خوف ودہشت میں نکل گیا۔ کبھی ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ جس وقت وہ داخل ہوا تو اس نے اسے مقتول پایا، اس سے اسے خوف لاحق ہوا، اس نے راہ فرار اختیار کر لی، کبھی ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ چھری اندر والے شخص کے ہاتھ میں ہو، اور اس نے باہر نکلنے والے کو مار ڈالنا چاہا ہو، لیکن باہر نکلنے والا اس کے قتل کے ذریعہ ہی نجات پائی ہو، تو یہ حملہ آور کو دفع کرنے کے باب سے ہوگیا، لہذا اس مسئلہ کی تحقیق پر غور کر لینا چاہئے)۔

اس لئے ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ کو اس وقت قرینہ کے درجہ میں رکھا جائے گا، جبکہ آزاد ماہرین فن کے ذریعہ اس کی آزادانہ تفتیش کے بعد یہ نتیجہ نکلا ہو کہ یہ جعل سازی سے پاک ہے، اور واقعہ اسی شخص کی ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ ہے، اس سے مالی امور کو ثابت کیا جاسکتا ہے، نیز مزید تحقیق کے لئے مخصوص مدت کے لئے ملزم کو قید میں رکھا جاسکتا ہے، لیکن ویڈیو یا آڈیو کی تحقیق کے بعد بھی احتمالات کی وجہ سے اس سے حدود یا قصاص کو ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے، ہاں تفتیش کے دوران مجبور کئے بغیر خود ہی اپنی رضامندی سے اعتراف کر لے، تو دوسری بات ہے اب اس اقرار کی بنیاد پر اس کے حق میں فیصلہ ہوگا۔

۷-Chat Gpt کے ذریعہ کم وقت میں مفوضہ کام پورا کرنے کی صورت میں تنخواہ یا معاوضہ وصول کرنے کے سلسلہ میں شرعی نقطہ نظر:

جو اساتذہ اور مصنفین یا علمی کام انجام دینے کی نوکری کرنے والے ملازمین اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کی انجام دہی، مثلاً: مضمون اور کتاب کی تیاری، ترجمہ، ٹائپنگ، تدریس کے سبق کی پلاننگ، امتحان کے سوال نامہ کی تیاری، رپورٹ کی تیاری، مفصل تحریر کی تلخیص، قانونی صلاح ومشورہ کی فراہمی وغیرہ کام Chat Gpt کے ذریعہ کم وقت میں بہ آسانی پورا کر لیں، وہ اپنے مفوضہ کاموں کی انجام دہی کرنے والے قرار دیئے جائیں گے، اور ان کے لئے اپنی تنخواہ یا معاوضہ وصول کرنا شرعاً جائز ہے، اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

۱-''اجارہ'' منفعت کو فروخت کرنے کو کہتے ہیں، خواہ انسان اپنی منفعت کو فروخت کرے یا اپنی مملوکہ اشیاء کی

منفعت کوفروخت کرے،''اجارہ'' کے لئے بس یہ ضروری ہے کہ عاقدین عقد کے وقت کام کی نوعیت، مدت اوراجرت کو طے کرلیں، اس صورت میں یہ سارے شرائط پائے جاتے ہیں، لہذا یہ اجارہ درست ہے اوراس مشروع اجارہ میں سے ہے جس کی مشروعیت کتاب وسنت کی متعدد نصوص سے ثابت ہے، ارشاد باری تعالی ہے:''**لیتخذ بعضهم بعضا سخریا**''(سورۂ زخرف:۳۲)(تا کہ ایک دوسرے کو اپنے کام کے لئے استعمال کرے) تمدن کی متنوع ضروریات کا اسی طرح انتظام کیا گیا ہے۔

یہ آیت صراحتاً اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایک دوسرے کی خدمت ومنفعت کا عقد کرنا مشروع ہے، امام بیضاوی ناصر الدین ابوالخیر عبداللہ بن عمر شیرازیؒ رقمطراز ہیں:''**لیستعمل بعضهم بعضا في حوائجهم فیحصل بینهم تآلف وتضام، ینتظم بذلک نظام العالم**''(بیضاوی، انوار التنزیل واسرار التأویل ۵/۱۴۵، بیروت، دارالفکر)(تا کہ ایک دوسرے کو اپنی ضروریات میں استعمال کرے، جس سے لوگوں کے درمیان باہمی الفت واتفاق پیدا ہو، جس سے عالم کا نظام درست رہے)۔

۲-اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ کام کرنے والا ہاتھ سے کام کرے، یا مشین سے، بلکہ مشین سے کام کرنے کی صورت میں اجرت بڑھ جاتی ہے، مثال کے طور پر پہلے اوکھلی میں دھان وغیرہ کوٹ کر چاول نکالا جاتا تھا، اب مشین سے چاول نکالا جاتا ہے، پہلے ہاتھ سے لکھائی ہوتی تھی، اب کمپیوٹر سے، لیکن طے شدہ اجرت لازم ہے۔

اسی طرح Chat Gpt کی مدد سے مطلوبہ مواد تیار کرنے کی صورت میں بھی طے شدہ اجرت لازم ہے۔

۳-Chat Gpt سے محض مدد لی جاسکتی ہے، کسی چیز کو تیار کرنے کے لئے انسان کو محنت بھی کرنی پڑتی ہے اور ذہن کا بھی استعمال کرنا پڑتا ہے۔ انسان اپنی محنت کی مطلوبہ اجرت لے سکتا ہے، اس میں شرعی اعتبار سے کوئی قباحت نہیں ہے۔

۴-سوال میں''مصنوعی ذہانت'' کے Chat Gpt کے عمل کو مبالغہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے، حالانکہ اس سے زیادہ سے زیادہ مدد حاصل ہوتی ہے، ایسا نہیں ہے کہ انسان کو کوئی محنت نہ کرنی پڑے، اور کوئی چیز خود بخود تیار ہوجائے، مثال کے طور پر: اگر کوئی انسان مضمون لکھنا نہیں جانتا ہے، یا تلخیص کرنا نہیں جانتا ہے، یا ترجمہ کرنا نہیں جانتا ہے تو محض Chat Gpt کے ذریعہ وہ معیاری مضمون، یا درست تلخیص یا صحیح ترجمہ نہیں کرسکتا ہے، Chat Gpt مصنوعی ذہانت کی بدولت ٹھیک اسی طرح کام کرتا ہے، جیسے:''گوگل ٹرانسلیٹ'' مصنوعی ذہانت کی بدولت کام کرتا ہے، یا''گوگل سرچ'' مصنوعی ذہانت کی وجہ سے کام کرتا ہے، اب اگر ایک آدمی کو دونوں زبانوں کی مہارت حاصل نہ ہو تو وہ Chat Gpt یا''گوگل ٹرانسلیٹ'' کے

ذریعہ صحیح ترجمہ کر ہی نہیں سکتا ہے، ''مصنوعی ذہانت'' انسانی ذہانت کی نقل ضرور ہے، اور تیز رفتاری کے ساتھ کام کرتی ہے، لیکن نقل نقل ہے، وہ اصل کی طرح مکمل طور پر نہیں ہوسکتی ہے۔

Chat Gpt انٹرنیٹ پر موجود ڈیٹا کی روشنی میں مناسب تعبیر فراہم کرنے کی کوشش کرتی ہے، لیکن سیاق وسباق کی روشنی میں اس جگہ کونسا ترجمہ ہوگا، اس کا فیصلہ خود کام کرنے والے انسان ہی کو کرنا ہوتا ہے الغرض Chat Gpt سے صرف مدد حاصل ہوتی ہے، انسانی محنت اور عمل باقی ہے، لہذا اس کی مدد لینے والے مفوضہ کاموں کو انجام دینے والے ہیں، اس لئے ان کی تنخواہ یا معاوضہ شرعا درست اور جائز ہے۔

۵-Chat Gpt سے خود کوئی ٹائپنگ نہیں ہوتی ہے، ٹائپنگ خود انسان کو کرنی پڑتی ہے، اس لئے ٹائپنگ کرنے والا اپنی محنت کی اجرت یا تنخواہ لیتا ہے جو شرعا درست ہے۔

۶-علمی کام انجام دینے والے مراجع ومصادر کی روشنی میں کوئی مضمون یا کتاب تیار کرتے ہیں، Chat Gpt سے کسی مصدر یا مرجع کا پتہ نہیں چلتا ہے تو پھر علمی یا معیاری بحث یا فنی کتاب کی اس سے تیاری کیسے ہوسکتی ہے؟ Chat Gpt کے ذریعہ سے زیادہ سے زیادہ کسی پوائنٹ یا موضوع کے سلسلہ میں مدد لے سکتے ہیں۔

اصل کام تو خود کام کرنے والے کو انجام دینا پڑتا ہے، ترتیب، تہذیب، علمی مراجع ومصادر سے توثیق یہ سب خود کام کرنے والے کو انجام دینا پڑتا ہے، اسی طرح ترجمہ صحیح ہے یا نہیں، سیاق وسباق کی روشنی میں صحیح ترجمہ کیا ہوگا اس کا فیصلہ بھی خود ایک انسان کو کرنا ہے، لہذا Chat Gpt کی مدد لینے والے اپنے مفوضہ کاموں کی انجام دہی کرنے والے ہیں، اور ان کے لئے اپنی تنخواہ یا معاوضہ وصول کرنا شرعی اعتبار سے بلا شک وشبہ درست اور جائز ہے، اس میں شرعی لحاظ سے کوئی قباحت نہیں ہے۔

۷-علمی کاموں میں ٹیکنالوجی سے مدد لینا کوئی آسان کام نہیں ہے، ٹیکنالوجی کی مدد کے باوجود بہت سے امور خود سے کرنے ہوتے ہیں، لہذا انسانی عمل دخل اور محنت اب بھی باقی ہے، اس لئے اس کی تنخواہ یا معاوضہ وصول کرنا شرعا بالکل جائز اور درست ہے۔

۸-اگر کوئی سمجھتا ہے کہ ٹیکنالوجی کی مدد کے بعد علمی وفنی مہارت کے بغیر بھی مختلف علمی کام ہوسکتے ہیں، تو اسے خود ہی یہ کام کرلینا چاہئے، دوسرے کو تنخواہ اور اجرت پر رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، معاملہ جب اتنا آسان ہے تو پھر اسے خود ہی کوئی علمی کارنامہ کرکے دکھانا چاہئے۔

۹-ترجمہ میں بہت سی جگہوں پر کسی کتاب کی عبارت یا اس کا ترجمہ آتا ہے، ترجمہ کا دستور ہے کہ کتابوں کی نصوص

کا ترجمہ نہ کیا جائے، بلکہ اصل عبارت درج کی جائے، پہلے کتابوں میں ڈھونڈھنے میں کافی وقت لگتا تھا،لیکن اب کمپیوٹر کی بدولت آسانی سے عبارت مل جاتی ہے،تو کیا محض اس آسانی کی وجہ سے اس کی اجرت پر شرعا کوئی اثر پڑے گا؟ جواب بالکل واضح ہے کہ کوئی اثر نہیں پڑے گا؛ کیونکہ کتاب سے ڈھونڈھنا جس طرح انسانی عمل ہے اسی طرح کمپیوٹر کی مدد سے ڈھونڈھنے میں انسانی عمل اور دماغ کا استعمال پایا جاتا ہے، پہلے لوگ کتاب کی عبارت اہل ذوق سے تلاش کرواتے تھے، میں نے خود کئی مترجم کو فقہ اور اصول فقہ کی عبارت ڈھونڈھ کر دی ہے،تو اس سے اس مترجم کی اجرت پر کیا اثر پڑے گا، اسی طرح کمپیوٹر کی مدد کی بنا پر اس کی اجرت پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ کسی کو کتاب کی نصوص کی جگہ اس کا ترجمہ ہی دلوانا ہو،تو اسے اس کی صراحت کر دینی چاہئے۔

الغرض ٹیکنالوجی کی مدد کے بعد بھی مختلف علمی کام انتہائی محنت طلب ہیں،لہذا ان کی تنخواہ یا معاوضہ وصول کرنا شرعا بالکل درست ہے۔

اگر کوئی آسان سمجھتا ہے تو پھر اسے کام کر کے دیکھنا چاہئے۔

۱۰- جب تک علم وفن میں مہارت نہیں ہوگی، اس کا کام صحیح نہیں ہوگا، نیز ترجمہ کی مہارت کے بغیر محض ''گوگل ٹرانسلیٹ'' یا Chat Gpt سے ترجمہ فنی اعتبار سے صحیح نہیں ہوگا، اگر کوئی صرف ''گوگل ٹرانسلیٹ'' یا صرف Chat Gpt سے ترجمہ کرتا ہو،تو اسے ترجمہ کے لئے اجرت دینا ہی نہیں چاہئے، کیونکہ اس کا ترجمہ فنی اعتبار سے غلط ہوگا۔

خلاصہ کلام یہ کہ ٹیکنالوجی یا دیگر مشینی آلات کی مدد کے بعد بھی مختلف علمی کاموں میں کام کرنے والے کی محنت شامل ہوتی ہے، اس لئے مدد لینے والے اپنے مفوضہ کاموں کی انجام دہی کرنے والے قرار پائیں گے، اور ان کے لئے اپنی تنخواہ یا معاوضہ وصول کرنا شرعی لحاظ سے بلا شک وشبہ درست اور جائز ہے۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ

مولانا محبوب فروغ احمد قاسمی☆

مصنوعی ذہانت جس کو آرٹیفیشیل انٹیلیجنس (AI) اور عربی میں الذکاء الاصطناعی کہتے ہیں، جدید ٹکنالوجی کی ایک نئی قسم سمجھی جاتی ہے جس کو یوں تعبیر کر سکتے ہیں:

یہ ایک ایسا نظام عمل اور ٹکنالوجی ہے جس کی بنیاد پر کوئی مخصوص مشین انسانوں کی طرح عمل کرنے پر قدرت رکھ سکے، اس کو جدید ایجاد تو سمجھا جاتا ہے، مگر محققین کی رائے میں اس کا پورا مسودہ وخاکہ پرانا ہے جو ایک مسلم ریاضی داں محمد بن موسی الخوارزمی کا پیش کردہ ہے، آن لائن فتوی بنوری ٹاؤن میں اس کی وضاحت بایں الفاظ کی گئی ہے:

''عصر حاضر میں مصنوعی ذہانت کمپیوٹر سائنس کی ایسی شاخ ہے جس کو مشینوں کا ارتقائی سفر بھی کہا جا سکتا ہے، انسانی زندگی کے روزمرہ کاموں میں مشینوں سے مدد لینے کے لحاظ سے مسلم محقق اسماعیل الجزری کا نام قابل ذکر ہے، ۱۹۵۰ء میں ڈاکٹر'' جان میکارتھی'' نے مسلمان ریاضی داں محمد بن موسی الخوارزمی کا تخلیق کردہ ریاضیاتی عمل ''الگورتھم'' کی بنا پر ساکن و جامد مشینوں میں انسانی ذہانت کی طرح اپنے اردگرد ماحول کے ادراک کے لئے مصنوعی ذہانت کا نظریہ پیش کیا تھا جس کی بنا پر مصنوعی ذہانت نے ترتیب وار منظم ہدایات کی بدولت عصر حاضر کی جدید مشینوں اور آلات میں از خود سیکھنے کا متحرک عمل متعارف کروایا ہے، نیز زندگی میں اٹل قوانین کے ساتھ ساتھ مسلسل تغیر اور ترقی بھی لازمی ہے ورنہ انسانی زندگی میں تغیر وانقلاب سے روگردانی کی صورت میں جمود کا سفر شروع ہو جاتا ہے (ساکن وجامد اشیاء میں حرکت کے بارے میں ابن عربیؒ کا قول ہے کہ عالم جمادات کی چیزیں باتیں کر سکتی ہیں، از کتاب فتوحات مکیہ ابن العربی)۔

لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ مصنوعی ذہانت کو ڈاکٹر جان میکارتھی نے پیش کیا، لیکن ان کا بتایا ہوا اصول کہ'' اشیاء میں ادراک کی خوبی وصلاحیت موجود ہوتی ہے'' پہلے سے ہی اسلامی تعلیمات میں واضح انداز میں مل جاتا ہے۔

مصنوعی ذہانت کے طریقہ کار کا مقصد روزمرہ کاموں کو سرانجام دینے والی درکار انسانی مہارتوں کو مشینی انداز میں دکھا کر کام کو سرانجام دینا ہوتا ہے، روزمرہ کاموں میں مصنوعی ذہانت کی مثالیں ہمیں ہوٹل سروسز میں ویٹر کی جگہ روبوٹ، ایئر

☆ استاذ دارالعلوم دیوبند۔

پورٹ اور دیگر حساس مقام میں Body Scanner کا استعمال، بغیر ڈرائیور کار اور دفاعی انداز میں ڈرون کا استعمال وغیرہ ہے (ماخوذ آن لائن فتوی بنوری ٹاؤن)۔

اسلامی تعلیمات کے لحاظ سے اللہ نے ہر شئ خواہ جامد ہو یا نامی اس میں جان رکھی ہے اور باطنی طور پر زندہ ہے جس کی بدولت وہ اللہ کی تسبیح وتہلیل کرتی ہے، ہاں ہر ایک کی جان اس کی تخلیقی فطرت کے لحاظ سے جداگانہ ہے: ایک زندگی وہ ہے جس پر تکلیف اور بار امانت کو اٹھانے کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے، تو ایک جان وہ ہے جس پر یہ ذمہ داری تو نہیں ڈالی گئی ہے، مگر احساس کی صلاحیت رکھ دی گئی ہے، جس کی بنا پر اس پر ڈر وخوف طاری ہوتا ہے، اشارات سے متاثر ہوتی ہے خورد ونوش کی خواہش وجاہت جاگتی ہے اسی مناسبت سے اس کو جاندار کہا جاتا ہے۔

ایک قسم کی جان وہ ہے جو ''نشوونما'' کی حد پر منحصر رہتی ہے، یہ تینوں وہ ''جان'' ہے جس کے اثرات وکیفیات کھلی آنکھ انسانوں کو نظر آتے ہیں، لیکن جان کی ایک قسم وہ ہے جو جمادات میں ودیعت کی گئی ہے جو عام حالات میں کھلی آنکھوں تو نظر نہیں آتی ہے مگر ان میں زندگی موجود ہوتی ہے، جس کی بنا پر وہ اللہ کی تسبیح وتہلیل کرتی ہے، کبھی کبھی خرق عادت کے طور پر اس کا ظہور ہوا کرتا ہے، مشینی دور میں جدید ٹکنالوجی کے ذریعہ ان غیر متحرک جامد اشیاء کو ایک خاص ترتیب سے رکھ کر اس کو جہاں متحرک بنایا گیا ہے وہیں کمپیوٹر سافٹ ویئر کی مدد سے گرد ونواح کے کیفیات واثرات کے مطابق کام انجام دینے والا بنا دیا ہے، کبھی تو اس کام کو خاص کمانڈ سے جوڑ دیا جاتا ہے جب وہ کنکشن پاتا ہے تو ازخود کام انجام پاجاتا ہے یا دے دیا جاتا ہے، کبھی اس کی بھی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ گرد ونواح کی کیفیات سے لطیف انداز میں متاثر ہوکر کام انجام پاجاتا ہے، یعنی مصنوعی ذہانت کا یہی کمال ہے کہ اپنے صارف اور استعمال کرنے والے کی حرکات سے خوب اچھی طرح متاثر ہوتی ہے اور انسان چاہتا کیا ہے اس کو سمجھ کر مرتب انداز میں کام انجام دے دیتی ہے، لیکن یاد رہے کہ ان سب کے باوجود انسانی دماغ کا مقابلہ نہیں کرسکتی ہے، انسانی عقل وشعور میں جو ادراک پایا جاتا ہے، وہ اللہ رب العالمین کی جانب سے عطاء کردہ ہے، اور وہ ایسا خودکار آلہ ہے جو استنباط واستخراج یعنی نئی نئی بات پیدا کرنے میں مصروف ہے، لیکن AI میں جو کچھ ہے انسان کی جانب سے فنڈ کیا ہوا ہے، جتنا فیڈ ہوا ہے اتنی ہی صلاحیت کو بروئے کار لاسکتی ہے اس سے زائد کی گنجائش نہیں ہے، کسی نئی بات کا پیدا کرنا اس کے بس کا روگ اب بھی نہیں ہے، تقریبا ستر سالوں سے اس پر کام ہورہا تھا اور انسانی محنت مسلسل جاری تھی جو ۲۰۲۰ء کے بعد منظر عام پر صحیح شکل میں سامنے آسکی ہے، کیونکہ اس کے ارتقائی سفر کا آغاز ۱۹۵۶ء سے ہوتا ہے، ۱۹۶۶ء میں ریاضی کے مسائل کے حل کے لئے الگورتھم اور اس کے ساتھ Chat bot کی بھی دریافت ہوئی، ۱۹۷۲ء میں جاپان میں پہلی بار Intelligent Human Robot یعنی WABOT بنایا گیا، ۱۹۸۰ء میں AI میں Expert System یعنی انسانی کی طرح سوچنے اور فیصلہ کی قوت پیدا کی گئی اور اسی سال امریکہ میں ایک قومی کانفرنس منعقد ہوئی،

۱۹۷۷ء میں IMB Deep Blue کمپیوٹر کے ذریعہ AI کے استعمال کو اتنا تیز کیا گیا کہ عالمی شطرنج چمپئن کو اسی کے ذریعہ ہرایا گیا۔

۲۰۰۲ء میں AI پہلی بار Vacum Cleaners کے طور پر سامنے آیا، ۲۰۲۰ء میں AI کے ذریعہ Chat Gpt نے تعلیمی مواد اور معلومات فراہم کرنے میں ایک نئی دنیا کی منظر کشی کی، اس طرح اس کا ارتقائی سفر روز افزوں ہے، انسان عجلت پسند واقع ہوا ہے چاہتا ہے کہ ہر کام تھوڑے وقت میں ہوجائے مصنوعی ذہانت اس میں معاون ومددگار ثابت ہورہی ہے اس لئے انسانی زندگی میں مصنوعی ذہانت رچتی اور بستی جارہی ہے اس کے کچھ مثبت اثرات بھی ہیں جن میں وقت کی بچت، محنت میں معاونت، دولت کی حفاظت، اس میں لگنے سے بوریت کا فقدان نظم ونسق کے ساتھ کام کی تکمیل، تعلیم وتدریس اور تصنیف وتالیف میں سہولت وآسانی حتی کہ شعبہ زراعت وصنعت وغیرہ تک اس کے اثرات نمایاں ہیں، لیکن اس کے منفی اثرات بھی کم نہیں ہیں: تخلیقی صلاحیتوں کا تنزل، اخراجات ومصارف (جیسے روبوٹ جیسے آلات کی خرید کرنے میں) اضافہ، تعلیمی مدان میں مطالعہ اور تحقیق کا فقدان یا گراوٹ استاذی وشاگردی کے تعلقات کا ناس ہونا، معیار کے جائے سجاوت پر یقین، اخلاقیاتی پستی کا تیزی سے بڑھنا، ضیاع وقت، عبادات میں غفلت، دوسروں کو موردالزام ٹھہرانے کے مواقع کی فراہمی، اسلامی تعلیمات میں تحریف وتصحیف، جسمانی مضرات اور بیماریوں کا نئے نئے انداز سے ظہور، ماحولیاتی آلودگی، سوشل میڈیا کی آڑ میں منفی تربیت وسوچ کو فروغ، جعلی تصویر اور ویڈیوز کی کثرت کی وجہ سے اعتماد کا ختم ہوجانا جس کی وجہ سے معاشرتی انتشار کا ہونا جیسے بے شمار منفی اثرات میں، بہرحال دور جدید کی ایک جدید ٹکنالوجی ہے جو منافع سے مالا مال بھی ہے تو مضرات ونقصانات سے لبریز بھی، اسلامی نقطہ نظر کیا رہنمائی کرتا ہے، اور اس ضمن میں پیدا ہونے والے سوالات کو کس طرح حل کیا جاسکتا ہے مندرجہ ذیل سطروں میں اسی بابت شرعی انداز میں تجزیہ کیا گیا ہے۔

۱-مصنوعی ذہانت کے استعمال کی شرعی حیثیت:

مصنوعی ذہانت (آرٹیفیشیل انٹلیجنس) یعنی کمپیوٹر اور مشینوں کے ذریعہ ذہانت وصلاحیت کا پیدا کیا جانا اگر ''روبوٹ'' یعنی کسی جاندار کی تصویر یا مجسمہ کی شکل میں ہو تو وہ چونکہ تصویر ہے اور تصویر کی ممانعت شریعت میں مسلم ہے اس لئے ایسی مصنوعی ذہانت کا استعمال جائز نہیں ہوگا، لیکن وہ تصویری آرٹیفیشیل انٹلیجنس نہ ہو تو وہ عام مشینوں اور آلات کی طرح ایک مباح شئ ہے، مباح شئ کو مباح کام کے لئے استعمال کرنے میں حرج نہیں ہے، لہذا ایسی مصنوعی ذہانت کے استعمال میں بھی حرج نہیں ہوگا، ہاں اس کا حرام کام کے لئے استعمال کرنا حرام ہوگا، مباح کے لئے استعمال کرنے کی اباحت دلیل اللہ کا ارشاد ہے:

"**هو الذي خلق لكم ما في الأرض جميعا**"(وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی ساری چیزیں پیدا کی ہیں، علامہ سرخسی لکھتے ہیں:"**أن الأصل في الأشياء الإباحة إن الحرمة بالنهى عنه شرعا**"(المبسوط ۲۴/۷۷ باب الإکراہ، باب تعدی العامل، ط:دارالفکر)(اشیاء میں اصل اباحت ہے شرعا، حرمت اس سے نہی کی وجہ سے آتی ہے)۔

جصاص نے ذکر کیا ہے:"**لأن كل مباح حسن، ولكنه لا ثواب فيه**" (احکام القرآن للجصاص ۴/۱۹۹ سورہ انعام، طبع داراحیاء التراث العربی)(ہر مباح حسن ہے لیکن اس میں ثواب نہیں ہے)۔

علامہ سخاوی نے تحریر کیا ہے:"**الأصل في الأشياء الإباحة فى الحكم الأصلى لموجودات الكون، وإنما يحرم ما يحرم منها بدليل من الشارع لمضرتها، والدليل على أن الحكم الأصلي للأشياء النافعة هو الإباحة، قوله تعالى: "فمتنا على عباده، وسخرلكم ما فى السموات وما فى الأرض جميعا منه إن فى ذلك لآيات لقوم يتفكرون**"(الجاثیہ:۱۳)،"**وقوله تعالى: هو الذى خلق لكم ما فى الأرض جميعا**"(البقرہ:۲۹)،"**ولايتم الامتنان ولايكون التسخير، إلا إذا كان الانتفاع بهذا المخلوق مباحا**" (تفسیر سورہ بقرہ:۱/ ۶۳ طبع دارالنشر للجامعات)۔

(اشیاء میں اصل اباحت ہے، اس لئے کہ کائنات میں جو چیزیں موجود ہیں ان کا حکم اصلی اباحت ہے، حرام تو شارع کی طرف سے ان کی مضرت کی وجہ سے حرام کرنے کی بنا پر ہے، اور اس بات پر دلیل کہ نافع اشیاء میں اصلی حکم اباحت ہے، اللہ تعالی کا اپنے بندوں پر احسان جتاتے ہوئے ارشاد ہے:"**سخر لكم الخ**"(اللہ نے تمہارے کام میں لگا دیا ہر اس چیز کو جو آسمانوں میں ہے اور جو زمینوں میں ہے، یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں)، اور اللہ تعالی کا قول:"**هو الذى خلق لكم الخ**"(وہی ہے جس نے تمہارے لئے ساری چیزیں پیدا کی ہے)، امتنان وتسخیر مکمل نہیں ہوسکتی ہے، مگر جبکہ ان مخلوقات سے انتفاع مباح ہو۔

مصنوعی ذہانت سے علمی ومعلوماتی استفادہ میں رویہ تحفظ:

مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا دائرہ کار اگر دنیاوی معلومات ہے تو اس کی حیثیت محض خبر کی ہوتی ہے، خبر میں قابل اعتماد ہونا ہی کافی ہے، چونکہ مصنوعی ذہانت انٹرنیٹ پر منتشر مواد کو یکجا کر دیتی ہے اور تجربہ کاروں کے بقول وہ معلومات صحیح بھی ہوتی ہیں اس لئے دنیوی معلومات کو حاصل کرنے میں حرج نہیں ہے، بلکہ وقت کی بچت بھی ہے اس لئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جاسکتا ہے، لیکن دینی معلومات کے تعلق سے خواہ جتنا کچھ اس AI پر اعتماد کیا جائے، چونکہ ایک حرف کے فرق سے مضمون ومواد بدل جاتا ہے، پھر ان معلومات کا مصدر وماخذ کیا ہے مصنوعی ذہانت اس کی تعیین سے قاصر رہتی ہے جبکہ انٹرنیٹ پر اہل حق سے زیادہ اہل باطل کا کنٹرول ہے اچھے ناموں سے باطل کی نشر واشاعت کا بیڑا اٹھا رکھا ہے، اس لئے کوئی بھی مضمون جو

بے حوالہ ہو قابل اعتماد نہیں ہوسکتا ہے، ایک اہم بات یہ ہے کہ اصل کتابوں سے استفادہ اور اس مصنوعی ذہانت سے استفادہ دونوں میں کچھ نسبت ہی نہیں ہے، دینی معلومات میں صرف معلومات مقصود نہیں، بلکہ دین مقصد ہے جس سے انٹرنیٹ بالکل ناآشنا ہے اس لئے دینی معلومات کے تعلق سے رویہ تحفظ ضروری ہے۔

دنیوی اخبار کے متعلق ''فتاوی ہندیہ'' میں ہے:''**السؤال عن الأخبار المحدثة فی البلدة وغیر ذلک، المختار أنه لا بأس بالاستخبار والإخبار کذا فی الخلاصة**'' (ہندیہ ۵/۳۷۷ کتاب الکراہیۃ، الباب الثلاثون فی المتفرقات) (شہر میں ہونے والے واقعات وغیرہ کے بارے میں سوال کے بابت صحیح مسلک یہ ہے کہ اس کے بارے میں بتانے اور پوچھنے میں حرج نہیں ہے ایسا ہی خلاصہ میں ہے)۔

لیکن دینی امور سے متعلق ایک مفصل فتوی نقل کیا ہے جو انتہائی چشم کشا ہے۔

''**قال الشیخ الإمام صدر الإسلام ابو السیر:نظرت فی الکتب التي صنفها المتقدمون فی علم التوحید فوجدت بعضها للفلاسفة مثل إسحاق الکندي، والاستقراری وأمثالهما، وذلک کله خارج عن الدین المستقیم زائع عن الطریق القویم، فلا یجوز النظر فی تلک الکتب ولا یجوز إمساکها، فإنها مشحونة من الشرک والضلال،قال: ووجدت أیضا تصانیف کثیرة فی هذا الفن للمعتزلة مثل عبد الجبار الرازی و الجبائی، والکعبی والنظام وغیرهم، فلا یجوز إمساک تلک الکتب والنظر منها کی لا تحدث الشکوک ولا یتمکن الوهن فی العقائد، وکذلک المجسمة صنفوا کتبا فی هذا الفن مثل محمد بن هیصم وامثاله فلایحل النظر فی تلک الکتب ولا إمساکها، فإنهم شرأهل البدع، وقد صنف الأشعری کتبا کثیرة لتصحیح مذهب المعتزلة، ثم إن الله عزوجل لما تفضل علیه بالهدی صنف کتابا ناقضا لما صنف لتصحیح مذهب المعتزلة، إلا أن اصحابنا رحمهم الله تعالی من أهل السنة والجماعة خطئوه فی بعض المسائل التی اخطأ فیها ابو الحسن فمن وقف علی المسائل وعرف خطأه، فلا بأس بالنظر فی کتبه وامساکه**'' (ہندیہ ۵/۳۷۷، کتاب الکراہیۃ، الباب الثلاثون فی المتفرقات)۔

(شیخ الاسلام ابوالیسر نے فرمایا: میں نے متقدمین کی کتابیں علم توحید میں دیکھی تو بعض کتابیں اسحاق کندی، استقراری، جیسے فلاسفہ کی دیکھی، یہ سب دین مستقیم سے خارج ہیں، اور طریق ہدایت سے منحرف، پس ان کتابوں کو دیکھنا جائز نہیں اور نہ ان کو لینا؛ کیونکہ شرک وگمراہی سے بھری ہیں، نیز فرمایا: میں نے بہت سی تصانیف اس فن کی عبدالجبار رازی، جبائی، کعبی، نظام وغیرہ معتزلہ کی دیکھی تو ان کتابوں کو لینا اور پڑھنا جائز نہیں ہے، تاکہ شکوک پیدا نہ ہوں اور نہ عقائد میں کمزوری آوے، اسی طرح فرقہ مجسمہ نے اس فن میں متعدد کتابیں لکھی مثلاً محمد بن ھیصم وغیرہ نے تو ان کتابوں کو پڑھنا اور

لینا جائز نہیں کہا ہے، کیونکہ یہ حضرات اہل بدعت میں سے برے لوگ ہیں، ابو الحسن اشعری نے بہت سی کتابیں مذہب اعتزال کی تصحیح کے لئے لکھی پھر اللہ نے ہدایت دے کر فضل فرمایا تو ان کتابوں کی تردید کے لئے کتاب لکھی، مگر ہمارے فقہاء اہل سنت والجماعت نے ان کے بعض مسائل کی تغلیط کی ہے، پس جو لوگ ان کی غلطی سے واقف ہوں ان کے لئے ان کی کتاب پڑھنے اور لینے میں حرج نہیں ہے)۔

دیکھئے حضرت اشعری کی کتابوں میں جب دونوں طرح کے مسائل آ گئے تو فقہاء احناف نے خاص طور پر ان کو پڑھنے کے لئے واقف ہونے کی قید لگائی ہے اگر واقف نہ ہو تو پھر اس کا معاملہ اسی طرح ہوگا، جیسا کہ اہل کتاب کی کتابوں کے بارے میں ہے کہ ''**لاتصدق و لاتکذب**''۔

۲-مصنوعی ذہانت کے استعمال کے لئے شرعی اصول وضوابط:

مصنوعی ذہانت کے جہاں مثبت نتائج ہیں تو منفی اثرات بھی ہیں اس میں تلبیس وتزویر کے امکانات قوی ہیں، اس لئے اس کو بروئے کار لانے کے لئے مندرجہ ذیل امور کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

۱-مصنوعی ذہانت AI سے حاصل شدہ ہر خبر پر آنکھ بند کر کے اعتماد نہیں کیا جا سکتا ہے، اس کی تحقیق وتنقیح ضروری ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہے: ''**یاأیها الذین آمنوا إن جاء کم فاسق بنبا فتبینوا أن تصیبوا قوما بجهالة فتصبحوا علی مافعلتم نادمین**'' (سورۂ حجرات:٦) (اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اچھی طرح تحقیق کر لو کہیں ایسا نہ ہو کہ نادانی سے کچھ لوگوں کو نقصان پہنچا بیٹھو پھر اپنے کئے پر پچھتاؤ)۔

انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات پر اعتماد کر کے دوسروں سے بیان کر دے، حضرت مفتی محمد شفیع عثمانیؒ رقم طراز ہیں:

''اس آیت: ''**إذاجاء هم من الأمن الخ**'' (سورۂ نساء:۸۳) سے معلوم ہوا کہ ہر سنی سنائی بات کو بغیر تحقیق بیان نہیں کرنا چاہئے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا: ''**کفی بالمرء کذبا أن یحدث بکل ما سمع**'' (یعنی کسی انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنی ہی بات کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات بغیر تحقیق بیان کر دے) (معارف القرآن ۲/ ۴۹۲)۔

۲-چونکہ مصنوعی ذہانت کا استعمال موبائل اور سافٹ وئیر کے ذریعہ ہی ممکن ہے، اس میں حد سے زیادہ افراط جہاں آنکھوں جسموں کے لئے مضر ہے وہیں انسان کی تخلیقی وقدرتی ملکہ غور وفکر بھی مفقود ہوتا ہے جو انسان کا عظیم سرمایہ اور اللہ کی طرف سے عطا کردہ بے مثال نعمت ہے، قرآن کریم میں بار بار ''**افلا یتدبرون، أفلا یعقلون، أفلا یبصرون، أفلا یتفکرون**'' وغیرہ الفاظ سے انسانوں کو اس تخلیقی ملکہ پر متنبہ کیا ہے، اس نعمت عظمی کی حفاظت میں ایک انسان کو دوسری

مخلوقات سے امتیاز بخشی ہے، مصنوعی ذہانت میں اپنے اوقات کو زیادہ کھپانا گویا کہ اس ملکہ عطائے ربانی سے ہاتھ دھونا ہے اس لئے حتی الامکان اشتغال واستخدام سے احتیاط مناسب ہے۔

۳-مصنوعی ذہانت میں فراڈ اور دھوکہ کے خدشات زیادہ ہیں ایک شخص کی نہ کہی ہوئی بات بھی اس کی طرف منسوب کی جاسکتی ہے، جس جرم کو انسان نے سوچا بھی نہ ہو مصنوعی ذہانت سے اس کو کرتا ہوا اور اس کا اعتراف واقرار کرتا ہوا دکھایا جاسکتا ہے، اس لئے جو مواد حقوق انسانی سے متعلق ہوں ان پر قدغن لگانے کی ضرورت ہے، اسی سے عدل وانصاف قائم ہوگا ورنہ ظلم وجور کو جرأت وہمت ملتی رہے گی، پھر معاشرہ کا سکون بھی غارت ہوگا اور ہر شخص پوری بے باکی کے ساتھ کسی کو بھی مورد الزام ٹھہرانے کی جسارت کرے گا تو دنیوی زندگی اجیرن نہیں جہنم بن کر رہ جائے گی۔

۴-اس مصنوعی ذہانت سے افراد سازی کے جو نقصانات بتائے جارہے ہیں یہ صرف خدشات نہیں، بلکہ حقیقت کا رنگ اختیار کر چکے ہیں، کتاب واستاذ کی مدد وتوسط سے جو علم آتا ہے خاص طور پر دینی علم کی تحصیل اسی وقت نفع بخش ہو پاتی ہے جبکہ سینہ بہ سینہ منتقل ہوا ہو یہ نقصان اتنا سنگین ہے کہ آگے چل کر پوری ملت کتاب وسنت سے کٹ کر اپنی عظمت کھو بیٹھے گی، ہوسکتا ہے کہ کچھ معلومات جیسی تیسی اکٹھی ہوجائے، مگر عملی میدان میں وہ معلومات کارگر ومفید ہرگز نہیں ہوسکتی ہیں، اس لئے دینی تعلیم کے میدان میں اس پر اعتماد بالکل روا نہ رکھا جائے، یہی احتیاط بھی ہے اور مناسب بھی، بلکہ خدشات کو دیکھتے ہوئے ضروری بھی ہے، یہ وہ امور ہیں جو سوالنامہ کی ابتدائی تحریر کی روشنی میں طے کئے گئے ہیں۔

۳-مصنوعی ذہانت کے اپلی کیشن Chat Gpt کے ذریعہ تیار کردہ تحریر کی نسبت:

کسی بھی تحریر یا شئ کی نسبت کسی کی جانب اسی وقت کی جاتی ہے، جبکہ اس کی کاوش کو کچھ نہ کچھ دخل ہو، لہذا مصنوعی ذہانت کے اپلی کیشن Chat Gpt (جو ایک تیز رفتار آلہ وڈاٹا ہے جس کو سوالات مہیا کراتے ہی ایک دم جوابات مرتب انداز میں حوالہ کردیتا ہے، اس لئے کتابوں کی تصنیف وتالیف سہل وآسان ہوجاتی ہے) کے ذریعہ جو مرتب تحریر تیار کی جاتی ہے اس میں سائل کی محنت اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ عنوان یا سوال اس کو مہیا کرتا ہے، جوابات از خود مصنوعی ذہانت کے اس اپلی کیشن کے ذریعہ مرتب انداز میں حاصل ہوجاتے ہیں صرف اتنی بات اس تحریر کو اپنی طرف منسوب کرنے کے لئے کافی نہیں ہے ہاں اس تحریر کی تحقیق وتنقیح کی جائے تو اب بطور محقق اس صارف کا نام اس پر آسکتا ہے۔

۴-مصنوعی ذہانت کا استعمال اذان کے لئے:

اذان ایک عبادت ہے جو لوگوں کو نماز کی طرف بلانے کے لئے دی جاتی ہے، عبادت کا مکلّف انسان ہوتا ہے اور اس کے ہی کرنے سے ذمہ داری سے سبکدوشی ہوتی ہے اس لئے اذان کے لئے جہاں وقت اہم ہے، اذان دینے والا بھی اہم

ہے، نہ تو ہر وقت اذان دی جاسکتی ہے اور نہ ہی ہر ایک کی اذان معتبر ہوتی ہے، شریعت نے ہر دو کی تعیین وتشخیص کر دی ہے، چنانچہ جمہور ائمہ کے نزدیک صبی غیر ممیّز کی اذان بالکل معتبر نہیں ہے۔

"الصبي غير العاقل (أي:غير المميز)لايجوز أذانه باتفاق؛ لأن ما يصدر منه لا يعتد به، أما الصبي المميز، فيجوز أذانه عند الحنفية (مع كراهته عند ابى حنيفة)والشافعية وهو إحدى الروايتين عند الحنابلة وهو أيضا مذهب المالكية إذا اعتمد على بالغ عدل فى معرفة دخول الوقت"(الموسوعہ الفقہیہ ۲/ ۱۳۶۷اذان)۔

(صبی غیر ممیّز کی اذان جائز نہیں ہے، یہ متفق علیہ مسئلہ ہے؛ اس لئے کہ اس سے جو کچھ صادر ہوگا وہ غیر معتبر ہوگا، بہر حال صبی ممیّز تو حنفیہ، شافعیہ اور ایک روایت کے مطابق حنابلہ، نیز یہی مسلک مالکیہ کا ہے جبکہ وقت کی معرفت میں کسی بالغ عادل پر اعتماد کرتا ہو تو جائز ہے، ہر چند کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے)۔

"أما أذان الصبى الذي لا يعقل فلا يجزئ ويعاد؛لأن مايصدر لاعن عقل لايعتد به كصوت الطيور" (بدائع ۱/ ۱۵۰،فصل بیان سنن الأذان) (بہر حال صبی غیر ممیّز کی اذان تو کافی نہیں ہے بلکہ لوٹائی جائے گی، اس لئے کہ جو کچھ صادر ہو بلا عقل کے وہ معتبر نہیں ہوتا ہے، جیسا کہ پرندوں کی آواز)۔

اسی طرح تمام فقہاء کے یہاں مؤذن کے لئے مومن ہونا بھی شرط ہے، کافر کی اذان کا اعتبار نہیں ہے۔

حنفیہ کے علاوہ دیگر فقہاء کے نزدیک تو مجنون اور عورت کی اذان بھی معتبر نہیں ہے، اس لئے مصنوعی ذہانت کے ذریعہ جو اذان ہوگی خواہ وقت پر ہو وہ غیر مکلف اور غیر معتبر سے صادر ہونے والی آواز ہوگی وہ عبادت تصور نہیں کی جائے گی، بلکہ کسی معتبر انسان کے لئے اذان دینا ضروری ہوگا تب ہی اس سنت وعبادت کی ادائیگی سمجھی جائے گی۔

۵-فون کی آواز پر شرعی احکام کا ترتب:

فون کی آواز میں بھی تلبیس وتزویر ہوتی ہے، نا کہی بات بھی اس سے بنالی جاتی ہے اور سنائی جاتی ہے، لیکن یک گونہ احتمال یہ بھی ہے کہ جس کی آواز بتائی جارہی ہے واقعتا اسی کی آواز ہو اس لئے جب تک باوثوق ذریعہ سے یقین نہ ہو کہ حقیقی آواز ہے اس وقت تک فون کی آواز پر شرعی حکم کا ترتب نہیں ہوگا، اور یہ تیقن مختلف طریقوں سے حاصل ہوسکتا ہے، جس کی آواز ہے اسی کا پرسنل موبائل ہے اس سے بھی یقین ہوجائے گا، لیکن ایسا موبائل ہے کہ اس کو کوئی بھی استعمال کرسکتا ہے تو اس سے کال کر کے معلوم کیا جاسکتا ہے جس سے یقین حاصل ہوجائے گا، بہر حال اصل مقصود تیقن کا حصول ہے یہ جس طریقے سے بھی ہوجائے شریعت کے احکام اس پر مرتب ہوجائیں گے۔

۶-کسی شخص کی طرف اگر کوئی ریکارڈنگ یا ویڈیو منسوب ہوتو اس کا شرعی حکم:

ریکارڈنگ ہو یا ویڈیو کال ان دونوں میں تلبیس کا احتمال، بلکہ وقوع ہے اس لئے شرعی حکم کو اس پر مرتب نہیں کیا جائے گا، صرف طور قرینہ تسلیم کیا جائے گا جب تک خارجی ذرائع سے اس کی اصلی وحقیقی ہونے کا یقین نہ ہو شرعی حکم کا ثبوت نہیں ہوگا، اصلی وجعلی کے پہچاننے کے لئے آج کل مختلف آلات نکل چکے ہیں، لہذا جانچنے کے بعد ہی کوئی حکم لگایا جائے گا، حدود وقصاص کے معاملات میں تو پھر بھی صرف ریکارڈنگ یا ویڈیو کالنگ پر بالکل اعتماد نہیں ہوگا، کیونکہ کتنا کچھ جانچ لیا جائے شبہ پھر بھی باقی رہ جائے گا، ہاں جس کی ریکارڈنگ ہے وہی سچے دل سے اعتراف کرلے تو فیصلہ ہوگا، البتہ تعزیرات کی بابت چونکہ سخت شرائط نہیں ہیں اس لئے اصلی کی جانچ ہوجانے پر تعزیر نافذ کی جائے گی، بہرحال صحیح ریکارڈنگ ہو یا اصلی ویڈیو ہو محض قرینہ ہیں اور بس۔

۷-ملازمین اگر مفوضہ امور مصنوعی ذہانت کے توسط سے انجام دیں تو اس کا حکم:

ملازمین ونوکری کرنے والے یا اساتذہ ومصنفین جو اپنے کام کی اجرت لیتے ہیں ان کی دو قسمیں ہوتی ہیں: کچھ ملازمین وہ ہیں جو اپنا وقت دیتے ہیں اور اسی وقت کی بنا پر تنخواہ ومعاوضہ کے مستحق ہوتے ہیں جن کو فنی اصطلاح میں ''اجیر خاص'' کہا جاتا ہے، لیکن کچھ وہ ملازمین ہیں جو وقت کی بنا پر نہیں، بلکہ تکمیل کام کی بنا پر اجرت کے مستحق ہوتے ہیں، وقت سے سروکار نہیں ہوتا ہے ایسے ہی ملازمین کو ''اجیر مشترک'' کہا جاتا ہے۔

"إجارة الأشخاص تقع على صورتين، أجير خاص استوجر على أن يعمل للمستأجر فقط ويسميه بعض الفقهاء اجير الوجه كالخادم والمؤظفه واجير مشترک يكترى لأكثر من مستأجر يعقود مختلفة ولا يتقيد بالعمل لواحد دون غيره كالطبيب فى عيادته والمحفرس والمحامى فى مكتبهما والأجير الخاص ليستحق أجرة على المدة، أما الأجير المشترک فيسحق أجرة على العمل غالبا" (موسوعہ فقہیہ، اجارۃ الاشخاص)۔

(اجارۃ الأشخاص کی دو قسمیں ہیں: اجیر خاص، وہ ہے جس کو اجارہ پر لیا گیا ہوتا کہ صرف مستاجر کے لئے کام کرے، اس کو بعض فقہاء اجیر الوحد بھی کہتے ہیں، جیسا کہ خادم اور ملازم اور دوسری قسم اجیر مشترک ہے جو مختلف عقدوں میں ایک سے زائد مستاجر کے لئے اجارہ کرتا ہے کسی فرد کے کام کے لئے مقید نہیں رہتا ہے، جیسا کہ ڈاکٹر ہے بیمار کے علاج ومعالجہ کی بابت اور انجینئر ووکیل اپنے اپنے دفاتر میں اجیر خاص مدت پر اجرت کا مستحق ہوتا ہے بہرحال اجیر مشترک تو وہ عموما کام کے اختتام پر اجرت کا مستحق ہوتا ہے)۔

اگر اساتذہ وملازمین اجر خاص ہیں، یعنی وقت کے پابند ہیں تو مصنوعی ذہانت کے توسط سے فراغت کے بعد اپنے کام سے فارغ نہیں سمجھے جائیں گے، عموماً آج کے اساتذہ وملازمین اسی قسم کے ہوتے ہیں، لیکن وہ اگر اجیر مشترک ہیں جیسا کہ عموماً مصنفین ومؤلفین ہوا کرتے ہیں تو مصنوعی ذہانت کے توسط سے کام کر لینے پر کام سے فارغ سمجھے جائیں گے اور تنخواہ واجرت کے مستحق ہوں گے۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ

مولانا عبدالاحد قاسمی☆

۱- حالات بتارہے ہیں کہ آنے والا زمانہ مصنوعی ذہانت (AI) کا ہوگا، لہذا اس سے مفر نہیں، اگر اسمارٹ فون اور انٹرنیٹ استعمال کرتے ہیں تو ہم ہر قت اے آئی کے رابطے میں، آنے والے وقتوں میں یہ ہمارے رگ وریشے میں سرایت کر چکا ہوگا، جس طرح موبائل سرایت کر چکا ہے۔ واضح رہے کہ ہماری زندگی کا حصہ بننے والی ٹکنالوجی ''اے آئی'' (مصنوعی ذہانت) کی حیثیت ایک آلہ کی ہے، جس کو صحیح طریقے سے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے اور غلط طریقے سے بھی۔ لہذا فی نفسہ اس کا استعمال مباح ہوگا۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''**هُوَ الَّذِی خَلَقَ لَكُم مَّا فِی الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيمٌ**'' (سورۃ البقرۃ:۲۹)۔

علامہ آلوسیؒ اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں: ''**واللام للتعليل والانتفاع – أی خلق لأجلكم جميع ما فی الأرض – لتنتفعوا به فی أمور دنياكم بالذات أو بالواسطة وفی أمور دينكم بالاستدلال والاعتبار .واستدل كثير من أهل السنة – الحنفية، والشافعية – بالآية على إباحة الأشياء النافعة قبل ورود الشرع، وعليه أكثر المعتزلة، واختاره الإمام فی المحصول، والبيضاوی فی المنهاج**'' (روح المعانی:۱/ ۲۱۵ مکتبہ امدادیہ ملتان)۔

یعنی زمین کی ساری چیزیں انسان کے نفع کے لیے بنائی گئی ہیں، اس سے دینی اور دنیوی فائدہ حاصل کرنے کے لیے بنائی گئی ہیں، اس سے اکثر حنفیہ اور شوافع نے اباحۃ اشیاء پر استدلال کیا ہے۔

امام شمس الدین سرخسیؒ فرماتے ہیں: ''**أن الأصل فی الأشياء الإباحة، وأن الحرمة بالنهی عنها شرعا**'' (المبسوط:۲۴/ ۷۷۔ کتاب الإکراہ، باب تعدی العامل۔ ط: دار المعرفۃ، بیروت۔ لبنان)۔

☆ ناظم تعلیمات جامعہ مدنیہ سبل پور، پٹنہ۔

یعنی اشیاء فی نفسہ مباح ہوتی ہیں، البتہ شریعت کی جانب سے نہی آجانے کی وجہ سے کوئی چیز حرام ہوجاتی ہے۔

علامہ ابن نجیم مصریؒ فرماتے ہیں:"**قاعدة: هل الأصل فى الأشياء الإباحة حتى يدل الدليل على عدم الإباحة، وهو مذهب الشافعيؒ أو التحريم حتى يدل الدليل على الإباحة، ونسبه الشافعية إلى أبى حنيفة۔ وفى البدائع المختار أن لا حكم للأفعال قبل الشرع و والحكم عندنا، وإن كان أزلياً، فالمراد به هنا عدم تعلقه بالفعل قبل الشرع، فانتفى التعلق لعدم فائدته، انتهى۔ وفى شرح المنار للمصنف: الأصل فى الأشياء الإباحة عند بعض الحنفية، ومنهم الكرخى .وقال بعض أصحاب الحديث الأصل فيها الحظر**"(الاشباہ والنظائر لابن نجیم:۲۵۲، ۲۵۳۔الفن الأول فی القواعد الکلیۃ۔النوع الأول۔القاعدۃ الثالثۃ:الیقین لا یزول بالشک)۔

یعنی علامہ کاسانیؒ نے اباحت کے اصل ہونے کو ہی مختار کہا ہے اور امام کرخی کا بھی یہی مسلک ہے۔شیخ احمد حمویؒ نے''الاشباہ والنظائر'' کی شرح میں علامہ قاسم بن قطلو بغا کے حوالے سے جمہور احناف کے یہاں اس اصل کا مختار ہونا نقل فرمایا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

"**قوله: "الأصل فى الأشياء الإباحة...إلخ۔ ذكر العلامة قاسم بن قطلوبغا فى بعض تعاليقه أن المختار أن الأصل الإباحة عند جمهور أصحابنا، وقيده فخر الإسلام بزمن الفترة، فقال: إن الناس لن يتركوا سدى فى شيئ من الأزمان، وإنما هذا بناء على زمن الفترة لاختلاف الشرائع، ووقوع التحريفات، فلم يبق الاعتقاد والوثوق على شء من الشرائع، فظهرت الإباحة بمعنى عدم العقاب و بمالم يوجد له محرم، ولا مبيح، انتهى، ودليل هذا القول قوله تعالى: (خلق لكم ما فى الأرض جميعاً) أخبر بأنه خلقه لنا على وجه المنة علينا، وأبلغ وجوه المنة إطلاق الانتفاع، فثبت الإباحة**"(الاشباہ والنظائر لابن نجیم مع شرح الحموی:۲۵۲، ۲۵۳۔الفن الأول فی القواعد الکلیۃ۔النوع الأول۔القاعدۃ الثالثۃ:الیقین لا یزول بالشک۔تحقیق وتعلیق:المفتی محمد یوسف التاولوی)۔

دارالافتاء بنوری ٹاؤن نے''الاصل فی الاشیاء الاباحۃ'' کو بنیاد بناتے ہوئے اے آئی کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

''آرٹیفیشیل انٹیلیجنس''، یعنی مشینوں اور کمپیوٹرز میں ذہانت اور انسانی فکری مہارت کا ملکہ پیدا کرنا اور ان سے کام لینا ایک مباح امر ہے، جس میں فی نفسہ کوئی شرعی قباحت نہیں، لہذا روزمرہ کے کاموں میں "آرٹیفیشیل انٹلجینس" کا استعمال جائز ہے، البتہ جس طرح دیگر مباح اشیاء کا حکم ہے کہ اگر اسے حرام اور ممنوع طریقہ پر استعمال کیا جائے یا ممنوع کام کے لیے استعمال کیا جائے تو ناجائز ہوگا، بعینہ وہی حکم اس کا بھی ہے۔ باقی اگر جاندار کی صورت یا تصویر پر مشتمل روبوٹ بنایا جائے تو

یہ شرعًا ناجائز ہے (فتوی نمبر:144503100953۔دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن)۔

لیکن مباح کو مباح کے ہی درجے میں رہنے دینا چاہیے، مباح کو عملی طور پر واجب بنالینا اور اپنے اعصاب پر سوار کرلینا صحیح نہیں ہے، لہذا چند باتوں کا خیال رکھیے:

اس کے عادی مت بنیے: البتہ اس اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ آپ کو اے آئی کی لت نہ لگ جائے، کسی بھی چیز کا ایڈکشن آپ کو قید کردیتا ہے، کسی بھی چیز کی لت لگ جانے اور اسیر بن جانے کا مطلب کہ لازمی طور پر آپ دوسری ذمہ داریوں سے صرف نظر کررہے ہیں، حق تلفی کررہے ہیں۔

اس کو ضرورت مت بنائیے: مصنوعی ذہانت کی ترقی سے ہم سب ان مشینوں پر زیادہ انحصار کرنے لگیں گے، جس کی وجہ سے اگر مصنوعی ذہانت کے نظام میں خرابی ہوئی تو بہت سے لوگ بوکھلا جائیں گے، مجموعی طور پر لوگ اس کے عادی ہو جائیں گے، اور لوگ ان پر منحصر ہوکر زندگی گزارنے لگیں گے۔

اپنی تخلیقی صلاحیت کا استعمال کیجیے: A.I کو کتنا بھی ڈیولپ کیا جائے لیکن یہ تکنیک اس طرح سے نہیں سوچ سکتی جس طرح سے انسانوں کی Creative Thinking ہوتی ہے۔لیکن اس بات کا بہت امکان ہے کہ لوگ ہر کام میں اے آئی کا سہارا لینے لگ جائیں گے، اس طرح نوع انساں کی تخلیقی صلاحیتیں کہیں ماند نہ پڑنے لگ جائیں، اس لیے بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت ہی اس کا استعمال کیا جائے۔

اس کے منفی اثرات سے ہمیشہ چوکنا رہیے: مصنوعی ذہانت کی طاقت بہت زیادہ ہے، اور مصنوعی ذہانت میں عظیم چیزیں حاصل کرنے کی بہت زیادہ صلاحیت ہے، لیکن بدقسمتی سے اگر یہ مشینیں غلط ہاتھوں میں چلی جاتی ہیں، تو اس کے بہت زیادہ سنگین نتائج ہوسکتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اس کے غلط استعمال کا امکان بہت زیادہ ہے (ماخوذ از ماہنامہ ھادیہ ای میگزین: شمارہ فروری ۲۰۲۴ء۔ کالم ای-استاذ۔کالم نگار: زہرہ فاطمہ)۔

۲- مصنوعی ذہانت سے متعلق جہاں تک میں نے مطالعہ کیا ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مصنوعی ذہانت کو صرف آپ نہیں استعمال کرتے ہیں، بلکہ وہ بھی آپ کو استعمال کرتی ہے، جب آپ کا سامنا کسی ذہانت اور شعور سے ہوگا (مصنوعی ہی سہی) تو آپ بھی تو لے جائیں گے۔اس لیے مصنوعی ذہانت کے استعمال کے وقت دو طرفہ خیال رکھنا ہوگا، نہ آپ مصنوعی ذہانت کا غلط استعمال کریں اور نہ ہی مصنوعی ذہانت آپ کا غلط استعمال کرے۔استعمال کریں، لیکن ان باتوں کا خیال رکھیں:

۱-معلومات کی مراجعت:

مصنوعی ذہانت کے سماجی استعمال کی اب تک جو شکل ہے اس سے معلومات حاصل کرنا بالکل بھی صحیح نہیں ہے، اس

کے بانیین خود کہہ رہے کہ مصنوعی ذہانت جو معلومات مہیا کرتی ہے وہ چالیس فی صد صحیح ہوتی ہے اور آنے والے وقتوں میں اسی فی صد صحیح ہوسکتی ہے۔ثمرہ فاطمہ: بی بی سی اردو لندن۔6اپریل2023۔کی یہ خبر ملاحظہ فرمائیں:

کیا اے آئی پر آنکھ بند کر کے بھروسہ کیا جا سکتا ہے؟ اچھی اور صحیح زبان، پراعتماد انداز۔۔۔اے آئی ٹولز کی باتیں سن یا پڑھ کر آپ کو ایسا لگتا ہے کہ کوئی ایکسپرٹ آپ کو یہ سب بتا رہا ہے، لیکن یہ سچ نہیں۔چیٹ جی پی ٹی بنانے والی کمپنی اوپن اے آئی کا کہنا ہے کہ یہ آپ کے سوال کرنے پر انٹرنیٹ سے معلومات حاصل نہیں کر رہا۔اس لیے ضروری نہیں کہ وہ آپ کو جو بتا رہا ہے وہ ۱۰۰ فیصد درست اور تازہ ترین معلومات ہوں۔اس ٹول کے جواب اس معلومات پر مبنی ہیں جو چیٹ جی پی ٹی کے ستمبر ۲۰۲۱ء میں لانچ سے قبل اس میں فیڈ کی گئی تھیں۔اس کے بعد جو ہوا اسے نہیں پتا۔حالانکہ اسے بنانے والی کمپنی اوپن اے آئی کا کہنا ہے کہ مارچ ۲۰۲۳ء میں اس چیٹ بوٹ کا جو نیا ورژن ''چیٹ جی پی ٹی فور'' لانچ کیا گیا وہ بہتر ہے، لیکن یہ بھی ابھی ۴۰ فیصد ہی درست معلومات دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

یہ بھی نہیں بھولنا چاہیے کہ انٹرنیٹ پر جو معلومات دستیاب ہیں، اس میں سب کچھ سچ بھی نہیں ہوتا، بلکہ بہت کچھ فیک نیوز اور پروپیگنڈا مواد بھی ہوتا ہے۔اس اے آئی ٹول میں کچھ ایسے فلٹرز شامل کیے گئے ہیں جو اسے جانبدار یا متعصّبانہ جواب دینے سے روکتے ہیں۔

دسمبر ۲۰۲۲ء میں اوپن اے آئی کے چیف ایگزیکٹیو سیم آلٹمن نے خود کہا تھا کہ اس سٹیج پر کسی بھی اہم کام کے لیے چیٹ جی پی ٹی پر انحصار کرنا غلطی ہوگی (BBC News, اردو۔بعنوان: انسانوں کے لیے مددگار یا ہماری نوکریوں کے لیے خطرہ: کیا ہمیں مصنوعی ذہانت سے خطرہ ہوسکتا ہے؟)۔

یعنی مصنوعی ذہانت صد فی صد صحیح معلومات نہیں دیتی ہے، اس لیے اس پر اعتبار کرنا غلط ہوگا، بہرحال نظر ثانی ضروری ہوگی۔اس کے ساتھ وہی سلوک برتا جائے گا جو ایک فاسق یا مجہول الحال مخبر کے ساتھ برتا جاتا ہے، کیونکہ مصنوعی ذہانت وہی معلومات فراہم کرتی ہے جو اس کو مہیا کی جاتی ہے، اگر آپ مصنوعی ذہانت سے کمپیوٹر کا کوئی مسئلہ پوچھیں گے تو وہ اسی حد تک جواب دے گی کمپیوٹر سے متعلق جتنی معلومات اس میں شامل کی گئی ہیں، نماز سے متعلق وہ اتنا ہی بتا سکتی ہے نماز کے جتنے مسائل اس میں شامل کیے گئے ہیں۔جیسا کہ گذشتہ خبر سے معلوم ہوا، ذیل کی خبر بھی ملاحظہ فرمائیں:

چنانچہ ''دی اٹلانٹک'' کی رپورٹ کے مطابق تقریباً ایک لاکھ ۸۳ ہزار کتابوں کو ان کے مصنفین کی اجازت کے بغیر مصنوعی ذہانت کو تربیت دینے کے لیے استعمال کیا گیا۔یہ کتابیں غیر قانونی ویب سائٹس سے چرائی گئی ہیں..... میٹا، بلومبرگ اور ممکنہ طور پر اوپن اے آئی (چیٹ جی پی ٹی کے تخلیق کار) جیسی کمپنیوں نے اپنے اے آئی سسٹمز کو لکھنے کا انداز سکھانے کے لیے ''ایلف شفق'' یا ''جے کے راؤلنگ'' جیسے ممتاز مصنفین کے تحریری مواد کا استعمال کیا ہے (کالم نگار: بینا شاہ۔

مضمون: 'کیا معلوم یہ مضمون بھی مصنوعی ذہانت نے ہی لکھا ہو'۔ یہ مضمون 7 اکتوبر 2023ء کو ڈان اخبار میں شائع ہوا) https://www.dawnnews.tv/news/1213213?ref=whatsapp)۔

مزید یہ کہ مصنوعی ذہانت جن ذرائع سے معلومات حاصل کررہی ہے ان کے حوالے نہیں دے گی، لہذا اس کے فراہم کردہ معلومات میں کتنی صداقت اور کتنی صحت ہے اس کی تحقیق خود آپ کو کرنی ہوگی۔

جیسا کہ باری تعالی کا فرمان بھی ہے:" **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَائَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ**"(سورۃ الحجرات:٦)۔

اس آیت کے ذیل میں علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں: **"يأمر تعالى بالتثبت فى خبر الفاسق ليحتاط له، لئلا يحكم بقوله، فيكون فى نفس الأمر – كاذبا أو مخطئا، فيكون الحاكم بقوله قد اقتفى ورائه، وقد نهى الله عن اتباع سبيل المفسدين، ومن هاهنا امتنع طوائف من العلماء من قبول رواية مجهول الحال لاحتمال فسقه فى نفس الأمر، وقبلها آخرون، لأنا إنما أمرنا بالتثبت عند خبر الفاسق، وهذا ليس بمحقق الفسق، لأنه مجهول الحال .وقد قررنا هذه المسألة فى كتاب العلم من شرح البخارى، ولله الحمد والمنة".**

قال قتادة: فكان رسول الله ﷺ يقول: " التبين من الله، والعجلة من الشيطان"(تفسیر القرآن العظیم: ۴/ ۲۶۴، مؤسسۃ الریان)۔

یعنی اسی آیت کی بنیاد پر علماء نے مجہول الحال شخص کی روایت قبول کرنے سے رک گئے، اگرچہ بعض نے قبول بھی کیا ہے، خبر کو تحقیق و پرکھ کر کے لینا چاہیے، ہر خبر کو قبول کر لینا شیطان کا کام ہے۔

مصنوعی ذہانت سے معلومات حاصل کرنا بھی جلدی ہی ہے جو شیطانی عمل ہے، جیسا کہ حدیث میں کہا گیا، اس لیے اطمینان سے تحقیق وتصدیق کر لی جائے۔خلاصہ یہ کہ مصنوعی ذہانت کے افادے کا جو عام طریقہ کار ہے اس اعتبار سے اس پر اعتماد کرنا اور انحصار کرنا صحیح نہیں ہوگا۔

مصنوعی ذہانت ایک آلہ ہے، لہذا اس کے استعمال کرنے والے پر ضروری ہوگا کہ اس کا استعمال شرعی دائرے میں رہ کر کرے، لہذا درج ذیل چیزوں میں مصنوعی ذہانت کا استعمال جائز نہ ہوگا:

۲-تصویر سازی:

جاندار کی جامد یا متحرک تصاویر بنانا جائز نہیں ہوگا۔

اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: ''**من صوَّر صورة فی الدنیا کُلِّف یوم القیامة أن ینفخ فیها الروح ولیس بنافخ**''(صحیح البخاری:۲/۸۸۱۔کتاب اللِّبَاسِ: بَاب۔ط:قدیمی)۔

(دنیا کے اندر کوئی شخص تصویر بنائے تو قیامت کے دن اسے اس بات کی ذمہ داری اُٹھانا ہوگی کہ وہ اس میں روح پھونکے، حالانکہ وہ یہ کام نہیں کر سکے گا)۔

۳-خیانت:

بلا اجازت کسی کی تصویر یا کسی کی آواز کو استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ''**فَلْيُؤَدِّ الَّذِیْ اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللهَ رَبَّه**''(سورۂ بقرہ:۲۸۳)(تو جو امین بنایا گیا اس کو چاہیے کہ اپنی امانت ادا کرے اور چاہیے کہ اپنے پروردگار اللہ سے ڈرے)۔

''**وعن انسؓ قال: قلما خطبنا رسول الله ﷺ إلا قال: لا إیمان لمن لا امانة له ولا دین لمن لا عهد له**''(رواہ البیہقی فی شعب الإیمان،مشکوۃ المصابیح:۱/۱۵ کتاب الإیمان:الفصل الثانی)۔

(حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ جب بھی ہمیں خطاب کرتے تو فرماتے:'' جس شخص میں امانت نہیں اس کا ایمان ہی نہیں، اور جس شخص کا عہد نہیں اس کا کوئی دین ہی نہیں۔'' اس حدیث کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے)۔

۴-جھوٹ اور دھوکہ:

کسی تصویر اور ویڈیو میں چھیڑ چھاڑ کر کے لوگوں کو دھوکہ دینا، جھوٹی خبریں وضع کرنا، کسی کی آواز کا غلط طریقے سے استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

''**وإنَّ الكَذِبَ يَهْدِی إلى الفُجُورِ، وإنَّ الفُجُورَ يَهْدِی إلى النَّارِ، وإنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا**'' (صحیح البخاری:۲/۹۰۰۔کتاب الادب:بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ، وَمَا يُنْهَى عَنِ الْكَذِبِ،ط:قدیمی)۔

(نبی کریم ﷺ نے فرمایا'' بلا شبہ سچ آدمی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق کا لقب اور مرتبہ حاصل کر لیتا ہے اور بلا شبہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے)۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:'' **مَن حَمَلَ علینا السِّلاحَ فلیسَ مِنَّا، ومَن غَشَّنا فلیسَ مِنَّ**''(صحیح البخاری:۲/

۱۰۴۷۔کتاب الفتن:بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ ﷺ:مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلاَحَ فَلَیْسَ مِنَّا،ط:قدیمی)۔

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا''جس نے ہم مسلمانوں پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم سے نہیں ہے)۔

"عن ابی هريرةؓ، عن النبی ﷺ قال:آية المنافق ثلاث إذا حدث كذب، وإذا اوتمن خان، وإذا وعد اخلف"(صحیح البخاری:۱/۳۸۴۔کتاب الْوَصَایَا: بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ،ط:قدیمی)۔

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''منافق کی تین علامتیں ہیں:جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو (اس کی) خلاف ورزی کرے اور جب اسے (کسی چیز کا) امین بنایا جائے تو (اس میں) خیانت کرے)۔

''الموسوعۃ الفقہیہ''کویت میں ہے:''**اتفق الفقهاء على أن الغش حرام سواء كان بالقول أم بالفعل، وسواء كان بكتمان العيب فى المعقود عليه أو الثمن أم بالكذب والخديعة، وسواء كان فى المعاملات أم فى غيرها من المشورة والنصيحة**''(الموسوعۃ الفقہیۃ:۳۱/۲۱۹۔غش۔ط:الکویت)۔

۵-آبروریزی اور افترا پردازی:

کسی معصوم شخص کی تصویر استعمال کر کے ایسا امیج یا ویڈیو بنا دینا جس میں اس کو کوئی جرم کرتے ہوئے یا غیر قانونی بات بولتے ہوئے یا فحش حرکت کرتے ہوئے دکھایا جائے (جس سے اس کی آبروریزی ہوتی ہو، یا اس کو مجرم سمجھا جانے لگے) جائز نہیں ہوگا۔درج ذیل روایتیں ملاحظہ فرمائیں:

"عن ابن عباسؓ: أن رسول الله ﷺ خطب الناس يوم النحر، فقال: يا أيها الناس، أى يوم هذا؟ قالوا: يوم حرام، قال: فأى بلد هذا؟ قالوا: بلد حرام، قال: فأى شهر هذا؟ قالوا: شهر حرام، قال: فإن دماء كم وأموالكم وأعراضكم عليكم حرام، كحرمة يومكم هذا، فى بلدكم هذا، فى شهركم هذا، فأعادها مرارًا"(صحیح البخاری:۱/۲۳۴،۲۳۵،کتاب الحج: بَابُ الْخُطْبَةِ أَيَّامَ مِنًى۔ط:قدیمی)۔

(حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ دسویں تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں خطبہ دیا، خطبہ میں آپ ﷺ نے پوچھا لوگو! آج کون سا دن ہے؟ لوگ بولے یہ حرمت کا دن ہے، آپ ﷺ نے پھر پوچھا اور یہ شہر کون سا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حرمت کا شہر ہے، آپ ﷺ نے پوچھا یہ مہینہ کون سا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حرمت کا مہینہ ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا بس تمہارا خون تمہارے مال اور تمہاری عزت ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جیسے اس دن کی حرمت، اس شہر اور اس مہینہ کی حرمت ہے، اس کلمہ کو آپ ﷺ نے کئی بار دہرایا)۔

"وعن أبى هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ ...كل المسلم على المسلم حرام: دمه، وماله،

وعرضه"(صحیح المسلم:۲/۳۱۷،کتاب البر والصلۃ والادب: باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ ودمہ وعرضہ ومالہ)۔

(ہر مسلمان پر(دوسرے)مسلمان کا خون،مال اور عزت حرام ہیں)۔

" **عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: سباب المسلم فسوق وقتاله كفر**"(صحیح البخاری:۲/ ۸۹۳۔کتاب الادب:باب ما ینہی عن السباب واللعن۔ط:قدیمی)۔

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے)۔

"**عن أبی ذرؓ أنه سمع النبی ﷺ یقول: لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیه بالكفر، إلا ارتدت علیه إن لم یكن صاحبه كذلك**"(صحیح البخاری: ۲ / ۸۹۳۔کتاب الادب: باب ما ینہی عن السباب واللعن۔ ط: قدیمی)۔

(نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ اگر کوئی شخص کسی شخص کو کافر یا فاسق کہے اور وہ درحقیقت کافر یا فاسق نہ ہو تو خود کہنے والا فاسق اور کافر ہو جائے گا)۔

۶-ہر وہ کام جس سے حقوق اللہ اور حقوق العباد تلف ہوتا ہو مصنوعی ذہانت کے ذریعے کرنا ناجائز ہوگا۔اور مصنوعی ذہانت کے ذریعے حقوق العباد کی پامالی بہت زیادہ کی جارہی ہے،درج ذیل حدیث کو اپنے ذہن میں رکھنا چاہیے:

"**عن أبی هریرةؓ ان رسول الله ﷺ، قال: أتدرون ما المفلس؟ قالوا: المفلس فینا من لا درهم له ولا متاع، فقال: " إن المفلس من امتی یاتی یوم القیامة بصلاة، وصیام، وزكاة، ویأتی قد شتم هذا، وقذف هذا، وأكل مال هذا، وسفك دم هذا، وضرب هذا، فیعطی هذا من حسناته، وهذا من حسناته، فإن فنیت حسناته قبل أن یقضی ما علیه أخذ من خطایاهم، فطرحت علیه، ثم طرح فی النار**"(صحیح المسلم:۲/۳۲۰۔کتاب البر والصلۃ والادب: باب تحریم الظلم)۔

(حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟" صحابہ نے کہا؛ ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درہم ہو،نہ کوئی ساز وسامان۔آپ نے فرمایا:"میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز،روزہ اور زکاۃ لے کر آئے گا اور اس طرح آئے گا کہ(دنیا میں)اس کو گالی دی ہوگی،اس پر بہتان لگایا ہوگا،اس کا مال کھایا ہوگا،اس کا خون بہایا ہوگا اور اس کو مارا ہوگا،تو اس کی نیکیوں میں سے اس کو بھی دیا جائے گا اور اس کو بھی دیا جائے گا اور اگر اس پر جو ذمہ ہے اس کی ادائیگی سے پہلے اس کی ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان کے گناہوں کو لے کر اس پر ڈالا جائے گا،پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا)۔

۶-موسیقی:

''اے آئی'' کی مدد سے موسیقی کے دُھن تیار کرنا جائز نہیں ہوگا۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:''وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُواً أُولئِكَ لَهُمْ عَذابٌ مُهِينٌ''(سورۃ لقمان:۶)۔

(اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ان باتوں کے خریدار بنتے ہیں جو اللہ سے غافل کرنے والی ہیں، تاکہ اللہ کی یاد سے بے سمجھے گم راہ کرے اور اس کی ہنسی اڑائے، ایسے لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے)۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے لھوالحدیث کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:'' **هو و الله الغناء**''۔

یہ واضح حدیث ملاحظہ فرمائیں:'' **ليكونن من أمتي أقوام يستحلون الحر، والحرير، والخمر، والمعازف**''(صحیح البخاری:۲/۸۳۸۔ کِتَاب الاشربۃ:بَابُ مَاجَاءَ فِيمَنْ يَسْتَحِلُّ الْخَمْرَ وَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ۔ط:قدیمی)۔

(نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایسے برے لوگ پیدا ہوجائیں گے جو زنا کاری، ریشم کا پہننا، شراب پینا اور گانے بجانے کو حلال بنالیں گے)(ماخوذ از:اسلام اور موسیقی:مفتی شفیع صاحبؒ)۔

موسیقی کے جواز وعدم جواز سے متعلق ایک طویل بحث کے بعد مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے جو خلاصہ نکالا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

غناءحرام: جو گانا باجماع حرام ہے، اس کی کئی صورتیں ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) ہر وہ گانا جو محض لہو ولعب کے لئے گایا جائے، کوئی صحیح دینی یا دنیوی غرض پیش نظر نہ ہو، خواہ خود اپنے لئے گایا جاتے یا دوسرے کے لئے اور خواہ آلات موسیقی کے ساتھ ہوں یا نہ ہوں۔(۲) ایسے تمام باجوں اور بانسریوں کا استعمال جو بذاتہ سرور پیدا کرتے ہوں، اور ان کی وضع ہی لہو ولعب کے لئے ہو، خواہ تنہا استعمال ہوں یا گانا بھی ساتھ گایا جائے۔ الی آخرہ(اسلام اور موسیقی:۳۳۹)۔

۷-مجسمہ سازی:

مصنوعی ذہانت کو انسانی روبوٹ کی شکل میں استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔

جیسا کہ ماقبل میں حدیث بیان کی گئی:'' **من صوَّر صورة فى الدنيا كُلِّف يوم القيامة أن ينفخ فيها الروح، وليس بنافخ**''(صحیح البخاری:۲/۸۸۱۔ کِتَاب اللِّبَاسِ: بَاب۔ط:قدیمی)۔

(دنیا کے اندر کوئی شخص تصویر بنائے تو قیامت کے دن اسے اس بات کی ذمہ داری اُٹھانا ہوگی کہ وہ اس میں روح

پھونکے، حالانکہ وہ یہ کام نہیں کر سکے گا)۔

استعمال ہونے سے بچنے کے لیے ان باتوں کا خیال رکھیں:

(۱) اپنی تصویر عام نہ کریں:

آنے والے وقتوں میں اگر کسی کو مصنوعی ذہانت کے منفی پہلوؤں سے بچنا ہے تو اپنی تصویر کو عام کرنے سے حتی الامکان بچنا ہوگا، ورنہ آپ کسی بھی طرح کے ناخوش گوار منظر کا سامنا کر سکتے ہیں۔

(۲) سوشل میڈیا کو بقدر ضرورت استعمال کریں۔

سوشل میڈیا پر آپ کی ہر حرکت وسکون اور نشیب وفراز پر مصنوعی ذہانت کی نگاہ رہتی ہے، جس کی وجہ سے آپ کی شخصیت، آپ کی ذہنیت اور نفسیات سے مصنوعی ذہانت اچھی طرح واقف ہو جاتی ہے، پھر کسی بھی مسئلے پر وہ آپ کو قائل کرنا جان جاتی ہے، وہ آپ کو استعمال کرتی ہے، آپ سے کھیلتی ہے، لیکن آپ اپنے آپ میں افلاطون بنے رہتے ہیں۔

(۳) حکومت سے اس بات کا مطالبہ کرنا چاہیے اور حکومت کو اس بات کی طرف توجہ دینا چاہیے کہ مصنوعی ذہانت کو اخلاقیات کا پابند بنایا جائے۔

(۴) اسی طرح اس کا غلط استعمال کرنے والوں کے لیے سخت سے سخت قوانین وضع کیے جائیں۔

(۵) افواہوں پر دھیان نہ دیں۔

اللہ تعالی کے اس فرمان کو ذہن میں رکھیے اور مصنوعی ذہانت کے زمانے میں اپنا خیال خود رکھیے۔

" وَأَنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ"(سورۃ البقرۃ:۱۹۵)۔

عموم نص کا تقاضا ہے کہ آپ ہر کام سے بچیں جس سے آپ کی گردن پھنس سکتی ہے، آپ نقصان میں پڑ سکتے ہیں۔

۳- اگر "چیٹ جی پی ٹی" ایک سوال کا جواب اس طرح دیتا ہو کہ اسی سوال کو متعدد بار کیا جائے تو ہر بار ایک ہی مضمون پیش کرتا ہو تو اس صورت میں نہ تو اپنی طرف منسوب کرنا صحیح ہے اور نہ ہی حق تصنیف رکھنا، کیونکہ اس صورت میں یہ بات واضح ہے کہ یہ مصنوعی ذہانت کا ایک طے شدہ مضمون ہے جو اس متعین سوال کے جواب میں آتا ہے، ارادی طور پر یا اتفاقی طور پر وہی سوال کوئی بھی پیش کرے گا تو اس کے سامنے وہ طے شدہ مضمون آجائے گا۔

اور اگر دوسری صورت ہو وہ یہ کہ ایک متعین سوال کو جب بھی مصنوعی ذہانت کے حوالے کیا جائے تو وہ ہر بار ایک نیا مضمون پیش کرے، تو اس صورت میں اس مضمون کا دریافت کرنے والا متعلقہ شخص ہی ہوگا، اور اسے حق تصنیف ملنا چاہیے،

البتہ اس صورت میں اپنی جانب منسوب کرنا صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ بہرحال وہ اس مضمون کا موجد نہیں ہے، اس کی دماغی کاوش اور فکری صلاحیتوں کا کوئی دخل نہیں، صرف سوال کی حد تک۔ یہ مضمون مصنوعی ذہانت کی طرف ہی منسوب ہوگا، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اس مضمون کا مصنوعی ذہانت کی طرف منسوب ہونا بھی محل نظر ہے، کیونکہ مصنوعی ذہانت بھی اس مضمون کو ان کتابوں سے چرا کر ہی پیش کر رہی ہے جن کتابوں کا مواد اس میں شامل کیا گیا ہے۔ چرا کر اس لیے کہ مصنوعی ذہانت جن کتابوں سے مواد لیتی ہے اس کا حوالہ نہیں دیتی، لہذا یہ علمی سرقہ کے زمرے میں آتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مصنفین کی جانب سے مصنوعی ذہانت کے خلاف عدالتوں میں علمی سرقہ کی شکایتیں درج کی جا چکی ہیں۔ یہ خبریں ملاحظہ فرمائیں:

گزشتہ ہفتے سامنے آنے والی ایک خبر نے ادبی دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔ خبر کچھ یوں تھی کہ دی اٹلانٹک کی رپورٹ کے مطابق تقریباً ایک لاکھ ۸۳ ہزار کتابوں کو ان کے مصنفین کی اجازت کے بغیر مصنوعی ذہانت کو تربیت دینے کے لیے استعمال کیا گیا۔ یہ کتابیں غیر قانونی ویب سائٹس سے چرائی گئی ہیں جو کہ ان لوگوں کی توہین کے زمرے میں آتا ہے جنہوں نے اپنے ناولز، سوانح عمری، شاعری اور نان فکشن کتابوں پر برسوں کام کیا۔ میٹا، بلومبرگ اور ممکنہ طور پر اوپن اے آئی (چیٹ جی پی ٹی کے تخلیق کار) جیسی کمپنیوں نے اپنے اے آئی سسٹمز کو لکھنے کا انداز سکھانے کے لیے ''ایلف شفق'' یا ''جے کے راؤلنگ'' جیسے ممتاز مصنفین کے تحریری مواد کا استعمال کیا ہے۔

جیسے ہی یہ خبر سامنے آئی، دنیا بھر کے مصنفین نے ڈیٹا بیس کی جانچ کی کہ کہیں اس میں ان کی کتاب تو شامل نہیں۔ میں جن جن مصنفین کو جانتی ہوں، ان سب نے فیس بک یا ٹوئٹر پر بتایا کہ ان کی کتابیں بھی اس ڈیٹا بیس میں شامل ہیں۔ یہ دیکھتے ہوئے میں نے اپنا نام بھی تلاش کیا تو میرا ناول 'بیفور رشی سلیپس' بھی غیر قانونی طور پر ڈاؤن لوڈ کر کے ڈیٹا بیس میں شامل کیا گیا تھا۔ یعنی میرے کام کو صرف اس لیے چرایا گیا تھا تاکہ مشین وہ کام کرے جو میں کرتی ہوں۔

میرے دوست جو اسکولز اور یونیورسٹیز میں پڑھاتے ہیں، وہ بتاتے ہیں کہ طلبہ مضامین اور دیگر اسائنمنٹس کے لیے چیٹ جی پی ٹی کا استعمال کر رہے ہیں۔ یہ ایک ایسے ملک میں تو قابلِ قبول ہے جہاں طلبہ کو اکثر اچھی انگریزی میں لکھنے کو کہا جاتا ہے پھر چاہے یہ ان کی دوسری یا تیسری زبان ہی کیوں نہ ہو۔ صرف اس ڈر سے کہ کہیں وہ پیچھے نہ رہ جائیں طلبہ چیٹ جی پی ٹی کی مدد حاصل کرتے ہیں جس کی وجہ سے لگتا ہے کہ وہ قابل ہیں اور انہیں انگریزی پر عبور حاصل ہے۔

یہ پاکستان کے دفاتر میں بھی ہو رہا ہے جہاں ملازمین بہترین انگریزی کے لیے مصنوعی ذہانت کا استعمال کر کے ریزیومے، رپورٹس، پریزنٹیشن اور مارکیٹنگ ڈیکس بنا رہے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ دستاویز جو بظاہر پروفیشنل شخص کے ہاتھوں سے بنے ہوئے لگتے ہیں، اس میں انسان کی حقیقی مہارت شامل نہیں ہوتی۔

ذرا سوچیں کہ ان ایک لاکھ ۸۳ ہزار کتابوں کو تیار کرنے میں نہ جانے کتنے گھنٹوں کی محنت لگی ہوگی۔ ہر ایک کتاب کو تیار کرنے میں کتنا مشاہدہ، انفرادی تجربہ اور تعلیم کا استعمال ہوا ہوگا۔ ان لوگوں کو ایجنٹس، ایڈیٹرز اور ناشر تلاش کرنے میں کتنے سال لگے ہوں گے۔ لکھاریوں کا دیگر مصنفین سے کتنا مقابلہ رہا ہوگا کہ انہیں ایڈوانس اور رائلٹی کی مد میں کتنی کم ادائیگی کی جاتی ہے۔ یہ بات مشہور ہے اور حقیقت بھی کہ بہت کم ایسے لکھاری ہیں جن کے لیے لکھنا ان کا ذریعہِ معاش ہے۔ لیکن پھر بھی مصنفین ان حقائق کے باوجود لکھتے ہیں۔ یہ ان کا جذبہ اور تحریر سے محبت ہے جس کی وجہ سے وہ قلم اٹھانے سے نہیں رکتے۔

مصنفین میٹا اور دیگر اے آئی تخلیق کاروں کو خطوط اور ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کر کے ان سے لڑنے کی کوشش کر رہے ہیں، کیونکہ وہ اپنی کتابوں کو اس طرح استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ لیکن اب بہت دیر ہو چکی ہے کیونکہ ایک بار سیکھ لینے کے بعد مشین اسے بھول نہیں سکتی۔

ایمازون پہلے سے ہی اے آئی کی مدد سے تیار کردہ آن لائن فروخت ہونے والی ہزاروں کتابوں پر پابندی لگانے کے لیے کام کر رہا ہے، ہولی ووڈ میں اداکاروں اور لکھاریوں نے اپنے کام کو اے آئی سے بچانے کے لیے 148 دن کی ہڑتال کی جو حال ہی میں ختم ہوئی ہے۔ یہ سب اس بات کا اشارہ ہیں کہ انسانوں اور مشینوں کے درمیان جنگ کا آغاز ہو چکا ہے۔

کیا پتا میری اگلی کتاب بھی میں نہ لکھوں بلکہ ایک مشین لکھے اور شاید آپ کو فرق بھی سمجھ نہ آئے۔ کیا معلوم یہ مضمون جو ابھی آپ پڑھ رہے ہیں وہ بھی مصنوعی ذہانت نے ہی لکھا ہو (کالم نگار: بینا شاہ۔ مضمون: 'کیا معلوم یہ مضمون بھی مصنوعی ذہانت نے ہی لکھا ہو'، یہ مضمون 7 اکتوبر 2023ء کو ڈان اخبار میں شائع ہوا، https://www.dawnnews.tv/news/1213213?ref=whatsapp)۔

لائیو ٹی وی کے آج نیوز کی ایک اور خبر ملاحظہ کیجیے:

ہمارا علم چوری کیا گیا، امریکی مصنفین نے مصنوعی ذہانت کے سافٹ ویئر بنانے والوں پر مقدمہ کر دیا، مصنفین نے عدالت میں بطور ثبوت اپنی کتابوں کا حوالہ بھی دیا۔ کہتے ہیں علم کوئی چرا نہیں سکتا، لیکن اب امریکی مصنفین نے مصنوعی ذہانت پر علم چرانے کا الزام عائد کرتے ہوئے مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ امریکا میں ایک مزاحیہ اداکار، مختلف ٹی وی رائٹرز اور مصنفین نے اپنا کام چوری کرنے پر اوپن اے آئی اور میٹا کے خلاف مصنوعی ذہانت کے ماڈل (جی پی ٹی) بنانے پر مقدمہ دائر کر دیا ہے۔

کامیڈین اور مصنفہ ''سارہ سلورمین'' نے مصنفین ''کرسٹوفر گولڈن'' اور ''رچرڈ کیڈرے'' کے ساتھ مل کر امریکی

ڈسٹرکٹ کورٹ میں اوپن اے آئی اور میٹا کے خلاف مقدمہ دائر کیا ہے، جس میں انہوں نے موقف اختیار کیا ہے کہ دونوں کمپنیوں نے غیر قانونی طور پر آئی ماڈلز، چیٹ جی پی ٹی اور ایل ایل اے ایم اے پر ڈیٹا استعمال کر کے کاپی رائٹ کی خلاف ورزی کی ہے۔ مصنفین کا دعویٰ ہے کہ ان ڈیٹا سائٹس میں مبینہ طور پر ان کا کام بھی شامل ہے، جو بائبلوٹک، لائبریری جینیسس، زیڈ لائبریری، اور دیگر ویب سائٹس سے حاصل کیا گیا تھا۔

تینوں مصنفین نے اوپن اے آئی کے خلاف اپنے مقدمے میں ثبوت فراہم کرتے ہوئے بتایا کہ جب کسی حوالے سے معلومات فراہم کرنے کا تقاضا کیا جاتا ہے تو (چیٹ جی پی ٹی) ان کی کتابوں کا خلاصہ پیش کرتا ہے، جو ان کے کاپی رائٹ کی خلاف ورزی ہے۔ مصنفین نے ثبوت کے طور پر سلور مین کی کتاب بیڈ واٹر، گولڈن کی کتاب ارارات اور کیڈرے کی کتاب سینڈ مین سلم کو پیش کیا اور چیٹ جی پی ٹی کی مثالیں پیش کیں۔

مصنفین نے میٹا کے خلاف بھی ایک مقدمہ دائر کیا ہے، جس میں ان کا دعویٰ ہے کہ ان کی کتابیں ایل ایل اے ایم اے کو تربیت دینے کے لئے استعمال ہونے والے ڈیٹا سیٹس میں شامل تھیں، جبکہ یہ ڈیٹا سیٹ غیر قانونی طور پر حاصل کیے گئے تھے۔

درخواست میں موقف اختیار کیا گیا کہ ایل ایل اے ایم اے پر میٹا کے اپنے مقالے میں ان کے تربیتی ڈیٹا سیٹ کے ذرائع کا ذکر کیا گیا ہے، جن میں سے ایک کو دی پائل کہا جاتا ہے، جو ایلوتھر اے آئی کے ایک مقالے میں ذکر کیا گیا ہے۔

دونوں مقدمات میں مصنفین کا موقف ہے کہ اپنی کاپی رائٹ شدہ کتابوں کو ان مصنوعی ذہانت کے ماڈلز کے لئے تربیتی مواد کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی، مصنفین نے درخواست میں کاپی رائٹ کی خلاف ورزی، لاپرواہی، غیر منصفانہ افزودگی اور غیر منصفانہ مسابقت کے متعدد الزامات لگاتے ہوئے استدعا کی ہے کہ ہمارے قانونی نقصانات، اور ہماری تصانیف سے کمایا گیا منافع ہمیں دلایا جائے۔

مصنفین کے قانونی نمائندوں، جوزف سیوری اور میتھیو بٹرک نے اپنی ایل ایل ایم کی ویب سائٹ پر بتایا کہ ان سے دیگر متعلقہ مصنفین، مصنفین اور پبلشرز نے رابطہ کیا ہے جو چیٹ جی پی ٹی کی کاپی رائٹ شدہ مواد کی طرح متن تیار کرنے کی صلاحیت کے بارے میں فکرمند ہیں، جس میں ہزاروں کتابیں بھی شامل ہیں (لائیو ٹی وی: آج نیوز۔ ویب ڈیسک۔ لائف اسٹائل 11 جولائی 2023) https://www.aaj.tv/news/30335869
https://www.urduvoa.com/a/7599893.html)

اسی طرح نیویارک ٹائمز نے اوپن اے آئی اور مائیکروسافٹ پر مقدمہ دائر کیا ہے۔ دونوں پر الزام لگایا گیا ہے کہ کہ انہوں نے اخبار کے لاکھوں مضامین کو بغیر اجازت کے استعمال کیا تاکہ قارئین کو معلومات فراہم کرنے کے لیے چیٹ

بوٹس کو تربیت دی جا سکے۔

ان خبروں سے مصنوعی ذہانت کی جانب سے مہیا کردہ معلومات کی حقیقت اور حیثیت کو اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ مصنوعی ذہانت کی گردن تو خود پھنسی ہوئی ہے، تو پھر چور سے چوری کرنا کہاں سے درست ہو جائے گا؟ قانوناً تو مصنوعی ذہانت کو بھی مضامین با حوالہ پیش کرنا چاہیے، اور سوال کے ذریعے مضمون حاصل کرنے والے شخص کو مضمون کی نسبت اپنی جانب نہیں کرنا چاہیے۔ عقلی، شرعی اور اخلاقی طور پر بھی یہ درست نہیں ہے۔

چنانچہ فرمان باری تعالی ہے: "**لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوا وَّيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُم بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ**" (آل عمران:۱۸۸)۔

(وہ لوگ جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو انہوں نے نہیں کیا اس پر بھی ان کی تعریفیں کی جائیں، آپ انہیں عذاب سے چھٹکارے میں نہ سمجھئے ان کے لئے تو دردناک عذاب ہے)۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے: "**الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ**" (صحیح بخاری:5219، صحیح مسلم:2130) (جو چیز حاصل نہ ہو اس پر فخر کرنے والا اس شخص جیسا ہے جو فریب کا جوڑا یعنی (دوسروں کے کپڑے) مانگ کر پہنے)۔

مزید نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے:

"**مَنِ ادَّعَى دَعْوَى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللَّهُ إِلَّا قِلَّةً**" (صحیح مسلم:110) (اور جس نے (مال میں) اضافہ کے لئے جھوٹا دعوی کیا، اللہ تعالی اس (کے مال) کی قلت ہی میں اضافہ کرے گا)۔

"**أبی ذرؓ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: مَنِ ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ فَلَيْسَ مِنَّا وَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ**" (أخرجہ مسلم، 1/80، رقم61)۔

"**وقال النوویؒ معلقًا على هذا الحديث: وَفِي هَذَا الْحَدِيث تَحْرِيم دَعْوَى مَا لَيْسَ لَهُ فِي كُلّ شَيْء سَوَاء تَعَلَّقَ بِهِ حَقٌّ لِغَيْرِهِ أَمْ لَا، وَفِيهِ أَنَّهُ لَا يَحِلّ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ مَا حَكَمَ لَهُ بِهِ الْحَاكِم إِذَا كَانَ لَا يَسْتَحِقّ**" (شرح النووی علی مسلم (2/50). (ماخوذ از: علمی سرقہ: تحریر: عمر اثری ابن عاشق علی اثری۔ اردو محفل فورم:- اکتوبر 15، 2017)۔

مفتی احمد خان پوری صاحب کے بارے میں منقول ہے: فتاوی نویسی کی مشق کرنے والے طلبا کو بار بار یہ نصیحت فرماتے ہیں کہ جو عبارت جس کتاب سے لی ہے اس کتاب کا نام ضرور لکھو، چاہے تم نے چھوٹے رسالہ ہی سے عبارت کیوں نہ لی ہو، ایسا ہرگز نہ کرو کہ تم چھوٹے رسالہ سے عبارت لو اور اس رسالہ کا حوالہ نہ لکھو؛ بلکہ اپنی بات بڑی کتاب کی طرف منسوب کرنے کے لیے اس چھوٹے رسالہ میں موجود بڑی کتاب کا حوالہ لکھ دو اس سے علم میں بے برکتی ہوتی ہے۔ بہت سی

مرتبہ یہ مضمون سمجھاتے ہوئے ان اکابر کی کتب کا حوالہ بھی دیتے ہیں جنھوں نے اپنی کتب میں اصاغر کے حوالے دیے ہیں چناں چہ ایک طالب کا علم بیان ہے کہ: پھر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی کی کتاب ''داڑھی کا وجوب منگوائی اور صفحہ ۲۱ کی یہ عبارت ''مولانا سعید احمد پالن پوری مدرس دار العلوم دیوبند نے اپنے رسالہ ''داڑھی اور انبیاء کی سنتیں''، میں لکھا ہے کہ داڑھی منڈانے کی حرمت پر ساری امت کا اجماع ہے'' پڑھ کر سنائی۔ پھر فرمایا: مفتی سعید احمد صاحب حضرت شیخ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں اور تم نے دیکھ لیا کہ حضرت شیخ نے ان کی کتاب سے جو عبارت لی ہے اس کا حوالہ لکھ دیا ہے، تو کیا اس سے حضرت شیخ کی شان گھٹ گئی؟ ہرگز نہیں۔ اگر تم اپنے علم میں برکت پیدا کرنا چاہتے ہو تو میری اس بات پر عمل کرو کہ جس کتاب سے جو عبارت لو وہاں اس کتاب کا حوالہ لکھ دو، چاہے وہ چار صفحے کا کتابچہ ہی کیوں نہ ہو،، اس سے علم میں برکت ہوگی (محمود الفتاوی ۱/ ۲۲۷، ۲۲۸، باب چہارم: ذوق فتوی نویسی)۔

۴- بالکل نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اذان اعلان محض نہیں ہے، بلکہ یہ ذکر و عبادت کے قبیل سے ہیجو انسان کے ذمے ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے واضح طور پر فرمایا ہے:

"عن مالک بن الحویرث، اتیت النبی ﷺ فی نفر من قومی، فأقمنا عنده عشرین لیلة و کان رحیما رفیقا، فلما رأی شوقنا إلی أهالینا، قال:" ارجعوا فکونوا فیهم وعلموهم وصلوا، فإذا حضرت الصلاة فلیؤذن لکم أحدکم ولیؤمکم أکبرکم"۔

(حضرت مالک بن حویرثؓ نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنی قوم (بنی لیث) کے چند آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوا اور میں نے آپ ﷺ کی خدمت شریف میں بیس راتوں تک قیام کیا۔ آپ ﷺ بڑے رحم دل اور ملنسار تھے۔ جب آپ ﷺ نے ہمارے اپنے گھر پہنچنے کا شوق محسوس کر لیا تو فرمایا کہ اب تم جا سکتے ہو۔ وہاں جا کر اپنی قوم کو دین سکھاؤ اور (سفر میں) نماز پڑھتے رہنا۔ جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو تم میں سب سے بڑا ہو وہ امامت کرائے'' (صحیح البخاری: ۱/ ۸۸۔ کِتَاب الْأَذَانِ: بَابُ مَنْ قَالَ لِيُؤَذِّنْ فِي السَّفَرِ مُؤَذِّنٌ وَاحِدٌ)۔

نیز ابوداؤد و ابن ماجہ میں ہے:" **لیؤذن لکم خیارکم ویؤمکم قراؤکم** "(یعنی تم انسانوں میں سے بہتر انسان اذان دے)۔

بخاری کی روایت بتا رہی ہے کہ مؤذن تم میں سے ہو، یعنی تم انسانوں میں سے، اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ اچھا انسان ہو۔

چنانچہ فقہاء کرام نے اذان دینے والے میں جن باتوں کو اہمیت دی ہے وہ انسانوں سے ہی تعلق رکھتی ہیں، مثلا مسلمان ہونا، عقل والا ہونا، مذکر ہونا وغیرہ۔

عبدالرحمٰن الجزیریؒ ائمہ ثلاثہ کا مسلک بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

" شروط المؤذن: يشترط فى المؤذن أن يكون مسلماً، فلا يصح من غيره، وأن يكون عاقلا، فلا يصح من مجنون، أو سكران؛ أو مغمى عليه، وأن يكون ذكراً، فلا يصح من أثى أو خنثى، وهذه الشروط متفق عليها ثلاثة من الأئمة، وخالف الحنفية، فانظر مذهبهم مع باقى شروط الأذان عندهم تحت الخط، ولا يشترط فى المؤذن أن يكون بالغاً، بل يصح أذان الصبى المميز" (الفقہ علی المذاہب الاربعۃ:۱/۳۱۵۔ داراحیاء)۔

اگرچہ احناف کے یہاں مؤذن کی شرطیں سخت نہیں ہیں، لیکن وہ بھی ان اوصاف کی غیر موجودگی میں اذان کو مکروہ تحریمی قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ شیخ وہبہ زحیلیؒ اذان کے شرائط بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"شروط الأذان:أن يكون المؤذن مسلماً عاقلاً مميزاً)، رجلاً، فلا يصح أذان الكافر، والمجنون والصبى غير المميز والمغمى عليه والسكران؛ لأنهم ليسوا أهلاً للعبادة، ولا يصح أذان المرأة؛ الحرمة أذانها، ولأنه لا يشرع لها الأذان، فلا تصح إمامتها للرجال، ولأنه يفتتن بصوتها؛ ولا يصح أذان الخنثى، لأنه لا يعلم كونه رجلاً.وهذا شرط عند المالكية والشافعية والحنابلة .ويقرب منهم مذهب الحنفية، لأنهم قالوا: يكره تحريماً أذان هؤلاء الذين لم تتوافر فيهم هذه الشروط، ويستحب إعادته .وعلى هذا يسن عند الحنفية: أن يكون المؤذن رجلاً عاقلاً تقياً عالماً بالسنة وبأوقات الصلاة .ولا يشترط عند الجمهور (غير المالكية) البلوغ والعدالة، فيصح أذان الصبى المميز، والفاسق، لكن يستحب أن يكون المؤذن بالغاً أميناً، لأنه مؤتمن يرجع إليه فى الصلاة والصيام، فلا يؤمن أن يغرهم أذانه إذا لم يكن كذلک" (الفقہ الاسلامی وادلتہ:۱/۶۹۹،۷۰۰)۔

یہی وجہ ہے کہ عندالفقہاء طوطا مینا یا کوئی پرندہ انسان کی نقل کرکے اذان دینے لگ جائے تو اس کی اذان معتبر نہیں مانی جاتی، چنانچہ علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

"وا ما أذان الصبى الذى لا يعقل فلا يجزى ويعاد، ولأن ما يصدر لا عن عقل لا يعتد به كصوت الطيور، ومنها أن يكون عاقلا" (بدائع الصنائع ۱/ ۲۲۴، الذی یرجع إلی صفات المؤذن، کذا فی منحۃ الخالق علی البحر الرائق ۱/ ۴۵۹ لابن عابدین)۔

علامہ عبدالحی فرنگی محلیؒ "عمدۃ الرعایۃ" میں فرماتے ہیں:" قوله: والمجنون والسكران – وكذا الصبى الذى لا يعقل، والمعتوه، لأن أذانهم صادر من غير فهم واختيار، فلا يعتد به كصوت الطير" (کذا فی البنایۃ

والبحر، شرح الوقایۃ مع حاشیۃ عمدۃ الرعایۃ الجزء الأول۔ ۳۲۱۔ تحقیق وتعلیق: المفتی ابوحماد محمد اسعد پالنپوری)۔

اور اسی بنیاد پر علماء کرام نے آلات جدیدہ میں سیٹیپ ریکارڈ اور ریڈیو وغیرہ کے ذریعے اذان کو غیر معتبر مانا ہے، کیونکہ یہ پرندوں سے بھی گئے گذرے ہیں، شعور واختیار تو دور کی بات ہے ان کی اپنی آواز بھی نہیں ہوتی۔

مفتی احمد خان پوری کا ایک فتوی ملاحظہ فرمائیں:

ٹیپ کی اذان ناکافی ہے:۔ سوال: ٹیپ کی اذان کو ہر صلوۃ کے وقت لگا دیا جائے، تو درست اور کافی ہوگا؟

الجواب: حامداً ومصلیاً ومسلماً ٹیپ میں بند کی ہوئی اذان کو ہر نماز کا وقت آنے پر لگا دینا کافی نہیں ہے؛ اس لیے کہ اذان کا مقصود وقت نماز کے داخل ہونے کی خبر دینا ہے، اور یہ وہ خبر ہے جس کا تعلق دیانت سے ہے، اور ایسی خبر کے معتبر اور مقبول ہونے کے لیے اسلام، عقل، بلوغ، عدالت وغیرہ کی ضرورت ہے، جو ٹیپ میں موجود نہیں ہے۔

"أن المقصود الأصلی من الأذان فی الشرع الإعلام بدخول أوقات الصلوۃ، ثم صار من شعار الإسلام فی کل بلدۃ، أو ناحیۃ من البلاد الواسعۃ علی مامر، فمن حیث الإعلام بدخول الوقت، وقبول قولہ لا بدمن الإسلام، والعقل، البلوغ، والعدالۃ الخ" (شامی ۱/ ۲۹۰)، فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ: العبد احمد عفی عنہ خانپوری (محمود الفتاوی: ۲/ ۳۶۳، ۳۶۴۔ باب الاذان)۔

حضرت مولانا مفتی نظام الدین اعظمیؒ نے بھی فرمایا کہ ٹیپ ریکارڈ سے اذان دینا جائز نہیں (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۲۱۵۔ باب الاذان والاقامۃ)۔

مفتی سلمان منصور پوری فرماتے ہیں: ٹیپ ریکارڈ سے بلند ہونے والی آواز صدائے بازگشت کے حکم میں ہے؛ کیوں کہ وہ آلہ غیر مختار سے نکل رہی ہے؛ لہذا ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ اذان دینے سے سنت اذان ادا نہ ہوگی، یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ٹیپ شدہ آیت سجدہ کے سننے سے سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا (کتاب النوازل ۳/ ۳۰۹)۔

اسی طرح مفتی محمد افضل اشاعتی مزید تفصیل لکھتے ہیں: اذان صرف اعلان کا نام نہیں بل کہ اذان کے لیے شرائط و آداب ہیں۔ مثلاً استقبال قبلہ، کانوں میں انگلیاں ڈالنا، حیعلتین میں دائیں بائیں مڑنا وغیرہ؛ یہ چیزیں سیٹیلائٹ والی اذان میں نہیں پائی جاتیں، اگر اذان کا مقصد صرف اعلان واطلاع ہوتا تو پھر منفرد اور سفر میں سارے ساتھیوں کے موجود ہونے کی صورت میں اذان نہیں کہنی چاہیے تھی، لیکن اذان تو مخصوص کلمات کے کہنے اور کسی مسلمان مؤذن کی زبان سے ادا ہونے کا نام ہے، اور یہ باتیں سیٹیلائٹ والی اذان میں نہیں پائی جاتیں، اس لیے سیٹیلائٹ والی اذان درست نہیں ہوگی۔ اسی لیے ہر مسجد میں علیحدہ علیحدہ اذان دینا ضروری ہوگا (افضل التطبیق العصری علی مسائل القدوری: ۱/ ۲۹۰۔ اذان کا بیان)۔

آگے مزید لکھتے ہیں: ٹیپ ریکارڈ (Tape record) سے اذان درست نہیں ہے، اس لیے کہ مؤذن وہی ہوسکتا جو ناطق و عاقل ہو، اور قوت گویائی رکھتا ہو، اور ٹیپ ریکارڈ میں یہ چیز یمفقود ہیں۔ اذان کا مسئلہ بڑا اہم اور عظیم الشان ہے، اسی لیے فقہانے مؤذن کے اوصاف بیان کئے ہیں کہ مؤذن نیک ہو، سنت اور اوقات صلوۃ کا جاننے والا ہو، عاقل بالغ ہو، یہی وجہ ہے کہ نابالغ اور مجنون کی اذان مکروہ ہے؛ نیز موذن ناطق اور گویا ہو، اور ٹیپ ریکارڈ میں یہ ساری صفات مفقود ہیں، بلکہ ٹیپ ریکارڈ ایک بے ارادہ غیر مختار ناقل ہے، جو کسی آواز کی نقل کرتا ہے، جبکہ اذان ایک عبادت ہے جو قلب کی کیفیت کے ساتھ انجام دی جاتی ہے، اور ٹیپ ریکارڈ ایک جامد اور غیر حساس شئی ہے، جس کی آواز کو عبادت نہیں کہا جاسکتا، اس کی آواز کی حیثیت مستقل بول کی نہیں ہے، بلکہ وہ تابع محض طرح دی گئی اذان درست نہیں؟ ہوگی، بلکہ محض اس کا صوتی اور نفر لفظی تکرار ہے، لہذا اس طرح ہوگا، اس کی نظیر یہ ہے کہ فقہانے سکھائے ہوئے پرندوں کی آواز اور تلاوت کو اصل تلاوت کا درجہ نہیں دیا ہے، اس لیے سے اس کی وجہ سے سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا ہے (افضل التطبیق العصری علی مسائل القدوری: ۱ / ۲۹۲، ۲۹۳۔ اذان کا بیان)۔

خلاصہ یہ کہ اذان دینا ایک شعوری عمل ہے جو مشین سے ممکن نہیں، بلکہ یہ انسان کی ذمہ داری ہے، اس کے لیے اخروی اجر کا ذریعہ ہے، اللہ سے قرب کا سبب ہے، اس اہم ذمہ داری اور شعار اسلام کو کسی مشین کے حوالے کر دینا انتہائی غیر دانشمندانہ عمل ہے اور بالکل درست نہیں ہے۔

۶،۵- یہ دونوں سوال ایک ہی نوعیت کے ہیں، کسی بھی خبر کے معتبر ہونے کے لیے مخبر کا معتبر ہونا ضروری ہے، چنانچہ خبر صحیح کی تعریف بیان کرتے ہوئے علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"و خبر الآحاد بنقل عدل تام الضبط متصل السند غير معلل، و لا شاذ هو الصحيح لذاته"

(نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر: ٦٦۔ تحقیق وتعلیق: اشرف عباس قاسمی)۔

مفتی اشرف عباس قاسمی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں: **"خرج بقوله "عدل" مَن عرف ضعفه، أو جهل عينه، أو حاله"**۔

دوسری جگہ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں: **"و لا يقبل حديث المبهم مالم يسم؛ لأن شرط قبول الخبر عدالة رواته، و من أبهم اسمه لايعرف عينه، فكيف عدالته؟"** (نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر: ۱۳۹۔ تحقیق وتعلیق: اشرف عباس قاسمی)۔

یعنی ایسی خبر جس کا بتانے والا معلوم نہ ہو، یا اس کی حالت معلوم نہ ہو قابل قبول نہیں ہوگی۔

ڈیجیٹل دنیا میں دجل وفریب کی غیر معمولی صورتوں کی وجہ سے اب کسی پر بھی خبر پر مکمل اعتماد ممکن نہیں، خواہ ٹیلیفون اور موبائل سے آنے والی آواز ہو، یا کوئی ساکن ومتحرک تصویر ہو، ہر ایک میں بسہولت تلبیس وفریب سے کام لیا جاسکتا ہے، لہذا جب تک دوسرے معتبر ذرائع سے ٹیلیفون اور ویڈیو کے ذریعے ملنے والی خبر کی تائید نہ ہوجائے اس وقت تک اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

چنانچہ علماء کرام کے فتاوی ملاحظہ فرمائیں:

حضرت مفتی نظام الدین صاحب اعظمیؒ مفتی دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں: رمضان المبارک وعیدین وغیرہ کی رویت کی جو اطلاع بذریعہ فون آئے گی، وہ غائبانہ اطلاع ہوگی وہ اطلاع خواہ کتنے ہی مضبوط وموثق طریقہ سے آئے شہادت نہیں کہلائی جاسکتی، شہادت میں مجلس قضا میں آکر بیان کرنا شرط ہوتا ہے، شہادت غائبانہ نہیں ہوتی، البتہ اس اطلاع کو خبر کہہ سکتے ہیں اور جب حدود شرعی کے مطابق ہوگی تو معتبر ومقبول بھی ہوسکتی ہے، مطلقا اور ہر حال میں مقبول ومعتبر نہیں ہوتی (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۴۸۸، کتاب الصوم)۔

فون کی اطلاع میں عام طور سے تحریر کے اعتبار سے زیادہ خفاء اور التباس ہوتا ہے، اور ایک شخص کی آواز دوسرے شخص کی آواز سے بعض اوقات خطوط کی مشابہت سے زیادہ مشابہ اور مختلط ہوتی ہے، پس جب تحریر کی تصدیق کرنے میں ''الخط یشبہ الخط'' کی وجہ سے خارجی دلائل وشواہد اور قیود وغیرہ کا ملحوظ رکھنا ضروری ہوتا ہے تو اس میں بدرجہ اولی لازم وضروری رہے گا (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۴۹۰، کتاب الصوم)۔

ٹیلیفون کی اطلاع کو چونکہ بہت سے آدمی بیک وقت نہیں سن سکتے، اس لیے اس کے ذریعے اطلاع میں اعلان کی شان نہ ہوگی، اور اس اطلاع کے مقبول ہونے کی شرط یہ بھی ہوگی کہ ٹیلیفون میں بولنے والا شخص جانا پہچانا اور معتبر وثقہ شخص ہو، اور اس کی آواز بھی خوب اچھی طرح پہچانی جارہی ہو، اس میں کسی قسم کا اشتباہ یا خلط نہ ہو (منتخبات نظام الفتاوی ۱/ ۵۰۵، ۵۰۶ کتاب الصوم)۔

مفتی صاحب اُس زمانے میں فتوی دے رہے ہیں جب ٹکنالوجی اتنی ترقی نہیں کی تھی، یعنی مصنوعی ذہانت عروج نہیں پایا تھا، اور اشتباہ کا اس قدر خطرہ نہیں تھا، تو عصر حاضر میں فون اور ویڈیو والی خبروں کو قبول کرنے کے لیے کچھ زیادہ ہی احتیاط کی ضرورت ہوگی۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں: میری رائے ہے کہ ٹیلی فون بھی تحریر ہی کے حکم میں ہے، جس طرح دو تحریروں میں مماثلت کا اندیشہ ہے ٹھیک اسی طرح بسا اوقات انسان دو آوازوں کا فرق محسوس نہیں کر پاتا، مگر جس طرح قرائن اور دوسرے خارجی اسباب کے ذریعہ تحریر کے بارے میں صحیح ہونے کا گمان غالب حاصل ہوجائے گا۔ یہی حال ٹیلی

فون کا بھی ہے۔مثلاً آپ نے کسی شخص کو پہلے سے خبر دینے کے لئے متعین کر رکھا ہو پھر وہ وقت مقررہ پر آپ کو فون کر دے یا آپ اسی فون نمبر پر اس سے رابطہ قائم کریں جس کا تعلق اس سے ہے، نیز آپ اس آواز سے ایک گونہ آشنا بھی ہیں، تو بڑی حد تک آپ کو اس بات کا غالب گمان حاصل ہو جائے گا کہ یہ اسی خاص شخص کی آواز ہے، چنانچہ بڑے بڑے دنیوی معاملات میں ہم ایسے ہی قرائن کا سہارا لیتے رہتے ہیں۔اس لئے ان مواقع پر جن کا تعلق خبر اور اطلاع سے ہے ٹیلی فون کا بھی اعتبار ہے، لیکن جہاں شہادت اور گواہی مطلوب ہے وہاں محض فون کافی نہیں، روبرو حاضری ضروری ہے۔ایسے مواقع پر اس تدبیر پر عمل کرنا چاہئے کہ دار القضاء یا رویت ہلال کی گواہی لے لیں اور پھر فون کے ذریعہ مرکز کو اس کی اطلاع کر دیں (جدید فقہی مسائل ۲ / ۱۴، رؤیت ہلال کے احکام)۔

رؤیت ہلال کی خبر سے متعلق ایک فتوی میں فرماتے ہیں:

رؤیت ہلال کی پہلی دونوں صورتوں میں چونکہ خبر مطلوب ہے، اور خبر غائبانہ بھی دی جاسکتی ہے، اس لئے اگر ان صورتوں میں ٹیلیفون پر خبر دی جائے اور اطمینان ہو جائے کہ خبر دہندہ اپنا جو تعارف کرا رہا ہے، وہ یہ ہے، اور مشخص معتبر ہے تو ٹیلیفون کی ایسی خبروں کو قبول کیا جاسکتا ہے (کتاب الفتاوی: ۳ / ۳۷۷ رؤیت ہلال)۔اسی طرح دوسری جگہ فرماتے ہیں:

موبائل فون کے ذریعہ اگر مرد نے طلاق دی اور اس کی آواز پہچاننے میں کوئی التباس نہ ہو تو یہ بھی طلاق واقع ہونے کے لئے کافی ہے، لیکن چونکہ موبائیل پر دی گئی طلاق پر کوئی گواہ نہیں ہوتا اور آواز میں اشتباہ بھی ہوسکتا ہے۔اس لئے بہتر ہے کہ تحریر کے ذریعہ طلاق دے یا فون کرتے وقت دو اشخاص کو گواہ بنالے، تاکہ آئندہ مرد و عورت کے لئے طلاق کو ثابت کرنا آسان ہو (کتاب الفتاوی ۴ / ۳۰۴، ۳۰۵، نکاح سے متعلق سوالات)۔

مفتی محمد افضل اشاعتی مزید وضاحت کے ساتھ لکھتے ہیں: البتہ موبائل پر دی ہوئی طلاق کا وقوع اس وقت تک ثابت نہیں ہوگا جب تک شوہر خود اس کا اقرار نہ کرلے، یا دو گواہ اس پر گواہی نہ دے دیں، یا بیوی نے شوہر کی گفتگو کو ریکارڈ کر لیا ہو اور تحقیق سے اس آواز کا شوہر کی آواز کا ہونا ثابت نہ ہو گیا ہو، کیونکہ موبائل پر دی ہوئی طلاق میں اس بات کا احتمال ہے کہ کسی اور نے شوہر کی آواز میں طلاق دی ہو، خصوصا ہمارے اس زمانہ میں یہ احتمال اور قوی ہو جاتا ہے کہ آج کا دور ترقی یافتہ دور ہے جس میں ایسے سافٹ ویئر (Software) ایجاد کیے جاچکے ہیں جس میں لڑکی کی آواز کو لڑکے کی آواز میں، اور لڑکے کی آواز کو لڑکی کی آواز میں بدل دیا جاتا ہے، اس لیے جب تک ذکر کردہ امور ثلاثہ (شوہر کا اقرار، گواہوں کی گواہی، ریکارڈ کی ہوئی آواز کا شوہر کی آواز ہونا) سے یہ ثابت نہ ہو جائے کہ طلاق دینے والا شوہر ہی ہے، وقوع طلاق کا حکم ثابت نہیں ہوگا (افضل التطبیق العصری علی مسائل القدوری ۵ / ۱۴۹۷۔طلاق رجعی کا حکم)۔

ویڈیو سے متعلق یہ فتوی ملاحظہ فرمائیں:

ویڈیو کی گواہی اور فیصلہ۔سوال:-(2005)اگر دو آدمیوں نے معاملہ طے کیا اور اس کی ویڈیو کیسٹ بنالی، بعد میں کوئی فریق انکار کرتا ہے، حالانکہ ویڈیو سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا انکار غلط ہے، تو کیا ویڈیو کی بنا پر فیصلہ کیا جا سکتا ہے، اور جس آدمی نے ویڈیو دیکھا ہو، وہ اس بات کے ہونے کی گواہی دے، تو کیا وہ گواہی قبول کی جائے گی؟

جواب: ویڈیو کے ذریعہ جو تصویر کشی کی جاتی ہے، اس میں تلبیس اور ملاوٹ کی کافی س گنجائش ہوتی ہے، یہ ممکن ہے کہ کسی شخص کی کوئی اور تصویر کہیں سے کاٹ کر کسی اور جگہ جوڑ دی ہے، یہ جائے، یا مثلاً کسی کی تصویر سے سر کا حصہ کاٹ کر کسی اور جسم کے ساتھ جوڑ دیا جائے، اس طرح کی الٹ پھیر ویڈیو اور انٹرنیٹ وغیرہ میں ممکن ہے، اس لئے ویڈیو سے حاصل ہونے والی معلومات اشتباہ اور آمیزش کے اندیشہ سے خالی نہیں اور مشتبہ قسم کی دلیلوں پر نہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے اور نہ گواہی دی جا سکتی ہے۔"**ولو سمع من وراء الحجاب لا یسعه أن یشهدلا حتمال أن یکون غیره** " (فتاوی ھندیہ، کتاب الفتاوی:۲/ ۶۰۔قضاء سے متعلق سوالات)۔

ان تمام فتاوی جات کا مطلب یہی نکلتا ہے کہ فون یا ویڈیو اس وقت تک معتبر نہیں جب تک خارجی ذرائع سے اس کی صداقت متحقق نہ ہو جائے۔

۷- مصنوعی ذہانت کے ایجاد کا مقصد ہی انسان کو سہولت مہیا کرنا ہے، آنے والے وقتوں میں لوگ اس کو عام طور پر استعمال کریں گے اور یہ ہر تنظیم وادارے کی ضرورت بن جائے گی، جس طرح ایک زمانے میں کتابیں تیار کرنے کے لیے ماہر کاتب کی ضرورت ہوتی تھی، لیکن اب یہی کام کمپیوٹر کے ذریعے کم وقت میں صاف ستھرے انداز میں انجام پا جاتا ہے، ٹھیک اسی طرح ممکن ہے کہ مصنوعی ذہانت کا استعمال اطمینان بخش ہو جائے، (یا ہو چکا ہو) آنے والے وقتوں میں اداروں میں مصنوعی ذہانت کے ماہرین بحال کیے جائیں اور دفتری امور اسی کے ذریعے انجام دیے جائیں، یہی ماحول بن جائے تو پھر کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے، کیوں کہ:" **العادة محکمة**"(الاشباہ والنظائر لابن نجیم: ۳۲۸، الفن الأول فی القواعد الکلیۃ۔النوع الأول۔ القاعدۃ السادسۃ)۔

" **الإذن العرفی یقوم مقام الإذن الحقیقی**"(فقہی قواعد-جدید تحقیق وتطبیق۔قاعدہ:۳۵۔ص ۳۵۴)۔

اور اگر مصنوعی ذہانت کا استعمال قابل اطمینان نہ ہو اور ادارے اپنے ملازمین کو اس کے استعمال کی اجازت نہ دیتے ہوں تو ملازمین کا مصنوعی ذہانت کا استعمال کرنا دھوکہ میں شامل ہوگا۔جیسا کہ روایتیں سابق میں مذکور ہیں۔

البتہ اگر کوئی مصنوعی ذہانت کا استعمال کرتا ہو، لیکن اس پر انحصار نہ کرتا ہو، بلکہ اپنی محنت سے کام کو اطمینان بخش اور ادارے کے معیار اور امید کے مطابق بناتا ہو تو یہ اس زمرے میں نہیں آئے گا۔

مصنوعی ذہانت کا استعمال اور حدود واحکام

مفتی عارف باللہ قاسمی☆

مصنوعی ذہانت (AI) کیا ہے؟

مصنوعی ذہانت جسے انگریزی میں مختصراً اے، آئی (AI) یعنی Artificial Intelligence کہتے ہیں، یہ دو لفظوں کا مجموعہ ہے: آرٹیفیشیل اور انٹیلیجنس۔ ''آرٹیفیشیل (Artificial)'' کا معنی ہے ایسی غیر حقیقی مصنوعی چیز، جو کسی حقیقی چیز کی طرز پر بنائی گئی ہو، اور ''انٹیلیجنس (Intelligence)'' کا معنی ہے: سوچنے، سمجھنے اور سیکھنے کی صلاحیت۔

اس نام سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ ایسی مصنوعی چیزیں جو انسانوں کی طرح سوچنے، سمجھنے، سیکھنے اور بروقت فیصلہ اور اقدامات کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں، انہیں Artificial Intelligence اور مصنوعی ذہانت کہا جاتا ہے۔ اس کے لئے عربی میں ''**الذكاء الاصطناعي**'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

بیسویں صدی کے نصف سے ہی اس بات کی تحقیق شروع ہوگئی تھی کہ کیا کمپیوٹر انسانی دماغ کی طرح ازخود سوچنے، سمجھنے اور سیکھنے وغیرہ دیگر کاموں کو انجام دے سکتا ہے؟ اس سلسلے میں مختلف قسم کے تحقیقات سے انسانی زندگی میں کام آنے والی مختلف چیزیں وجود میں آتی گئیں، کلکولیٹر اور کمپیوٹر کے مختلف پروگرام اسی سلسلہ کی ابتدائی کڑی ہیں جو طویل عرصہ سے انسانوں میں متعارف اور مستعمل ہیں، لیکن ادھر چند سالوں میں اس کی نت نئی ایجادات نے تہلکہ مچادیا ہے اور ہر طرف ''اے، آئی'' یعنی مصنوعی ذہانت کا چرچا اور اس کے فوائد ونقصانات اور اس کے ذریعہ ممکنہ خدمات وسہولیات پر نہ صرف باتیں کی گئیں بلکہ اس وقت اس میں ایسی ایسی چیزیں وجود پذیر ہوچکی ہیں جن سے بادی النظر میں حیرانی ہوتی ہے کہ ایک کمپیوٹر، سافٹ ویر اور موبائل اپلیکیشن کس طرح خودکار طریقہ پر مختلف قسم کے کام انجام دے رہا ہے، اور اس کا آج کل مختلف شعبوں میں بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں بڑے پیمانے پر استعمال بھی ہورہا ہے، اور اس طرح کے سینکڑوں کمپیوٹر از پروگرامس، سافٹ ویرس، موبائل ایپس اور ویب سائٹس وجود میں آچکی ہیں جن کے ذریعہ بہت سے ناممکن کام ممکن اور مشکل کام آسان

☆ مدرسہ دارالعلوم الربانیہ، حیدرآباد۔

ہو چکے ہیں۔

اسی ترقی کی ایک بہت تہلکہ خیز پہل ''Open AI ''''اوپن اے،آئی'' کی شکل میں وجود میں آئی اور ChatGPT نے آکر پوری دنیا کو حیران کر کے رکھ دیا،اور پھر اپنی مرضی سے آرٹیکل لکھوانا، ویڈیوز بنوانا،ہائی لیول کی تصویریں بنوانا اور دنیا بھر کا وہ ڈاٹا جو گوگل پر موجود ہے اسے اپنی مرضی سے ترتیب دے کر حاصل کرنا سب آسان، چند لمحوں کا عمل بن گیا۔لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ انسان اور انسانی دماغ سے زیادہ طاقتور نہیں ہے، اور نہ ہی انسانی دماغ کی طرح حالات پر غیر محدود حساس توجہ اور اجتہادی فیصلہ کی قوت اس میں ہے، بلکہ یہ پروگرامنگ اور جمع کردہ معلومات کے دائرے میں اور انسانوں کی طرف سے دی گئی ہدایات کے مطابق کام کرتا ہے۔

ان ترقیات سے جہاں انسانوں کو فوائد حاصل ہوئے وہیں ان کے بہت سے منفی اثرات بھی نمایاں ہوئے اور ان سے بہت سے خدشات نے جنم لیا،مثلاً: کسی انسان کی غیر متحرک تصویر کو ایسی ویڈیو میں تبدیل کرنا گویا کہ وہ اسی انسان کی ویڈیو ہو،کسی تحریر کو مخصوص انسان کی آواز میں تبدیل کر دینا، وغیرہ ایجادت جہاں مفید ہیں وہیں ان کے ذریعہ بہت سے جرائم کا امکان بھی ہے۔اسی لئے حقوق انسانی کی تنظیموں اور قانون ساز اداروں کی توجہ اس کے حوالے سے قانون سازی کی طرف مبذول ہو چکی ہے اور اس کی آوازیں اٹھ رہی ہیں،تو اس کے حوالے سے شرعی احکام کا اظہار بھی ضروری ہو گیا ہے، اس سمینار میں اس موضوع کو اٹھانا اور اجتماعی غور وفکر کے ذریعہ اس سے جڑے بعض مسائل کا شرعی حل پیش کرنا یقیناً اسلامک فقہ اکیڈمی کا لائق صد تحسین اقدام ہے۔

مصنوعی ذہانت (AI) کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

مصنوعی ذہانت کی حقیقت یہی ہے کہ مشینوں اور کمپیوٹرس میں انسانی ذہانت اور فکری صلاحیت اور مہارت پیدا کرنا اور پھر اس کے مطابق ان سے کام لینا،اس حقیقت کے اعتبار سے یہ ایک عمدہ مشینی ایجاد ہے اور اللہ کی طرف سے اشیاء میں رکھی گئی صلاحیتوں کو تحقیق اور مختلف ترکیب وترتیب کے ذریعہ بروئے کار لانا اور اسے انسانوں کے لئے مفید بنانا اگر وہ دیگر منکرات سے خالی ہو تو مرغوب اور مستحسن عمل ہے، اور ان سے استفادہ کرنا جائز ہے،قرآن کریم میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:''خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا''(البقرۃ:۲۹)(اللہ نے زمین کی ساری چیزیں تمہارے لئے ہی بنائی ہے)۔

علامہ ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں:''أَنَّ الْأَصْلَ فِي الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ إِلَّا مَا خَصَّهُ الدَّلِيلُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى:خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا''(مرقاۃ المفاتیح:۱/۲۴۹)۔

چیزوں میں اصل ان کا مباح ہونا ہے سوائے ان کے جن کو دلیل خاص کر دے؛ کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:''اللہ

نے تمہارے لئے ہی زمین کی ساری چیزیں بنائی ہے''۔

اسی قاعدہ کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ امیر بادشاہ حنفیؒ علامہ بیضاویؒ کا یہ قول نقل کرتے ہیں:''**أَن من يَقُول الأَصْل فِي الْأَشْيَاء الْإِبَاحَة يَعْنِي فِي الْمَنَافِع، وَأما فِي المضار فَالْأَصْل فِيهَا التَّحْرِيم**''(تیسیرالحریر:۲/۱۷۲)۔

(جو یہ کہتے ہیں کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے،یعنی اباحت کا حکم ان چیزوں میں سے جو منفعت بخش ہوں،رہی وہ چیزیں جو نقصان دہ ہیں تو ان میں اصل حرام ہونا ہے)۔

سخاویؒ کی تفسیر القرآن العظیم کے محشی لکھتے ہیں:''**الأصل فى الأشياء الإباحة؛لأن الإباحة هى الحكم الأصلى لموجودات الكون، وإنما يحرم ما يحرم منها بدليل من الشارع لمضرتها**''(تفسیر القرآن العظیم للسخاوی:۱/۶۳)۔

''اشیاء میں اصل اباحت ہے؛اس لئے کہ کائنات کی موجودات کا حکم اصلی اباحت ہی ہے،ان میں سے جو چیزیں بھی حرام ہوتی ہیں تو وہ شارع کی جانب سے اس کی مضرت کی بنیاد پر منع کرنے کی وجہ سے ہوتی ہیں''۔

ہاں یہ مصنوعی ذہانت انسانی استفادہ کا آلہ ہے،تو اس کے استعمال کا جواز اور عدم جواز اس بات سے بھی متعلق ہوگا کہ ان سے کیا کام لیا جارہا ہے،تو جس طرح دیگر مباح اشیاء کا حکم ہے اسی طرح اگر اسے حرام اور ممنوع طریقہ پر استعمال کیا جائے یا ممنوع کام کے لیے استعمال کیا جائے تو ایسی صورت میں اس کا استعمال ناجائز ہوگا۔اسی طرح مشینی ایجادات میں منفعت کے ساتھ کئی منفی پہلو بھی ہوتے ہیں اس لئے ان کے استعمال میں احتیاط اور تحفظ بھی پیش نظر ہونا چاہئے،حقیقت یہی ہے کہ مشینوں پر کامل انحصار واعتماد انسانوں کے لئے مناسب نہیں ہے،اور کئی بار یہ انحصار واعتماد بڑے منفی نتائج کا باعث بھی ہوجاتا ہے۔

مصنوعی ذہانت کے استعمال میں حدود وضوابط:

مصنوعی ذہانت میں بہت زیادہ تلبیس اور تزویر کے امکانات ہیں،اور یہ حقیقت میں مشین ہی ہیں جو اپنے مقررہ پروگرام اور جمع شدہ معلومات کے دائرہ میں کام کرتے ہیں۔

۱-ان کے استعمال میں سب سے اہم اور محتاط پہلو یہ ہے کہ ان سے معلومات بالخصوص دینی احکام ومسائل اور دینی معلومات کے حصول میں مکمل محتاط رہنا ضروری ہے اور کتابوں اور علماء کے بجائے ان سے یہ چیزیں معلوم کرنا اور ان پر بھروسہ کرنا بہت ہی خطرناک ہوسکتا ہے،حضرت مالک بن انس اور ابن سیرین رحمہم اللہ کا قول ہے:

''**إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ .فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ**''(مسلم:۱/۱۴)،''یہ علم دین ہے،تم بغور دیکھ لو کہ اپنا

دین تم کس سے حاصل کر رہے ہو''۔

حقیقت یہ ہے کہ گوگل اسی طرح چاٹ جی پی ٹی (ChatGPT) کے ذریعہ دینی معلومات اور شرعی احکامات کا حاصل کرنا بہت بڑی غلطی ہے اور چاٹ جی پی ٹی (ChatGPT) پر پوچھے گئے مسائل پر بہت سی مرتبہ اطمینان بخش جوابات ملتے ہیں تو بعض مرتبہ ایسے جوابات ملتے ہیں جو چونکانے والے ہیں، مثلا: یہ سوال کیا گیا کہ اسلام میں بھانجی سے نکاح کرنا کیسا ہے؟ تو یہ جواب ملا:

''بھانجی سے نکاح کرنے کا مسئلہ اسلامی شریعت میں بھی اہم ہے اور اس پر کچھ اصول وضوابط موجود ہیں جنہیں پیروی کیا جاتا ہے۔ یہاں کچھ اہم نکات بتائی جارہی ہیں۔ شرعی حکم: اسلامی شریعت میں بھانجی سے نکاح کی اجازت ہے، لیکن یہ نکاح معروف اخلاقی اور شرعی ضوابط کے مطابق ہونا چاہیے۔''

یہی سوال عربی میں کرنے پر بعض مرتبہ جواب حرمت کا یعنی صحیح ملتا ہے تو بعض میں مبہم غیر واضح اور بعض مرتبہ یہ جواب ملتا ہے:

"نعم، يُجوز النكاح مع بنت الأخت (بنت أخيک الشقيقة) فی الإسلام، وهذا يعنی أنه يُسمح شرعًا بالزواج بابنة أختک الشقيقة . تُعتبر بنت الأخت (أو بنت العمة أو الخالة) من الأقارب الرحميات التی يجوز الزواج بهن بشرط الامتثال لجميع الشروط الشرعية الأخرى للزواج، مثل الموافقة الحرة من الطرفين، ودفع المهر المتفق عليه، ووجود الشهود المناسبين، والنية الصافية للزواج .

بناءً على ذلک، إذا كانت الفتاة هی ابنة أختک الشقيقة، يُعتبر الزواج بها جائزًا شرعًا ولا يعتبر محرمًا بموجب الأحكام الشرعية فی الإسلام."(استغفراللہ)۔

نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کرنے پر بہت سی مرتبہ صحیح جواب ملتا ہے تو کئی بار جواب میں غلطیاں بھی دکھتی ہیں، ایک سوال کیا گیا کہ ظہر کی نماز کا وقت کب ختم ہوتا ہے تو کبھی جواب ملتا ہے کہ عصر تک اس کا وقت ہے تو کبھی یہ جواب ملتا ہے: ''ظہر کی نماز کی آخری وقت عصر کی اذان سے شروع ہوتی ہے۔ عام طور پر، اسلامی شریعت میں ظہر کی نماز کا آخری وقت عصر کی اذان سے قبل ہوتا ہے۔ اس کے بعد عصر کی اذان ہونے پر ظہر کی نماز قبول نہیں ہوتی''۔

تو کبھی یہ جواب ملتا ہے: ''عموماً، اسلامی تقویم میں ظہر کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے جب دوپہر کا وقت آغاز ہوتا ہے، یعنی آفتاب کی اونگھت کے بعد، اور اس کا اختتام عصر کی اذان سے پہلے ہوتا ہے، جب سورج غروب ہونے کے قریب بیس منٹ تک باقی رہتا ہے''۔

تو کئی بار یہ جواب بھی آتا ہے کہ سورج کے غروب ہونے تک ظہر کا وقت رہتا ہے۔

اس سے پوچھا گیا کہ علامہ ملا علی قاری کون ہیں؟ تو حیران کن جواب ملتا ہے:

''علامہ ملا علی قاری ایک مشہور اور معروف اسلامی عالم اور مفسرِ قرآن ہیں۔ وہ اردو زبان میں اپنی علمی خدمات اور تفسیری کام کے ذریعے معروف ہوئے ہیں''۔

جبکہ گوگل پر صرف ملا علی قاری لکھتے ہی صحیح معلومات اور ویکیپیڈیا کی تفصیل آتی ہے۔ اگر یہ چاٹ جی پی ٹی گوگل یا ویکیپیڈیا سے معلومات اخذ کر کے اپنی زبان میں پیش کرتا تو شاید ایسی غلطی نہ دکھتی، گویا اس کے اپنے ڈاٹا بیس میں جو معلومات ہیں اسے ظاہر کر رہا ہے، بہت سی مرتبہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کسی عالم کے بارے میں فرضی اور بناوٹی معلومات پیش کر دیتا ہے جیسے کہ وہ طالب علم جس سے کسی مصنف کے بارے میں پوچھا جائے اور اسے وہ معلوم نہ ہو تو صفحہ بھرنے کے لئے وہ اپنے مرضی سے کچھ بھی لکھ دیتا ہے۔

اسی طرح ایک سوال یہ کیا گیا: طواف زیارت کب کرنا ہے؟ تو اس کا جواب جو ملا وہ بعینہ یہ تھا:

''طواف زیارت کب کرنے یا ادا کرنے کا وقت اسلامی شریعت میں مختلف مواقع پر مختلف ہوتا ہے۔ یہاں کچھ اہم مواقع بتائے جا رہے ہیں جن پر طواف کیا جاتا ہے اور ان کے وقت بھی دیا جا رہا ہے: حج کے دوران: حج کے دوران طواف کعبہ کی زیارت انجام دی جاتی ہے، جو حج کے رکنوں میں سے ایک ہے۔ حج کے دوران طواف کعبہ کے لئے مخصوص وقت نہیں ہوتا، لیکن عموماً اس دوران علاقے میں مزدور ہوتے ہیں۔ عمرہ کے دوران: عمرہ کے بعد طواف کعبہ کیا جاتا ہے، جو عمرہ کے رکنوں میں سے ایک ہے۔ عمرہ کے دوران عموماً طواف کعبہ کو ادا کرنے کے لئے خصوصی وقت مخصوص نہیں ہوتا، اور عمرہ کے بعد جب معمولی زیارتی کام کیے جاتے ہیں تو طواف کعبہ کیا جاتا ہے''۔

سوال کیا گیا کہ امام ابوحنیفہ کون ہیں؟ یہ سوال دو مرتبہ کیا گیا دوسری مرتبہ کا جواب درست تھا، لیکن پہلی مرتبہ یہ جواب ملتا ہے:

''امام ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ) اسلامی فقہ کے اہم اماموں میں سے ایک ہیں۔ وہ عالم دین، فقیہ، اور قانونی ماہر تھے جن کے فقہی اور قانونی اصولوں نے اسلامی فقہیات کو بہتر طریقے سے ترتیب دیا۔ انہوں نے قدیم اور حاضر کے فقہی مسائل کے حل کے لئے اپنی فقہی مذاہب تخلیق کیں، جنہیں "فقہ حنفی" یا "مذہب حنفی" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہ کا اصل نام "نعمان بن ثابت" ہے اور وہ ہندوستان (معاصر بھارت) کے مسلمان تھے۔ ان کا ولد ہرتہ، جو آجکل کے عراق میں واقع ہے، میں ہوا۔ انہوں نے عالمی تعلیم اخذ کی اور بہت بڑی مدت فقہ کے مطالعہ میں لگایا''۔

اس سے پوچھا گیا کہ عاشوراء کے روزے کا کیا حکم ہے؟ تو جواب یہ ملتا ہے:

''عاشوراء کا روزہ اسلامی شریعت میں مستحب ہے۔ اس روزے کے رکھنے پر اجر وثواب کی بڑی مقدار بیان کی گئی ہے۔ یہ روزہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے شہادت کے واقعے کی یاد میں بھی رکھا جاتا ہے۔ اس کا مقصد احادیث نبوی ﷺ کے مطابق انسانیت، عدل، امن وامان، اور اخلاقیات کے اصولوں کو فروغ دینا ہے''۔

یہ چند مثالیں ہیں اور راقم الحروف کا اندازہ ہے کہ انگلش اور عربی کے بالمقابل اردو میں اغلاط کی بہت کثرت ہے، ہوسکتا ہے کہ آئندہ ان کی اصلاح کر لی جائے لیکن موجودہ حالت میں جو معلومات حاصل ہوتی ہیں ان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دینی معلومات میں ان پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ اور محض ان سے معلومات لے کر علمی کام کرنے میں بہت سی غلطیاں ہوسکتی ہیں، اسی لئے خود چاٹ جی پی ٹی کی طرف سے وضاحت بھی ہے:

can make mistakes. Check important info"."ChatGPT

''چاٹ جی پی ٹی سے غلطی ہوسکتی ہے اہم معلومات جانچ لیں''۔

۲۔ جس میدان کی معلومات اس سے لی جارہی ہے ان معلومات کے بارے میں ان موضوعات کی کتابوں سے یا ان کے ماہرین سے مراجعت کر لی جائے۔

۳۔ مصنوعی ذہانت کا صرف اسی حد تک استعمال جائز ہوگا جس سے کسی کو ضرر نہ پہونچے، ''لاضرر ولا ضرار''۔

۴۔ مصنوعی ذہانت کا استعمال غش، خداع، دھوکہ، تزویر، ظلم اور کسی امر منکر یا معصیت کے لئے کرنا درست نہیں ہے۔

۵۔ مصنوعی ذہانت کا ایسا استعمال نہ کیا جائے جس سے انسان یا کسی انسانی طبقے کا کوئی حق متأثر ہو، اسی طرح اس کا ایسا استعمال بھی نہ کیا جائے جس سے کائنات یا افراد کائنات کے فطری عادات ونظام میں ضرر رساں خلل واقع ہوتا ہو۔

۶۔ اسی طرح مصنوعی ذہانت کے بنانے میں بھی شفافیت، سچائی، صحیح معلومات کی فراہمی، افشاء راز سے پرہیزی کا خیال رکھا جائے اور اسے ضرر اور برائی کا سبب بننے کے ہر پہلو سے ممکنہ حد تک پاک رکھا جائے، صارفین کے مفادات کا تحفظ کیا جائے، اس سے لاحق منفی اثرات کو محدود رکھنے کی کوشش کی جائے، اور اس پر انسان کا کنٹرول بھی باقی رکھا جائے تاکہ خاص حالات میں اس کے منفی اثرات کو روکنا ممکن ہو۔

مصنوعی ذہانت کے اپلی کیشنز کے ذریعہ لکھی گئی کتابوں کی اپنی جانب نسبت اور حق تصنیف کا تحفظ؟

مصنوعی ذہانت کے ذریعہ کتابوں کی تیاری میں بہت حد تک تیار کرنے والی کی محنت بھی شامل ہوتی ہیں، اسی کے

’’ کی ورڈ‘‘ کے معیار اور مطالبہ کے مطابق مصنوعی ذہانت اسے مواد فراہم کرتی ہے، اور فراہم کردہ مواد میں سے بھی موضوع اور کتاب کے لئے بہتر مواد کا انتخاب بھی اسی کا عمل ہوتا ہے، پھر فراہم کردہ معلومات میں صحیح اور غلط پر اسے نظر رکھ کر انتخاب کرنا پڑتا ہے، اور اسے کتاب کی شکل ملنے کے بعد اس کی باتیں اسی کی طرف منسوب ہوں گی اور وہی ان کے حوالے سے جوابدہ بھی ہوگا، اس لئے اس کے لئے اس بات کی اجازت ہوگی کہ وہ حق تالیف محفوظ کرے اور اسے اپنی جانب منسوب کرے، البتہ نسبت والے الفاظ کے مابین اصطلاحی فرق کا خیال رکھے، کیونکہ الفاظ نسبت: تصنیف، تالیف اور ترتیب میں اصطلاحاً فرق ہے:

تصنیف: سے مراد وہ کتاب ہوتی ہے جس میں موجود مواد دیگر کتب سے نقل کردہ نہ ہو، بلکہ اسے صاحب کتاب نے اپنے علم اور حاصل مطالعہ کی روشنی میں اپنے الفاظ میں تحریر کیا ہو، ایسی کتاب کو تصنیف اور اس کے لکھنے والے کو مصنف کہتے ہیں:

’’**وأما التصنيف فالمشهور أنه: ما كان من كلام المصنف**‘‘(معجم الفروق اللغوية:۱۱۳)۔

تالیف: اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں لکھنے والے نے دیگر کتابوں سے اخذ کردہ مواد ومضامین کو اچھیا انداز میں ضرورت کے مطابق نقل کیا ہو اور نقل کرنے والے کو’’ مؤلف‘‘ کہتے ہیں۔

تألیف کتابی است کہ مولف فقط مطالبی را از مواضع متفرقہ در آن جمع کردہ وبین آنہا الفت ایجادی کند بی آنکہ در آن از خود تحقیقات ومطالب علمی داشتہ باشد، اما تصنیف آن است کہ فراہم کنندہ آن مطالب، مطالب علمی وتحقیقات ونتائج افکار ومعلومات خود را بیاورد۔

ترتیب: سے مراد کسی کتاب کے مختلف اجزاء، ابواب اور فصول کو مناسب انداز میں مرَتب کرنا یا پھر مختلف رسائل کو ایک جگہ جمع کرنا ہے اور اس جمع کرنے والے کو’’ مرتب‘‘ کہیں گے۔

اس کی روشنی میں مصنوعی ذہانت کے ذریعہ کتاب تیار کرنے والا خود کو اس کا کتاب مصنف کہنے کے بجائے مؤلف کہے۔ اور بحیثیت مؤلف حق تالیف محفوظ رکھنے کے سلسلہ میں فقہاء کرام کی دو رائے ہے:

بہت سے حضرات کا کہنا ہے کہ تصنیفات بالخصوص دینی تصنیفات میں مصنف کا اس کے حقِ اشاعت کو محفوظ کرنا شرعاً درست نہیں، اس لئے کہ حقِ اشاعت حقوقِ مقررہ میں سے نہیں ہے، بلکہ حقوقِ مجردہ میں سے ہے۔ اور حقوق مجرہ قابل عوض نہیں ہے، علامہ شامی لکھتے ہیں:

’’**وفي الأشباه: لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة، وعلى هذا لا يجوز الاعتياض عن الوظائف بالأوقاف**‘‘۔

لیکن حقوق میں سے ایک حق حق سبقت ہے، جو حدیث نبوی سے ثابت ہے، حضرت اسمر بن مضرسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ سَبَقَ إِلَى مَا لَمْ يَسْبِقْهُ إِلَيْهِ مُسْلِمٌ فَهُوَ لَهُ'' (سنن ابی داؤد: ۳۰۷۱)۔

(جس شخص نے کسی چیز کی طرف سبقت کی جس کی طرف کسی مسلمان نے سبقت نہیں کی تو وہ چیز اس کی ہے)۔

علامہ مناوی نے اسکا مصداق افتادہ زمین کو قابل کاشت بنانا لکھا ہے۔ پھر اس کے بعد یہ بھی لکھا ہے کہ بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ہر چشمے، کنویں اور معدن کو بھی شامل ہے (فیض القدیر ۶/ ۱۳۸)، ابوداؤد کے حاشیہ: عون المعبود میں بھی اس کی عام ہونے کی طرف اشارہ ہے، چنانچہ لکھا ہے:

''(إلى ما لم يسبقه)من الماء والكلاء والحطب وغيرها من المباحات'' (ابوداؤد مع عون المعبود: ۳/ ۱۴۳)۔

''جس شخص نے کسی چیز کی طرف سبقت کی چاہے وہ پانی ہو یا کھاس ہو یا لکڑی ہو یا اس کے علاوہ دیگر مباحات میں سے کوئی چیز ہو''۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی مباح چیز کی طرف سبقت کرنے سے بھی حق حاصل ہوتا ہے اور وہ اس کا حق ہوتا ہے، جس کو وہ اپنے لئے محفوظ کرسکتا ہے، کسی کتاب کی تیاری میں (چاہے وہ کمپیوٹر کی مدد سے ہو) مؤلف کتاب کو اس کی تیاری اور انتخاب وترتیب میں محنت، وقت، اور بسا اوقات مال سب ہی خرچ کرنا پڑتا ہے، اس لئے یہ ایک ثابت شدہ حق ہوگا جسے محفوظ رکھنے اور اس کا عوض لینے کا اسے اختیار ہوگا، اور یہ مروجہ عرف کی بناء پر اعیان واموال کے حکم میں ہوگا، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی، مفتی نظام الدین صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند، مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری اور مفتی تقی عثمانی صاحب وغیرہ حضرات اسی کے قائل ہیں اور یہی بات راجح معلوم ہوتی ہے (جدید معاملات کے شرعی احکام: ۱/ ۲۸۰۔ ۲۸۴)۔

مصنوعی ذہانت (AI) کا اذان کے لئے استعمال:

نماز کے لئے اذان اسلامی شعائر میں سے ہے، جو نماز کے وقت کی اطلاع کے ساتھ اللہ کے نزدیک محبوب عبادت ہے، جسے انجام دینے پر احادیث میں بڑی فضیلتیں بیان کی گئیں ہیں، اللہ کے نزدیک یہ محبوب عبادت مکلّف انسان، یعنی عاقل بالغ مسلمان مرد سے مطلوب ہے، اور شریعت اسلامیہ میں مؤذن کی صفات مقرر ہیں جن میں سے بعض لازمی ہیں تو بعض مستحب ہیں۔ مؤذن کا مسلمان ہونا، تمام فقہاء کے نزدیک اذان کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے، مؤذن کا مرد ہونا جمہور فقہاء کے نزدیک واجب ہے، جبکہ احناف کے نزدیک مسنون ہے، عورت کا اذان دینا مکروہ ہے، اور اعادہ مستحب ہے، اسی طرح جمہور فقہاء کے نزدیک مؤذن کا عاقل ہونا واجب ہے، اور مجنون کا اذان دینا معتبر نہیں ہے اور اعادہ واجب ہے،

جبکہ احناف کے نزدیک مجنون کی اذان کا اعادہ مستحب ہے، صبی غیر عاقل کی اذان بالاتفاق جائز نہیں ہے اور عاقل بچے کی اذان کراہت کے ساتھ جائز ہے، اعادہ مستحب ہے، اس کے علاوہ دیگر متعدد اوصاف جیسے عادل ہونا، متقی ہونا، سنتوں سے واقف ہونا وغیرہ صفات مؤذن کے لئے مستحب ہیں، خلاصہ یہ کہ اذان کے صحیح ہونے کے لئے سارے فقہاء کے نزدیک اسلام لازمی صفت ہے، جبکہ ذکورت اور عقل ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اذان کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے اور احناف کے نزدیک مسنون ہے (الموسوعۃ الفقہیۃ: ۲/ ۳۶۷، بدائع الصنائع: ۱/ ۱۵۰)۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اذان کے صحیح ہونے کے لئے سب سے پہلی چیز یہ ضروری ہے کہ اذان دینے والا شرعی احکام کا مکلّف ہو اور عبادت کا اہل ہو، اور جو مکلّف اور عبادت کا اہل نہ ہو اس کی اذان صحیح نہیں ہے، شیخ وہبہ زحیلیؒ لکھتے ہیں:

"أن يكون المؤذن مسلماً عاقلاً (مميزاً)، رجلاً، فلا يصح أذان الكافر والمجنون والصبى غير المميز والمغمى عليه والسكران؛ لأنهم ليسوا أهلاً للعبادة "(الفقہ الاسلامی وادلتہ: ۱/ ۷۰۰)۔

''اذان کے صحیح ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مؤذن مسلمان عاقل (ممیّز) اور مرد ہو، اس لئے کافر، مجنون، نادان بچے، بیہوش اور نشے میں مدہوش کی اذان صحیح نہیں ہوگی، اس لئے کہ یہ لوگ عبادت کے اہل نہیں ہیں''۔

مشینوں اور کمپیوٹر میں نہ مکلّف بننے کی صلاحیت ہے اور نہ وہ عبادت کے اہل ہو سکتے ہیں، اس لئے مصنوعی ذہانت (AI) کا اذان کے لئے استعمال درست نہیں ہوگا، اور اس کے ذریعہ اذان دینا معتبر نہ ہوگا، اگرچہ کہ اس کی اذان سے وقت کی اطلاع کا مقصد حاصل ہو جائے پھر بھی اسے شرعی اذان جو شعائر اسلام میں سے ہے اس کا درجہ حاصل نہیں ہوگا، اور جس جگہ پر صرف اذان کی ریکارڈنگ چلائی جاتی ہو اور وہاں آس پاس قریب کی جگہوں سے حقیقی انسانی اذان کی آواز بھی نہ آتی ہو تو ایسے مقام پر جو نمازی حضرات ریکارڈنگ والی اذان کی آواز سن کر نماز پڑھیں گے ان کی نماز بغیر اذان کے پڑھی ہوئی شمار ہوگی۔ علامہ حصکفیؒ لکھتے ہیں:

"وأما أذان الصبى الذى لا يعقل فلا يجزء ويعاد؛ لأن ما يصدر لا عن عقل لا يعتد به كصوت الطيور "(بدائع الصنائع: ۱/ ۱۵۰)۔

''اس بچے کی اذان جو غیر عاقل ہو کافی نہیں ہے اور اس کا اعادہ کیا جائے گا، اس لئے کہ جو عمل کسی غیر عاقل سے صادر ہو وہ معتبر نہیں ہوتا ہے جیسے پرندوں کی آواز''۔

مکہ مکرمہ میں منعقدہ ''المجمع الفقہی الاسلامی'' کے نویں سمینار میں یہ تجویز منظور کی گئی تھی:

"إن الاكتفاء بإذاعة الأذان فی المساجد عند دخول وقت الصلاة بواسطة آلة التسجيل، ونحوها: لايجزء، و لايجوز فی أداء هذه العبادة، و لايحصل به الأذان المشروع، و أنه يجب على المسلمين مباشرة الأذان لكل وقتٍ من أوقات الصلوات، فی كلّ مسجدٍ، على ما توارثه المسلمون من عهد نبيّنا ورسولنا محمد ﷺ إلى الآن.والله أعلم" (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ:۶/۶۶،۶۷)۔

''نماز کا وقت شروع ہوتے وقت مساجد میں ٹیپ ریکارڈ اور اس جیسی چیزوں کے ذریعہ اذان نشر کرنے پر اکتفاء کرنا کافی نہیں ہے اور اس عبادت کی ادائیگی میں یہ عمل جائز نہیں ہے، اور مشروع اذان اس سے ادا نہ ہوگی، اور ہر نماز کے وقت میں ہر مسجد میں اسی طرح اذان دینا مسلمانوں پر واجب ہے جس طرح نبی اکرم ﷺ کے زمانے سے آج تک ہوتا ہوا آرہا ہے، واللہ اعلم''۔

ہاں نماز کی اذان کے علاوہ بچے کے کان میں فون وغیرہ کے ذریعہ اذان دینے کو معتبر مانا جائے گا، چونکہ وہاں اصل مقصود بچے کے کان میں اذان کی آواز پہنچنا ہے، اس لئے فون کے ذریعہ اذان واقامت کہنا کافی ہوگا۔ واللہ اعلم، لیکن بہتر یہی ہے کہ بالمشافہ اذان دی جائے؛ کیونکہ کان میں اذان دینے کے جو آداب فقہاء ومحدثین نے ذکر کئے ہیں وہ اس وقت پورے ہوسکتے ہیں جب بالمشافہ اذان واقامت ہو (کتاب الفتاوی:۲/۱۵۵)۔

کیا فون کی آواز شرعا معتبر ہوگی؟

یہ حقیقت ہے کہ آج کے دور میں آواز کی کلوننگ بہت آسان ہوچکی ہے، اور کسی انسان کی آواز میں اس کی ناکہی بات بولی جاسکتی ہے، اور اس طرح کی جعل سازی کا اندیشہ پہلے تحریر میں بھی تھا جس پر فقہاء نے کلام بھی کیا ہے تو جس طرح سے خط میں جعل سازی کا اندیشہ ہوتا ہے اسی طرح سے فون میں بھی آواز کی نقل اتار کر دھوکہ دہی کا خطرہ رہتا ہے، لیکن تحریر کے بارے میں اس احتمال کے باوجود بہت سے معاملات میں اس کا اعتبار کیا گیا ہے، اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے متعدد مواقع پر خطوط بھیجے ہیں اور دوسروں کی طرف سے آئی ہوئی تحریر کو قبول بھی فرمایا ہے، اس لیے اگر خطوط کے بارے میں جعل سازی کا اندیشہ نہ ہو اور اس بات کا اطمینان اور ظن غالب ہوجائے کہ وہ بھیجنے اور لکھنے والے کی تحریر ہے تو اس کا اعتبار کیا جائے گا، تو یہی حکم فون کی آواز کا بھی ہیکہ اگر دوسرے قرائن وشواہد اور خارجی اسباب سیاس کے صحیح ہونے کا غالب گمان ہو تو اسے قبول کیا جائے گا، علامہ انور شاہ کشمیری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"فإن قلت: إنَّ الصوتَ يُشْبِه الصوت؟ قلت: نعم، ولكنهم اعتبروا القرائنَ، فإذا تبيَّن بالقرائن أنه صوتُ فلان، جاز له أَن يَشْهد به، وقد مر معنا أن قولهم: الخَطُّ يُشْبِه الخَطَّ، إنما يجرى فی باب

الدَعاوَی، إما فی غیرها، فقد اعتبروا بالخطِّ إذا حصل الیقینُ بکونِه خَطَّ فلان''(فیض الباری:۴/۷۴)۔

''اگرتم یہ کہو کہ آواز آواز کے مشابہ ہوتی ہے،تو میں کہوں گا: ہاں،لیکن فقہاء نے قرائن کا اعتبار کیا،اس لئے اگر قرائن سے ثابت ہوجائے کہ یہ فلاں کی آواز ہےتو اس کے لئے جائز ہوگا کہ اس کے بارے میں گواہی دے،اور یہ بات گزر چکی ہے کہ فقہاء کا قول: خط خط کے مشابہ ہوتا ہے، یہ باب الدعاوی میں جاری ہوتا ہے، باب الدعاوی کے علاوہ میں فقہاء نے تحریر کا اعتبار کیا ہے جب کہ یہ یقین ہوجائے کہ یہ تحریر فلاں کی ہے''۔

مفتی شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں: رمضان المبارک کے چاند میں چونکہ شہادت یا استفاضہ کی خبر دونوں شرط نہیں ہیں، ایک ثقہ مسلمان کی خبر بھی کافی ہے، اس لیے خط اور آلات جدیدہ (ٹیلیفون، ریڈیو، ٹیلی ویژن) کی خبروں پر اس شرط کے ساتھ عمل کرنا درست ہے کہ خبر دینے والے کا خط یا آواز پہچانی جائے اور وہ بچشم خود چاند دیکھنا بیان کرے اور جس کے سامنے یہ خبر بیان کی جارہی ہو وہ اس کو پہچانتا ہو اور اس کی شہادت کو قابل عمل سمجھتا ہو(آلات جدید:۱۲۱)۔

خلاصہ یہ ہے کہ جہاں فون کی آواز کے بارے میں قرائن سے اس بات کا یقین ہو کہ یہ آواز فلاں ہی کی ہے اس میں کسی طرح کا کوئی دھوکے کا معاملہ نہیں ہے،تو ایسی صورت میں فون کی آواز معتبر ہوگی اور اس پر شرعی احکام مرتب ہوں گے۔اور جہاں کسی قسم کا اندیشہ اور شک کا پہلو ہو تو وہاں اس آواز کا اعتبار نہیں کیا جائے گا،اور اس پر شرعی احکام مرتب نہیں ہوں گے۔

ویڈیو یا آڈیو سے جرائم کا ثبوت اور حدود و تعزیر کا نفاذ؟

کسی بھی مقدمے میں شرعی حد کے نفاذ کے فیصلہ کے لئے مطلوبہ تعداد میں چشم دید شرعی گواہوں کا ہونا ضروری ہے، جب شرعی گواہ شرعی طریقے سے گواہی دیں گے تو شرعی حد نافذ ہوگی،لہذا شرعی گواہوں کی عدم موجودگی میں محض ویڈیو اور سی ٹی وی کیمرے کی فوٹیج پر شرعی حدود کے نفاذ کے فیصلہ کا مدار نہیں رکھا جاسکتا، کیونکہ فوٹیج میں تلبیس اور تبدیلی کی کافی گنجائش ہونے کی وجہ سے اس میں شکوک وشبہات رہتے ہیں اور حدود کی بنیاد کامل یقین پر ہونے کی وجہ سے معمولی شبہات سے حدود ختم ہوجاتے ہیں، جیسے کہ شریعت مطہرہ نے اسی طرح کے شبہ (یعنی تبدیلی اور تلبیس وغیرہ) کی بنیاد پر تحریری شہادت کو بھی معتبر اور نافذ العمل نہیں مانا، کیونکہ اس میں بہرحال خط کی تبدیلی اور نقل وغیرہ کے اشتباہ کا خطرہ موجود ہے۔قرآن کریم میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

''**لَوْلَا جَائُوْ عَلَیْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ، فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَاءِ،فَاُولٰیکَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْکٰذِبُوْنَ**''(سورۂ نور:۱۳)(آگے اس حسن ظن کے وجوب کی وجہ ارشاد ہے کہ) یہ(قاذف) لوگ اس (اپنے قول) پر چار گواہ کیوں نہ لائے سو

جس صورت میں یہ لوگ (موافق قاعدہ کے) گواہ نہیں لائے تو بس اللہ کے نزدیک یہ جھوٹے ہیں)۔

حدیث شریف میں ہے:"عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنْ وَجَدْتُ مَعَ امْرَأَتِي رَجُلًا، أَوُمْهِلُهُ حَتَّى آتِيَ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ؟ قَالَ: نَعَمْ"(صحیح مسلم:۱۴۹۸)۔

(حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر آدمی کو پاؤں تو کیا میں اسے اتنی مہلت دوں کہ میں چار گواہ لے آؤں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں)۔

جب اپنی نظر سے دیکھنے کے باوجود گواہ کی تعداد پوری نہ ہونے پر حد نافذ نہیں کیا جاسکتا تو ویڈیو یا آڈیو جس میں کئی طرح کی تلبیس وتبدیلی کے امکانات وشبہات ہیں ان کی بنیاد پر حد کیسے نافذ ہوسکتا ہے؟ جبکہ شبہات کی بنیاد پر حدود ساقط ہوجاتے ہیں، "وأن الحد يدرا بالشبهات"(شامی:۶۰/۴)۔

''فتاوی الشبکۃ الاسلامیۃ''میں ہے:"أن الوسائل التقنية الحديثة لا يمكن أن يستغنى بها فى إثبات الزنا..... وأما غير الزنا من الجرائم كالسرقة ونحوها، فإن الأمر فيها أخف، ومع ذلک فلا يمكن الاعتماد فى إثباتها على هذه الأجهزة، لأنها فى الحقيقة لا تفيد القطع، وإنما هى قرائن يمكن أن تقوى التهمة الموجهة إلى الشخص لكن لا يمكن أن يستحل بها عضو معصوم، ولا أن يقام بها أى حد من الحدود.والله أعلم"۔

جدید تکنیکی وسائل کے ذریعہ زنا کا ثبوت ہونا ممکن نہیں ہے، اور زنا کے علاوہ دوسرے جرائم جیسے چوری وغیرہ کا معاملہ اس سے بھی کم تر ہے پھر بھی اس کے ثابت کرنے کے لئے ان آلات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے، اس لئے کہ یہ آلات سے یقینی علم حاصل نہیں ہوتا ہے، یہ محض قرائن کے درجہ کی چیزیں ہیں، جن سے ہوسکتا ہے کہ کسی شخص پر لگنے والے الزام کی تقویت ہو، لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ اس غیر یقینی دلیل کی وجہ سے کسی انسان کے عضو معصوم کو اس سے الگ کردیا جائے اور نہ یہ ممکن ہے کہ اس کے ذریعہ حدود نافذ کئے جائیں، واللہ اعلم۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی تحریر فرماتے ہیں: ویڈیو کے ذریعہ جو تصویر کشی کی جاتی ہے، اس میں تلبیس اور ملاوٹ کی کافی گنجائش ہوتی ہے، یہ ممکن ہے کہ کسی شخص کی کوئی اور تصویر کہیں سے کاٹ کر کسی اور جگہ جوڑ دی جائے، یا مثلاً کسی کی تصویر سے سر کا حصہ کاٹ کر کسی اور جسم کے ساتھ جوڑ دیا جائے، اس طرح کی الٹ پھیر ویڈیو اور انٹرنیٹ وغیرہ میں ممکن ہے، اس لئے ویڈیو سے حاصل ہونے والی معلومات اشتباہ اور آمیزش کے اندیشہ سے خالی نہیں اور مشتبہ قسم کی دلیلوں پر نہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے اور نہ گواہی دی جاسکتی ہے (کتاب الفتاوی:۶۰/۶)۔

لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ ویڈیو یا آڈیو کا ثبوت یکسر نظر انداز کر دیا جائے گا، اسے نظر انداز کر دینا مجرمین کو شہہ دینے والی بات ہوگی، اس لئے اگر تحقیق وقرائن سے اس کے صحیح ہونے کا غالب گمان ہوجائے تو پھر اس کی بنیاد پر قاضی، یا تفتیش کرنے والے افراد اس سے جرم کے بارے میں پوچھ تاچھ کر کے جرم قبول کرانے کی تدبیر کر سکتے ہیں اور پھر اس کے اقرار کی بنیاد پر اس پر شرعی سزاؤں کو نافذ کیا جاسکتا ہے، حضرت علیؓ نے اسی ظن غالب اور قرینہ قویہ کی بنیاد پر ہی تو حاطب بن ابی بلتعہ کا خط لے جانے والی خاتون سے کہا تھا: کہ خط نکالو نہیں تو میں تمہیں ننگا کر دونگا (صحیح بخاری: ۲۹۱۵)، تو اسی طرح ویڈیو یا آڈیو کو ثبوت مانتے ہوئے جرم کی تفتیش اور اس کا اقرار کرایا جاسکتا ہے۔ مفتی نجم الحسن امروہوی لکھتے ہیں:

CCTV کیمرے یا فنگر پرنٹس وغیرہ کی بھی یہی حیثیت ہے ان کی بناء پر جرم ثابت نہیں ہوسکتا لیکن ان سے ملزم کو جرم کے اقرار پر مجبور کیا جاسکتا ہے گویا یہ اشیاء مثبتہ نہیں البتہ ممد ہیں اور اقرار اصل حجت ہوگا (نجم الفتاوی: ۶: مختلف رپوڑٹس کا حکم)۔

اسی طرح قاضی اور حاکم کو دلائل وقرائن سے اس ویڈیو یا آڈیو کے صحیح ہونے پر اطمینان اور اس کا ظن غالب ہوجائے تو وہ اس پر اعتماد کرتے ہوئے خصومت ونزاع کا حل نکال سکتا ہے۔ کیونکہ یہ قرینہ ظاہرہ کے درجہ میں ہے اور اس کی بنیاد پر فیصلہ کرنا ثابت ہے، جیسا کہ حضرت عمرؓ نے شراب کی بو منہ سے آنے پر حد شرب جاری کیا، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں:

''محکمہ ٹیلفون کا کیسٹ ریکارڈ قرینہ ظاہرہ کے درجہ میں ہے اور اگر قاضی مرد کی آواز سے اس کو اچھی طرح ہم آہنگ پائے اور دھوکہ دہی اور آواز میں اشتباہ والتباس نہ ہونے کا اطمینان کر لے تو اس پر اعتماد کر سکتا ہے'' (کتاب الفتاوی)۔

اسی طرح تعزیر کے لئے اتنی یقینی دلیل ضروری نہیں ہے اور اگر دیگر قرائن وتحقیق سے یہ ثابت ہوجائے کہ یہ ویڈیو یا آڈیو صحیح ہے تو پھر اس کی بنیاد پر تعزیرات والی معصیتوں میں امام وقاضی تعزیر کا فیصلہ کر سکتا ہے؛ کیونکہ اس سے علم ظنی حاصل ہوجاتا ہے، اور شبہات کے باوجود تعزیر کا نفاذ ممکن ہے، ''غمز عیون البصائر'' میں ہے:

''**كل معصية ليس فيها حد مقدر ففيه التعزير.....، والأصل في وجوب التعزير أن من ارتكب منكرا أو آذى مسلما بقوله أو فعله وجب عليه التعزير، إلا إذا كان ظاهر الكذب**'' (غمز عیون البصائر: ۱۸۲/۲)۔

''ہر وہ معصیت جس میں مقرر حد نہیں ہے تو اس میں تعزیر ہے، اور وجوب تعزیر میں اصل یہ ہے کہ جس شخص نے کسی منکر کا ارتکاب کیا یا اپنے قول وفعل سے کسی مسلمان کو اذیت دی تو اس پر تعزیر واجب ہے، الا یہ کہ اس کا کذب ظاہر ہو''۔

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:"**الفرق بين الحد والتعزير أن الحد مقدر والتعزير مفوض إلى رأى الإمام، وأن الحد يدرأ بالشبهات والتعزير يجب معها، وأن الحد لا يجب على الصبى والتعزير شرع عليه** " (ردالمحتار: ۶۰/۴)۔

''حداور تعزیر میں فرق یہ ہے کہ حد مقدر ہے اور تعزیر امام کی رائے پر منحصر ہے، حد شبہات سے ساقط ہوجاتی ہے، اور تعزیر شبہاب کے ساتھ ثابت ہوجاتی ہے، اور حد بچے پر ثابت نہیں ہوتی جبکہ تعزیر اس پر مشروع ہے''۔

مفوضہ ذمہ داریوں کی انجام دہی میں مصنوعی ذہانت (AI) کا استعمال:

بہت سے ایسے کام جن کو انجام دینے میں کافی وقت اور محنت لگتی ہے مصنوعی ذہانت (AI) کے ذریعہ انہیں کم وقت اور معمولی محنت کے ذریعہ انجام دیا جاسکتا ہے، بلکہ خود سے کرنے کے مقابلہ میں اور بہتر طریقے پر بھی کیا جاسکتا ہے، تو ایک ملازم اپنی تدریسی اور یا غیر تدریسی مفوضہ ذمہ داریوں کو جسے وہ پہلے خود سے محنت کر کے انجام دیتا تھا، کیا مصنوعی ذہانت (AI) کے ذریعہ انہیں انجام دے سکتا ہے؟ تو اس کے کا مدار اس بات پر ہے کہ دراصل یہاں مقصود مفوضہ ذمہ داریوں کا حصول اور اس کی تکمیل ہوتا ہے، یہ مقصود نہیں ہوتا ہے کہ وہ ملازم مفوضہ ذمہ داریوں کو حاصل کرنے اور پورا کرنے میں کتنی محنت اور کتنا وقت لگا رہا ہے اور اس کو کس طرح انجام دے رہا ہے، تو اگر مصنوعی ذہانت کے ذریعہ مفوضہ عمل اور مقصود اچھی طرح حاصل ہو رہا ہو اور اس میں کوئی خلل اور نقص نہ ہو تو پھر ایسی صورت میں اس کے لئے یہ جائز ہوگا کہ مصنوعی ذہانت (AI) کے ذریعہ اپنے مفوضہ کاموں کو انجام دے، اور اس کے بالمقابل ملنے والی اجرت وتنخواہ اس کے لئے حلال ہوگی۔

"**(وإن أطلق له العمل) مثل أن يقول خط هذا الثوب أو اصنعه،(فله أن يستأجر من يعمله؛ لأن المستحق عمل فى ذمته ويمكن إيفاؤه بنفسه وبالاستعانة بغيره) لأن المقصود هو العمل وقد حصل** "(البنایۃ:۱۰/ ۲۴۴)۔

''اگر کسی کے ذمہ مطلق کام دیا، جیسے کہ یہ کہا کہ یہ کپڑا سل دو، یا یہ چیز بنادو، تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اس کام کو کرنے کے لئے کسی اور کو اجرت پر رکھ لے، اس لئے کہ اس کے ذمہ وہ عمل ہے، اور اس کے لئے ممکن ہے کہ خود سے اسے انجام دے کر یا کس اور کی مدد لے کر اس کام کو پورا کردے، اس لئے کہ مقصود عمل ہے اور وہ حاصل ہوگیا''۔

لیکن اگر مشینی عمل اور انسانی عمل کے نتیجے اور اثرات میں فرق ہو اور مصنوعی ذہانت (AI) کے ذریعہ ان مفوضہ کاموں کی انجام دہی اتنی اچھی طرح نہ ہو پا رہی ہو جتنی اچھی طرح ہونی چاہئے تو ایسی صورت میں مصنوعی ذہانت (AI) کے ذریعہ مفوضہ کاموں کی انجام دہی معتبر نہ ہوگی اور اسے اس ذمہ داری میں کوتاہ مانا جائے گا اور یہ امانت ودیانت اور معاہدہ کے

خلاف ہونے کی وجہ سے درست نہ ہوگا؛ کیونکہ ایسی صورت میں مقصود کا حصول کلی یا جزئی طور پر متاثر ہوگا۔

اسی طرح اگر مفوضہ ذمہ داریوں کو مصنوعی ذہانتوں یا مشینوں کے ذریعہ انجام نہ دینے کا شرط لگائی گئی ہو، تو ایسی صورت میں بھی مشینوں یا مصنوعی ذہانتوں کے ذریعہ کام انجام دینے میں وہ اپنے ذمہ داری کو پورا کرنے والا قرار نہیں دیا جائے گا اور ایسی صورت میں وہ تنخواہ کا حقدار نہیں ہوگا؛ کیونکہ بہت سے کاموں میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ مشینی کاموں میں بسا اوقات وہ عمدگی نہیں ہوتی جو کام لینے والے کے مقصود کا حصہ ہوتی ہے، اس لئے یہ شرط لگائی جاتی ہے۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

"وإذا شرط على الصانع أن يعمل بنفسه فليس له أن يستعمل غيره؛ لأن المعقود عليه اتصال العمل في محل بعينه.....وإن أطلق له العمل، فله أن يستأجر من يعمله؛ لأن المستحق عمل في ذمته ويمكن إيفاؤه بنفسه وبالاستعانة بغيره" (الہدایۃ: ۳/ ۲۳۳)۔

کام کرنے والے پر یہ شرط رکھی کہ وہ خود سے کام انجام دے، تو اسے دوسرے سے کام کرانے کا اختیار نہیں ہوگا؛ اس لئے کہ کسی مقام پر بذات خود عمل کو انجام دینا معقود علیہ ہے، اور مطلق عمل کا عقد کیا تو عمل کرنے والے کو اختیار ہے کہ دوسرے سے اجرت پر کام کرالے، اس لئے کہ اس کے ذمہ اس کام کی انجام دہی ضروری ہے، تو اس کے لئے ممکن ہے کہ اسے خود سے یا کسی اور کی مدد سے پورا کردے۔

علامہ کاسانیؒ لکھتے ہیں: **"وللأجير أن يعمل بنفسه وأجرائه إذا لم يشترط عليه في العقد أن يعمل بيده؛ لأن العقد وقع على العمل، والإنسان قد يعمل بنفسه، وقد يعمل بغيره؛ ولأن عمل أجرائه يقع له فيصير كأنه عمل بنفسه، إلا إذا شرط عليه عمله بنفسه؛ لأن العقد وقع على عمل من شخص معين، والتعيين مفيد؛ لأن العمال متفاوتون في العمل فيتعين فلا يجوز تسليمها من شخص آخر من غير رضا المستأجر "** (بدائع الصنائع: ۴/ ۲۰۸)۔

"ملازم کے لئے جائز ہے کہ خود سے عمل انجام دے یا اپنے مزدوروں کے ذریعہ اسے انجام دلائے، اگر عقد میں وہ عمل خود ہی انجام دینے کی شرط نہ ہو، اس لئے کہ عقد عمل پر ہوا ہے، اور انسان کبھی خود ہی کوئی کام انجام دیتا ہے اور کبھی کسی اور سے کرالیتا ہے، اور اس لئے بھی درست ہے کہ اس انسان کے مزدوروں کا اس عمل کو انجام دینا اسی کی خاطر ہے، تو وہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے اس کام کو خود ہی کیا ہو، ہاں اگر یہ شرط لگائی گئی کہ وہ خود ہی اس عمل کو انجام دے، تو پھر دوسرے سے کام لینا درست نہیں ہوگا، اس لئے کہ عقد متعین شخص کے عمل پر واقع ہوا ہے اور تعین مفید ہے؛ اس لئے کہ کام کرنے والے عمل میں

متفاوت ہوتے ہیں، تو یہ تعیین ہوگئی، اس مستاجر کی اجازت کے بغیر اس کے لئے دوسرے شخص سے کام کرا کر حوالے کرنا جائز نہیں ہوگا''۔

اس لئے اگر بذات خود عمل کرنا مشروط نہ ہو اور مشینوں یا مصنوعی ذہانتوں سے کام لینے میں مفوضہ کاموں میں کسی بھی قسم کا نقص وخلل واقع نہ ہوتا ہو تو ایسی صورت میں اس سے مفوضہ کاموں کو انجام دینا درست ہوگا اور تنخواہ واجرت حلال ہوگی۔ واللہ اعلم

☆☆☆

مصنوعی ذہانت

مفتی محمد جعفر ملی رحمانی ☆

۱- مصنوعی ذہانت{AI: ARTIFICIAL INTELLIGENS} کا استعمال فی نفسہ مباح ہے(۱)، البتہ مقصدِ استعمال کے لحاظ سے حکم کی تعیین کی جائے گی، اگر اس کا استعمال کسی ناجائز کام، مثلاً: جھوٹ، دھوکہ اور بے حیائی وغیرہ حرام امور کے لئے کیا جائے تو اس کا استعمال جائز نہیں ہوگا(۲)۔

واضح رہے کہ مصنوعی ذہانت صرف علمی کاموں کے لئے نہیں ہے، بلکہ اس کا دائرہ بہت وسیع ہے، یہ کسی کی ساکت تصویر کو گویا کرسکتا ہے، متوقف تصویر کو متحرک، اور تصویر میں موجود افراد کا خلفیہ، ان کے ساتھ تصویر میں شریک افراد کی صورتیں، یا انکے چہرے کی تاثرات کو خوشی وغمی میں تبدیل کرسکتا ہے، اور ان کاموں میں ہر کام کے لئے مصنوعی ذہانت کا ایک الگ ٹول ہے، مشترکہ طور سے انہیں مصنوعی ذہانت{AI: ARTIFICIAL INTELLIGENS} کہا جاتا ہے، اس کی صلاحیتوں سے بخوبی واضح ہے، کہ یہ کتنا زیادہ قابل احتیاط آلہ ہے، علمی ومعلوماتی امور کی انجام دہی کے لئے اس کا ایک ٹول ہے، '' چیٹ جی پی ٹی '' اس کے ذریعہ علمی اور معلوماتی سہولیات سے استفادہ جائز ودرست ہے، لیکن احکام اسلام کے بارے میں ابھی یہ ٹول یا ایپلیکیشن اس لائق نہیں ہے، کہ اس کے فراہم کردہ مواد پر اعتماد کیا جائے، کیوں کہ بندہ بذاتِ خود اس کا استعمال برائے اختبار کر چکا ہے، اکثر وبیشر اس کے جوابات غیر واضح وغیر درست ہوتے ہیں، اور اسے اس کی غلطی پر تنبہ کرانے پر یہ خود اس کا اقرار بھی کرتا ہے کہ میں معذرت خواہ ہوں کہ میں نے آپ کو غلط معلومات فراہم کی، نیز علمی وطبی مسائل میں خود چیٹ جی پی ٹی یہ مشورہ دیتا ہے کہ آپ کو اس بابت اپنے علاقہ کے قریبی اہل علم وطب سے استفادہ واستفسار کرنا بہتر ہوگا، لہذا احکامِ شرع کی بابت اس کے استعمال سے بچنا ہی احتیاط ہے، ہاں ترجمہ وترجمانی کرنے، مفصل مضمون کو مختصراً سمجھنے اور غیر مرتب کو مرتب کرنے، اور اپنے مافی الضمیر کو رپورٹ یا مضمون کی شکل میں حاصل کرنے کے لئے اس کا استعمال مفید ہے۔

☆ صدر دارالإفتاء والقضاء الجامعۃ الإسلامیۃ إشاعۃ العلوم، اکل کوا، نندوبار، مہاراشٹرا۔

(۱)ما فی " الأشباه والنظائر لإبن نجیم " : الأصل فی الأشیاء الإباحة حتی یدل الدلیل علی عدم الإباحة (۱/۲۵۲/۲۵۳)۔

ما فی " هامش الأشباه " : قوله : (الأصل فی الأشیاء) ذکر العلامة قاسم بن قطلوبغا فی بعض تعالیقه أن المختار أن ا لأصل الإباحة عند جمهور أصحابنا ..... ودلیل هذا القول قوله تعالی : ﴿خلق لکم ما فی الأرض جمیعاً﴾ (۱/۲۵۲/۲۵۳)۔

(۲)ما فی " الأشباه والنظائر لإبن نجیم " : الأمور بمقاصدها (۱/۱۱۳)۔

۲- کسی بھی جدید آلہ کا حکم متعین کرنے میں اس کے مقصد واستعمال کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، مصنوعی ذہانت میں تعلیمی وتحقیقی، طبی اور قانونی رہنمائی کی صلاحیت موجود ہے؛ تاہم اس میں شبہ نہیں کہ یہ ٹیکنالوجی بہت سے ناجائز امور اور بے حیائی کے کاموں میں معین ہے، اور یقیناً ایسا کرنا گناہ ہے، لیکن اگر کسی چیز کی صنعت و بناوٹ میں استعمال ہونے والا مواد پاک اور حلال ہو اور اس کا استعمال جائز مقصد کے لئے بھی ہوسکتا ہو اور ناجائز مقصد کے لئے بھی، تو جائز مقصد کے لئے اس کا استعمال جائز ہوگا، اور ناجائز مقصد کے لئے اس کا استعمال ناجائز ہوگا(۱)، جیسے مائک کا کام آواز کو بڑھا کر پیش کرنا ہے، مائک کا استعمال جہاں ایک طرف اذان، نماز، تلاوت اور قرآن وحدیث کے درس کے لئے ہوتا ہے، اور ان امور میں اس کا استعمال، جائز اور درست مقصد کی وجہ سے جائز ودرست ہے، وہیں دوسری طرف اس کا استعمال گانے بجانے وغیرہ کے لئے بھی ہوتا ہے، اور ان امور میں اس کا استعمال ناجائز مقصد کی وجہ سے ناجائز ہے، حضراتِ فقہائے کرام کے اجتہادات سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے، جیسے شیرۂ انگور ایک مقوی مشروب کے طور پر بھی پیا جاتا ہے اور اس سے شراب بھی بنائی جاتی ہے، تو حضراتِ فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ مقوی مشروب کے طور پر استعمال کرنے والے کے ہاتھوں اس کی بیع جائز ہے، اور جو شخص اس سے شراب بنانے والا ہو اس کے ہاتھوں اسکی بیع مکروہ ہے(۲)، لہذا مصنوعی ذہانت کی اس ٹیکنالوجی کا حکم بھی اس کے مقصد واستعمال کے لحاظ سے مرتب ہوگا، اگر کوئی شخص اسے ناجائز کاموں میں استعمال کرتا ہے تو اس کے لئے یہ گناہ کا باعث ہوگی، اور اگر کوئی اسے جائز کاموں میں استعمال کرتا ہے تو اس کے لئے اس کا استعمال جائز ہوگا۔

(۱) ما فی " الأشباه والنظائر لإبن نجیم " : الأمور بمقاصدها (۱/۱۱۳)۔

ما فی " الفقه الإسلامی وأدلته " : لأن الوسائل لها أحکام المقاصد (۴/۲۸۰۴/ الباب التاسع: الذبائح والصید، الفصل الثانی: الصید، حکم الصید، ط: رشیدیه کوئٹه)۔

(۲) ما في " الأشباه و النظائر " : أن یبیع العصیر ممن یتخذ خمرا إن قصدبه التجارة، فلا

يحرم، وإن قصد به لأجل التخمير حرم (ص: ۱۳/ طبع بيروت)۔

ما في " التنويرمع الدروالرد " : (و) جاز (بيع عصير) عنب(ممن) يعلم (أنه يتخذه خمراً) لأن المعصية لاتقوم بعينه بل بعد تغيره، وقيل: يكره لإعانته على المعصية، قال العلامة الشامي رحمه الله تعالى تحت قوله: (لاتقوم بعينه الخ) يؤخذمنه أن المراد بما لا تقوم المعصية بعينه ما يحدث له بعد البيع وصف آخر يكون فيه قيام المعصية، وأن ما تقوم المعصية بعينه ما توجد فيه على وصفه الموجود حالة البيع كالأمرد والسلاح...وعلم من هذا أنه لايكره بيع مالم تقم المعصية به كبيع الجارية المغنية(۹/۵۶۰/ كتاب الحظروالإباحة، باب الاستبراء وغيره، فصل في البيع)۔

۳- کسی بھی تحریر کو اس کے اصل محرر و ماخذ کی جانب مسنوب کرنا، یہ علمی امانت داری اور باعث برکت ہوتا ہے(۱)۔

{Chat GPT} کے ذریعہ تیار کردہ تحریر کو اپنی جانب بطور تصنیف یا تالیف منسوب کرنا درست نہیں ہے(۲)، کیوں کہ'' تصنیف'' خالصۃً ذاتی لیاقت واہلیت کی بنیاد پر کسی تحریر کے وجود میں لانے کو کہا جاتا ہے، اور مختلف کتابوں کے مضامین کو یکجا کر کے نئے انداز وطرز میں ترتیب کو'' تالیف'' کہا جاتا ہے۔ جبکہ چیٹ جی پی ٹی کے ذریعہ تحریر کردہ کتاب ذاتی لیاقت کی بنیاد پر وجود میں نہیں آتی، بلکہ وہ مشینی کارکردگی ہے۔

ان دو لفظوں کے علاوہ اور بھی متعدد الفاظ ہیں، جن کے ذریعہ کتابوں، تحریروں، اور مضامین کو متعارف کرایا جاتا ہے، مثلاً: کہا جاتا ہے:'' از ''اس میں یہ بات واضح نہیں ہوتی ہے کہ تحریر کا محرر اور مافی التحریر فکر ورائے کا اصل موجد کون ہے، اس سے صرف اتنا واضح ہوتا ہے کہ یہ تحریر فلاں شخص کی طرف تعارفی طور سے منسوب ہے، احتمال ہے کہ یہ شخص خود ہی اس کا محرر وموجد ہو یا اس کی طرف سے کسی نے لکھی ہو، دونوں احتمال برابر ہیں۔

اسی طرح ایک لفظ استعمال ہوتا ہے:'' پیش کش'' یعنی اس تحریر کو ہدیۂ نظر قاری کرنے والا یا منظر عام پر لانے والا یہ شخص مذکور ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ چیٹ جی پی ٹی کے ذریعہ تیار کردہ تحریر کو ذاتی تصنیف وتالیف کی صفات سے متصف نہیں کیا جاسکتا، بلکہ اسے چیٹ جی پی ٹی کے ذریعہ تیار کردہ تحریر ہی کہنا اولی ہوگا، تاہم کوئی ایسا لفظ استعمال کیا جاسکتا ہے جو حقیقت واقع کے خلاف نہ ہو۔

(۱) ما فی " شرح عمدة الأحكام " : يقول: شرح ابن الملقن للعمدة المسمى بالإعلام بفوائد عمدة الأحكام، معروف هذا شرح كبير مطبوع، يقول: هل ثبت أن الحافظ ابن حجر والعينى ينقلان منه كثيرا دون عزو؟ وهل هذا إخلال بالأمانة العلمية؟

هما وغيرهما ينقلان، وجرت العادة عند المتقدمين أنهم لا يهتمون بالعزو كثيرا، لا سيما إذا كان الكلام لا يستقل به المنقول عنه، بمعنى أن شخصا حرر مسألة، وخرج برأى يتفرد به، وبفهم فتح الله عليه به هذا يعزونه إلى صاحبه، أما الكلام العادى الذى يوجد عند فلان وغيره هذا لا يتحرون الدقة فى عزوه، وعلى كل حال الأمور بمقاصدها، من أراد أن ينقل من كتب الناس يتكثر بهذا النقل، ويوهم القارء أنه من تحريره، هذا لا شک أنه خادش للنية والقصد، ومخل بالأمانة العلمية، ويقول أهل العلم: إن من بركة العلم إضافة القول إلى قائله(۲۷/۷/ كتاب الصلاة، ط: شاملة)۔

(۲)ما في "الصحيح البخاري": لقوله عليه السلام: "آية المنافق ثلاث؛ إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان" (۱۰/۱)۔

ما في " مرقاة المفاتيح لملا علي القاري : فيه إشارة إلى أن علامة الإسلام هي السلامة من إيذاء الخلائق، كما أن الكذب والخيانة وخلف الوعد وعلامة المنافق (۱۳۸/۱)۔

۴- اذان کا مقصد جہاں ''اعلام الناس بوقت الصلاۃ'' ہے(۱)، وہیں یہ اسلامی شعائر میں سے ایک اہم شعار اور عبادت ہے(۲)،اورعبادت کی صحت عابد کی اہلیت عبادت پر موقوف ہوتی ہے(۳)،ظاہر ہے کہ مصنوعی ذہانت عبادت کی اہلیت نہیں رکھتی۔

نیز'' اعلام بوقت الصلاۃ'' یہ اذان کا مقصد ہے، علت نہیں، کہ اس کا تعدیہ کرکے ہر اس صورت میں اذان کی مشروعیت کو ثابت کیا جاسکے جس میں مقصد ''اعلام'' حاصل ہو(۴)،اوراگر یہ اذان کی علت ہوتا تب بھی اس کا تعدیہ نہیں ہو سکتا تھا کیوں کہ امور تعبدیہ تمام تر توقیفی ہیں، ان میں علت کا اعتبار نہیں ہوتا، لہذا اذان کو متوارث طریقہ کے علاوہ کسی اور طریقہ سے انجام دینا درست نہیں ہوگا(۵)۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے فقہائے کرام نے عدم اہلیت کی وجہ سے کافر کی اذان اور ٹیپ ریکارڈ (۶) کی اذان کو غیر مشروع قرار دیا ہے۔

(۱) ما في " الموسوعة الفقهية " : فالأذان والإقامة يشتركان في أن كلا منهما إعلام ويفترقان من حيث أن الإعلام في الإقامة هو للحاضرين المتأهبين لإفتتاح الصلاة ۔ اهـ۔ (۲/۶ ، إقامة ، الإقامة للصلاة)۔

(۲/۱) ما في " الموسوعة الفقهية " : الأذان: هو التعبد لله بالإعلام بدخول وقت الصلاة (۷۷/۱/ حرف الألف، الصلاة، الأذان والإقامة)۔

وفيه أيضاً: الأذان إعلام بدخول وقت الصلاة وكأنها دعاء إلى الصلاة والجماعة التى فيها خير كثير"(١/٧٨/ حرف الألف، الصلاة، الأذان والإقامة)۔

ما فى " موسوعة الفقه الإسلامى للتويجرى " : الأذان هو التعبد لله بالإعلام بدخول وقت الصلاة بذكر مخصوص۔ للأذان حكم عظيمة أهمها: إعلان التوحيد، وتذكير الناس به ليلا ونهاراً۔ ٢/ إظهار الشعائر والتعريف بأن الدار دار إسلام۔ ----- ٣/ الإعلام بدخول وقت الصلاة ومكان أدائها (٢/٣٨٧/ كتاب الصلاة ، باب الأذان والإقامة ، ط : بيت الأفكار الدولية الأردن)۔

(٣) ما فى " الموسوعة الفقهية " : ما يشترط فيه من الصفات: إسلام المؤذن شرط لصحته فلا يصح أذان الكافر لأنه ليس من أهل العبادة (٢/٣٦٧/ حرف الألف، أذان)۔

ما فى" الموسوعة الفقهية " : فالعبادة ما يثاب فعله، وتتوقف صحته على نية(٢٥٧/ حرف العين، عبادة، الألفاظ ذات الصلة)۔

(٤) ما فى " قوعد الفقه " : الأصل أنه يفرق بين علة الحكم وحكمته، فإن علته موجبة وحكمته غير موجبة(ص: ١٧/ رقم: ٣٤/ ط: كتب خانه نعيمه ديوبند)۔

(٥) ما فى " درر الحكام شرح مجلة الأحكام " : لا مساغ للاجتهاد فى مورد النص، يعنى أن كل مسألة ورد فيها نص من الشارع لا يجوز للمجتهدين أن يجتهدوا فيها، لأن جواز الاجتهاد أو القياس فى الفروع من الأحكام مشروط بعدم وجود نص من الشارع(١/٣٢/ المقالة الثانية فى بيان القواعد الكلية الفقهية، المادة: ١٤/ لا مساغ للاجتهاد فى مورد النص) ۔

ما فى " علم المقاصد الشرعية للخادمى " : العبادات هي جملة الأقوال والأعمال التى يقوم بها المكلف بكيفية مخصوصة على سبيل التقرب إلى الله تعالى والامتثال والانقياد والخضوع، والعبادات محدودة ومبينة إجمالا وتفصيلاً، تم ضبطها وبيانها وتفصيلها وشرحها فى نصوص القرآن الكريم وفى السنية النبوية القولية والفعلية والإقرار به، وهي ثابتة باقية ودائمة إلى يوم القيامة، لا ينبغى تغييرها وتبديها، ولا يجوز البتة الزيادة فيها أو التنقيص منها، لذلک منعت البدعة والزيادة، كما منع التهاون والتقصير والتنقيص، وليس على المكلف إلا أن يلزم الأمر الشرعي، ------ فمقصود الشارع فى العبادة والطاعة أن يعبدوه ويطيعوه كما أمرهم وكلفهم، وليس كما اشتهوا واجتهدوا وغيروا ولذلک تقررت القاعدة الشرعية المقاصدية المعروفة: " لا يعبد الشارع إلا بما

شرع"۔ .... القول بأن العبادات توقيفية غير معللة ..... إنما يعنى فقط ثبوتها ودواماً على ذلک الأمر كى لا تتبدل بتبدل الأزمان والأحوال وكي يتحقق منها واجب التدين والتعبد والامتثال إذ لا يعد الإنسان مطيعاً ومنقاداً إلا إذا فعل ما أمر به من مطيعه على الوجه الذى أراد وبالكيفية التى طلب، فالعبد إذا أعطى لسيده عصيرا وقد طلب منه ماءً لا يعد مطيعاً(ص: ۱۶۷/ المبحث السادس، تطبيق مقاصد الشريعة فى الأحكام الفقهية، المطلب الاول، مقاصد العبادات، الأصل فى العبادات التوقيف، ط: شاملة)۔

ما فى " الموافقات فى أصول الشريعة لأبى إسحاق الشاطبى " – كل دليل شرعي ثبت فى الكتاب مطلقا غير مقيد، ولم يجعل له قانون ولا ضابط مخصوص، فهو راجع إلى معنى معقول وكِّل إلى نظر المكلف، وهذا القسم أكثر ما تجده فى الأمور العادية التى هي معقولة المعنى، كالعدل والإحسان والعفو والصبر والشرک فى المأمورات، والظلم والفحشاء والمنكر والبغي ونقض العهد فى المنهيات، وكل دليل ثبت فيها مقيداً غير مطلق، وجعل له قانون وضابط فهو راجع إلى معنى تعبدي لا يهتدى إليه نظر المكلف لو وكل إلى نظره، إذ العبادات لا مجال للعقول فى أصلها، فضلاً عن كيفياتها، وكذلک فى العوارض الطارية عليها، لأنها من جنسها، وأكثر ما يوجد فى الأمور العبادية(۳/ ۳۹/ أحكام الأدلة عامة، المسألة السابعة، ط: دار إحياء التراث العربى)۔

ما فى " الاجتهاد المقاصدى حجيته ضوابطه مجالاته للأستاذ نور الدين مختار الخادمى " : لايعبد الشارع إلا بما شرّع(۱/ ۲۰۴/ المبحث الأول، المشكلات التعبدية فى ضوء المقاصدي، الصلاة على الكراسي، ط: مكتبة الرشيد ناشرون)۔

ما فى " التقاسيم الفقهية وأثرها فى الخلاف الفقهي وتأثرها بالمستجدات المعاصرة " : التيسير مقصد شرعي دلت عليه النصوص، ولكن ليس بالتفريط والانحلال ولا البعد عن دلالة النصوص الشرعية، بل لا بد من ضوابط للأخذ بالأيسر والأخف، ومن تلک الضوابط الا يكون فى مسائل ثبت فيها نص قطعي أو إجماع، بل يكون فى المسائل الاجتهادية الظنية التى يسوغ فيها الاجتهاد۔ فلا يترتب عليه معارضة مصادر الشريعة القطعية أو أصولها وثوابتها(ص: ۳۱۴/ المطلب الرابع، الأسس المتعلقة بالأدلة التى يمكننا استنباط الأحكام الشرعية للمستجدات الفقهية منها، وطرق الاستفادة منها۔ ط: مكتبة الوراق العامة)۔

(۶) ما فى " الموسوعة الفقهية " : ما يشترط فيه من الصفات: إسلام المؤذن شرط لصحته

فلا يصح أذان الكافر لأنه ليس من أهل العبادة، ولأنه لا يعتقد الصلاة التى يعتبر الأذان دعاء لها، فإتيانه بالأذان ضرب من الاستهزاء، وهذا باتفاق، ولا يعتد بأذانه (۲/۳۶۷، حرف الألف، أذان)۔

۶،۵- حدود وقصاص کے باب میں شریعت مطہرہ نے قطعیت و یقین پر نہایت زور دیا ہے جیسا کہ حد زنا کے نصاب شہادت اور طریقہ اقرار سے ظاہر ہے(۱)، نیز رسول اللہ ﷺ نے ایک خاتون کے بارے میں قرائن کی تائید کے باوجود حد زنا کو صرف اس لئے نافذ نہیں فرمایا کہ اس کا ثبوت شہادت سے نہیں ہوا(۲)، اس لئے نفاذ حدود وقصاص کے باب میں فون یا ویڈیو کال غیر معتبر ہے، اور اب مصنوعی ذہانت کے وجود میں آجانے کے بعد تو ان ذرائع کے عدم اعتبار میں مزید اضافہ ہوگیا ہے، مصنوعی ذہانت کے آنے سے یہاں تک ممکن ہوگیا ہے کہ کوئی شخص دوسرے شخص کے ساتھ ویڈیو کال پر اس کے والد یا قریبی دوست ورشتہ دار کی شکل وصورت اور اس کی آواز میں بات کرسکتا ہے، اس میں شبہ یقینی ہے، اور حدود وقصاص شبہ کی وجہ سے ختم ہوجاتے ہیں(۳)، لہذا شرعی فیصلہ کے لئے یقینی ثبوت ہی معتبر ہے، اور وہ ''شہادت عادلہ اور اقرار'' ہی ہے(۴)۔

ہاں البتہ تعزیرات کے باب میں مذکورہ ذرائع کا احتیاط کے ساتھ اعتبار کیا جاسکتا ہے(۵)۔

(۱) **ما فى " الدر المختار مع الشامية " : (ويثبت بشهادة أربعة) رجال (فى مجلس واحد) فلو جائوا متفرقين حدوا (ب) لفظ (الزنا لا) مجرد لفظ (الوطء والجماع) وظاهر الدرر أن ما يفيد معنى الزنا يقوم مقامه (ولو) كان (الزوج أحدهم إذا لم يكن) الزوج (قذفها) ولم يشهد بزناها بولده للتهمة لأنه يدفع اللعان عن نفسه فى الأولى ويسقط نصف المهر لو قبل الدخول أو نفقة العدة لو بعده فى الثانية ظهيرية (فيسألهم الإمام عنه ما هو) أى عن ذاته وهو الإيلاج عينى (وكيف هو وأين هو ومتى زنى وبمن زنى) لجواز كونه مكرها أو بدار الحرب أو فى صباه أو بأمة ابنه، فيستقصى القاضى احتيالا للدرء (فإن بينوه وقالوا رأيناه وطئها فى فرجها كالميل فى المكحلة) هو زيادة بيان احتيالا للدرء (وعدلوا سرا وعلنا) إذا لم يعلم بحالهم (حكم به) وجوبا، وترک الشهادة به أولى ما لم يكن متهتكا فالشهادة أولى۔ نهر۔ (ويثبت) أيضا (بإقراره) صريحا صاحيا، ولم يكذبه الآخر، ولا ظهر كذبه بجبه أو رتقها، ولا أقر بزناه بخرساء أو هى بأخرس لجواز إبداء ما يسقط الحد؛ ولو أقر به أو بسرقة فى حال سكره لا حد؛ ولو سرق أو زنى حد، لأن الإنشاء لا يحتمل التكذيب والإقرار يحتمله نهر (أربعا فى مجالسه) أى المقر (الأربعة كلما أقر رده) بحيث لا يراه (وسأله كما مر)**

وفى الشامية: قوله ويثبت) أى الزنا عند القاضى، أما ثبوته فى نفسه فبإيجاد الإنسان له؛ لأنه

فعل حسی نهر (قوله رجال)؛ لأنه لا مدخل لشهادة النساء فی الحدود، وقید بذلک من إدخال التاء فی العدد کما هو الواقع فی النصوص (قوله فلو جائوا متفرقین حدوا) أی حد القذف، ولو جائوا فرادی وقعدوا مقعد الشهود وقام إلی القاضی واحد بعد واحد قبلت شهادتهم، وإن کانوا خارج المسجد حدوا جمیعا بحر عن الظهیریة، وعبر بالمسجد؛ لأنه محل جلوس القاضی، یعنی أن اجتماعهم یعتبر فی مجلس القاضی لا خارجه، فلو اجتمعوا خارجه ودخلوا علیه واحدا بعد واحد فهم متفرقون فیحدون (قوله بلفظ الزنا) متعلق بشهادة، فلو شهد رجلان أنه زنی وآخران أنه أقر بالزنا لم یحد، ولا تحد الشهود أیضا، إلا إذا شهد ثلاثة بالزنا والرابع بالإقرار به فتحد الثلاثة ظهیریة؛ لأن شهادة الواحد بالإقرار لا تعتبر فبقی کلام الثلاثة قذفا بحر (قوله لا مجرد لفظ الوطء والجماع)؛ لأن لفظ الزنا هو الدال علی فعل الحرام دونهما، فلو شهدوا أنه وطئها وطئا محرما لا یثبت بحر: أی إلا إذا قال وطئا هو زنا۔ والظاهر أنه یکفی صریحه من أی لسان کان کما صرح به فی الشرنبلالیة فی حد القذف، فإنه یشترط فیه صریح الزنا کما هنا تأمل (قوله وظاهر الدرر إلخ) ونصها أی بشهادة ملتبسة بلفظ الزنا؛ لأنه الدال علی فعل الحرام أو ما یفید معناه وسیأتی بیانه۔ اهـ ۔ ولا یخفی أنها محتملة أن یکون قوله أو ما یفید معناه عطفا علی الضمیر قوله؛ لأنه الدال، یعنی أن الدال علی فعل الحرام لفظ الزنا أو ما یفید معناه، ولیس ذلک صریحا فی أن ما یفید معناه تصح الشهادة به، نعم ظاهر العبارة عطفه علی لفظ الزنا، لکن قوله وسیأتی بیانه أراد به کما قاله بعض المحشین ما ذکره فی التعزیر من أن حد القذف یجب بصریح الزنا أو بما هو فی حکمه بأن یدل علیه اللفظ اقتضاء کقوله فی غضب لست لأبیک أو بابن فلان أبیه ۔ وأنت خبیر بأن هذا لا یتأتی هنا فهذا یؤید ما قلنا من العطف علی الضمیر فافهم۔ ثم إنه لو لم یبینه بما ذکر فی التعزیر أمکن حمله علی أن المراد به ما کان صریحا فیه من لغة أخری فافهم (قوله؛ لأنه یدفع اللعان عن نفسه) بیان للتهمة وعلیه لو کان قذف أحدهم الرجل لم تقبل شهادته لما ذکر فی الزوج، أفاده فی البحر (قوله ویسقط نصف المهر) أی یسقط الزوج بهذه الشهادة لتضمنها مجیء الفرقة من قبلها حیث کانت مطاوعة لولده، وأما بعد الدخول فلا یسقط شیء من المهر بمطاوعتها له، بل تسقط النفقة لنشوزها (قوله ظهیریة) (۶/۷/ کتاب الحدود، ط: دار الکتب العلمیة بیروت)۔

(۲) ما فی " سنن ابن ماجة " : عن ابن عباسؓ قال: قال رسول الله ﷺ: لو کنت راجماً

أحداً بغير بينة لرجمت فلانة فقد ظهر فيها الريبة فى منطقها وهيئتها ومن يدخل عليها (ص:۱۸۴/ أبواب الحدود، باب من أظهر الفاحشة، ط: دار السلام)۔

(۳) ما فى " موسوعة القواعد الفقهية ": الحدود تسقط أو تدرأ بالشبهات۔ بخلاف الحقوق۔ وفى لفظ: تسقط أوتندرء بالشبهات۔ وفى لفظ: الحدود مبناها على الإسقاط والدرء بالشبهات۔ ... معنى تدرأ: أى تدفع، والشبهة: اللتباس .والمشتبهات من الأمور: المشكلات. واشتبهت الأمور: التبست فلم تتميز ولم تظهر۔ فمفاد القاعدة: أن الحدود أو العقوبات المقدرة شرعا تسقط ولا تقام عند وجود شبهة أو التباس بالفعل أو المحل، ولكن شرط فى الشبهة أن تكون قوية .وأما حقوق العباد فلا تسقط بالشبهة۔ ومستند هذه القاعدة الأثر الوارد عن أبى هريرة رضى الله عنه: أن رسول الله ﷺ قال: " ادفعوا الحدود ما وجدتم له مدفعا " ۔ وعن عائشة رضى الله عنها وعن أبيها قالت: قال رسول الله ﷺ: " ادرؤوا الحدود عن المسلمين ما استطعتم، فإن كان له مخرج فخلوا سبيله، فإن الإمام أن يخطأ فى العفو خير من أن يخطأ فى العقوبة " ۔ وفى الباب آثار أخرى(۵/۹۷/۹۸/القاعدة التاسعة عشر،الحدود-الشبهات،ط:الرسالة العالمية)۔

(۴) ما فى " القرآن الكريم " : ﴿لولا جائوا عليه بأربعة شهداء فإذ لم يأتوا بالشهداء فأولئک عند الله هم الكاذبون﴾(سورة النور: ۱۳)۔

ما فى " صحيح مسلم " : عن أبى هريرة رضى الله تعالى عنه قال: أن سعد بن عبادة قال: يا رسول الله: إن وجدت مع امرأتى رجلاً، أؤهمله حتى آتى بأربعة شهداء؟ قال: " نعم " ۔ (كتاب اللعان، ط: دار السلام)(راجع رقم الحاشية: ۱، الشامية)۔

(۵) ما فى " موسوعة القواعد الفقهية " : الشبهة كالحقيقة فيما يندرىء بالشبهات۔ معنى هذه القاعدة: إن الشبهة تعمل عمل الحقيقة فى درء و دفع العقوبات التى تندرىء بها، وهي الحدود دون التعازير حيث لا تعمل فيها الشبهة (۵۸/۶)۔

۷- اسلام میں نت نئی ٹیکنالوجی کا استعمال فی نفسہ ممنوع نہیں ہے(۱)، بشرطیکہ اس کا ناجائز استعمال نہ ہو(۲)، لہذا فی الجملہ دیگر آلات کی طرح ملازمین کا مصنوعی ذہانت کا استعمال اور ان کی استعانت درست ہے۔

تاہم باب اجارہ میں مزید تفصیل وتمحیص کے لئے مذکورہ بالا سوال کے جواب کو دو اجزاء میں منقسم کر کے واضح کیا جاسکتا ہے:۱-معاہدۂ اجارہ کی پاسداری، ۲-عرف۔

۱-وہ ملازمین جن کے ذمہ تحقیقی، وتحریری امور ہوں تو انہیں اپنی مفوضہ ذمہ داریوں میں مصنوعی ذہانت اور -Chat GPT- کے استعمال کے بارے میں اپنی ملازمت کے معاہدہ یا ادارہ کے موجودہ ضابطہ کے اعتبار سے عمل کرنا ہوگا، اگر معاہدہ یا ضابطہ اس کے استعمال کو صراحۃً یا دلالتہً منظور کرتا ہو تو ان کے لئے -Chat GPT- کا استعمال درست ہوگا، ورنہ نہیں (۳)۔

۲-عرف: اگر ادارہ کی طرف سے اس سلسلہ میں کسی بھی طرح کی کوئی قید نہ ہو تو ایسی صورت میں عرف کا اعتبار کیا جائے گا، اور عرف عام میں اس طرح کے ملازمین کس حد تک مشینی آلات سے مدد لے سکتے ہیں، اسی قدر مصنوعی ذہانت اور -Chat GPT- کے ذریعہ مدد لینا جائز و درست ہوگا (۴)۔

(۱)ما فی " الأشباه والنظائر لإبن نجيم " : الأصل فی الأشياء الإباحة حتی يدل الدليل علی عدم الإباحة (۱/۲۵۲/۲۵۳)۔

ما فی " هامش الأشباه " : قوله : (الأصل فی الأشياء) ذكر العلامة قاسم بن قطلوبغا فی بعض تعاليقه أن المختار أن ا لأصل الإباحة عند جمهور أصحابنا ..... ودليل هذا القول قوله تعالی : ﴿خلق لكم ما فی الأرض جميعاً﴾(۱/۲۵۲/۲۵۳)۔

(۲)ما فی " الأشباه والنظائر لإبن نجيم " : الأمور بمقاصدها (۱/۱۱۳)۔

(۳) ما في " القرآن الكريم ": ﴿وأوفوا بالعهد إن العهد كان مسئولا﴾ (بنی اسرائیل:۳۷)۔

ما في "الجامع لأحكام القرآن للقرطبي": قال الزجاج: كل ما أمر الله به ونهى عنه فهو في العهد (۱۰/۲۵۶)، **ما في "السنن الترمذي": لقوله عليه السلام: "المسلمون على شروطهم، إلا شرطا حرم حلالا أو أحل حراما "** (۱/۲۵۱)۔

ما في "الجامع لأحكام القرآن للقرطبي": لقوله عليه السلام: "المؤمنون عند شروطهم "۔ وقال: كل شرط ليس بكتاب الله فهو باطل، فبين أن الشرط أو العقد الذي يجب به الوفاء ما وافق كتاب الله أي دين الله فإن ظهر فيها ما يخالف رد (۶/۳۳)۔

ما فی " موسوعة القواعد الفقهية " : الثابت بالدلالة كالثابت بالإفصاح(۲/۵۳۹/ حرف الثاء، القاعدة السادسة: دلالة النص، مقتضى النص، شرورة النص)۔

ما في " دررالحكام شرح مجلة الأحكام " : العادة محكمة: يعنى أن العادة عامة كانت أو خاصة تجعل حكما لإثبات حكم شرعي، هذه المادة هي نفس القاعدة المذكورة في كتاب الأشباه

وكتاب المجامع، ومعنى محكمة أي هي المرجع عند النزاع، لأنها دليل يبنى عليه الحكم وهي مأخوذة من الحديث الشريف القائل: ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن...وقد أوضحت المجلة هذه المادة بقولها: إن العادة عامة أوخاصة تجعل حكما لإثبات (حكم شرعي) والعرف والعادة إنما تجعل حكماً لإثبات الحكم الشرعي إذا لم يرد نص في ذلک الحكم المراد إثباته (۱/۴۴/ المادة: ۳۶)۔

ما في " دررالحكام شرح مجلة الأحكام " : لا عبرة للدلالة في مقابلة التصريح مثاله: لو دخل إنسان دارشخص فوجد على المائدة كأساً فشرب منها ووقعت الكأس أثناء شربه وانكسرت فلايضمن، لأنه بدلالة الحال مأذون بالشرب منها، بخلاف ما لو نهاه منها صاحب البيت عن الشرب منها وانكسرت فإنه يضمن، لأن التصريح أبطل حكم الإذن المستند على دلالة الحا (۱/۱۳۱/ المادة: ۱۳)۔

(۴) ما في" شرح عقود رسم المفتى " : والعرف فى الشرع له اعتبار،لذا عليه الحكم قد يدار(ص:۱۵۸/ ط: مكتبة الاتحاد ديوبند)۔

وفيه أيضاً: المعروف عرفاً كالمشروط شرطاً..والثابت بالعرف كالثابت بالنص (۱/۵۱/المادة: ۴۵/القواعد الكلية)۔

وفيه أيضا: التعيين بالعرف كالتعيين بالنص (۱/۵۱/المادة: ۴۵/القواعد الكلية)۔

ما في " قواعد الفقه " : الثابت بالعرف كالثابت بالنص (ص:۷۴)، فقط

☆☆☆

مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا شرعی حکم

مفتی راشد حسین ندوی☆

۱- مصنوعی ذہانت سے استفادہ کرنا کسی مشین سے استفادہ کرنے جیسا ہے، جیسے کسی مشین سے جائز اور ناجائز دونوں کام لیے جاسکتے ہیں، ویسے ہی مصنوعیت ذہانت (آرٹیفیشل انٹیلی جنس) (Artificial Intellegence) سے بھی دونوں طرح کے کام لیے جاسکتے ہیں اور جس طرح کسی مشین سے جائز کام لینا شرعاً جائز اور ناجائز کام لینا شرعاً ناجائز ہے، اسی طرح مصنوعی ذہانت کا بھی حکم ہے اور چونکہ ابھی مصنوعی ذہانت ارتقاء پذیر ہے، ترقی کے مراحل طے کر رہی ہے، ابھی اسے بہت سے امتحانوں سے گزرنا باقی ہے، اس لیے ابھی اس کے استعمال میں پھونک پھونک کر قدم رکھنا چاہیے اور فوراً پورا بھروسہ نہیں کر لینا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی سب سے بہترین انداز میں تخلیق کی، اس کو مکرم کیا اور مخلوقات پر فضیلت دی، اس کو عقل دی اور دو چیزوں کو جوڑ کر نتیجہ نکال لینے کی امتیازی خصوصیت سے نوازا، دنیا کی تمام چیزیں اس کی خدمت کے لیے پیدا کیں، لیکن یہ تعیین خود نہیں کی کہ کس چیز سے کیا کام لینا ہے؟ اس کے لیے انسان کو ایسے فہم اور شعور سے نوازا جس سے وہ فیصلہ کرتا ہے کہ کون سی چیز کا استعمال کس چیز میں ہونا ہے؟ اس کو سردی گرمی سے بچنے کے لیے، خطرات کے مقابلہ کے لیے کوئی چیز دوسری مخلوقات کی طرح نہیں دی، لیکن اللہ کی دی ہوئی عقل سے اس نے تمام مخلوقات سے کہیں بہتر آرام دہ مسکن ملبس ہتھیار اور ذرائع نقل وحمل تیار کر لیے اور اسی عقل کا استعمال کر کے تیز رفتار سواریاں اور بر و بحر، خشکی و تری کے سینوں کو چاک کر دینے والے تیز رفتار طیارے، پن ڈبیاں اور سمندری بیڑے تیار کر لیے، منٹوں میں دنیا کے کسی بھی حصے سے رابطہ کرنے کے ذرائع بنا لیے۔

جس طرح ابتداء میں انسان نے سواری کے لیے گھوڑے وغیرہ کو منتخب کیا اور چیتے اور لکڑ بگھے کو اس کام کے لیے خطرناک قرار دیا، اسی طرح مصنوعی ذہانت کے نام سے ایک شے انسانی عقل نے دریافت و تیار کی ہے، ابھی اس کا کس کام

☆ مدرسہ ضیاء العلوم، رائے بریلی۔

میں کس حد تک استعمال ہونا چاہیے، اس کے سلسلہ میں کام بہت باقی ہے، لہٰذا ابھی شرعاً بھی صرف اس حد تک ہی اس کا استعمال ہونا چاہیے جو کسی بھی طرح کے خطرات سے خالی ہو، اس کے استعمال کے مباح ہونے کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُم مَّا فِیْ الأَرْضِ جَمِیْعاً﴾(البقرة: ۲۹) (وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین میں جو کچھ ہے سب کو پیدا کیا)۔

علامہ آلوسیؒ اس کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"أی خلق لأجلكم جميع ما فی الأرض تنتفعوا به فی أمور دنياكم (إلی) واستدل كثير من أهل السنة الحنفية والشافعية بالآية علی إباحة الأشياء النافعة قبل ورود الشرع." (روح المعانی: ۲۱۵/۱)۔

(یعنی زمین میں جو کچھ ہے اس کو تمہارے واسطے پیدا کیا تاکہ تم اس سے اپنے دنیاوی کاموں میں نفع اٹھاؤ (آگے فرمایا) اور اس آیت سے بہت سے اہل سنت احناف اور شوافع نے شریعت کے وارد ہونے سے پہلے نفع بخش چیزوں کے مباح ہونے پر استدلال کیا ہے)۔

(۲)﴿وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِیْ السَّمَاوَاتِ وَمَا فِیْ الأَرْضِ جَمِیْعاً مِّنْهُ﴾(الجاثية: ۱۳) (اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اس نے اپنی طرف سے تمہارے لیے مسخر کر دیا)۔

(۳)﴿أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِیْ السَّمَاوَاتِ وَمَا فِیْ الأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً﴾(لقمان: ۲۰) (بھلا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب کو تمہارے لیے کام پر لگا رکھا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں کی بارش فرما رکھی ہے)۔

(۴)"عن سلمانؓ قال: سئل رسول اللّٰه ﷺ عن السمن والجبن والفراء، فقال: الحلال ما أحل اللّٰه فی كتابه والحرام ما حرم اللّٰه فی كتابه وما سكت عنه فهو مما عفا عنه." (الترمذی، أبواب اللباس، باب ما جاء فی لبس الفراء: ۱۷۲۶، وابن ماجة، كتاب الأطعمة، باب أكل الجبن والسمن: ۳۳۶۷)۔

(آنحضور ﷺ سے گھی، پنیر اور جبہ پہننے کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کر دیا وہ حلال ہے اور جس کو اپنی کتاب میں حرام کر دیا وہ حرام ہے اور جس سے سکوت اختیار کیا تو وہ ان چیزوں میں سے ہے جس سے اس نے معافی دی ہے)۔

(۵) انہی جیسی نصوص سے فقہی قاعدہ مستنبط کیا گیا کہ "الأصل فی الأشياء الإباحة."

"الأشباه لابن نجيم" میں ہے: "الأصل فی الأشياء الإباحة عند بعض الحنفية وفهم

الكرخي."(الأشباه لابن نجيم: ۱/۲۵۲، فقره: ۴۴۰)۔

۲- اوپر عرض کیا گیا کہ مصنوعی ذہانت یا آرٹیفیشل انٹیلی جنس کے استعمال میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، لیکن جس طرح کسی بھی چیز کا جائز استعمال ہوتا ہے، اسی طرح ناجائز استعمال بھی ہوسکتا ہے اور شرعاً ایک مسلمان اس کا مکلّف ہے کہ وہ کسی بھی چیز کا ناجائز استعمال نہ کرے، رہا یہ سوال کہ کون سے اصول وضوابط کی پابندی ضروری ہوگی؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ عام زندگی میں جن اصولوں کی پابندی ضروری ہے، مصنوعی ذہانت کا استعمال کرتے وقت بھی ان اصولوں کی پابندی ضروری ہوگی، مثال کے طور پر چند باتیں عرض کی جارہی ہیں:

۱-اس کے ذریعہ دھوکہ دہی کرنا ناجائز ہوگا، جس طرح کی عام زندگی میں دھوکہ دینے سے روکا گیا ہے، اس لیے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جو ہم کو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں:

"عن أبی هريرةؓ قال: ..... من غشنا فليس منا." (مسلم، كتاب الإيمان، باب من غشنا فليس منا: ۶۹)۔

۲-اس کے ذریعہ قولی یا فعلی طور پر جھوٹ پھیلانا ناجائز ہوگا، جس طرح عام زندگی میں جھوٹ بولنا اور پھیلانا ناجائز ہوتا ہے، اسی طرح مصنوعی ذہانت کا استعمال کرکے جھوٹ اور فراڈ کا پھیلانا ناجائز ہوگا:

"عن أبی هريرةؓ عن النبي ﷺ قال: آية المنافق ثلاث: إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف وإذا اؤتمن خان." (البخاری، كتاب الإيمان، باب آية المنافق: ۳۳، ومسلم، كتاب الإيمان، باب بيان خصال المنافق: ۵۹)۔

"وعن عبد اللّٰه بن عمرو أن النبي ﷺ قال: أربع من كن فيه كان منافقا خالصا، ومن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها إذا اؤتمن خان وإذا حدث كذب وإذا عاهد غدر وإذا خاصم فجر" (البخاری، كتاب الإيمان، باب علامة المنافق: ۳۴، ومسلم، كتاب الإيمان، باب بيان خصال المنافق: ۵۸)۔

۳-اس کا استعمال بے حیائی اور فحش گوئی اور برائی وغیرہ پھیلانے کے لیے نہ کرے:

﴿لاَ يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوَءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلاَّ مَن ظُلِمَ﴾(النساء: ۱۴۸)۔

۴-اس سے نہ تو خود نقصان اٹھائے، نہ کسی دوسرے کو نقصان پہنچائے:

"عن عبادة بن الصامت أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قضى أن لا ضرر ولا ضرار." (ابن ماجة، كتاب الأحكام، باب من بنى فى حقه ما يضر بجاره: ۲۳۴۰)۔

خلاصہ کلام یہ کہ جس طرح عام زندگی میں ایک مسلمان پر شریعت کے تمام احکام کی پاس داری ضروری ہے کہ وہ ہر طرح کے منکرات سے بچے، کسی پر ظلم وزیادتی نہ کرے، دھوکہ نہ دے، اسی طرح مصنوعی ذہانت کے استعمال میں بھی شریعت

کے ان تمام احکام کا خیال رکھنا ضروری ہوگا، چنانچہ یہ جائز نہیں ہوگا کہ کسی دوسرے شخص کی فرضی ویڈیو بنا کر اس کی اپنی آواز میں ایسی بات نکالی جائے جو اس نے کبھی کہی ہی نہیں، اس لیے کہ اس میں جھوٹ، فراڈ اور نقصان پہنچانے جیسی بہت سی خرابیاں اور مفاسد ہیں۔

۳- اگر وہ تحریر ایسی ہے کہ اس کی تیاری میں دخل آدمی کے اپنے سوالات کا ہے، ان سوالات کے بغیر وہ تحریر وجود میں نہیں آسکتی تھی، تو وہ اس کو اپنی طرف منسوب کرسکتا ہے، لیکن یہ ضروری ہوگا کہ وضاحت کردی جائے کہ اس کی تیاری میں مصنوعی ذہانت کا استعمال کیا گیا ہے، اس کے جواز کی دلیل یہ ہے کہ جب ہم کوئی مضمون تیار کرتے ہیں تو اس کا پورا مواد مختلف کتابوں سے حاصل کرتے ہیں، اس کے باوجود چونکہ ہم نے اس مواد کو اپنے اعتبار سے جمع کیا ہے، لہٰذا اس کی تصنیف وتالیف کی نسبت اپنی طرف کرتے ہیں، اسی لیے اگر ایک ہی موضوع پر دو الگ افراد کوئی مضمون لکھیں تو دونوں کے مضامین میں فرق ہوتا ہے، اس لیے کہ اگرچہ دونوں نے ایک جیسے مصادر سے فائدہ اٹھایا، لیکن ترتیب ان کے حسن ترتیب کے اعتبار سے بدلی ہوئی رہتی ہے، بعض اوقات ایک کی رسائی ایسے مصادر کی طرف ہوجاتی ہے جس کی طرف دوسرے کی رسائی نہیں ہوتی، ٹھیک اسی طرح اگر دو افراد مصنوعی ذہانت سے استفادہ کرکے کسی ایک موضوع پر مضمون تیار کریں گے تو میرا خیال ہے کہ ان کے سوالات کی ترتیب اور کثرت وقلت کے اعتبار سے دونوں کے مضمون میں فرق رہے گا، گویا مضمون کو وجود میں لانے میں اگرچہ انہوں نے مصنوعی ذہانت سے مدد لی ہے، لیکن وہ وجود میں ان کے ذوق کے اعتبار سے آیا ہے، لہٰذا وہ اس مضمون کی نسبت اپنی طرف کرسکتے ہیں، لیکن لوگوں کو اصل حقیقت بتانا بھی ضروری ہوگا تاکہ کسی کو غلط فہمی نہ پیدا ہو۔

خلاصہ یہ کہ مصنوعی ذہانت کی مدد سے تیار کردہ تحریر جب کسی شخص کے سوالات کے ذریعہ وجود میں آئی ہو تو وہ اس کی نسبت اپنی طرف کرسکتا ہے اور اس کو حق تالیف بھی حاصل ہوگا، لیکن یہ ضروری ہوگا کہ اس کی وضاحت کردی جائے کہ مضمون کی تیاری میں مصنوعی ذہانت سے مدد لی گئی ہے۔

۴- پنج وقتہ نمازوں کے لیے اذان دینے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت مالک بن الحویرثؓ سے فرمایا تھا:

"فإذا حضرت الصلاة فليؤذن لكم أحدكم.الحديث" (البخاری، كتاب الأذان، باب من قال ليؤذن فی السفر مؤذن واحد" (۶۲۸، ومسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب من أحق بالإمامة: ۶۷۴)۔

(جب نماز کا وقت ہوجائے تو تم میں سے کوئی ایک اذان دے)۔

اور ظاہر ہے کہ اس حکم کی بجا آوری تبھی مانی جائے گی جب مکلفین خود اس کو ادا کریں:

"فليؤذن لكم أحدكم" کا جملہ اس کے لیے ایک تصریح کی طرح ہے، لہٰذا اگر مصنوعی ذہانت سے مدد لے کر اس طرح کا آٹومیٹک نظام بنا دیا جائے تو مکلفین کے ذمہ سے اس حکم کی ادائیگی تسلیم نہیں کی جائے گی، اسی لیے فقہاء نے تصریح کی ہے کہ جو بچہ بے شعور ہو، اس کی اذان کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، اگر کوئی بے شعور بچہ اذان دے بھی دے تو اس کا اعادہ کیا جائے گا، اس لیے کہ جو کچھ بغیر عقل کے صادر ہو اس کا اعتبار اسی طرح نہیں ہوگا، جیسے کسی پرندہ کو اذان کی مشق کرادی جائے اور وہ اذان دے تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، مزید یہ کہ اذان دخول وقت کا اعلان ہے اور یہ اعلان اسی وقت قبول کیا جاسکتا ہے جب اعلان کرنے والے میں عقل، بلوغ اسلام اور عدالت کی شرط پائی جائے:

"وأما أذان الصبي الذى لا يعقل فلا يجزئ ويعاد، لأن ما يصدر لا عن عقل لا يعتد به كصوت الطيور"(بدائع الصنائع: ۱/۳۷۲؛ قوله: قلت وكافر وفاسق) ..... إن المقصود الأصلي من الأذان فى الشرع الإعلام بدخول أوقات الصلاة ثم صار من شعائر الإسلام..... فمن حيث الإعلام بدخول الوقت وقبول قوله لا بد من الإسلام والعقل والبلوغ والعدالة.....الخ" (شامی: ۱/۲۹۰، باب الأذان؛ مكتبة فيض القرآن)۔

خلاصہ یہ کہ مصنوعی ذہانت کے ذریعہ اذان کی ادائیگی کرنے سے مکلفین کے ذمہ سے سنت کی ادائیگی نہیں ہوگی اور سنت کی ادائیگی کے لیے اذان کا اعادہ کرنا ہوگا۔

۵- اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آج دنیا کے اکثر کام فون کے ذریعہ انجام پا رہے ہیں، خرید وفروخت، مختلف عقود اور معاملات فون کے ذریعہ انجام دیے جاتے ہیں، لیکن جہاں مسئلہ ثبوت اور شہادت کا ہو، وہاں پر ایسی چیز سے احتراز لازم ہوتا ہے، جس میں شک وشبہات موجود ہوں، اب جب کہ واضح طور پر بعینہٖ اسی شخص کی آواز کو مصنوعی ذہانت کے ذریعہ پہنچایا جاسکتا ہے تو جب تک کوئی تنازع والی بات نہ آئے، اس وقت تک اگر فون پر کسی نے بیع وشراء کی ہے، یا طلاق دی ہے، یا اس طرح کا کوئی معاملہ کیا ہے، تو اسی کی آواز مانی جائے گی، لیکن اگر وہ انکار کردے کہ میں نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کی تو اب جب تک شرعی شہادت نہ ہو اس کی طرف اس بات کی نسبت نہیں کی جاسکتی اور شرعی شہادت کا مطلب یہ ہے کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں اس کی گواہی دیں کہ:

الف: اس نے میرے سامنے فون کیا تھا اور فلاں فلاں بات کی تھی۔

ب: ہم اس کے فون کرتے وقت موجود نہیں تھے، لیکن فون کرنے کے بعد اس نے ہمارے پاس آکر کہا تھا کہ میں نے فون پر فلاں بات فلاں سے کی ہے۔

تو اس طرح کے ثبوتوں کے بعد مانا جائے گا کہ اسی نے فون کیا تھا اور اب مکر رہا ہے، ورنہ اگر وہ حلفیہ کہہ دے کہ میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی تو اس کا قول معتبر ہوگا، مندرجہ بالا احکام کا استیناس ان عبارتوں سے کیا گیا ہے۔ ''ہدایہ''

میں ہے:

"ولا يقبل الكتاب إلا بشهادة رجلين أو رجل وامرأتين، لأن الكتاب يشبه الكتاب، فلا يثبت إلا بحجة تامة." (هداية مع الفتح، كتاب أدب القاضي، باب كتاب القاضي إلى القاضي: ۳۸۶/۲)۔

(اور (ایک قاضی دوسرے قاضی کو جو تحریر بھیجے گا) اس کو دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کے بغیر قبول نہیں کیا جائے گا، اس لیے کہ ایک تحریر دوسری تحریر سے مشابہ ہوتی ہے، لہٰذا وہ کامل حجت کے بغیر قبول نہیں کی جائے گی)۔

جب ایک تحریر دوسری تحریر سے مشابہ ہونے کی وجہ سے قبول نہیں کی جاتی تو مصنوعی ذہانت میں تو کوئی فرق بھی نہیں ہوتا، اس کو بدرجہ اولیٰ قبول نہیں کیا جائے گا، الا یہ کہ مندرجہ بالا طریقہ کے مطابق اس پر بینہ موجود ہو۔

اسی کو قدرے اور وضاحت سے "فتاوی ہندیہ" میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"يجب أن يعلم أن كتاب القاضي إلى القاضي صار حجة شرعاً في المعاملات بخلاف القياس، لأن الكتاب قد يفتعل ويزور والخط يشبه الخط والخاتم يشبه الخاتم، ولكن جعلنا حجة بالإجماع، ولكن إنما يقبله القاضي المكتوب إليه عند وجود شرائطه ومن جملة الشرائط البينة..الخ" (هندية، كتاب أدب القاضي، الباب الثالث والعشرون في كتاب القاضي إلى القاضي: ۳۸۱/۳)۔

(یہ جاننا ضروری ہے کہ ایک قاضی کے پاس دوسرے قاضی کا خط معاملات میں قیاس کے برخلاف شرعی طور پر حجت ہے، اس لیے کہ تحریر کبھی بنائی جاسکتی ہے اور اس سے فراڈ کیا جاسکتا ہے اور ایک تحریر دوسری تحریر کے اور ایک مہر دوسری مہر کے مشابہ ہوتی ہے، لیکن ہم نے اجماع کی وجہ سے اس کو حجت قرار دیا ہے، لیکن جس قاضی کو تحریر بھیجی گئی ہے وہ اس کو شرائط پائے جانے ہی پر قبول کرے گا اور شرائط میں سے بینہ بھی ہے)۔

خلاصہ یہ کہ عام حالات میں فون کی آواز کو معتبر مانا جائے گا، لیکن اگر دوسرا فریق منکر ہو تو جب تک اقرار یا بینہ سے ثابت نہ ہو جائے کہ یہ بات فون پر اسی نے کہی تھی اس وقت تک شرعاً فون کی آواز کو اس کی آواز نہیں قرار دیا جائے گا۔

۶- شرعی طور پر حجت صرف دو چیزیں ہیں:

الف: بینہ، اس کا اپنا پورا نظام ہے، چنانچہ "ہدایہ" میں ہے:

"والشهادة على مراتب، منها: الشهادة في الزنا يعتبر فيها أربعة من الرجال (إلى) ومنها: الشهادة ببقية الحدود والقصاص تقبل فيها شهادة رجلين (إلى) وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين أو رجل وامرأتين، سواء كان الحق مالا أو غير مال مثل النكاح والطلاق..الخ" (هداية مع الفتح،

كتاب الشهادات: ۶/۴۵۰-۴۵۱)۔

(شہادت کے کئی مراتب ہیں، ان میں سے ایک زنا کی گواہی ہے، اس میں چار مردوں کا اعتبار کیا جائے گا۔ (آگے ہے) انہی میں سے ایک دوسرے حدود اور قصاص کی گواہی ہے، اس میں دو مردوں کی گواہی کا اعتبار کیا جائے گا (آگے ہے) اور بقیہ حقوق کے سلسلہ میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کا اعتبار کیا جائے گا، خواہ یہ حق کوئی مال ہو یا غیر مال جیسے نکاح، طلاق ہو۔ الخ)۔

ب: دوسری چیز ''اقرار'' ہے، لیکن چونکہ اقرار ناقص حجت ہے، لہٰذا یہ صرف مقر کے اوپر حجت ہے، اگر دوسرے کے اوپر کوئی اقرار کرے تو حجت نہیں ہے:

"وإذا أقر الحر العاقل بحق لزمه اقراره مجهولاً كان ما أقر به أو معلوما.....وهو حجة قاصرة لقصور ولاية المقر عن غيره فيقتصر عليه." (هداية مع نتائج الأفكار: ۷/۲۹۸-۲۹۹)۔

پھر ان دونوں کی اپنی شرائط ہیں، جن کے بغیر شہادت یا اقرار قبول نہیں کیا جاسکتا مثلاً: اسی عبارت میں اقرار کے لیے عاقل بالغ اور آزاد ہونے کی شرط لگائی ہے اور بینہ کے لیے بھی فقہاء نے مختلف شرائط کا ذکر کیا ہے، چنانچہ صاحب بدائع نے فرمایا کہ شہادت کے لیے دو طرح کی شرائط ہیں: کچھ شرطیں تحمل شہادت کی ہیں اور کچھ اداءِ شہادت کی ہیں۔ تحمل شہادت کی شرطیں یہ ہیں کہ گواہ تحمل کے وقت عاقل ہو، چنانچہ مجنون اور غیر عاقل بچہ کا تحمل صحیح نہیں ہوگا، اس لیے کہ فہم اور ضبط کا آلہ یعنی عقل ان میں موجود نہیں ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ بینہ ہو اور اداءِ شہادت کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ وہ بالغ عادل اور مسلمان ہو:

"وأما الشرائط فى الأصل فنوعان: نوع هو شرط تحمل الشهادة..الخ" (بدائع الصنائع: ۵/۳۹۸)۔

ان دو چیزوں کے علاوہ بعض ائمہ کے نزدیک اثبات نسب کے لیے قیافہ بھی حجت ہے، لیکن احناف کے نزدیک قیافہ اثبات نسب کے لیے بھی حجت نہیں ہے، چنانچہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

"فيه جواز الحكم بفعل القيافة، وبه قالت الأئمة الثلاثة خلافا لأبى حنيفة..الخ"

(اس میں یعنی حدیث: "إن هذه الأقدام بعضها من بعض" میں عمل قیافہ کے ذریعہ فیصلہ کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے اور ائمہ ثلاثہ اسی کے قائل ہیں برخلاف امام ابوحنیفہ کے) (مرقاۃ: ۶/۴۳۲، کتاب النکاح، باب اللعان تحت حدیث: ۳۳۱۳)۔

اور علامہ سرخسیؒ احناف کی دلیل نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زوجین کے درمیان لعان کو مشروع کیا اور پھر نسب کی نفی کردی اور قائف کے قول کی طرف رجوع کا حکم نہیں دیا، تو اگر قائف کا قول حجت ہوتا تو اللہ نے اس کی

طرف رجوع کا حکم ضرور دیا ہوتا:

"وحجتنا فی إبطال المصير إلى قول القائف..الخ"(المبسوط، كتاب الدعوىٰ، باب الدعوىٰ فی النتاج: ۸۳/۱۷، دار الكتب العلمية)۔

جہاں تک ویڈیو اور آڈیو کا تعلق ہے تو شرعاً یہ قرائن کے درجہ میں ہیں اور قاضی کے لیے قرائن سے مدد لینے کی اجازت ہوتی ہے، چنانچہ فقہ اکیڈمی ''جینٹک سائنس سے مربوط کچھ مسائل'' سے متعلق تجویز ۳ اور ۴ میں کہتی ہے:

''۳- جو جرائم موجب حدود وقصاص ہیں ان کے ثبوت کے لیے منصوص طریقوں کے بجائے ڈی این اے ٹسٹ کا اعتبار نہیں ہوگا۔''

''۴- حدود وقصاص کے علاوہ دوسرے جرائم کی تفتیش میں ڈی این اے ٹسٹ سے مدد لی جاسکتی ہے اور قاضی ضرورت محسوس کرے تو اس پر مجبور بھی کرسکتا ہے۔''

اور علامہ شامی فرماتے ہیں:"(قوله وطريق):طريق القاضي إلى الحكم يختلف بحسب اختلاف المحكوم به، والطريق فی ما يرجع إلى حقوق العباد المحضة عبارة عن الدعوىٰ والحجة، وهي إما بالبينة أو الإقرار أو اليمين أو النكول عنه أو القسامة أو علم القاضي بما يريد أن يحكم به أو القرائن الواضحة التي تصير الأمر فی حيز المقطوع به.. الخ" (شامی، كتاب القضاء: ۳۳۱/۴، مكتبة فيض القرآن)۔

(جس چیز کا فیصلہ کیا جارہا ہے اس کے مختلف ہونے کے اعتبار سے قاضی کے فیصلہ کرنے کا طریقہ الگ ہوجائے گا اور بندوں کے خالص حقوق کی طرف لوٹنے والی چیزوں میں طریقہ سے مراد دعویٰ اور حجت ہے اور حجت یا بینہ کے ذریعہ ہوگی یا اقرار سے یا یمین سے یا یمین کا انکار کرنے سے یا قسامت سے یا قاضی جس کا فیصلہ کرنا چاہتا ہے اس کا علم ہونے سے یا ان واضح قرائن سے جن سے معاملہ قطعیت کے درجہ ہوجاتا ہے)۔

اور جامعہ علوم اسلامیہ کے فتویٰ ۱۴۴۴۰۳۱۰۰۹۲۸؛ میں ہے کہ'' ویڈیو کی شہادت کا اعتبار نہیں، جرم کو ثابت کرنے کے لیے شرعی شہادت یا مجرم کا اقرار ضروری ہے، جاندار کی ویڈیو دیکھنا اور دکھانا جائز نہیں، تاہم اگر مجرم نے اس کو دیکھ کر جرم کا اقرار کرلیا ہے تو اس کو سزا دینا جائز ہوگا، جس طرح گواہ کا جھوٹا ہونے کا امکان ہے، اس طرح ویڈیو بھی جعلی ہونے کا امکان ہے، بلکہ اس کا وجود ہے، بالفرض ویڈیو جعلی نہ ہو تو بھی شہادت کے لیے معتبر نہیں''۔

اس پوری تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ ویڈیو ویسے بھی شرعی شہادت نہیں ہے، البتہ اس کو قرینہ قرار دیا جاسکتا ہے، لہٰذا اس کو دیکھ کر اگر مجرم اقرار کرلے تو اقرار کا اعتبار کرکے سزا دی جاسکتی ہے، لیکن اگر اقرار نہ کرے تو صرف اس کی بنیاد پر سزا نہیں دی جاسکتی اور اب عصر حاضر میں جبکہ مصنوعی ذہانت کے ذریعہ کسی بھی شکل وصورت اور حقیقی آواز کے ساتھ فرضی ویڈیو

بنائی جاسکتی ہے تب تو بدرجہ اولیٰ اس کو ثبوت نہیں مانا جاسکتا۔

لہٰذا اس سوال کا سیدھا جواب یہ ہے کہ ویڈیو اور آڈیو کو شرعی حجت کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا، قرائن کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے، ہاں جب باقاعدہ فارنسک رپورٹ آجائے کہ ویڈیو حقیقی ہے اور ملزم اقرار کرنے پر مجبور ہوجائے تو اقرار کی بنیاد پر اس کو مجرم قرار دے کر اس کو سزا دی جاسکتی ہے۔

۷- جو اساتذہ کسی تعلیمی ادارہ میں تدریس سے وابستہ ہوں، یا جو حضرات کسی تصنیفی یا دوسرے علمی کام کی انجام دہی کے لیے کسی ادارہ میں ملازم ہوں، ان کی حیثیت فقہی اصطلاح کے مطابق اجیر کی ہے، پھر اجیر کی دو قسمیں ہیں؛ اجیر خاص اور اجیر مشترک، اجیر مشترک وہ ہے جو کسی ایک کے لیے کام نہیں کرتا، یا کسی ایک کے لیے غیر موقت عمل کرتا ہے اور اجیر خاص وہ ہے جو کسی ایک کے لیے تخصیص کے ساتھ موقت طور پر عمل کرتا ہے، اجیر مشترک اجرت کا اس وقت مستحق ہوتا ہے، جب وہ اپنا کام پورا کرڈالے، جیسے دھوبی درزی وغیرہ اور اجیر خاص اس وقت اجرت کا مستحق ہوتا ہے جب وہ متعینہ مدت میں اپنی خدمات مستاجر کے لیے سامنے پیش کردے:

"الأجراء على ضربين: مشترک وخاص، فالأول من لا يعمل لواحد أو يعمل له عملاً غير موقت..الخ" (شامی: ۴۴/۵)۔

"والثانی وهو الأجير الخاص ويسمى أجير واحد وهو من يعمل لواحد عملا موقتا بالتخصيص ويستحق الأجير بتسليم نفسه فی المدة، وإن لم يعمل..الخ" (شامی: ۴۸/۵، هداية مع نتائج الأفكار: ۶۱/۸-۶۹)۔

اس کے بعد جب ہم غور کرتے ہیں تو جن کے نام لیے گئے ہیں ان میں سے زیادہ تر کی حیثیت اجیر خاص کی ہوتی ہے، ان کی ذمہ داری یہ ہے کہ ان کے لیے جو اوقات کار مقرر کیے گئے ہیں، ان میں مفوضہ خدمات کو انجام دیں، ورنہ اگر وہ اس میں کمی کریں گے تو خائن شمار ہوں گے، خواہ وہ حاضری نہ دیں، یا حاضری دیں، لیکن مفوضہ خدمات کی انجام دہی میں کوتاہی کریں اور پھر ان کو اتنی مدت تک کی اجرت کا استحقاق نہیں رہے گا:

"وليس للخاص أن يعمل لغيره" بل ولا أن يصلی النافلة، قال فی التتارخانية: وإذا استأجر رجلا يوما يعمل كذا فعليه أن يعمل ذلک العمل إلى تمام المدة ولا يشتغل بشئ آخر..الخ" "ولو عمل نقص من أجرته بقدر ما عمل." قال فی التتارخانية..الخ"(شامی: ۴۸/۵)۔

لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ ان میں سے بعض کی حیثیت اجیر مشترک کی ہو، تو اس پر لازم ہوتا ہے کہ مفوضہ کام کو انجام دے اور مستاجر کے احکام کی خلاف ورزی نہ کرے، خلاف ورزی کرنے پر بعض اوقات اجارہ فاسد ہوسکتا ہے اور اس پر ضمان

تک لازم آ سکتا ہے۔

اس تفصیل کے بعد سوال کا جواب دیا جاسکتا ہے کہ اگر اس ادارے نے جہاں مذکورہ شخص ملازم ہے، یا اس شخص یا ادارے نے جس نے اس شخص کو کام سونپا ہے، یہ شرط لگادی تھی کہ آپ یہ کام خود کریں گے، آرٹیفیشل انٹیلی جنس یا کسی اور شخص سے مدد نہیں لیں گے تو اس شخص کے لیے اس شرط کو پورا کرنا لازم ہے، لیکن اگر اس طرح کی کوئی شرط نہیں لگائی گئی تو وہ مصنوعی ذہانت کی مدد سے مفوضہ کام انجام دے سکتا ہے، اس لیے کہ اجیر مشترک کو تو متعین کام ہی کے لیے اجیر رکھا جاتا ہے اور اس نے وہ کام کر دیا ہے، رہا اجیر خاص تو اس کو معینہ اوقات میں معینہ کام کرنا تھا، اگر وہ ان اوقات میں حاضری دیتے ہوئے مصنوعی ذہانت کی مدد سے مفوضہ کام انجام دے رہا ہے تو ظاہر ہے وہ اپنی اجرت کا استحقاق رکھتا ہے۔ ''بدائع'' میں ہے:

"وللأجير أن يعمل بنفسه وأجراء ه إذا لم يشترط عليه فى العقد أن يعمل بيده..الخ" (بدائع الصنائع، كتاب الإجارة، فصل فى حكم الإجارة: ۴/ ۶۹)۔

(اور اجیر کو حق ہے کہ وہ خود سے اور اپنے اجیروں کے ذریعہ سے کام کو انجام دے بشرطیکہ عقد میں اس پر یہ شرط نہ لگا دی گئی ہو کہ اس کو اپنے ہاتھ سے کام کرنا ہے۔ الخ)۔

اور ''ہدایہ'' میں ہے: "وإذا اشترط على الصانع أن يعمل بنفسه ليس له أن يستعمل غيره، لأن المعقود عليه العمل فى محل بعينه (إلى) وإن أطلق له العمل، فله أن يستأجر من يعمله..الخ" (هداية مع نتائج الأفكار، كتاب الإجارة، باب الأجر متى يستحق: ۸/ ۲۱-۲۲)۔

(اور جب کاری گر پر یہ شرط لگا دی جائے کہ وہ خود سے کام کرے تو اسے اختیار نہیں ہوگا کہ دوسرے سے کام کرائے، اس لیے کہ معقود علیہ معین محل میں عمل کرتا ہے (آگے ہے) اور اگر کام کرنے کو مطلق رکھا گیا تو اسے اختیار ہوگا کہ کسی ایسے شخص کو اجارہ پر رکھ لے جو اسے انجام دے)۔

خلاصہ یہ کہ اگر صراحت سے مصنوعی ذہانت کے استعمال سے منع نہ کیا گیا ہو اور وہ مفوضہ کام کو مصنوعی ذہانت کی مدد سے بحسن وخوبی انجام دے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اسے پوری تنخواہ اور اجرت کا استحقاق ہوگا۔

☆☆☆

(AI) یعنی مصنوعی ذہانت سے متعلق چند شرعی احکام

مفتی شاہد علی قاسمی☆

۱-مصنوعی ذہانت کا استعمال:

اے آئی یعنی مصنوعی ذہانت اس دور کی حیران کن ایجاد ہے، جس کی شروعات ہوچکی ہے، اگر یہ موبائل کی طرح عام ہوجائے تو طرز زندگی میں بہت کچھ بدلاؤ آئے گا، جس کے فوائد بھی بہت ہیں اور نقصانات بھی بہت، دنیا بھر کی معلومات کی فراہمی، تصنیف وتالیف میں آسانی، کم وقت میں زیادہ کام ممکن ہونا، قانونی صلاح ومشورہ لینا، معاشی سرگرمیوں اور طب وعلاج میں مدد، تدریس کا کام اور نت نئے کام وغیرہ، ان فوائد کے ساتھ نقصانات بھی بے شمار ہوں گے، کیونکہ اس کے ذریعہ تلبیس وتزویر کا بازار گرم ہوسکتا ہے، کسی کی کردار کشی کی جاسکتی ہے، جھوٹ کو سچ باور کرانے کا ایسا انداز ہوگا کہ حقیقت تک رسائی مشکل ہوجائے گی، پھر افواہوں کا بازار بہت گرمایا جاسکتا ہے، جس کے نتائج بھیانک بھی ہوسکتے ہیں، لیکن کیا یہ سب چیزیں اس وقت نہیں ہورہی ہیں؟ جواب یہ ہے کہ مذکورہ بالا امور خواہ فوائد والے ہوں یا نقصانات والے یہ سب ایک حد تک پائے جارہے ہیں، ٹی وی، موبائل، ایپلیکیشنز، انٹرنیٹ، لیپ ٹاپ، کمپیوٹر، ویب سائٹس وغیرہ کے مجموعے سے جو چیزیں سامنے آچکی ہیں اور آرہی ہیں ان میں وہ نمونہ موجود ہے جو مصنوعی ذہانت سے کیا جائے گا، ہاں اتنا ضرور ہے کہ مصنوعی ذہانت کا استعمال انقلابی پہلو کا حامل ہوگا۔

فقہی پہلو سے دیکھا جائے تو ہمیں یہ ضابطہ ملتا ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے، جب تک کہ اس کے خلاف دلیل نہ آجائے۔

"فی شرح المنار للمصنف: الأصل فی الأشیاء الإباحة عند بعض الحنفیة، و منهم الکرخی"

(الاشباہ والنظائر:115، تیسرا قاعدہ، الیقین لا یزول بالشک)۔

اسی طرح یہ ضابطہ ہے کہ جس چیز میں دو مفسدہ جمع ہوجائے تو چھوٹے مفسدہ کا ارتکاب کیا جائے گا، تاکہ بڑے

☆ المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد۔

مفسدہ سے بچا جاسکے، "**اذا تعارضت مفسدتان روعی أعظمهما ضررا بارتكاب أخفهما** "(الاشباہ والنظائر: 145، قاعدہ: الضرر یزال)۔

اسی حقیقت کو دوسرے الفاظ میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ:

"**لو كان أحدهما أعظم ضررا من الآخر، فإن الأشد يزال بالأخف**"(الاشباہ والنظائر:143، قاعدہ: الضرر یزال)۔

ایک اور قاعدہ ہے کہ بہت سے کاموں کا حکم ان کے مقاصد کے اعتبار سے ہوتا ہے، جائز مقصد سے ہو تو وہ کام جائز ہوگا، ناجائز مقصد کے لئے ہو تو ممنوع ہوگا۔ چنانچہ "الاشباہ والنظائر" کا قاعدہ نمبر دو ہے: "**الأمور بمقاصدها**"۔

اس قاعدہ کے تحت متعدد جزئیات کو علامہ ابن نجیم رحمہ نے پیش کیا ہے، بہ طور نمونہ اس قاعدہ کی ایک مثال تحریر ہے کہ انگور کا شیرہ ایک حلال اور پاکیزہ چیز ہے، اب اگر کوئی شیرہ کو تجارتی نقطۂ نظر سے بیچے تو بیچنا جائز ہے، اور اگر اس لئے بیچے تاکہ خریدار شراب بنائے تو بیچنا جائز نہیں ہے۔

"**إن بيع العصير ممن يتخذه خمرا إن قصد به التجارة، فلا يحرم، و إن قصد به لأجل التخمير حرم**"(الاشباہ والنظائر:53، قاعدہ نمبر دوم)۔

کسی شخص کا اپنا گھر دوسرے کو کرایہ پر دینا جائز ہے، اب اگر کرایہ دار غیر مسلم اس میں اصلاً تو رہائش رکھے، لیکن تبعاً پوجا بھی کرلیا کرے تو ایسے شخص کو مکان کرایہ پر دینا جائز ہے، کیونکہ پوجا کرایہ دار کا ذاتی فعل ہے، پوجا کرنے کی وجہ سے گھر کرایہ پر دینا ناجائز نہیں ہوگا، بلکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک غیر مسلم پوجا پاٹ ہی کے لئے مسلم سے مکان کرایہ پر لے تو مسلمان کا اسے کرایہ پر دینا جائز ہے۔ پوجا پاٹ کرنا حرام ضرور ہے، لیکن یہ کریہ دار کا عمل ہے۔ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

"**(قَوْلُهُ وَجَازَ إجَارَةُ بَيْتٍ إلَخْ) هَذَا عِنْدَهُ أَيْضًا لِأَنَّ الْإِجَارَةَ عَلَى مَنْفَعَةِ الْبَيْتِ، وَلِهَذَا يَجِبُ الْأَجْرُ بِمُجَرَّدِ التَّسْلِيمِ، وَلَا مَعْصِيَةَ فِيهِ وَإِنَّمَا الْمَعْصِيَةُ بِفِعْلِ الْمُسْتَأْجِرِ وَهُوَ مُخْتَارٌ فَيَنْقَطِعُ نِسْبِيَّتُهُ عَنْهُ، فَصَارَ كَبَيْعِ الْجَارِيَةِ مِمَّنْ لَا يَسْتَبْرِئُهَا أَوْ يَأْتِيهَا مِنْ دُبُرٍ وَبَيْعِ الْغُلَامِ مِنْ لُوطِيٍّ وَالدَّلِيلُ عَلَيْهِ أَنَّهُ لَوْ آجَرَهُ لِلسُّكْنَى جَازَ وَهُوَ لَا بُدَّ لَهُ مِنْ عِبَادَتِهِ فِيهِ اه زَيْلَعِيٌّ وَعَيْنِيٌّ وَمِثْلُهُ فِي النِّهَايَةِ وَالْكِفَايَةِ، قَالَ فِي الْمِنَحِ: وَهُوَ صَرِيحٌ فِي جَوَازِ بَيْعِ الْغُلَامِ مِنْ اللُّوطِيِّ، وَالْمَنْقُولُ فِي كَثِيرٍ مِنْ الْفَتَاوَى أَنَّهُ يُكْرَهُ وَهُوَ الَّذِي عَوَّلْنَا عَلَيْهِ فِي الْمُخْتَصَرِ اه**"(ردالمحتار مع الدر 6/392، کتاب الحظر والاباحۃ)۔

یہی حکم مصنوعی ذہانت کے استعمال کا ہے، کہ اس کا استعمال جائز مقصد کے لئے ہوتو مصنوعی ذہانت سے فائدہ اٹھانا درست ہے، اور معصیت پر مبنی امر میں استعمال ہوتو ناجائز ہے، اس کی واضح مثال موبائل ہے، کہ اس کا استعمال جائز کام کے لئے کیا جائے تو یہ جائز ہے، ناجائز کام کے لئے استعمال ہوتو یہ استعمال ناجائز ہے، نفس موبائل کو ناجائز نہیں کہا جائے گا، اسی طرح مصنوعی ذہانت سے فائدہ اٹھانے کا حکم ہے۔ یعنی غیر شرعی کاموں میں استعمال ناجائز ہے، اور شرعی کاموں میں جائز، ہاں، یہ ضرور ہے کہ عمومی انداز سے اسے جائز قرار نہیں دیا جائے گا، بلکہ کچھ حد بندیوں کے ساتھ گنجائش ہوگی۔

۲-مصنوعی ذہانت کے استعمال کے اصول وضوابط:

الف- تزویر وتلبیس والے عمل سے بچنا لازم ہوگا، تزویر وتلبیس سخت ناپسندیدہ عمل ہے، احادیث شریفہ میں اس پر وعیدیں وارد ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عَنْ أَبِي الْحَمْرَاءِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِجَنَبَاتِ رَجُلٍ عِنْدَهُ طَعَامٌ فِي وِعَاءٍ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ، فَقَالَ: " لَعَلَّكَ غَشَشْتَ، مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا" (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر:2225)۔

علامات قیامت میں سے ایک علامت یہ ہے کہ سچا کو جھوٹا اور جھوٹا کو سچا کہا جائے گا، امانت اٹھالی جائے گی، خیانت کا دور دورہ ہوگا۔ تزویر وتلبیس کی نت نئی شکلیں ممکن ہیں، اس کی تمام ممکنہ شکلوں سے بچنا لازم ہوگا، چنانچہ کسی شخص کی فرضی تصویر ڈال کر ان کہی بات اس کی طرف منسوب کرنا تلبیس وتزویر میں داخل ہوکر حرام ہوگا۔

ب: فحش اور بے حیائی والے امور سے بچنا لازم ہوگا، جیسا کہ فی زمانہ موبائل کا استعمال بہ کثرت فحش وبے حیائی پر مبنی امور کے لیے ہورہا ہے، قرآن مجید میں اس پر سخت وعید وارد ہے، ارشاد ربانی ہے:

" إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ ءَامَنُواْ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْءَاخِرَةِ أَوَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ "(النور:19)۔

ج: اگر مصنوعی ذہانت کے استعمال کے لئے کچھ مناسب ملکی قوانین وضوابط ہوں تو ان کی پاسداری لازم ہوگی۔ کیونکہ ہر ملک کا شہری ملکی قوانین کی پاسداری میں معاہد ہوتا ہے، صراحتا یا دلالتا وہ معاہدہ کرتا ہے کہ میں ملک کے قوانین کی رعایت کروں گا۔ لہذا معاہدہ شکنی سے بچنا لازم ہوگا، بہ شرطیکہ قانون شرعی حکم کے خلاف نہ ہو۔

د: مصنوعی ذہانت کا استعمال کرتے ہوئے کوئی ایسا عمل نہ کیا جائے جو فتنہ انگیزی کا باعث بنے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں کہا گیا: "الفتنة اشد من القتل" (البقرہ:191)۔

مصنوعی ذہانت کا استعمال کرتے ہوئے فتنہ پھیلانا آسان ہوگا، غلط ویڈیو بنا کر، نقض امن پر مبنی پوسٹیں ڈال کر، وغیرہ۔

ہ: مصنوعی ذہانت کے استعمال میں اتنا انہماک نہ ہو کہ حقوق وفرائض میں کوتاہی ہونے لگے۔

و: مصنوعی ذہانت سے جو معلومات حاصل کی جائیں، ان کو مکمل سچ نہ سمجھا جائے، بلکہ اسے محتمل الصدق والکذب کا درجہ دیا جائے، کیونکہ معلومات کے حصول کے لئے مصنوعی ذہانت کی حیثیت خبر مجہول یا خبر مستور کی ہوگی، ظاہر ہے کہ خبر مجہول ومستور کو استنادی حیثیت حاصل نہیں ہے، ہاں اگر دوسرے معتبر ذرائع یا قرائن سے صداقت کا یقین ہو جائے تو پھر یقین کرنا معتبر ہوگا۔

ز: ایک اہم پہلو یہ ہے کہ حدود وقیود کی رعایت کے ساتھ مصنوعی ذہانت کے استعمال کی بات اسی وقت ہے جب کہ اس کی افادیت غالب ہو، یعنی استعمال کرنے والا مضرت سے بچنا چاہے، اور نافع پہلو سے فائدہ اٹھانا چاہے تو ایسا ممکن ہو سکے، لیکن اگر آئندہ جب مصنوعی ذہانت کا استعمال عام ہو جائے اور اس کا نتیجہ دین یا دنیا کی تباہی یا اخلاقی اقدار کی پامالی یا شرم وحیاء کے رخصت ہو جانے وغیرہ کا ہو تو سد ذریعہ کے طور پر حکم جواز سے نکل کر عدم جواز کا ہوگا، جیسا کہ ہتھیار بیچنا فی نفسہ جائز ہے، لیکن بغاوت کے زمانہ میں باغیوں کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

"ویکره بیع السلاح من أهل الفتنة وفی عساکرهم« لأنه إعانة علی المعصیة »ولیس ببیعه بالکوفة من أهل الکوفة ومن لم یعرفه من أهل الفتنة بأس« لأن الغلبة من الأمصار لأهل الصلاح وإنما یکره بیع نفس السلاح لا بیع مالا یقاتل به إلا بصنعة ألا تری أنه یکره بیع المعازف ولا یکره بیع الخشب وعلی هذا الخمر مع العنب والله أعلم بالصواب" (ہدایہ 2/414)۔

۳- چیٹ جی پی ٹی سے حاصل کردہ جوابات مرتب کرنے والے کو مصنف کہنا:

ہر نئی تالیف تصنیف ہے جس میں فنون، یا ادبی امور یا علوم کو جمع کیا گیا ہو، **"کل تألیف مبتکر فی الآداب أو الفنون أو العلوم"** (معجم المعانی الجامع)۔

اگر کوئی مصنوعی ذہانت (چیٹ جی پی ٹی) کی مدد سے مرتب مضامین یا منتخب سوالات کے جوابات اور لکھی ہوئی کتاب کی طرح تحریر حاصل کرلے اور اپنے نام سے طباعت کرالے اور حق تصنیف اپنے پاس رکھے، تو ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟ تو اس سلسلہ میں یہ ملحوظ رہے کہ چیٹ جی پی ٹی علمی مواد حاصل کرنے کی ترقی یافتہ شکل ہے، کوئی تصنیفی کام کرنے والا مثلاً لائبریری میں موجود مختلف کتابوں کو اکٹھا کرتا ہے، پھر مطالعہ کر کے مطلوبہ مواد نقل کرتا ہے، چیٹ جی پی ٹی نے اس کام کو آسان کر دیا کہ وہ خود دنیا بھر کے موجود ڈیجیٹل مواد میں سے چن کر سوال کے مطابق جواب حاضر کر دیتا ہے، گویا اس نے جمع مواد کا کام آسان کر دیا، لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ ہمیشہ صحیح جواب دیتا ہے، بسا اوقات غلط جواب بھی دیتا ہے، تعبیرات میں بھی بسا اوقات واضح غلطی رہتی ہے، اس لئے اس کے جوابات میں تنقیح وتہذیب کرنی پڑتی ہے، چیٹ جی پی ٹی کی موجودہ صورت

حال اس لائق نہیں ہے کہ بغیر تنقیح وتہذیب کے اس کی تحریر قابل اشاعت ہوجائے، بلکہ اچھی خاصی محنت کے بعد ہی وہ تحریر قابل اشاعت ہوسکتی ہے، اس لئے معقول محنت کے بعد تحریر کو قابل اشاعت بنانا اور اسے اپنی طرف منسوب کرنا اور حق تصنیف محفوظ رکھنا درست ہے، بالفرض چیٹ جی پی ٹی کے تحریری جوابات بہت مرتب ہوں اور قابل اشاعت بھی، پھر بھی اسے اپنی طرف منسوب کرنا اور حق تصنیف محفوظ رکھنا درست ہوگا، کیونکہ مختلف سوالات کرنا اور جوابات حاصل کرنا جمع مواد کی ترقی یافتہ شکل ہے، اب جس نے اس ترقی یافتہ شکل سے فائدہ اٹھایا، اور سوالات کرکے جوابات کو مرتب کیا اور اس کو قابل اشاعت بنانے کے لئے محنت کی، اسے بجا طور پر اپنی طرف اسے منسوب کرنے کا حق ہے، اور وہ حق تصنیف بھی محفوظ رکھ سکتا ہے، یہ پہلو بھی اہم ہے کہ چیٹ جی پی ٹی معلومات تو فراہم کرتا ہے، لیکن یہ معلومات مراجع وماٰخذ سے عاری ہوتی ہیں، اس لئے صرف چیٹ جی پی ٹی کی تحریر غیر محقق کے دائرہ میں آئے گی، جس طرح ہمارے بعض فقہاء کی کچھ کتب غیر مستند سمجھی جاتی ہیں، جیسے بہ قول علامہ شامی قہستانی کی کتاب ''جامع الرموز'' ہے، مصنف کے احوال معلوم نہ ہونے کی وجہ سے یہ کتاب کتب غریبہ کی صف میں آگئی (شرح عقود رسم المفتی:12)۔

اسی طرح چیٹ جی پی ٹی کی تحریر کا حال ہوگا، تاہم کوئی اس طرح کی تحریر حاصل کرہی لے اور ماٰخذ ومراجع سے مزین نہ کرے اور اس کی طباعت کرے تو اس کو چاہیے کہ شروع کتاب میں چیٹ جی پی ٹی کا حوالہ دے دے، تاکہ قارئین اس کتاب کے معتبر یا غیر معتبر ہونے کو سمجھ لے۔

۴-اذان کے لئے مصنوعی ذہانت کا استعمال:

اذان محض عام آواز نہیں کہ کسی آلہ سے آواز بلند کردی جائے، کلمات اذان کو کسی آلہ میں ضبط کرکے آواز سے سنا دیا جائے، بلکہ یہ ایک عبادت ہے، اور عبادت کے وجود کے لئے اہلیت ضروری ہے، اور اہلیت کے لئے جہاں مختلف شرطیں ہیں وہیں ایک شرط یہ ہے کہ وہ صاحب تمیز ہو، اسی لئے اس بچہ کی اذان معتبر نہیں ہے جو سن شعور کو نہ پہنچا ہو، علامہ ابن نجیم مصریؒ فرماتے ہیں:

" وَأَمَّا الْعَقْلُ فَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ شَرْطَ صِحَّةٍ فَلَا يَصِحُّ أَذَانُ الصَّبِيِّ الَّذِي لَا يَعْقِلُ وَالْمَجْنُونِ وَالْمَعْتُوهِ أَصْلًا، وَأَمَّا الصَّبِيُّ الَّذِي يَعْقِلُ فَأَذَانُهُ صَحِيحٌ مِنْ غَيْرِ كَرَاهَةٍ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ، إلَّا أَنَّ أَذَانَ الْبَالِغِ أَفْضَلُ"(البحر الرائق 1/279)، لہذا مصنوعی ذہانت کا استعمال اذان کے لئے کرنا غیر معتبر ہے۔

۵-فون کی آواز شرعا معتبر نہیں:

چونکہ مصنوعی ذہانت سے تلبیس وتزویر کوئی مشکل کام نہیں، عین ممکن ہے کہ کسی شخص کی مخصوص آواز میں ایسی بات

پیش کی جائے جو اس نے نہ کہی ہو، اس لئے فون کی آواز ثبوت کے لئے ناکافی ہے، اگر معاملہ دار القضاء کا ہو تو یہاں احتیاط مزید کی ضرورت رہتی ہے، قاضی کا فیصلہ ٹھوس ثبوت وشواہد کی روشنی میں ہوتا ہے، دار القضاء میں تو بنیادی طور پر تحریر ودستاویز بھی ثبوت کے لئے ناکافی ہے، جبکہ فی زمانہ دستاویز کی بڑی اہمیت ہے، لیکن تزویر وتلبیس کے اندیشہ سے اسے غیر معتبر مانا گیا ہے، علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

"وَلَا اعْتِمَادَ عَلَى الْخَطِّ وَالْخَتْمِ؛ لِأَنَّ الْخَطَّ يُشْبِهُ الْخَطَّ وَالْخَتْمُ يُشْبِهُ الْخَتْمَ وَيَجْرِي فِيهِ الِاحْتِيَالُ وَالتَّزْوِيرُ مَعَ مَا أَنَّ الْخَطَّ لِلتَّذَكُّرِ فَخَطٌّ لَا يُذْكَرُ، وُجُودُهُ وَعَدَمُهُ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ" (بدائع الصنائع 273/6)۔

البتہ یہ پہلو بھی اہم ہے کہ آواز میں ایڈیٹنگ ہوئی ہے یا نہیں؟ اسے اس میدان کے ماہرین سے جانا جاسکتا ہے، لہذا اگر کسی کی آواز کو اس پہلو سے جانچ لیا گیا ہو اور رپورٹ یہ ہو کہ یہ اسی آدمی کی آواز ہے تو ایک حد تک اس رپورٹ پر اعتماد کیا جاسکتا ہے، مکمل اعتماد نہیں، مکمل اعتماد اس لئے نہیں کہ بسا اوقات تحقیق میں بھی غلطی ہوجاتی ہے، اور ایک حد تک اعتماد کا مطلب یہ ہے کہ اس آواز کو قرینہ کے درجہ میں رکھا جائے گا، لہذا جن صورتوں میں قرینہ کافی ہوتا ہے، وہاں یہ آواز معتبر ہوگی، جیسے تعزیر کرنا کہ ایک حد تک شبہ والی دلیل بھی تعزیر کے لئے کافی ہوتی ہے، علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" وَكَلَامُهُمْ هُنَا يَدُلُّ ظَاهِرًا عَلَى أَنَّ الْقَاضِيَ يُعَزِّرُ الْمُتَّهَمَ وَإِنْ لَمْ يَثْبُتْ عَلَيْهِ" (البحر الرائق 234/6)

اگر فون کی آواز کو چیک نہیں کیا گیا، لیکن دوسرے ذرائع سے اصلی آواز ہونا ثابت ہوجائے، جیسے شرعی شہادت موجود ہو یعنی دو عادل لوگوں نے فون پر بات کرتے ہوئے سنا ہو، اور وہ دونوں اس کی گواہی دیں تو یہ بولنے والے کے اقرار پر گواہی متصور ہوگی، اور اسی اعتبار سے احکام جاری ہوں گے، لیکن محض آواز کو اقرار کا درجہ حاصل نہیں ہوگا۔

۶- کسی شخص سے منسوب ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ شرعی ثبوت نہیں:

اگر کسی شخص کی طرف کوئی ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ منسوب ہو تو یہ شرعی ثبوت کے لئے ناکافی ہے، کیونکہ یہاں بھی تلبیس وتزویر کا اندیشہ ہے، بلکہ اس میں فون کی آواز سے بھی زیادہ شبہ ہے، کیونکہ لائیو فون کی آواز میں تلبیس کا امکان کم ہوتا ہے، جب کہ ریکارڈڈ آڈیو اور ویڈیو میں تلبیس کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں، اس لئے جو تفصیلات فون کی آواز کی پیش کی گئیں ہیں وہ تفصیلات یہاں بھی منطبق ہوں گیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ محض آڈیو اور ویڈیو ریکارڈ شرعی ثبوت کے لئے ناکافی ہے، البتہ اس سے استیناس کیا جائے گا، اور اسے قرینہ کے درجہ میں رکھا جائے گا، لیکن یہ قرینہ محض ہوگا، نہ کہ قرینہ قاطعہ، ہاں اگر تحقیق سے اس کے اصلی ہونے کا ثبوت

مل جائے تو یہ قرینہ قاطعہ کے درجہ میں ہوگا۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اگر صاحب آواز کا اقرار موجود ہو یا معاملہ کے عینی گواہان موجود ہوں جو دار القضاء میں واقعہ کی شہادت دیں تو آڈیو یا ویڈیو کی حیثیت مزید تقویت کی ہوگی، البتہ فیصلہ تو اقرار یا شہادت کی بنیاد پر ہوگا۔

۷-اگر ملازمین چیٹ جی پی ٹی سے مفوضہ کام کرلیں تو کیا انہیں ذمہ داری انجام دینے والا مانا جائے گا، اور کیا وہ معاوضہ کے مستحق ہوں گے؟

چیٹ جی پی ٹی جمع مواد کی ترقی یافتہ شکل ہے، اس سے ہفتوں کا کام چند گھنٹوں میں ہوسکتا ہے، لیکن اس سے حاصل ہونے والے علمی مواد کو استنادی حیثیت حاصل نہیں ہے، لہذا علمی وتحقیقی کام کرنے والے محض چیٹ جی پی ٹی کی مدد سے کام مکمل نہیں کر سکتے، جب تک کہ محنت مزید کر کے مآخذ ومراجع سے مزین نہ کیا جائے، اور ممکنہ خطاؤں کو درست نہ کرلیا جائے، اس لئے راقم الحروف کا خیال ہے کہ علمی وتحقیقی کام میں چیٹ جی پی ٹی سے مدد لینا جمع مواد کی حد تک درست ہے، صرف اسی پر قناعت کرنا ذمہ داری اداء کرنے سے راہ فرار اختیار کرنے کی طرح ہے، کیونکہ یہ علمی وتحقیقی کام کے لیے ناکافی ہے، اگر صرف چیٹ جی پی ٹی کے ذریعہ ناقص کام کرلیا گیا تو دو صورتیں ہوسکتی ہیں، ایک یہ کہ کام انتہائی ناقص اور ناقابل قبول ہو تو کام کو رد کردینے اور اجرت نہ دینے کا حق ذمہ دار کو ہوگا، دوسری صورت یہ ہے کہ کام قابل قبول ہو، لیکن مقررہ معیار سے کم ہو تو کام کرنے والے کو اجرت مقررہ کے بجائے اجرت مثل ملے گی، علامہ کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَإِنْ كَانَ الْخِلَافُ فِي النُّقْصَانِ فَفِيهِ رِوَايَتَانِ: ذَكَرَ فِي الْأَصْلِ أَنَّ لَهُ أَنْ يَأْخُذَهُ وَيُعْطِيَهُ مِنَ الْأَجْرِ بِحِسَابِهِ، وَذَكَرَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى أَنَّ عَلَيْهِ أَجْرَ الْمِثْلِ، وَجْهُ هَذِهِ الرِّوَايَةِ أَنَّهُ لَمَّا نَقَصَ فِي الْقَدْرِ فَقَدْ فَوَّتَ الْغَرَضَ الْمَطْلُوبَ مِنَ الثَّوْبِ فَصَارَ كَأَنَّهُ عَمِلَ بِحُكْمِ إِجَارَةٍ فَاسِدَةٍ لَيْسَ فِيهَا أَجْرٌ مُسَمًّى" (بدائع الصنائع 4/217)۔

جہاں تک ان کاموں کا تعلق ہے جو علم وتحقیق والے نہیں ہیں، جیسے امتحانی پرچے بنانا، سبق کی منصوبہ بندی، ٹائپنگ، رپورٹ کی تیاری، قانونی صلاح ومشورہ کی فراہمی اور اس جیسے کام، تو چیٹ جی پی ٹی کا استعمال ان کاموں کے لئے درست ہے، کیونکہ کام قبول کرنے والے کو حق ہے کہ وہ مفوضہ کام کو انتہائی سرعت سے کرلے، یا آہستہ آہستہ کرے، اب کام کرنے والے دو طرح کے ہوسکتے ہیں، ایک وہ جو معاوضہ پانے کے لئے کام مکمل کرنے کے پابند ہوں، وقت مقرر ہو، علامہ کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَلِلْأَجِيرِ أَنْ يَعْمَلَ بِنَفْسِهِ وَأُجَرَائِهِ إِذَا لَمْ يُشْتَرَطْ عَلَيْهِ فِي الْعَقْدِ أَنْ يَعْمَلَ بِيَدِهِ؛ لِأَنَّ الْعَقْدَ وَقَعَ

عَلَى الْعَمَلِ، وَالْإِنْسَانُ قَدْ يَعْمَلُ بِنَفْسِهِ وَقَدْ يَعْمَلُ بِغَيْرِهِ؛ وَلِأَنَّ عَمَلَ أُجَرَائِهِ يَقَعُ لَهُ فَيَصِيرُ كَأَنَّهُ عَمِلَ بِنَفْسِهِ، إلَّا إذَا شَرَطَ عَلَيْهِ عَمَلَهُ بِنَفْسِهِ؛ لِأَنَّ الْعَقْدَ وَقَعَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ شَخْصٍ مُعَيَّنٍ، وَالتَّعْيِينُ مُفِيدٌ؛ لِأَنَّ الْعُمَّالَ مُتَفَاوِتُونَ فِي الْعَمَلِ فَيَتَعَيَّنُ فَلَا يَجُوزُ تَسْلِيمُهَا مِنْ شَخْصٍ آخَرَ مِنْ غَيْرِ رِضَا الْمُسْتَأْجِرِ" (بدائع الصنائع4/208)۔

دوسرے وہ ملازم ہیں جو مقررہ وقت میں حاضر رہ کر کام کرنے کے پابند ہوں، مثلاً مہینہ ہونے پر تنخواہ وصول کرتے ہوں، خواہ کام مکمل نہ ہوا ہو، تو اس دوسری شکل کے ملازمین چیٹ جی پی ٹی کا استعمال کریں یا کسی اور ذریعہ سے کام جلد کرلیں، انہیں تو پورا وقت مقررہ ملازمت کی جگہ پر رہنا ہے، اور کام مکمل ہونے پر ذمہ دار کو بتلانا ہے، تاکہ ذمہ دار دوسرا کام حوالہ کرے، اور دوسرا کام فی الحال نہ ہو تو ذمہ دار کے حسب منشاء کام کا انتظار کرے۔ اور پہلی شکل والے کارکنان بھی مفوضہ کام چیٹ جی پی ٹی سے کرسکتے ہیں، کیونکہ کام جلد کرلینا اور ترقی یافتہ ذریعہ سے کرلینا یہ اس کا حق ہے، ہاں اتنا ضرور ہے کہ کام کا معیار وہ ہو جو ذمہ دار سے طے شدہ ہو، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

"قال: والأجير الخاص الذى يستحق الأجرة بتسليم نفسه فى المدة، وإن لم يعمل كمن استؤجر شهرا للخدمة أو لرعى الغنم، وإنما سمى أجير وحد؛ لأنه لا يمكنه أن يعمل لغيره؛ لأن منافعه فى المدة صارت مستحقة له والأجر مقابل بالمنافع، ولهذا يبقى الأجر مستحقا، وإن نقض العمل" (ہدایہ3/243)۔

واضح ہو کہ تینوں شکلوں میں اگر ذمہ دار کی طرف سے چیٹ جی پی ٹی کے استعمال کی کسی معقول وجہ سے ممانعت ہو تو اجیر پر اس کی پاسداری لازم ہوگی۔

☆☆☆

آرٹیفیشیل انٹلیجنس

مفتی محمد عثمان بستوی گورینی☆

تمہید:

"قال اللّٰہ تعالی: **ھو الذی خلق لکم ما فی الأرض جمیعا** "(سورۂ بقرہ:۲۹)۔

"**وقال: ألم تری أن اللہ سخر لکم ما فی السمٰوات وما فی الأرض**"(سورۂ لقمان:۲۰)، **وقال: أولم یروا إنا خلقنا لھم**"(سورۂ یاسین:۷۱، جواہر الفقہ 7/289)۔

ان آیات میں اللہ رب العزت نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے آسمان وزمین کی چیزیں تمہارے نفع کے لیے پیدا کیا ہے اور آسمان وزمین برّ وبحر کی تمام مخلوقات کو انسان کے نفع رسانی میں لگا رکھا ہے۔

ان آیات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ یہ جہان جس میں انسان بھی آباد ہے، اور کروڑوں قسم کے بحری اور بری جانور بھی ہیں، اور جس میں آفتاب وماہتاب وغیرہ سیارات کی گردش بھی ہے، اور تمام فلکیات کا ایک مضبوط ومحکم نظام بھی، برق وباراں کے پُر کیف، نفع بخش سماء بھی ہیں، اور عناصر کے عجیب وغریب تطورات وانقلابات بھی، کائنات عالم میں نباتات وجمادات وغیرہ کے دلفریب مظاہر بھی ہیں اور پہاڑوں اور دریاؤں کے محیر العقول مناظر بھی لیکن ان سب چیزوں کی بادشاہت مالک الملک والملکوت نے اس ضعیف البیان انسان ہی کو سپرد فرمائی ہے، آسمان وزمین کی کل کائنات اجرام فلکیہ اور عناصر کی کل طاقتیں اُس کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں، تاکہ یہ تمام کائنات پر حکمرانی کرنے والا ضعیف البیان ذرا تامل اور فکر کرے تو اسے محسوس ومشاہدہ ہوجائے کہ میں اس تمام کائنات کا خالق ومالک نہیں، اور محض اپنی طاقت وقوت سے ان سب کو مسخر کرکے اس سے خدمت لے لینا میرے بس کی بات نہیں، اس کے سوا کوئی دوسرا احتمال ہو ہی نہیں سکتا کہ مالک الملک والملکوت ہی نے ان سب چیزوں کو میرا مسخر اور خدمت گار بنادیا ہے۔

"**أَوَ لَمْ یَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَھُمْ مِمَّا عَمِلَتْ أَیْدِینَا انْعَامًا فَھُمْ لَھَا مَالِکُوْنَ. وَذَلَّلْنٰھَا لَھُمْ فَمِنْھَا رَکُوبُھُمْ**

☆ ریاض العلوم چوکیہ، گورینی، جونپور۔

وَ مِنْهَا يَأْكُلُوْنَ‘‘(سورۂ یاسین:۷۱،۷۲)۔

معلوم ہوا کہ قیامت تک ہونے والی نئی ایجادات اللہ رب العزت کی تخلیق کا ایک نمونہ ہے حالات وزمانے کے اعتبار سے اللہ رب العزت نے انسانوں کو اس کی صلاحیت عطا کی ہے اپنے نفع کے لیے نئی نئی چیزیں ایجاد کرتے رہیں، یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کے زمین پر اترنے کے ساتھ شروع ہوا اور قیامت تک جاری رہے گا نئی ایجادات میں نہ پچھلے لوگوں کی بے وقوفی اور نہ بے عملی کی دلیل ہے اور نہ ہی موجودہ کنندگان کے کمالِ عقل ودانش پر کوئی شاہد ہے، آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے نے جس طرح چاہا اپنے غیر متناہی غیر محدود خزانے سے انسانی ضروریات بقدر ضرورت نازل فرمائی۔

’’وَ إِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ‘‘(سورۂ الحجر:۲۱)۔

اسی طرح زمین عناصرِ اربعہ میں جو چیزیں ودیعت رکھی تھی انکو بھی اپنے اپنے وقت میں ایک خاص حکمت ماتحت انسانی صناعت گری کے قبضے سے ظاہر فرمایا۔

آرٹیفیشیل انٹلیجنس بھی دیگر ایجادات کی طرح ایک نئی ایجاد ہے جو نئی ایجادات ہوئی ہیں وہ زیادہ تر کسی خاص مقصد میں کام آتی ہیں؛ لیکن آرٹیفیشیل انٹلیجنس کے ذریعہ بہت سے مقاصد حاصل کئے جا سکتے ہیں، مثلاً: طباعت ونشر و اشاعت تبلیغ وترسیل، افہام وتفہیم، تعلیم وتعلم کو انجام دیا جا سکتا ہے اسی طرح اس کے ذریعہ سے حرب ودفاع، ڈرون میزائل، روبوٹ اور خفیہ معلومات اور شعبۂ طب مثلاً آپریشن، ایکسرے، امراض کی تشخیص وغیرہ میں بھی اس کے ذریعہ کام لیا جا سکتا ہے، تو اب تک جو نئی ایجادات ہوئی ہیں وہ زیادہ تر کسی ایک مقصد کے لیے استعمال ہوتی ہیں؛ لیکن آرٹیفیشیل انٹلیجنس کی ایجاد کسی ایک مقصد کے تحت نہیں، بلکہ مقاصد کثیرہ اس سے حاصل کئے جا سکتے ہیں، جیسے انسان مختلف چیزوں کو اپنے قصد و ارادہ سے انجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہے، اسی طرح سے آرٹیفیشیل انٹلیجنس کو کمپیوٹر فیٹنگ کے ذریعے بہت سے مقاصد کیلئے استعمال ممکن ہے، تو معلوم ہوا کہ آرٹیفیشیل انٹلیجنس اپنی ذات کے اعتبار سے نہ تو مفید ہے نہ مضر اور نہ ہی خیر وشر، بلکہ اس کا خیر یا شر اور مفید یا مضر ہونا استعمال کرنے والے کے استعمال پر موقوف ہے؛ لہٰذا اس سلسلے میں درج ذیل اصول کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

(۱)۔کسی چیز کے معصیت میں استعمال کے امکان کی بنا پر وہ چیز ناجائز وحرام نہیں ہوسکتی اللہ رب العزت نے کھجور اور انگور کو بطور تمنن ذکر کیا ہے، جبکہ ان کے ذریعہ سے شراب بنائی جاتی ہے تو شراب بنائے جانے کے امکان کی وجہ سے انگور اور کھجور کی کاشت، اس کی خرید وفروخت اور اس کا استعمال حرام نہیں ہوسکتا، البتہ کوئی ان کو حرام مقصد میں استعمال کرے گا تو وہ

خود گنہگار اور ذمہ دار ہوگا کاشت کرنے والے پر اس کا گناہ عائد نہیں ہوگا۔

"وتبين بذلک حکم بيع المذياع (الراديو) والمسجل والحاکی، فإن جميع هذه الأشياء وضعت لأغراض عامة تحتمل الاستعمال فی مباح وغيره .فبيعها صحيح منعقد، ولا کراهة فيه إن لم يعلم البائع أن المشتری يقصد منها معصية، وذلک باتفاق العلماء" (فقہ البیوع 1/324)۔

(۲)۔جن چیزوں میں معصیت اور غیر معصیت دونوں کا احتمال اور امکان ہو تو اس میں تقابل کے ذریعہ اس پر حکم لگایا جائے گا اگر معصیت میں استعمال غالب ہو اور غیر معصیت میں مغلوب ہو تو معصیت کے اعتبار سے حکم عائد ہوگا اور اگر غیر معصیت غالب ہو اور معصیت مغلوب ہو تو غیر معصیت کے اعتبار سے حکم لگے گا۔

''يسئلونک عن الخمر والميسر قل فيهما إثم کبير ومنافع للناس وإثمهما أکبر من نفعهما" (سورۂ بقرہ:۲۱۹)۔

"وقوع المفسدة فکما اعتبرت فی المنع هناک فلتعتبر هنا لذلک" (الموافقات للشاطبی 2/361/362)۔

"العبرة للغالب الشائع لا للنادر"۔

(۳)۔کسی چیز کا غالب استعمال مباح ہو؛ لیکن معصیت سے خالی نہ ہو تو ایسی صورت میں معصیتِ مغلوبہ سے قطع نظر کرتے ہوئے، اس کی اباحت کا حکم لگایا جائے گا۔

" وأما السادس وهو ما يکون أداؤه إلى المفسدة نادراً فهو على أصله من الإذن؛ لأن المصلحة إذا کانت غالبة فلا اعتبار بالندور فی انخرامها، إذ لا توجد فی العادة المصلحة عرية عن المفسدة جملة، تقصيراًفی النظر ولا قصد إلى وقوع ضرر، فالعمل إذا باق على أصل المشروعية " (الموافقات الشاطبی 358/359)۔

لہذا آرٹیفیشیل انٹلیجنس کے معصیت میں استعمال کے امکان کی وجہ سے ناجائز نہیں کہا جا سکتا؛ کیونکہ منفعت میں استعمال غالب اور معصیت میں استعمال ممکن اور مغلوب ہے اور استعمالِ معلوبہ کے اعتبار سے نہیں، بلکہ استعمالِ غالبہ کے اعتبار سے حکم لگایا جاتا ہے۔

(۴)۔آرٹیفیشیل انٹلیجنس پر صرف اس وجہ سے حرمت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا کہ اسکا استعمال خداع اتہام تزویر (غلط انتساب) کذب جیسے امورِ قبیحہ میں ہوتا ہے البتہ جو افعال حرام ہیں وہ سب ناجائز اور حرام ہی رہیں گے خواہ انکو آرٹیفیشیل انٹلیجنس کے ذریعہ انجام دیا جائے یا کسی اور طریقے سے انجام دیا جائے۔

''لا يجوز للإنسان أن يضر شخصا آخر فی نفسه وماله؛ لأن الضرر هوظلم والظلم ممنوع فی كل دين و جميع الكتب السماوية قد منعت الظلم''(شرح المجلہ 1/32/33)۔

(۵)۔آرٹیفیشیل انٹیلیجنس کے ذریعہ انجام پانے والے امور کی نسبت اس کے استعمال کرنے والے کی طرف کی جائے گی کیونکہ وہ اپنے ہنرمندی سے اس مشین اور آلے کے ذریعہ سے اس کو انجام دیتا ہے جیسے کھیت کی جوتائی پہاڑ کی کھدائی اس طرح دوسرے امور جو مشین یعنی فاعلِ غیرمختار کے ذریعہ سے انجام پاتے ہیں تو ان امور کی نسبت فاعل کی طرف کی جاتی ہے مشین کی طرف نہیں کی جاتی۔

"وعلى سائق داية ضمان ما تلف من شیء وقع من الدابة؛ لأنه متعد فی التسبب؛ لأن الوقع بتقصير منه وهو ترک الشد والإحكام فيه فصار كأنه ألقاء بيده وينسحب هذا الحكم أيضاً على سائق السيارة".

"وكذلک يضمن قائد قطار الإبل؛ لأنه بيده يسير بسوقه ويقف بإيقافه فيضاف إليه ما حدث منه لتسببه".

" ولو كان رجل راكباً على بعير وسط القطار ولا يسوق شيئاً من الإبل فضمان ما أصابه بغيره عليه، وعلى القائد"(الفقہ الحنفی فی ثوبہ الجدید 3/375/376)۔

"أما إذا كان السبب مما يفضی مباشرة إلى التلف فيترتب الحكم على المتسبب مثال ذلک لو تماسک شخصان فأمسک أحدهما بلباس الآخر فقط منه شیء كساعة مثلا فكسرت فيترتب الضمان على الشخص الذی أمسک بلباس الرجل رغما من كواه متسبباً والرجل الذی سقطت منه الساعة مباشر؛ لأن السبب هنا قد أفضى إلى التلف مباشرة دون أن يتوسط بينهما فعل فاعل آخر"(درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام 1/81)۔

(۶)۔عبادات اور اذکار جس طرح سے آپ ﷺ سے ثابت ہیں ان عبادات اور اذکار میں قیاس اور عقل کے ذریعہ کوئی تغیر وتبدل نہیں کیا جاسکتا انکو اسی طرح سے انجام دینا ضروری ہے طریقہ عبادت توقیفی ہوتا ہے جس میں قیاس کا کوئی دخل نہیں۔

"فإنه عليه السلام لما أمر بالأذان فی الجمعة دون العيدين كان ترک الأذان فيهما سنة وليس لأحد أن يزيده، ويقول هذا زيادة العمل الصالح لا يضر زيادته إذ يقال له هكذا تغيرت أديان الرسل وتبدلت شرائعهم، فإن الزيادة فی الدين لو جازت لجازأن يصلى الفجر أربع ركعات والظهر

ست ركعات ويقال هذا زيادة عمل صالح لا يضر زيادته لكن ليس لأحد أن يقول ذلک؛ لأن ما يبديه المبتدع من المصلحة والفضيلة إن كان ثابتاً فی عصره عليه السلام، ومع هذا لم يفعله عليه السلام فيكون ترک مثل هذا الفعل سنة متقدمة علی كل عموم وقياس''(مجالس الابرار ص127، ص128 مجلس نمبر 18 فی اقسام البدع واحکامہا)۔

''**ودعا بالعربيه وحرم بغيرها(نهر)، لكن المنقول عندنا الكراهة؛ فقد قال فی غرر الأفكار شرح درر البحار فی هذا المحل: وكره الدعاء بالعجمية،لأن عمر نهی عن رطانة الأعاجم اه والرطانة كما فی القاموس: الكلام بالأعجمية، ورأيت فی الولوالجية فی بحث التكبير بالفارسية أن التكبير عبادة الله تعالی، والله تعالی لا يجب غير العربية، ولهذا كان الدعاء بالعربية أقرب إلی الإجابة، فلا يقع غيرها من الألسن فی الرضا والمحبة لها موقع كلام العرب اه۔ .وظاهر التعليل أن الدعاء بغير العربية خلاف الأولی، وأن الكراهة فيه تنزيهية**''(شامی2/234)۔

اس کے بعد سوال کے جوابات عرض کیے جاتے ہیں:

۱- مصنوعی ذہانت(Ai) کو بہت سے مفید مقاصد کیلئے استعمال کرنا ممکن ہے تو صرف اسکے ناجائز اور معصیت میں استعمال کے امکان کی وجہ سے اس سے استفادہ اور انتفاع کو ناجائز نہیں کہا جاسکتا جیسے تلوار اور دیگر اصلحے جن سے حفاظت اور دفاع کا کام لیا جاتا ہے ان کے استعمال کو ظلم زیادتی میں استعمال کے ممکن ہونے کی وجہ سے ناجائز ہونے کا حکم نہیں لگایا جا سکتا، البتہ اگر اس کے استعمال میں کوئی ایسا طریقہ ممکن ہو جس سے اس کے مقاصد کا سدِ باب اور غلط استعمال پر بندش ممکن ہو سکے تو اس طریقہ کو استعمال کرنا لازم ہوگا، حضراتِ فقہاء نے آلاتِ لہولعب کے استعمال کے بارے میں یہ فرمایا کہ یہ آلات صرف حرام کاموں کے لئے متعین نہیں ہیں جس طرح سے انکو ناجائز کام کیلئے استعمال کیا جاتا ہے، اسی طرح جائز مقصد کے لئے بھی استعمال کرنا ممکن ہے، اس لئے بعینہ ان آلات پر حرمت کا حکم نہیں لگایا جائے گا، بلکہ مقاصد کے اعتبار سے حکم متعین ہوگا۔

''**هذا يفيد أن آلة اللهو ليست محرمة لعينها بل لقصد اللهو منها ألا ترى أن ضرب تلک الآلة لعينها حل تارة وحرم أخرى باختلاف النية، والأمور بمقاصدها**''(شامی9/505)۔

''**وهو ما يكون أداؤه إلی المفسدة نادراً فهو علی أصله من الإذن؛ لأن المصلحة إذاكانت غالبة فلا اعتبار بالندور فی انخرامها، إذ لا توجد فی العادة المصلحة عرية عن المفسدة جملة**

تقصیراً فی النظر، ولا قصد إلی وقوع ضرر، فالعمل إذآ باق علی أصل المشروعیة'' (الموافقات الشاطبی 358\359)۔

۲- تلبیس وتزویر (غلط انتساب) فراڈ، ظلم، اتہام، جیسے امور کا ناجائز ہونا بدیہی ہے جس پر بہت سخت وعیدیں بھی آئیں ہیں؛ لیکن مصنوعی ذہانت کے استعمال کے لئے ان اصول اور ضوابط کو جن سے مفاسد کا سدباب ہو سکے اسکے ماہرین اور اسکے استعمال سے واقف کار لوگ ہی متعین کر سکتے ہیں اور جو شخص اس دنیا سے بالکل نابلد ہو وہ اس کے مفاسد کو ختم کرنے یا کم کرنے کے اصول وضوابط کو متعین کرنے سے قاصر ہے آپ البتہ ذاتی استعمال کیلئے جن اصولوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے وہ درج ذیل ہیں:

1۔Ai کے ذریعہ کسی مضمون کی ترتیب ہو یا کسی خبر کی نشر واشاعت ہو یا دیگر امور کی انجام دہی ہو سب کیلئے شرعی گرفت سے بچنے کا جامع اور مانع اصول یہ ہے کہ جس وقت بھی جس مقصد کے لئے اس کو استعمال کرنا ہو اس وقت اپنے دل و دماغ کو اس طرف متوجہ کردے کہ اس کے ذریعہ جو کام انجام پائے گا ایک دن مجھے اسکا حساب وکتاب دینا ہے جب اپنے محاسبہ کو پیش نظر رکھے گا تو ان شاء اللہ ناجائز امور میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہے گا۔

2:۔جو عیب اور گناہ کسی کا سامنے آئے تو حتی الامکان اس پر پردہ ڈالنے اور خیر خواہی کے پیش نظر اچھے انداز سے اگر ممکن ہو تو سمجھانے کی کوشش کرے کسی مسلمان کے عیب اور گناہ کا اشتہار یہ اسلامی مزاج کے ہم آہنگ نہیں اسلامی مزاج پردہ دری کرنا نہیں بلکہ پردہ پوشی کرنا ہے۔

''**من ستر عورة فکأنما أحیا موزدة فی قبرها، رواه ابو داود والنسائی و ابن حبان فی صحیحه و الحاکم، وقال صحیح الاسناد**'' (ترغیب وترہیب ۴/103)۔

''**من ستر عورة أخیه ستر الله عورته یوم القیامة و من کشف عورة أخیه کشف الله عورته حتی یفضحه بهافی بیته**'' (رواہ ابن ماجۃ باسناد حسن، ترغیب وترھیب 4/104)۔

3:۔اگر کسی مقصد سے کسی شخص کی مزمت وغیرہ پر مضمون کی ترتیب اور اشتہار کرنا ہو تو جب تک اسکے معائب کا حجتِ شرعیہ سے ثبوت نہ ہو جائے اسکی طرف منسوب کرنا جائز نہیں اور کسی کی طرف کسی عیب کی نسبت کی افواہ ہو اور بلا سر وپیر کے لوگوں میں اسکا اشتہار ہو تو یہ ثبوت شرعی نہیں اور افواہ کی بنیاد پر کسی کی طرف منسوب عیب اور نقائص کا اشتہار کرنا جائز نہیں۔

''**لولا اذ سمعتموه قلتم ما یکون لنا أن نتکلم بهذا سبحانک هذا بهتان عظیم**'' (سورۂ نور:۱۶)۔

4:۔اگر کسی کی طرف منسوب عیب یا گناہ کا نقصان کسی دوسرے کو پہنچے تو اس صورت میں دوسرا شخص مظلوم ہے اور مظلوم کو اس ظلم کے بیان کرنے کی اجازت ہے جس سے اس کو ضرر و نقصان پہنچ رہا ہے، لیکن اس میں بھی بہتر صورت یہ ہے کہ عام اعلان و اشتہار کے بجائے ظلم کے روک تھام پر قدرت رکھنے والے ادارہ اور افراد تک شکایت کو محدود رکھا جائے۔

"**لا یحب الله الجهر بالسوء من القول إلا من ظلم**" (سورۂ نساء:۱۴۸)۔

5:۔اور اگر کسی عیب اور گناہ کے اشتہار کے بعد اس پر مزمت یا رد لکھنا ہو تو صرف اس عیب اور گناہ کی مزمت واضح کی جائے اور متعلقہ شخص کے نام و پتہ کا تذکرہ اور اشتہار حجتِ شرعیہ کے ثبوت کے بغیر جائز نہیں۔

6:۔ملحدین اور عقائدِ باطلہ پر مشتمل مضامین کی ترتیب اور اشتہار جائز نہیں اگر کسی مجبوری کی وجہ سے اس کی ترتیب کی نوبت آ ہی جائے تو ساتھ میں رد کر دینا بھی ضروری ہے۔

7:۔مسلمانوں پر ہونے والے ظلم کو کسی کی طرف منسوب کر کے اشتہار کرنا شرعاً حرام ہے جب تک کہ منسوب الیہ کی طرف سے ظلم کے پیش آنے پر حجتِ شرعیہ قائم نہ ہو جائے، گرچہ غیر اہل اسلام کی طرف سے کئے جانے والے مظالم کا تذکرہ ہی کیوں نہ ہو بغیر حجتِ شرعیہ کے اس کا اشتہار بھی جائز نہیں۔

8:۔جو مضامین بے حیائی اور دینی مفاسد پر مشتمل ہوں انکی ترتیب اور نشر و اشاعت جائز نہیں۔

9:۔کسی ایسے مضمون کی ترتیب اور نشر و اشاعت جسکا کوئی دینی اور دنیاوی نفع نہ ہو اس سے احتراز کرنے ہی میں عافیت ہے۔

"**واذا جاء هم أمر من الأمن أو الخوف أضاعوا به .الآیه ومن حسن إسلام المرء ترکه ما لا یعنیه**" (الحدیث)۔

10:۔تفریح اور دل لگی پر مشتمل مضامین جسکا مقصد ذہن و دماغ کو راحت پہنچانا ہو شرعاً جائز ہے۔

چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"**أجمعوا هذه القلوب فاطلبوا لها طرف الحکمة، فإنها تمل کما تمل الأبدان، رواه ابن عبد البر فی العلم و الخرائطی فی مکارم الأخلاق و ابن السمعان فی الدلائل**" (کنز العمال ۳/136)۔

ان قلوب کو بھی تھوڑی دیر (غور و فکر) سے مہلت دیا کرو، اس طرح کہ ان کے لئے حکمت کی لطیف و عجیب باتیں تلاش کر لو، (جن سے قلبی تکان رفع ہو) اس لئے کہ قلوب بھی ایسے تھک جاتے ہیں، جیسے بدن تھکتے ہیں (ہذا ملخصۃ من جواہر الفقہ 6/512 تا 519)۔

۳- جس طرح تمام مشینی مصنوعات کو مشینوں سے تیار کرنے کے بعد صانع کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اسی طرح (Ai) کے ذریعہ تیار کردہ کتاب کو تیار کرنے والے کی طرف منسوب کرنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں، نیز اکیڈمی کے تحت کام کرنے والے افراد اور جماعت کی طرف سے تیار کردہ کتابوں کو اسکے منتظم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور اس میں کوئی قباحت نہیں سمجھی جاتی ہے اسی طرح (Ai) کے کام کو بھی اسکے استعمال کرنے والے کی طرف منسوب کرنا بلاشبہ جائز ہے۔

البتہ اگر کسی کے غلط فہمی میں پڑنے اور دھوکہ میں آکر نقصان کا خطرہ ہو تو اس کو واضح کر دینا واجب ہوگا مثلاً، (Ai) سے تیار کردہ کتاب کو دیکھنے والا اس کے مصنف کو علمی صلاحیت سے آراستہ سمجھ کر اس کے ساتھ ایسے معاملات کرے جس کی وجہ سے اس کو نقصان کا خطرہ ہو تو ایسے وقت میں وضاحت کر دینا لازم اور ضروری ہوگا، تاکہ غلط فہمی کی وجہ سے نقصان میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہے اور جس طرح سے علمی صلاحیت کے ذریعہ مرتب کتابوں کو مرتب کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اسی طرح سے اس فنی معلومات کے ذریعہ مرتب کرنے والے کی طرف منسوب کرنے کی اجازت ہے۔

"أما إذا كان السبب مما يفضي مباشرة إلى التلف فيترتب الحكم على المتسبب مثال ذلك لو تماسك شخصان فامسك احدهما بلباس الآخر فقط منه شيء كساعة مثلا فكسرت فيترتب الضمان على الشخص هنا قد أفضى إلى التلف مباشرة دون أن يتوسط بينهما فعل فاعل آخر "
(دررالحکام شرح مجلۃ الاحکام علی حیدر 1/81)۔

"كمالوتجاذب رجلان حبلا فانقطع إنسان الحبل بينهما فوقع كل منهما على القفا فمات فديتهما على عاقلة القاطع لتسببه بالقطع، وعلى سائق دابة وقع أداتها) أى آلاتها كسرج ونحوه على رجل فمات" (شامی 10/277)۔

"كذا لو استأجر شخص إنسانا؛ لأن يهدم له حائطاً فوقع من الحائط حجر فأصاب شخصاً فقتله فتجب الدية على العامل" (دررالحکام شرح مجلۃ الاحکام علی حیدر 1/83)۔

۴- اذان کیلئے مصنوعی ذہانت کو استعمال کرنا شرعاً صحیح اور درست نہیں اس کے ذریعہ سے دی گئی اذان سے نہ تو سنت ادا ہوگی اور نہ ہی لوگ اذان کی ذمہ داری سے سبکدوش ہوں گے؛ بلکہ اذان کی ذمہ داری محلّہ والوں پر باقی رہے گی، جیسے کہ صبی لایعقل اور مجنون اور طیرِ معلم کی اذان سے اذان صحیح نہیں ہوتی ہے اور اعادہ ضروری ہوتا ہے اسی طرح مصنوعی ذہانت کی اذان سے بھی اذان کی عبادت ادا نہیں ہوگی اور اسکا اعادہ ضروری ہوگا، کیونکہ اذان کے دو مقاصد بیان کئے جاتے ہیں۔

1- وقت ہونے کی اطلاع۔

2-ادائے عبادت اور اقامت شعار اور (AI) کی اذان سے اعلامِ وقت کا مقصد تو کسی نہ کسی درجے میں حاصل ہوسکتا ہے؛ لیکن ادائے عبادت اور اقامت شعار کا مقصد پورا نہیں ہوسکتا؛ اس لئے اذان شرعاً غیر معتبر ہوگی اور ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے لیے اس کا اعادہ لازم ہوگا۔

"وجزم المصنف بعدم صحة أذان مجنون ومحتوه وصبی لا یعقل .قلت: وکافر وفاسق لعدم قبول قوله فی الدیانات"۔

"فی شرح المنیة من أنه یجب إعادة أذان السکران والمجنون والصبی غیر العاقل،لعدم حصول المقصود، لعدم الاعتماد علی قولهم اه"۔

"فی البدائع: من أنه یکره أذان المجنون،والسکران، وأن الأحب إعادته فی ظاهر الروایة، وأنه یکره أذان المرأة والصبی العاقل، ویجزی حتی لا یعاد لحصول المقصود وهو الإعلام .وروی عن الإمام أنه تستحب إعادة أذان المرأة اه"(شامی2/61/62)۔

جدید فقہی مسائل میں بھی اس مسئلہ سے متعلق بحث کی گئی ہے جو ذیل میں درج ہے:

ریکارڈ رسے اذان:

آج کل مختلف ایسے آلات وجود میں آگئے ہیں جن کے ذریعہ آواز محفوظ کی جاسکتی ہے، اور بوقت ضرورت دوسروں کو سنائی جاسکتی ہے، اس پس منظر میں سوال یہ ہے کہ کیا اچھی آواز میں اذان کے لئے انتظام کی آسانی کے لئے یا مؤذن پر ہونے والے اخراجات بچانے کے لئے ایسا ہوسکتا ہے کہ مسجد میں ریکارڈ رکھا جائے اور لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اوقات نماز میں اسی محفوظ آواز کو نشر کردیا جائے تو اس سلسلے میں یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اذان صرف نماز کا اعلان ہی نہیں ہے؛ بلکہ ایک عبادت بھی ہے؛ اسی لئے جو شخص فاتر العقل ہو، یا نشہ کی حالت میں ہو اس کی اذان مکروہ ہے:" **فیکره أذان المجنون والسکران الذی لا یعقل**" جس شخص کو وضو نہ ہو، بعض فقہاء کے قول پر اس کا اذان دینا مکروہ ہے، اور ایسا نابالغ جس کو ابھی شعور نہیں، جس کو فقہ کی اصطلاح میں صبی غیر ممیّز کہتے ہیں، اس کی اذان بھی معتبر نہیں؛ بلکہ اذان دیدے تو اذان کا لوٹانا واجب ہے:" **وأما أذان الصبی الذی لا یعقل فلا یجزء ویعاد**"، نیز اذان اسلامی شعائر میں سے ہے، رسول اللہ ﷺ جب کسی آبادی پر فوج کشی کا ارادہ کرتے تو فجر کے وقت توقف فرماتے، اگر اذان کی آواز آجاتی تو حملہ کرنے سے باز رہتے، یہاں تک کہ فقہاء نے صراحت کی ہے کہ اگر کسی جگہ کے لوگ اذان نہ دینے پر اتفاق کرلیں تو ان سے جہاد کیا جائے گا۔ غرض کہ اذان صرف اعلان ہی نہیں ہے؟ بلکہ عبادت بھی ہے اور مشین عبادت نہیں کرسکتی، عبادت تو انسان ہی کرسکتا ہے؛

اس لئے صرف موذن کے اذان دینے کی بجائے اذان کے ریکارڈ کا سنا دینا کافی نہیں ہے، یہ ایک مشینی عمل ہے نہ کہ عبادت، رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے تحت قائم اسلامک فقہ اکیڈمی نے بھی یہی فتوی دیا ہے (جدید فقہی مسائل 1/358)۔

۵- پردے کے پیچھے سے سنی جانے والی آواز خواہ ٹیلیفون کے واسطے سے سنی جائے یا بلا کسی واسطہ کے تو باب شہادت میں **النغمہ تشبہ النغنمہ** کے ضابطہ سے شہادت غیر معتبر ہوتی ہے۔

البتہ اگر قرائن سے آواز میں تلبیس کی نفی ہو جائے تو اخبار میں قرائن کی بنیاد پر ٹیلیفون کی خبر معتبر ہو سکتی ہے لہذا جن امور کا اثبات خبر سے ممکن ہو اور شہادت لازم نہ ہو، تو ان امور میں ٹیلیفون سے ملنے والی خبر معتبر ہوگی بشرطیکہ قرائن سے اس کے صحیح ہونے کا ظنِ غالب ہو؛ لیکن ٹیلیفون کے ذریعہ سے ادائے شہادت ممکن نہیں ادائے شہادت کے لئے حضور فی مجلس القاضی شرط ہے اگر کوئی شخص پردے کے پیچھے سے گواہی دے تو شرعاً یہ گواہی غیر معتبر ہوتی ہے؛ کیونکہ اس میں امکان اس کا رہتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص گواہ کے علاوہ اس کی آواز میں آواز ملا کر گواہی دے دے اس امکان کی وجہ سے پردے کے پیچھے کی گواہی غیر معتبر ہوتی ہے؛ لہٰذا ٹیلیفون کے ذریعہ سے ادائے شہادت حضور فی المجلس کے شرط کے فوت اور آواز میں تلبیس وتزویر کے امکان کی وجہ سے شہادت صحیح اور درست نہیں ہوگی۔

"لا يحل لأحد أن يشهد على إقرار أحد بسماع صوته من وراء حجاب؛ لأنه يحتمل أن يشبه الصوت الصوت الآخر، فيمكن أن يكون القائل غير ذلک الشخص مثلا لو سمع أحد من الغرفة التى هو فيها قول زيد المقيم فى غرفة أخرى، بأنه مدين لبكر بالف درهم فإذا لم يشاهد زيدا وهو يقول هذا القول فلا يحل له أن يشهد على زيد بصدور الإقرار منه، أما إذا لم يكن فى الغرفة غير زيد وكان للغرفة باب واحد فقط وكان الشاهد جالسا أمام الغرفة وسمع اقرار زيدا الذى لم يشاهد شخصه فله الشهادة على ذلک الإقرار؛ لأن فى هذه الحالة قد حصل العلم له، أما إذا بين المدعى عليه للقاضى بأن الشاهد قد شهد بناء على استماعه من وراء حجاب فاللائق للقاضى عدم قبول قبول شهادة الشاهد" (درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام علی حیدر 14/306)۔

۶- ویڈیو اور آیڈیو کا وہی حکم ہوگا جو تحریر کا ہوتا ہے کیونکہ جس طرح سے تحریر میں دوسرے کے خط سے خط ملانا ممکن ہے اسی بناء پر تحریر کا علی الاطلاق اعتبار نہیں اسی طرح سے آواز سے آواز ملانا چونکہ ممکن ہے تو جس طرح سے تحریر علی الاطلاق معتبر نہیں اسی طرح ویڈیو اور آیڈیو ریکارڈنگ بھی علی الاطلاق معتبر نہیں، البتہ جب قرائن اور حالات سے تحریر کے صحیح ہونے کا ظنِ غالب ہو جائے تو اس تحریر کا اعتبار کیا جاتا ہے البتہ تحریر شہادت کے قائم مقام نہیں بنے گی، لہذا جو امور شہادت کے

محتاج ہوں وہ تحریر سے ثابت نہیں ہو سکتے ہیں، لیکن جن معاملات کا اثبات خبر سے ممکن ہو اور شہادت لازم نہ ہو، تو ان امور میں تحریر معتبر ہوگی اور جب قرائن سے تحریر کے صحیح ہونے کا ظنِ غالب ہو تو تحریر کو باب خبر میں قبول بھی کیا جائے گا مثلاً بیع وشراء کفالہ حوالہ وغیرہ میں خبر واحد بھی معتبر ہوتی ہے اور نجاست طہارت حلت وحرمت میں عادل کی خبر کا ہونا شرط ہے فاسق کی خبر پر عمل جائز نہیں لہذا تحریر کی طرح سے ریکارڈ نگ بھی باب خبر میں معتبر ہوگی بشرطیکہ ریکارڈ نگ ایسے طریقے اور ذرائع سے موصول ہو جس کے صحیح ہونے کا ظنِ غالب ہو تحریر یا ریکارڈ نگ کا شہادت کے باب میں اعتبار اس لئے نہیں کہ شہادت کے باب میں قاضی کے پاس حاضر ہو کر قاضی کے سامنے گواہی دینا شرط ہوتا ہے اسی لئے پردہ کے پیچھے سے سنی جانے والی آواز اشتباہ کی بناء پر بابِ شہادت میں غیر معتبر ہے اور بابِ خبر میں قرائن کے ساتھ معتبر ہے اسی طرح کسی شخص سے منسوب ویڈیو یا آئڈیو ریکارڈ نگ میں بھی اشتباہ اور تزویر کا احتمال ہوتا ہے اور مجلسِ قضا میں حضور نہیں ہوتا اس لئے شہادت کے طور پر اس کو قبول کرنا جائز نہیں البتہ اگر ویڈیو یا آیڈیو قرائن سے اسکی صحت کا ظنِ غالب ہو تو خبر کے طور پر اسکو قبول کرنا جائز ہے اور جو امور خبر سے ثابت ہو سکتے ہیں وہ اس ریکارڈ نگ سے قرائن کے وقت ثابت ہو سکتے ہیں۔

"لا يعمل بالخط أى لا يقضى القاضى بذلک عند المنازعة، لأن الخط مما يزور ويفتعل" (شامی 8/135)۔

"قال فى خزانة الأكمل: اجاز أبو يوسف ومحمد العمل بالخط فى الشاهد والقاضى والراوى إذا رأى خطه ولم يتذكر الحادثة: قال فى العيون: والفتوى على قولهما إذا تيقن أنه خطه، سواء كان فى القضاء أو الرواية أو الشهادة على الصک، وإن لم يكن الصک فى يد الشاهد، لأن الغلط نادر، وأثر التغيير يمكن الإطلاع عليه، وقلما يشتبه الخط من كل وجه، فإذا تيقن جاز الاعتماد عليه توسعة على الناس اه" (شامی 8/138)۔

۷- جب اجارہ منفعتِ معلومہ پر کیا جائے تو معقود علیہ منفعت ہوگی اور اس منفعت کے حاصل ہو جانے کے بعد اجرت لازم ہو جاتی ہے اور جب معقود علیہ منفعت ہو تو وہ منفعت خواہ اجیر کے عمل سے حاصل ہو یا اس کے نائب سے یا کسی اور طرح سے تو معقود علیہ کے متحقق ہو جانے کی وجہ سے اس کا عوض لازم ہو جاتا ہے اسی بناء پر عقد استصناع میں مصنوع خواہ صانع کے عمل سے تیار ہو یا کسی دوسرے کے عمل سے جب شرائط کے مطابق شیء مصنوع تیار ہو جائے اور مستصنع اس کو قبول کر لے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں؛ البتہ اگر خود صانع کے عمل کی شرط صراحتاً لگا دی جائے تو ایسی صورت میں کسی دوسرے سے تیار کرانا جائز نہیں۔

"النوع الثانی عقد الإجارة الوارد علی العمل وهنا یقال للمأجور أجیر کاستئجار الخدمة والعملة واستئجار أرباب الحرف والصنائع هو من هذا القبیل حیث إن أعطاء السلمة للخیاط مثلا لیخیط ثوبا یصیر إجارة علی العمل، کما أن تقطیع الثوب علی أن السلعة من عند الخیاط استصناع"

(دررالحکام شرح مجلۃ الاحکام علی حیدر1/382)۔

"أما إذا لم یکن هناک شرط من المستصنع أن الصانع یصنعه بنفسه، فیجوز له أن یفوض العمل إلی غیره، أو یعقد مع آخر استصناعاً موازیاً، کما فی کنز الدقائق: ولا یستعمل غیره إن شرط عمله بنفسه. وإن أطلق، فله أن یستأجر غیره" (الکنز مع البحر7:516، فقہ البیوع1/605)۔

عبارتِ بالا سے معلوم ہوا کہ جن اشخاص وافراد کے ذمے کوئی ایسا کام ہو جس کو اپنی ذہانت اور اپنے عمل سے انجام دے سکتا ہو اور اس کام کو کسی مشین سے بھی کرایا جاسکتا ہو تو ایسی صورت میں جس طرح وہ اپنی محنت اور عمل کے ذریعہ مفوضہ ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوسکتا ہے اسی طرح مشین کے ذریعہ مفوضہ ذمہ داری کو پوری کرنے سے سبکدوش ہوجائے گا۔

بشرطیکہ مفوضہ ذمہ داریوں میں کوئی نقص پیدا نہ ہو اور خود اس کے عمل کی شرط نہ لگی ہو، بلکہ معاملہ صرف عمل سے متعلق ہو، کیونکہ اجارہ ذمہ داری پوری کرنے کے متعلق ہے تو جس طرح بھی ذمہ داری پوری ہوجائے خواہ بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ ہو بہر دوصورت وہ اجرت کا مستحق ہوتا ہے لہٰذا (Ai) کے ذریعہ سے اگر کوئی شخص اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کو بحسن خوبی پوری کر دے اور اس میں کوئی نقص باقی نہ رہے تو شرعاً ایسا کرنا جائز ہے اور اسکی اجرت بھی حلال ہے جب امامت تدریس وغیرہ میں نائب بنانے کی اجازت ہے تو مذکورہ امور کو دوسرے طریقے سے پورا کردینا بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔

چنانچہ احسن الفتاویٰ میں ہے: "امامت اور تدریس میں نائب بنانا جائز ہے، مگر اجرت کا مستحق اصل امام اور اصل مدرس ہوگا، البتہ اصل نے نائب کے لئے کوئی اجرت مقرر کی ہو تو وہ اسکا مستحق ہوگا، اور اگر اجرت مقرر نہیں کی تو وہ اجر مثل کا مستحق ہوگا"۔

"قال العلامة ابن عابدین رحمه الله تعالی: قال فی البحر وحاصل ما فی القنیة أن النائب لا یستحق شیئا من الوقف لان الاستحقاق بالتقریر ولم یوجد ویستحق الأصیل الکل ان عمل أکثر السنة وسکت عما یعینه الأصیل للنائب کل شهر فی مقابلة عمله والظاهر أنه یستحقه: لأنها إجارة، وقد وفی العمل بناء علی قول المتأخرین المفتی به من جواز الاستئجار علی الإقامة والتدریس وتعلیم القرآن" (ردالمحتار3/431، احسن الفتاویٰ7/285)۔

مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ

مولانا قاضی محمد ریاض ارمان القاسمی☆

مصنوعی ذہانت یا آرٹیفیشیل انٹیلی جنس کو عربی میں ''الذکاء الاصطناعی'' یا ''الذکاء الصناعی'' کہتے ہیں، اب ہم ''الذکاء الاصطناعی'' کی لغوی اور اصطلاحی تحقیق درج کرتے ہیں:

''الذکاء'' کے لغوی معنی:

''الذکاء'' آگ کی لپٹ، شعلہ، جلتا ہوا انگارہ، ذہانت وہوشیاری، ایک ایسی قوت جس کے ذریعہ انسان تحلیل وتجزیہ، فرق وامتیاز کرنے کے علاوہ مختلف احوال وکوائف میں اپنے کو ڈھالنے پر قدر رہو (القاموس الوحید ۵۷۳ باب الذال)۔

نیز یہ باب نصر سے استعمال ہوتا ہے ذکا فلان ذکاء: ذہین ہونا اور ہوشیار ہونا، ذکی ہونا، اسی طرح کہا جاتا ہے، ''ذکا عقلہ ذکاء'' عقل کا تیز ہونا (المعجم الوسیط ۳۹۳)۔

''الاصطناعی'' اور ''الصناعی'' کے لغوی معنی:

''الصناعی'': صنعتی، فنی، ٹیکنیکل، انڈسٹریل، مصنوعی، نقلی، بناوٹی، جعلی، غیر فطری (القاموس الوحید ۹۴۵)۔

''الذکاء الصناعی'' کی اصطلاحی تعریف:

"هو العلم الذی یبحث فی کیفیةجعل الحاسب یؤدی الأعمال إلی یؤدیهاالبشر بطریقة أفضل منهم"۔

یہ وہ علم ہے جو اس بات کی تحقیق کرتی ہے کہ جن کاموں کو انسان انجام دیتا ہے، ان کاموں کو کمپیوٹر کیسے انسان سے بہتر طریقہ پر انجام دیتا ہے۔

"هو العلم الذی یسعی نحو انتاج آلة أوأنظمةذکیةلهاقدراتشبیهة بقدرات العقل البشری "

(احکام تطبیقات الذکاء الاصطناعی فی القضاء ۴۲)۔

☆ دارالقضاء آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ، ممبئی۔

یہ وہ علم ہے جو ذہین مشینیں یا نظام تیار کرنے والے سسٹم جیسی کوشش کرتی ہیں، جن میں انسانی دماغ جیسی صلاحیتیں ہوتی ہیں۔

مصنوعی ذہانت کے بارے میں مختصر تمہید:

عصر حاضر میں مصنوعی ذہانت، کمپیوٹر سائنس کی ایسی شاخ ہے جس کو مشینوں کا ارتقائی سفر بھی کہا جا سکتا ہے، انسانی زندگی کے روزمرہ کاموں میں مشینوں سے مدد لینے کے لحاظ سے مسلم محقق اسماعیل الجزری کا نام قابل ذکر ہے، 1950ء میں "ڈاکٹر جان میکارتھی" نے مسلمان ریاضی دان محمد بن موسیٰ الخوارزمی کا تخلیق کردہ ریاضیاتی عمل "الگورتھم" کی بنا پر ساکن وجامد مشینوں میں انسانی ذہانت کی طرح اپنے اردگرد ماحول کے ادراک کے لیے مصنوعی ذہانت کا نظریہ پیش کیا تھا، جس کی بناء پر مصنوعی ذہانت نیز ترتیب وار منظّم ہدایات کی بدولت عصر حاضر کی جدید مشینوں اور آلات میں از خود سیکھنے کا متحرک عمل متعارف کروادیا ہے، نیز زندگی میں اٹل قوانین کے ساتھ ساتھ مسلسل تغیر اور ترقی بھی لازمی ہے، ورنہ انسانی زندگی میں تغیر و انقلاب سے روگردانی کی صورت میں جمود کا سفر شروع ہوجاتا ہے۔ ساکن وجامد اشیاء میں حرکت کے بارے میں ابن عربی کا قول ہے کہ: عالم جمادات کی چیزیں باتیں کرسکتی ہیں۔

لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ مصنوعی ذہانت کو ڈاکٹر جان میکارتھی نے پیش کیا، لیکن ان کا بتایا ہوا اصول کہ "اشیاء میں ادراک کی خوبی وصلاحیت موجود ہوتی ہے" پہلے سے ہی اسلامی تعلیمات میں واضح انداز میں مل جاتا ہے۔

روزمرہ کاموں میں مصنوعی ذہانت کا طریقہ کار:

مصنوعی ذہانت کے طریقہ کار کا مقصد روزمرہ کے کاموں کو سرانجام دینے والی درکار انسانی مہارتوں کو مشینی انداز میں دکھا کر کام کو سرانجام دینا ہوتا ہے، روزمرہ کے کاموں میں مصنوعی ذہانت کی مثالیں ہمیں ہوٹل سروسز میں ویٹر کی جگہ روبوٹ، ائیرپورٹ اور دیگر حساس مقام میں Body Scanners کا استعمال، بغیر ڈرائیور کارز اور دفاعی انداز میں ڈرون کا استعمال وغیرہ ہے۔

۱-مصنوعی ذہانت کے استعمال کا حکم:

آرٹیفیشل انٹلجینس "یعنی مشینوں اور کمپیوٹرز میں ذہانت اور انسانی فکری مہارت کا ملکہ پیدا کرنا، اور ان سے کام لینا، ایک مباح امر ہے، جس میں فی نفسہ کوئی شرعی قباحت نہیں، لہذا روزمرہ کے کاموں میں "آرٹیفیشل انٹلجینس" کا استعمال جائز ہے، البتہ جس طرح دیگر مباح اشیاء کا حکم ہے کہ اگر اسے حرام اور ممنوع طریقہ پر استعمال کیا جائے یا ممنوع کام کے لیے استعمال کیا جائے تو ناجائز ہوگا، بعینہ وہی حکم اس کا بھی ہے۔

سخاوی کی تفسیر اور اس کے حاشیہ میں ہے:"هو الذى خلق لكم ما فى الأرض جميعا"، فيه دليل على أن أصل الأشياء بعد ورود الشرع على الإباحة".

"وعلى هامشه:الأصل فى الأشياء الإباحة؛لأن الإباحة هى الحكم الأصلى لموجودات الكون، وإنما يحرم ما يحرم منها بدليل من الشارع لمضرتها، والدليل على أن الحكم الأصلى للأشياء النافعة هو الإباحة: قوله – تعالى – ممتنا على عباده:"وسخر لكم ما فى السماوات وما فى الأرض جميعا منه إن فى ذلك لآيات لقوم يتفكرون"(الجاثیۃ:13)۔

" وقوله – تعالى: هو الذى خلق لكم ما فى الأرض جميعا "(البقرۃ:29)۔

" ولا يتم الامتنان ولا يكون التسخير، إلا إذا كان الانتفاع بهذه المخلوقات مباحا" (تفسیر للسخاوی سورۃ البقرۃ، ج:1،ص63،ط:دار النشر للجامعات)۔

المبسوط للسرخسی میں ہے:"أن الأصل فى الأشياء الإباحة، وأن الحرمة بالنهى عنها شرعا"(المبسوط للسرخسی باب الإکراہ، باب تعدی العامل 24/77،ط:دار الفکر)۔

احکام القرآن للجصاص میں ہے:"لأن كل مباح حسن، ولكنه لا ثواب فيه"(سورۃ الإنعام 4/199، ط:دار إحیاء التراث العربی)(فتوی نمبر:144503100953 دار الافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن)۔

۲-مصنوعی ذہانت سے استفادہ یا تحفظ:

مصنوعی ذہانت سے استفادہ اور تحفظ دونوں ہی مقصود ہے، اس سے استفادہ تو اس صورت میں کیا جائے گا، جبکہ اس کا استعمال شرعی دائرہ میں رہ کر ہو، اور اس سے انسانیت کا نا قابل تلافی نقصان نہ ہو، جیسے گیس سلینڈر ریک کرنے کے لیے، یا ٹول فری نمبر پر کسی سے جائز کاموں کے لیے رابطہ، واشنگ مشین، برتن دھونے کی مشین، کیلکولیٹر اور اب ضروری معلومات کے لیے چیٹ جی پی ٹی کا استعمال کرنا جائز ہوگا۔لیکن جب اس کا استعمال کسی ناجائز امور میں ہو، جیسے یہ انسانیت کو فائدہ پہونچانے کے بجائے، اس کی نوکریاں ختم کرنے کا ذریعہ بن جائے، یا یہ اپنے بنانے والے یا استعمال کرنے والے کے اختیار سے باہر ہوجائے، یا اس کے لیے تباہی کا باعث بننے لگے، تعلیم وتربیت کے میدان میں افراد سازی کا نقصان ہونے لگے، دھوکہ اور فراڈ اس کے ذریعہ بڑھ جائے، اسی طرح دوسرے کی آواز میں کوئی جملہ یا گفتگو تیار کی جائے جو اسنے کہی ہی نہ ہو، اسی طرح ویڈیو بنائی جائے اور اسمیں غلط حرکت دکھائی جائے، تو یہ اور اس طرح کی کوئی بھی غلط چیز جو اس کے ذریعہ انجام دی جائے تو اس پر روک لگنی چاہئے، چوں کہ ابھی اس طرح کی چیزوں نے زور نہیں پکڑا ہے، اس لیے صرف اندیشہ کی

بنیاد پر یا فائدہ کے مقابلہ میں معمولی بے فائدہ چیزوں کے وجود پذیر ہونے کی وجہ سے تحفظات کا راستہ اختیار کرنا مناسب نہیں ہے، ہاں جب اس طرح کے حالات پیدا ہوں گے تو حکومت کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ اس کے روک تھام کے لیے قوانین بنائے اور اس پر روک لگائے۔ اس لیے کہ یہ بہر حال مشین ہے جو اپنے چلنے میں اور کام کرنے میں انسانی مدد یا انسانی اشارہ کی محتاج ہے، ایسا نہیں ہے کہ اس کا استعمال کوئی انسان نہ کرے اور یہ خود کار طریقہ پر بغیر انسان کے اشارہ کے خود اپنی چاہت کے مطابق کام کرنے لگے گا، اس لیے وقت سے پہلے تحفظات کی ضرورت غیر ضروری محسوس ہوتی ہے۔

۳-مصنوعی ذہانت کے اصول وضوابط:

(الف) مصنوعی ذہانت جس حد تک انسان کے لیے فائدہ مند ہے، جیسے کیلکولیٹر کا استعمال، واشنگ مشین، برتن دھونے کی مشین، ائیر پورٹ پر اسکینر مشین کا استعمال، اسی طرح مرض کی تشخیص میں اس کا استعمال چوں کہ انسانیت کے لیے بے حد مفید ہے اس لیے اس طرح کی چیزوں میں اسکے استعمال کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔

(ب) جن چیزوں میں اس کا استعمال غیر شرعی اور غیر انسانی طریقہ پر ہوتا ہے جیسے فراڈ کے لیے اس کا استعمال، دوسروں کی آواز کی نقل کر کے اس کو بلیک میل کرنے یا ویڈیو بنا کر کسی کی بے آبروئی کرنے وغیرہ میں استعمال ہو، تو اس طرح کی چیزوں سے حفاظت کے لیے اس مشین یا ایپ میں ہی کوئی ایسا بندوبست ہو، یا الارم اور وارننگ بھرا کوئی پیغام ہو جو دیکھنے والے، استعمال کرنے والوں کو متنبہ کر دے۔

(ج) مصنوعی ذہانت کے لیے ایپ بنانے والوں کو اس بات کا مکلّف کیا جائے کہ اس ایپ میں صارفین کا تحفظ، راز داری، شہری حقوق، جدید سائنسی تحقیق اور مزدوروں کے حقوق کی حفاظت کا التزام کیا جائے۔

(د) اسی طرح تجارت کے سلسلہ میں اس کا استعمال اس طرح ہو کہ آرٹیفیشل انٹیلی جینس کے تحت تخلیق کردہ مواد پر ایسا نشان یا واٹر مارک موجود ہو جس سے یہ وضاحت ہو سکے کہ مواد کسی شخص کی تخلیق ہے، یا وہ آرٹیفیشل انٹیلی جینس کی مدد سے بنایا گیا ہے۔

(ھ) اس کے ساتھ ساتھ آرٹیفیشل انٹیلی جینس کے منفی پہلو بھی ہیں جن میں سچ کو مخفی رکھنے کے لیے جھوٹ کا استعمال شامل ہے۔ یہ نسلی اور معاشرتی عدم مساوات کو گہرا کر سکتی ہے، اسی طرح جرائم پیشہ افراد اور جعلسازوں کو ہتھکنڈے فراہم کر سکتی ہے۔ اس لیے اس کے روک تھام کی صورت اس طرح کی جائے کہ مشین یا ایپ بنانے والی کمپنی پہلے ہی کچھ ایسے سافٹ ویئر شامل کرے۔ جو اس طرح کی برائی کو آگے بڑھنے نہ دے۔

(و) مصنوعی ذہانت کی جدید ترین تخلیقی ایپس اب انسان جیسی آوازیں اور انتہائی حقیقت پسندانہ تصویریں، ویڈیوز

اور آڈیوز بنا سکتی ہیں، اس لیے ایپ میں ایسے رموز واوقاف شامل ہوں جو اصل اور نقل میں فرق واضح کر سکے، جیسے اس طرح کی چیزوں پر مختصر ایسے پیغامیا نشانات ہوں جو اس کی حقیقت کو واضح کر سکیں۔

(ز) مصنوعی ذہانت والی ای میلز، الیکٹرانک پیغامات، آڈیوز اور ویڈیوز بنا کر کسی کے کاروبار یا اس کی ذاتی زندگی کو نشانہ بنایا جاسکتا ہے، اس لیے اس کے اصل ای میلز، الیکٹرانک پیغامات، آڈیوز اور ویڈیوز سے نقل کے فرق کو واضح کرنا ضروری ہونا چاہئے۔

۴-مصنوعی ذہانت سے تیار کرائے ہوئے مواد کی اپنی طرف نسبت کرنا:

اس سلسلہ میں جاننا چاہئے کہ علماء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے، بعض علماء اس کو حقوق مجردہ مانتے ہیں، اور حق تصنیف کو اپنے لیے محفوظ رکھنے کو درست نہیں سمجھتے ہیں، یہ تو جب ہے، جبکہ آدمی اپنی محنت سے کتاب لکھے، اور جب کسی اپیلی کیشن سے کتاب تیار کرائے تو یہ تو بدرجہ اولی حقوق مجردہ کے حکم میں ہوگا، اس لیے اس کو اپنی جانب منسوب کرنا اس اعتبار سے درست ہوگا کہ اس نے تیار کیا ہے، البتہ اس کا حق تصنیف رکھنا درست نہیں ہوگا۔

فتاوی شامی میں ہے:"**وفی الأشباه: لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة، وعلى هذا لا يجوز الاعتياض عن الوظائف بالأوقاف.(قوله: لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة عن الملك) قال: فی البدائع: الحقوق المفردة لا تحتمل التمليک، ولا يجوز الصلح عنها .**" (ردالمحتار علی الدرالمختار جلد ۴/ ۵۱۸ کتاب البیوع، ط:سعید)۔

البتہ علماء کی دوسری جماعت نے کتاب لکھ کر اس کو اپنی طرف منسوب کرنے اور حق تصنیف رکھنے کی اجازت دی ہے، اور اس کو اعیان واموال میں سے مانا ہے، کیوں کہ اپلی کیشن کے ذریعہ سوال کر کے مواد تیار کرنے میں محنت لگتی ہے، اور اس کے لیے اس کے طریقہ کو سیکھنا پڑتا ہے، وقت صرف ہوتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ جو چاہے گا وہ کتاب تیار کر لے گا اور اس موضوع سے متعلق اپلی کیشن کی کی گئی غلطیوں سے واقف ہوجائے گا، اور اس کی درستگی پر قادر ہوجائے گا، بلکہ اس کے لیے بھی محنت اور اس کام میں ممارست درکار ہوگی، اس لیے اس کو اپنی طرف منسوب کرنا اور حق تصنیف رکھنا درست ہوگا۔

فتاوی دارالعلوم دیوبند (فتوی:497/ب=479/ب) میں ہے:

یہ مسئلہ علمائے کرام کے درمیان مختلف فیہ ہے۔ کچھ حضرات یہ فرماتے ہیں کہ یہ حقوق مجردہ میں سے ہے، اس لیے اس کا عوض لینا یعنی اسے فروخت کرنا جائز نہیں۔ جبکہ دوسرے علمائے کرام یہ فرماتے ہیں کہ ابوداؤد شریف کی حدیث ہے حضرت اسمر بن مضرس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے

دست مبارک پر بیعت ہوا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی چیز کی طرف سبقت کی جس کی طرف کسی مسلمان نے سبقت نہیں کی تو وہ چیز اس کی ہے (أبوداؤد: ص ۲۶۴، فی الخراج قبیل إحیاء الموات)۔

علامہ مناوی نے اسکا مصداق افتادہ زمین کو قابل کاشت بنانا لکھا ہے۔ پھر اس کے بعد یہ بھی لکھا ہے کہ بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ہر چشمے، کنویں اور معدن کو بھی شامل ہے (فیض القدیر ۶/۱۳۸)۔

لیکن یہاں حق تصنیف، حق اشاعت کے ساتھ جب اس حق کا رجسٹریشن کرالیا گیا ہو جس کے لیے مصنف کو محنت، وقت، اور مال سب ہی خرچ کرنا پڑتا ہے اور اس کی وجہ سے یہ ایک قانونی حق ہو جاتا ہے اور یہ قیمتی مال شمار کیا جاتا ہے، لہٰذا اس رجسٹرڈ حق کو مروجہ عرف کی بناء پر اعیان واموال کے حکم میں اس کی بیع کو جائز قرار دیتے ہیں۔ مولانا فتح محمد صاحب لکھنوی، مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی، مفتی نظام الدین صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند، مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری اور مفتی تقی عثمانی صاحب اسی کے قائل ہیں۔ اور مال کے بدلہ میں اس حق سے دست بردار ہو جانا تو تقریباً سب ہی ائمہ کے نزدیک جائز ہے (دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند)۔

۵-مصنوعی ذہانت کے ذریعہ اذان کا عمل انجام دینے کا حکم:

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اذان کہنے کے لیے سنت متوارثہ یہ ہے کہ اذان کہنے والا عاقل، بالغ سمجھدار مسلمان شخص ہو، مصنوعی ذہانت کا استعمال اذان کے لیے کرنا کہ مقرر کردہ نظام کے مطابق ہر نماز کے وقت پر خود بخود اذان ہوتی رہے تو یہ درست نہیں ہے، اس لیے کہ اس میں اذان کی سنت ادا نہیں ہوگی، اگر اس کی اجازت دے دی گئی تو معاملہ آگے بڑھے گا اور لوگ مصنوعی ذہانت کے ذریعہ امامت کرانے لگیں گے، اس لیے مصنوعی ذہانت کے ذریعہ اذان کا عمل درست نہیں ہے؛ جیسا کہ دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن میں ہے:

سنت یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت عاقل، بالغ یا سمجھدار شخص اذان دے، اذان کے وقت ریکارڈ شدہ اذان چلا دینے سے اذان کی سنت ادا نہیں ہوگی؛ لہٰذا جس جگہ پر اذان نہیں دی جاتی، بلکہ صرف اذان کی ریکارڈنگ چلائی جاتی ہو اور آس پاس قریب کی جگہوں سے اذان کی آواز بھی نہ آتی ہو تو ایسے مقام پر جو نمازی حضرات ریکارڈنگ والی اذان کی آواز سن کر نماز پڑھیں گے ان کی نماز بغیر اذان کے پڑھی ہوئی شمار ہوگی، ایسے مقام پر نماز سے پہلے اگر کوئی شخص جماعت سے پہلے اذان دے دے تو اذان کی سنت ادا ہو جائے گی۔

مفتی احمد الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ ایک فتویٰ (جس پر مولانا محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ کی تصدیق موجود ہے) میں تحریر فرماتے ہیں:

"ٹیپ ریکارڈ سے اذان نشر کرنا اوقاتِ نماز کے "اعلام" کے لیے کافی نہیں ہے، اور اس طرح اذان نشر کرنے سے مشروعیتِ اذان نہ ہوگی، اس لیے کہ اذان من جملہ عبادات میں سے ایک عبادت ہے، اور عبادت ادا کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ کوئی مکلّف اور عبادت کرنے والا موجود ہو، اور ظاہر ہے کہ یہاں کوئی مکلّف موجود نہیں ہے، اگر اس طرح ٹیپ ریکارڈ سے اذان نشر کرنے کو جائز قرار دیا جائے تو پھر دوسری عبادات میں بھی، مثلاً: کسی امام کی ریکارڈ کی ہوئی نماز کو مصلے پر رکھ کر اس کی اقتدا کی جائے، ٹیپ ریکارڈ سے وہ عبادات مشروع قرار نہیں دی جائیں گی، تو جس طرح ٹیپ ریکارڈ مصلے پر رکھ کر نماز میں اس کی اقتدا کرنا ناجائز ہے اسی طرح ٹیپ ریکارڈ سے نشر کی ہوئی اذان بھی منشأ شریعت کے خلاف اور غیر مشروع ہے"۔

"وذكر في البدائع أيضاً: أن أذان الصبي الذي لايعقل لايجزى ويعاد؛ لأن ما يصدر لا عن عقل لا يعتد به، كصوت الطيور .....أن المقصود الأصلي من الأذان في الشرع الإعلام بدخول أوقات الصلاة ,ثم صار من شعار الإسلام في كل بلدة أو ناحية من البلاد الواسعة على ما مر، فمن حيث الإعلام بدخول الوقت وقبول قوله لا بد من الإسلام والعقل والبلوغ والعدالة ."(فتاوی شامی1/394 ط:سعید)۔

"ويكره اداء المكتوبة بالجماعة في المسجد بغير أذان وإقامة، ولا يكره في البيوت والكروم وضياع القرىٰ؛ لأن أذان القرية والمصر أذان لهم، وإن اذنوا كان اولىٰ"(الفتاویٰ التاتارخانیۃ2/152)(فتوی نمبر:144004200139 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن)۔

اسی طرح فتاوی دارالعلوم دیوبند جواب نمبر:U-1437/6=M/239-239:62739?Fatwa ID میں ہے: ریکارڈ شدہ اذان کو مسجد کے مائک میں لگا کر بجادینے سے وقتیہ اذان کی سنت ادا نہیں ہوگی، اس لیے ایسا کرنا نا درست اور ناکافی ہے، اذان وقت پر مؤذن کو یا کسی شخص کو اپنی آواز میں دینی چاہیے(دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند)۔

۶-فون کی آواز شرعاً معتبر ہوگی:

فون پر ایک شخص کی اپنی آواز میں اس کی ناکہی ہوئی بات بولی جاسکتی ہے، اور ایسا کرنا ممکن ہے، لیکن جب تک کسی کی آواز میں کوئی بات نہ بول دے تب تک فون کی آواز کو معتبر مانا جائے گا، اور اس پر احکام بھی مرتب ہوں گے، کیوں کہ کسی کام کے ممکن ہونے کی وجہ سے ایسا نہیں ہے کہ اس کام کا وجود بھی ہوگیا ہو، اس لیے جب تک کوئی شخص فون پر کہی بات کا انکار نہ کرے تب تک فون پر کہی ہوئی بات معتبر مانی جائے گی، اور کہنے والے کی طرف منسوب ہوگی اور اس پر احکام مرتب

ہوں گے، ہاں اگر کوئی انکار کرے اور اس پر گواہ پیش کرے تو اس کی بات مانی جائے گی، اور اس کی کہی بات اس کی طرف منسوب نہیں کی جائے گی، جیسا کہ جامعہ بنوری ٹاؤن کے فتوی میں ہے:

تمام گواہوں کے حلفیہ بیان کے مطابق اگر مسمّٰی طلحہ نے واقعتہً اپنی بیوی کو کوئی طلاق نہ دی ہو، بلکہ مسمّٰی طلحہ کے دوست مسمّٰی رحمٰن نے اس کی اجازت اور اس کو بتائے بغیر بدلہ لینے کے لئے اپنی طرف سے مسمّٰی طلحہ کے دوست کے موبائل سے اُس کی بیوی کو تین طلاق کا میسج کر دیا ہو، تو ایسا کرنے سے اس کی بیوی پر شرعاً کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی، لہٰذا دونوں حسبِ سابق میاں بیوی کی طرح ساتھ رہ سکتے ہیں۔

"ثم اعلم أن المراد بالصحة فی قوله إنما یصح اللزوم فإن التعلیق فی غیر الملک، والمضاف إلیه صحیح موقوف علی إجازة الزوج حتی لو قال أجنبی لزوجة إنسان: إن دخلت الدار فأنت طالق توقف علی الإجازة فإن أجازه لزم التعلیق فتطلق بالدخول بعد الإجازة لا قبلها، وکذا الطلاق المنجز من الأجنبی موقوف علی إجازة الزوج، فإذا أجازه وقع مقتصرا علی وقت الإجازة الخ" (البحر الرائق: باب التعلیق فی الطلاق 6/4)۔

۷- کسی شخص کی آڈیو، ویڈیو ریکارڈنگ شرعی ثبوت ہوگا:

کسی شخص کی طرف منسوب کوئی ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ ہو اور وہ اس کا انکار نہ کرے، اور پوچھنے پر اپنی آیڈیو یا ویڈیو ہونے کا اقرار کرے تو اس کی اقرار کی بنیاد پر اس کو شرعی ثبوت کے طور پر قبول کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ "البحر الرائق" میں ہے:

"خبأ قوما، ثم سأل رجلا عن شیء فأقر به، و هم یرونه و یسمعون کلامه و هو لا یراهم جازت شهادتهم وإن سمعوا کلامه و لم یروه لا" (کنز الدقائق ۵۲۰/۳ مکتبۃ بشری، از مسائل شتی)۔

فتاوی شامی میں ہے: **"والطریق فیما یرجع إلی حقوق العباد المحضة عبارة عن الدعوی والحجة: وهی إما البینة أو الإقرار أو الیمین أو النکول عنه أو القسامة أو علم القاضی بما یرید أن یحکم به أو القرائن الواضحة التی تصیر الأمر فی حیز المقطوع به"** (رد المحتار علی الدر المختار کتاب القضاء 354/5، ط: سعید)۔

البتہ اگر متعلقہ شخص اپنی آیڈیو اور ویڈیو ہونے کا انکار کرے تو چونکہ شریعت نے قضاء اور شہادت کے لئے جو اصول وضوابط مقرر کئے ہیں ان کا مقصد ہر طرح کی تلبیس اور جعل سازی کو روکنا ہے۔ ویڈیو اور آیڈیو میں تلبیس اور جعل سازی کا بھرپور امکان موجود ہے، اس لئے کہ تکنیکی ذرائع سے ویڈیو میں سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کر کے پیش کرنا بآسانی ممکن ہے۔

اس لئے ویڈیو کے ذریعہ سے گواہی شرعا قابل قبول نہیں ہے۔

ویڈیو کے ذریعہ جوتصویر کشی کی جاتی ہے،اس میں تلبیس اور ملاوٹ کی کافی گنجائش ہوتی ہے، یہ ممکن ہے کہ کسی شخص کی کوئی اور تصویر کہیں سے کاٹ کر کسی اور جگہ جوڑ دی جائے، یا مثلا کسی کی تصویر سے سر کا حصہ کاٹ کر کسی اور جسم کے ساتھ جوڑ دیا جائے،اس طرح کی الٹ پھیر ویڈیو اور انٹرنیٹ وغیرہ میں ممکن ہے،اس لیے ویڈیو سے حاصل ہونے والی معلومات اشتباہ اور آمیزش کے اندیشہ سے خالی نہیں ہے اور مشتبہ قسم کی دلیلوں پر نہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے اور نہ گواہی دی جاسکتی ہے (کتاب الفتاوی جلد ۶/ ۶۰، قضاء سے متعلق سوالات)۔

''فتاوی ہندیہ'' میں ہے:''**ولو سمع من وراء الحجاب لا يسعه أن يشهد لاحتمال أن يكون غيره**'' (فتاوی ہندیہ جلد ۳/ ۴۱۲)۔

۸- ملازم کا اپنی ذمہ داری مصنوعی ذہانت کے ذریعہ پوری کرنا اور معاوضہ وصول کرنے کا حکم:

جو اساتذہ اور مصنفین یا علمی کام انجام دینے کی نوکری کرنیوالے ملازمین ہیں، وہ اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کی انجام دہی مثلا مضمون اور کتاب کی تیاری، ترجمہ، ٹائپنگ، تدریس کے لئے سبق کی پلاننگ، امتحان کے سوال نامہ کی تیاری، رپورٹ کی تیاری، مفصل تحریر کی تلخیص، قانونی صلاح مشورہ کی فراہمی، وغیرہ کام اگر چیٹ جی پی ٹی کے ذریعہ کم وقت میں بہ آسانی پورا کرلیں، تو وہ اپنے مفوضہ کاموں کی انجام دہی کرنے والے قرار دئے جائیں گے، اور اپنی تنخواہ یا معاوضہ وصول کرنا ان کے لیے درست ہوگا، کیوں کہ ان کا استعمال اصل میں مباح ہے، اور رہی بات آسانی سے کام پورا ہونے کی تو یہ انسانی دنیا میں مطلوب ہے، اذان کو دیکھ لیں اگر بغیر مائک کے اذان دیں تو لوگوں تک آواز پہونچانے کے لیے آواز پوری طاقت سے نکالنی ہوگی، اور مائک میں آذان دینے کی صورت میں اتنی محنت نہیں کرنی ہوگی، اسی طرح حساب کا مسئلہ ہے کہ اگر آدمی قلم اور کاپی لے کر بیٹھے کسی کمپنی کے حساب کے لیے تو کافی وقت اور محنت لگے گی اور کیلکولیٹر کے ذریعہ آسانی سے حساب مکمل ہو جائے گا، اسی طرح کہیں کسی کام کے لیے جانے کو کسی مزدور کو کہا جائے اور وہ تیز رفتار اور آرام دہ سواری سے وہ کام کردے تو بھی وہ اجرت کا مستحق ہوتا ہے، اس لیے کہ اصل مقصود کام ہے، نہ کہ کام کرنے کا ذریعہ اور کام مقصود ہے نہ کہ کام میں مشقت مقصود ہے، لہذا جب آدمی اپنی مفوضہ ذمہ داری کو خود یا مشین کے ذریعہ بحسن وخوبی مکمل کردیتو وہ کام کرنے والا اور کام کرنے کے عوض معاوضہ کا بھی مستحق ہوگا، ہاں اگر کام میں کوئی فرق ہو تو کام کرانے والے کو اختیار ہوگا کہ وہ مطلوبہ معیار کے مطابق کام کرنے کا مکلّف بنائے۔

''بدائع الصنائع'' میں ہے: "**وللأجير أن يعمل بنفسه وأجرائه إذا لم يشترط عليه في العقد أن**

يعمل بيده؛ لأن العقد وقع على العمل، والإنسان قد يعمل بنفسه وقد يعمل بغيره؛ ولأن عمل أجرائه يقع له فيصير كأنه عمل بنفسه، إلا إذا شرط عليه عمله بنفسه؛ لأن العقد وقع على عمل من شخص معين، والتعيين مفيد؛ لأن العمال متفاوتون في العمل، فيتعين، فلا يجوز تسليمها من شخص آخر من غير رضا المستأجر". (کتاب الإجارۃ، فصل فی حکم الإجارۃ، ج:4، ص:208، ط: دار الکتب العلمیۃ)۔

البتہ اگر کام کرانے والے نے یہ شرط رکھ دی ہو کہ خود اپنے ہاتھ سے کام کرنا ہے، اپلی کیشن کا استعمال نہیں کرنا ہے، تو اپلی کیشن کے ذریعہ کام کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ

مولانا محمد جمشید جوہر قاسمی اراریاوی☆

خالق کائنات نے انسان کی تخلیق بہترین سانچے میں کی ہے، انہیں دل ودماغ جیسی قیمتی نعمت سے نوازا، جس کا نتیجہ ہے کہ ہر میدان کو سر کر لینا انسانی فطرت میں داخل ہے، یہی وجہ ہے کہ روز اول ہی سے اپنی تخلیقی صلاحیت کا مظاہرہ کر کے دنیا کی ہر چیز میں غور وتدبر کرنا اور اس کی چھان بین اور تلاش وجستجو کر ایک نئی چیز دنیا کے سامنے رکھنا اس کی عادت سی بنی ہوئی ہے، لیکن بیسویں صدی عیسوی سے اس کی رفتار تیز تر ہوگئی اور اکیسویں صدی عیسوی تو مکمل طور پر ہر میدان میں ٹیکنالوجی کی گود میں جا بیٹھی، جس کا سلسلہ ہنوز جاری وساری ہے، زمین سے آسمان تلک، کیا خشکی کیا تری، بحر وبر میں ایسا چھایا کہ کوئی گوشہ حیات اس سے فرار اختیار نہیں کر سکتا، اور کیوں نا ہو جبکہ خود خالق کائنات نے اس کی رہنمائی فرمادی ہے، چنانچہ ارشاد ہے: ''وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ'' (سورۂ نحل:8)۔

بہر حال اس وقت مختلف میدانوں میں مصنوعی ذہانت کارفرما ہے، چنانچہ کیلکولیٹر، واشنگ مشین اور ان جیسی دوسری چیزیں اسی کا نمونہ ہیں، ماضی قریب میں مائیکروسافٹ کمپنی نے AIOPEN کے تحت GPTCHAT کی ایجاد کیا کر ڈالی کہ نسل نو بڑی سرعت وتیزی کے ساتھ اس کی طرف لپک رہی ہے، اور اس کا استعمال اچھے اور نیک کاموں کے لئے بھی ہو رہا ہے اور دھوکہ وفراڈ کے طور پر بھی لوگ اس کو استعمال کر رہے ہیں۔ چنانچہ ایک انسان کے مانند جس زبان میں چاہتے ہیں سوال وجواب بھی کرتے ہیں، مفصل ومختصر تحریر کا خلاصہ طلب کریں تو سکنڈوں میں یہ اپلی کیشن اس کو مرتب کر ڈالتے ہیں، لیکن ان سارے مواد کا حوالہ پیش کرنے سے قاصر رہتا ہے۔

اس کی مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ مصنوعی ذہانت کا استعمال زندگی کے ہر شعبہ میں ہونے لگا ہے، چنانچہ تجارت ومعیشت، قانونی صلاح، طب وعلاج کے میدانوں میں بڑے پیمانے پر اس کا آغاز ہونے لگا ہے، اسی مصنوعی ذہانت کی ایک کڑی روبوٹ بھی ہے، جس کا استعمال ہوٹلوں، ہسپتالوں میں خوب ہو رہا ہے، بجائے مزدوروں اور نوکروں کے لوگ ان سے ہی خدمت لینے میں سہولت بھی محسوس کر رہے ہیں، اسکولوں میں بجائے معلمین واساتذہ کے روپوٹ سے کلاسز لی جارہی

☆ خادم التدریس، اصلاح المسلمین جوکی ہاٹ اراریہ، بہار۔

ہیں،ترقی یافتہ ریاست کیرالہ وغیرہ میں اس کو آزمایا بھی جارہا ہے،اسی طرح بغیر پائلٹ کے جہاز کا اڑانا اور ایک ملک کا دوسرے ملک پر کامیاب حملہ آور ہونا اسی کا شاخسانہ ہے۔

چنانچہ مصنوعی ذہانت کے بڑھتے استعمال سے جہاں بیشمار فوائد حاصل ہورہے ہیں وہیں نقصانات اور فراڈ کے ناصرف امکانات جنم لے رہے ہیں، بلکہ اس کی شکلیں بھی وجود میں آرہی ہیں۔اسی لئے اندیشوں اور تشویش کا بازار گرم ہوتا جارہا ہے، کیونکہ ماہرین کی طرف سے اس سلسلہ میں کوئی اصول وضوابط طے نہیں ہوئے ہیں کہ کن چیزوں میں اس سے استفادہ کرنا چاہیے اور کن میں پابندی لگانی ضروری ہے،اور کہاں کہاں احتیاط کا پہلو اختیار کرنا چاہیے۔

اسی پس منظر میں چند فقہی سوالات ہیں جو حل طلب ہیں:

۱- اللہ رب العزت نے پوری کائنات کو انسان کی خدمت کے لئے پیدا کیا ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:"هُوَ الَّذِی خَلَقَ لَكُمْ مَا فِی الْأَرْضِ جَمِيعًا"(البقرۃ:29)(اللہ وہ ذات ہے جس نے زمین کی تمام چیزیں تمہارے لئے پیدا فرمائی ہیں)۔

اور خود خالق کائنات نے اس کائنات میں غور وفکر کا حکم دیا ہے:"إِنَّ فِی خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِی تَجْرِی فِی الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ"(البقرۃ:164)۔

بلکہ ایک مقام میں عقلمندوں کے لئے نشانی قرار دیا ہے:" إِنَّ فِی خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِی الْأَلْبَابِ، الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا، وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِی خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ"(آل عمران:190،191)۔

سورۂ جاثیہ میں ارشاد ہے:"وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ إِنَّ فِی ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ"(الجاثیۃ:13)۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنی نعمت واحسان کا تذکرہ کیا ہے ساتھ ہی اس بات کی طرف ایک لطیف اشارہ بھی فرمادیا کہ جب پوری کائنات تمہارے لئے مسخر کردیا ہے تو ان میں غور وفکر کرکے اللہ کی ودیعت کی ہوئی چیزوں کو بروکار لاکر نفع بخش بنائے۔

چونکہ اللہ کی نعمت دو طرح کی ہیں ایک وہ جو ظاہر ہیں اور دوسری قسم کی نعمت کو پوشیدہ رکھا ہے جن میں فکر وعمل، جہد مسلسل اور تجربے کی ضرورت پیش آتی ہیں، چنانچہ ارشاد ربانی ہے:"أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِی السَّمَاوَاتِ

وَمَا فِی الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً"(لقمان:20)۔

(کیاتم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کی تمام چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے، اور تم پر اپنی تمام نعمتیں پوری کر دی ہیں، کھلی ہوئی نعمتیں بھی اور پوشیدہ نعمتیں بھی)۔

قرآن کریم کے اشارے سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ انسان جس قدر تحقیق وجستجو کے میدان میں آگے بڑھتا ہے اس کائنات کی نت نئی نعمتیں اس کے سامنے واضح ہوتی جاتیں ہیں، چنانچہ ارشاد ہے:"وَالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیرَ لِتَرْکَبُوهَا وَزِینَةً وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ"(النحل:8)۔

آیت مذکورہ بالا میں جن سواریوں کا ذکر فرمایا ہے ان کو انسان استعمال کرتا ہی رہتا ہے، لیکن یہاں اس بات کی طرف بھی اشارہ موجود ہے کہ آئندہ انسان کی خدمت کے لئے ایسی چیزیں پیدا ہوں گی جو ابھی انسان کے علم میں نہیں آئی ہیں۔

مذکورہ بالا آیات کے علاوہ اور بھی بے شمار آیتیں ایسی ہیں جو تحقیق وجستجو کی دعوت دیتی ہیں، اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ جدید انکشافات اور تجربات کے ذریعہ کائنات کی پوشیدہ قوتوں تک رسائی حاصل کرنا اگر نیت صحیح کے ساتھ صحیح طریقے پر ہو تو وہ قرآن کریم کی نظر میں مذموم نہیں، بلکہ مطلوب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ہمیشہ تحقیق وجستجو کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے، چنانچہ ماضی میں کئی مسلم سائنس دانوں نے ایسے کارہائے نمایاں انجام دی ہیں، جو رہتی دنیا کے لئے مشعل راہ ہیں۔

الغرض مصنوعی ذہانت اور AI کا استعمال کرنا درست معلوم ہوتا ہے، البتہ شرعی امور اور علمی میدان میں اس بابت احتیاط کرنا چاہیے۔

"مَا یُرِیدُ اللَّهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْکُمْ مِنْ حَرَجٍ"(المائدۃ:6)۔

"وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّینِ مِنْ حَرَجٍ"(الحج:78)۔

"یُرِیدُ اللَّهُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیدُ بِکُمُ الْعُسْرَ"(البقرۃ:185)۔

"عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَعَنْ النَّبِیِّ ﷺقَالَ إِنَّ الدِّینَ یُسْرٌ وَلَنْ یُشَادَّ الدِّینَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا وَاسْتَعِینُوا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَیْءٍ مِنْ الدُّلْجَةِ"(صحیح البخاری1/69،38)۔

۲- مصنوعی ذہانت ایک انسانی ایجاد ہے اس میں جہاں ایک طرف بے شمار فوائد ہیں مثلاً کم وقت میں زیادہ کام ہوجانا وغیرہ تو وہیں دوسری طرف اس میں دھوکہ اور فراڈ کے امکانات بھی بہت زیادہ ہیں، اس لئے جن چیزوں کا تعلق شرعی امور سے نہ ہوں بلکہ انسانی خدمت کے لئے ہوں مثلا:

(۱) ایک مدت سے ٹول فری نمبر، واشنگ مشین، برتن دھونے کی مشین، کیلکولیٹر اور گیس سلنڈر بک کروانے اور

اس طرح کی دوسری خدمتیں اس جدید ترین ٹکنالوجی سے حاصل کی جارہی ہیں،لیکن کبھی دھوکہ اور فراڈ کا معاملہ سامنے نہیں آیا۔

اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ ان میں مصنوعی ذہانت سے استفادہ کرنے کی پوری گنجائش ہونی چاہیے۔

"عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ بِقَوْمٍ يُلَقِّحُونَ فَقَالَ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوا لَصَلُحَ قَالَ فَخَرَجَ شِيصًا فَمَرَّ بِهِمْ فَقَالَ مَا لِنَخْلِكُمْ قَالُوا: قُلْتَ: كَذَا وَكَذَا، قَالَ: أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ" (صحیح مسلم 12/54، 4358)۔

"عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ أَصْوَاتًا، فَقَالَ: مَا هَذَا الصَّوْتُ قَالُوا: النَّخْلُ يُؤَبِّرُونَهَا، فَقَالَ: لَوْ لَمْ يَفْعَلُوا لَصَلَحَ فَلَمْ يُؤَبِّرُوا عَامَئِذٍ فَصَارَ شِيصًا فَذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنْ كَانَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ دُنْيَاكُمْ فَشَأْنُكُمْ بِهِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أُمُورِ دِينِكُمْ فَإِلَيَّ۔ "(سنن ابن ماجہ 7/333، 2462)۔

(۲)اور ایسے معاملات جن میں دھوکہ اور تزویر یقینی ہو ان میں بالکل اجتناب لازم ہونا چاہیے۔مثلاً دوسروں کی آواز بنا کر یا ویڈیو بنا کر کسی معاملہ میں اس شخص کو مجرم ثابت کرنا، وغیرہ۔

"وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ" (الحج:30)۔

"لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ" (البقرۃ:205)۔

"إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ" (یونس:81)۔

(۳)البتہ علمی سوالات وجوابات، مضامین ورسائل اور تحریر وغیرہ کی تیاری میں اس سے استفادہ تو کیا جاسکتا ہے لیکن بغیر حوالے جات کے اعتماد نہ کیا جائے۔جب تک دوسرے معتبر ذرائع سے تائید وتوثیق نہ ہو قابل بھروسہ نہیں سمجھنا چاہیے۔

"عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ إِنَّ هَذَا الْعِلْمَ دِينٌ فَانْظُرُوا عَمَّنْ تَأْخُذُونَ دِينَكُمْ" (صحیح مسلم 1/33)۔

تفسیر قرطبی میں ہے: "وشرطی فی هذا الكتاب: إضافة الأقوال إلى قائليها والأحاديث إلى مصنفيها فإنه يقال من بركة العلم أن يضاف القول إلى قائله" (تفسیر القرطبی 1/3)۔

۳- ظاہر سی بات ہے کہ پہلے زمانے میں وسائل محدود تھے کسی تحریر کو تیار کرنے میں خاصا وقت لگ جاتا تھا، مواد کی تلاش وجستجو میں کافی دشواریاں سامنے آتی تھیں،لیکن رفتہ رفتہ سہولیات ہوتی گئیں اور مواد بھی آسانی کے ساتھ ملنے لگے، کتابت کی جدید سہولیات کمپوزنگ وغیرہ کی آسانیاں ہوگئیں،اور اب ٹکنالوجی اتنی ترقی پذیر ہوگئی کہ آناً فاناً سارا کام ہونے لگا۔لیکن بہر حال وقت اب بھی لگتا ہے،محنت اب بھی درکار ہے،اس لئے اپنی طرف منسوب کرنا درست معلوم ہوتا ہے۔تالیف کی تعریف سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے۔

تالیف کی تعریف:

"التألف والتأليف هو جعل الأشياء الكثيرة بحيث لا يطلق عليها اسم الواحد سواء كان لبعض أجزائه نسبة إلى البعض بالتقدم والتأخر أم لا"(التعریفات ص:71)۔

کیونکہ حق تصنیف وتالیف ایک قانونی وشرعی حق ہے، چنانچہ "الفقہ الاسلامی وادلتہ" میں ہے:

"أما حق المؤلف الذى يدخل تحت عنوان قانونى جديد، وهو الحق الأدبى فهو حق مصون فى تقديرى شرعاً على أساس قاعدة الاستصلاح أو المصلحة المرسلة"(الفقہ الإسلامی وأدلتہ 4/386)۔

آگے لکھتے ہیں:**"ويظل هذا الحق خالصاً دائماً له، ثم لورثته لقول النبى ﷺ فيما رواه البخارى وغيره: من ترك مالاً أو حقاً، فلورثته "**(الفقہ الإسلامی وأدلتہ 4/386)۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تصنیف وتالیف ایک ملکیت ہے، لہذا صاحب ملکیت کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا غلط ہے۔

"لأن العرف والقانون السائد اعتبر هذا الحق من جملة الحقوق الشخصية، والمنافع تعد من الأموال المتقوّمة فى رأى جمهور الفقهاء غير الحنفية، لأن الأشياء أو الأعيان تقصد لمنافعها لا لذواتها، والغرض الأظهر من جميع الأموال هو منفعتها، كما قال شيخ الإسلام عز الدين بن عبد السلام.

بل إن متأخرى الحنفية أفتوا بضمان منافع المغصوب فى ثلاثة أشياء: المال الموقوف، ومال اليتيم، والمال المُعَدّ للاستغلال"(الفقہ الإسلامی وأدلتہ 4/386)۔

ہر چند کے منافع مال متقوم ہے یا نہیں؟ جمہور فقہاء کے نزدیک مال متقوم ہے جبکہ حنفیہ کے نزدیک مال متقوم نہیں، البتہ متاخرین حنفیہ نے بھی منافع کو مال متقوم تصور کرتے ہوئے فتویٰ دیا ہے۔

اسی وجہ سے علماء کے مابین حق ایجاد وتصنیف کی خرید وفروخت کے جواز وعدم جواز میں اختلاف پایا جاتا ہے، چنانچہ مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مفتی شفیع صاحبؒ اس کے عدم جواز کے قائل ہیں، چنانچہ مفتی شفیع صاحبؒ "جواہر الفقہ" میں فرماتے ہیں: اپنی کسی تصنیف یا ایجاد کو رجسٹرڈ کرا کر دوسروں کو اس کی اشاعت یا صنعت سے روکنا جائز نہیں (جواہر الفقہ ۲/۳۳۵)۔

جبکہ جواز کے قائلین میں مفتی عبد الغنی رحمہ اللہ سابق مفتی مدرسہ امینیہ دہلی اور مفتی عبد الرحیم صاحب لاجپوریؒ

ہیں۔اسی کے قائل شیخ ابوالفتاح ابوغدہؒ بھی ہیں،جیسا ''الفقہ الاسلامی وادلتہ'' کی اوپر عبارت مذکور ہوئی،اسی طرح مفتی تقی عثمانی صاحب نے ''بیع حقوق المجردہ'' میں بڑی تفصیل سے اس پر روشنی ڈالی ہے۔رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے۔

''عَنْ أُمِّهَا عَقِيلَةَ بِنْتِ أَسْمَرَ بْنِ مُضَرِّسٍ عَنْ أَبِيهَا أَسْمَرَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَبَايَعْتُهُ فَقَالَ مَن سَبَقَ إِلَى مَاءٍ لَمْ يَسْبِقْهُ إِلَيْهِ مُسْلِمٌ، فَهُوَ لَهُ قَالَ: فَخَرَجَ النَّاسُ يَتَعَادَوْنَ يَتَخَاطُّونَ''(سنن أبی داود 8/310،2669)۔

وضاحت:البتہ اس جگہ غور طلب امر یہ ہے کہ جو مضامین یا مواد کسی ایپ میں محفوظ ہیں،اس ایپ کا استعمال قانونی طور پر کس کا حق ہے؟

اگر ایپ بنانے والی کمپنی افادہ عام کے لئے لوگوں کو مفت سروس فراہم کررہی ہے اور کوئی بندہ اپنا وقت لگا کر یا اپنی عقل استعمال کر اس ایپ سے استفادہ کررہا ہے تو ظاہر سی بات ہے کہ اجازت معنوی طور پر پائی جارہی ہے،اس لئے اس ایپ کے ذریعہ تیار کردہ تحریر کو اپنی طرف منسوب کرنا درست معلوم ہوتا ہے۔

اور اگر کمپنی اس ایپ کی مفت سروس فراہم نہیں کررہی ہے،تو اس کا مطلب ہے کہ اس ایپ میں محفوظ مواد کسی کے لئے استعمال کرنا درست نہیں،لیکن پھر بھی کوئی اس ایپ کو ہیک کر تحریر تیار کرتا ہے تو سرقہ میں داخل ہوگا۔اور تیار کردہ کتاب یا تحریر اپنی طرف منسوب کرنا درست نہ ہوگا۔

اور اگر اس ایپ کی سروس رقم سے خریدی گئی،اس کے بعد اس سے استفادہ کر تحریر تیار کیا،ظاہر ہے کہ اجازت حقیقی موجود ہے،اور اس ایپ سے اس نے جو تحریر یا کتاب تیار کی ہے وہ بعینہ کسی خاص کتاب یا کسی خاص مضمون کا نقل نہیں بلکہ انٹرنیٹ پر بیشمار پھیلی ہوئی تحریروں کا خلاصہ ہوتا ہے،اس لئے اس کو بھی اپنی طرف منسوب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہیے۔

۴- اذان ایک بدنی عبادت ہے،جس کی شریعت میں بڑی تاکید وفضیلت آئی ہے،شریعت اسلامیہ میں ہر عبادت کے لئے ایک مخصوص طریقہ ہے،جس کو اپنانے سے ہی وہ عبادت عبادت شمار ہوتی ہے،دوسری قوموں کی طرح رسمی طور پر گھنٹہ بجادینا یا آگ جلادینا یا کوئی اور طریقہ اختیار کرلینا مثلاً آج کل اہل ہنود کے مندر میں ریکارڈ کئے ہوئے بھجن یا منتر وغیرہ لگادینا کافی سمجھا جاتا ہے،بنفس نفیس شریک ہونا یا بذات خود محفل ومجلس میں شریک ہونا لازم نہیں سمجھا جاتا ہے،یا پھر چند لمحے کی حاضری کو پورے بھجن کے اوقات کی حاضری مان لی جاتی ہے۔ہماری شریعت اول دن ہی مشروعیت اذان کے وقت ان

باتوں پر پابندی لگادی ہے جیسا کہ اذان کی مشروعیت والی حدیث آگے آرہی ہے۔

اس لئے اذان میں مصنوعی ذہانت کا استعمال کر مقررہ وقت میں اذان دیدینا کافی نہیں ہوگا، بلکہ بدنی وجسمانی طور پر کسی انسان مع روح کا وجود لازم ہوگا۔

۱- کیونکہ اذان کے لئے اہلیت کا ہونا ضروری ہے اور مصنوعی ذہانت میں اہلیت مفقود ہے اس لئے مصنوعی ذہانت کا استعمال اذان کے لئے نہیں کیا جاسکتا ہے۔

"**أن يكون المؤذن مسلماً عاقلاً (مميزاً)، رجلاً، فلا يصح أذان الكافر، والمجنون والصبى غير المميز والمغمى عليه والسكران؛ لأنهم ليسوا أهلاً للعبادة**"(الفقہ الإسلامی وأدلتہ 1/615)۔

۲- اذان چونکہ بدنی عبادت ہے، اور مصنوعی ذہانت اس کا مکلّف نہیں ہے، "**لأن الأذان عبادة بدنية**"(الفقہ الإسلامی وأدلتہ 1/615)۔

۳- اذان کے لئے نیت کا ہونا شرط ہے یا نہیں یہ گرچہ فقہاء کے یہاں مختلف فیہ ہے لیکن قصد وارادہ ہر ایک مسلک میں لازم ہے، اور مصنوعی ذہانت میں یہ بات مفقود ہے۔

"**ولا يشترط النية عند الحنفية، والشافعية فى الأصح، لكن يشترط الصرف (أى عدم قصد غير الأذان) فلو قصد به تعليم غيره، لم يعتد به.**

وتشترط النية عند الفقهاء الآخرين، فإن أتى بالألفاظ المخصوصة بدون قصد الأذان لم يصح"(الفقہ الإسلامی وأدلتہ 1/616)۔

نیز اذان کی مشروعیت والی روایت سے بھی اس پر روشنی پڑتی ہے، کیونکہ اگر محض آگ جلادینا، یا گھنٹی بجادینا یا ناقوس وغیرہ کافی ہوجاتا تو پھر اذان کے لئے مستقل کلمات اذان کی تعلیم بذریعہ فرشتہ رہنمائی نا ملتی؟۔

"**عَنْ أَبِى عُمَيْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عُمُومَةٍ لَهُ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَاهْتَمَّ النَّبِىُّ ﷺ لِلصَّلَاةِ كَيْفَ يَجْمَعُ النَّاسَ لَهَا فَقِيلَ لَهُ انْصِبْ رَايَةً عِنْدَ حُضُورِ الصَّلَاةِ فَإِذَا رَأَوْهَا آذَنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَلَمْ يُعْجِبْهُ ذَلِكَ قَالَ فَذُكِرَ لَهُ الْقُنْعُ، يَعْنِى الشَّبُّورَ وَقَالَ: زِيَادٌ شَبُّورُ الْيَهُودِ فَلَمْ يُعْجِبْهُ ذَلِكَ، وَقَالَ: هُوَ مِنْ أَمْرِ الْيَهُودِ قَالَ فَذُكِرَ لَهُ النَّاقُوسُ، فَقَالَ: هُوَ مِنْ أَمْرِ النَّصَارَى فَانْصَرَفَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ وَهُوَ مُهْتَمٌّ لِهَمِّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأُرِىَ الْأَذَانَ فِى مَنَامِهِ، قَالَ: فَغَدَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّى لَبَيْنَ نَائِمٍ وَيَقْظَانَ إِذْ أَتَانِى آتٍ فَأَرَانِى الْأَذَانَ قَالَ: وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ؓ قَدْ رَآهُ قَبْلَ ذَلِكَ فَكَتَمَهُ عِشْرِينَ يَوْمًا قَالَ: ثُمَّ أَخْبَرَ النَّبِىَّ ﷺ فَقَالَ: لَهُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُخْبِرَنِى فَقَالَ سَبَقَنِى عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ**

فَاسْتَحْيَيْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا بِلَالُ قُمْ فَانْظُرْ مَا يَأْمُرُكَ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ فَافْعَلْهُ، قَالَ: فَأَذَّنَ بِلَالٌ" (سنن أبی داود 2/91، 420)۔

۵- اس وقت ذرائع ابلاغ کی کثرت ہے بیشمار کام انہیں کے ذریعہ وجود میں آرہے ہیں، مہینوں کا کام منٹوں میں انجام پارہا ہے، سماجی مسائل ہو یا عائلی، ملی کام ہو یا سیاسی، تجارت ہو کہ معیشت ہر میدان میں لوگ ان سے جڑے ہوئے ہیں، بالخصوص فون ایک ایسا وسیلہ بن گیا ہے کہ اس سے راہ فرار اختیار نہیں کیا جاسکتا، لہذا اگر فون کی آواز کو شرعاً غیر معتبر مان لیا جائے تو ملکی وسیاسی ان گنت پیچیدگیاں پیدا ہوجانا یقینی ہے۔

البتہ یہ ایک الگ مسئلہ ہے کہ اس کو ہیکر وغیرہ غلط استعمال کرکے کسی کی آواز کی نقالی ہو بہو کرڈالتا ہے، لیکن اس کی وجہ سے فون کی آواز کو یکسر غیر معتبر نہیں مانی جاسکتی۔

تجارت ومعیشت، شادی بیاہ، طلاق وخلع، وعدہ ومعاہدہ اور روزمرہ کی چہل پہل تو اسی پر قائم ودائم ہے، پھر اس کو کیسے مسترد کیا جاسکتا ہے۔ "أَنَّ الْأَمْرَ إِذَا ضَاقَ اتَّسَعَ، وَإِذَا اتَّسَعَ ضَاقَ۔ وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا بَعْضُهُمْ بِقَوْلِهِ: كُلُّ مَا تَجَاوَزَ عَنْ حَدِّهِ انْعَكَسَ إِلَى ضِدِّهِ" (الأشباہ والنظائر لابن نجیم، ص:84)۔

البتہ فریقین کے مابین اختلاف کی صورت میں دلائل وشواہد کی ضرورت پیش آتی ہے، ایسی صورت میں محض فون کی آواز کی بنیاد پر فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، بلکہ دیگر قرائن وشواہد سے مدد لی جائیگی، اگر دوسرے ذرائع سے کسی پہلو کی تائید ہوجائیگی تو اسی اعتبار سے حکم لگایا جائے گا۔

وضاحت: یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اس وقت ٹکنالوجی اتنی ترقی میں ہے کہ ایک ایک چیز کی تہہ تک پہونچنا آسان ہوگیا ہے، چنانچہ ہماری بات چیت، نقل وحرکت کی ریکارڈنگ ہوتی ہے، یہ اور بات ہے کہ کمپنیاں عمومی حالات میں ان کو منظر عام پر نہیں لاتی ہیں، لیکن اگر کسی مقدمہ یا ماڈرو غیرہ کی پیچیدگیوں کی گتھیاں سلجھانی ہو یا کسی مجرم کو پکڑنے کی ضرورت ہو اور مدعی کی طرف سے فون ریکارڈنگ کا مطالبہ ہوجائے تو کمپنیاں اسے فراہم کردیتی ہیں۔

لہذا اگر بالفرض کسی کی ناکہی ہوئی بات کسی کی طرف منسوب کردی جائے تو اس کی تحقیق کرسچائی سامنے لائی جاسکتی ہے۔ بنابریں محض اس شبہ کی بنیاد پر فون کی آواز کو کالعدم یا غیر معتبر نہیں مانی جاسکتی ہے۔

۶- کسی چیز کو ثابت کرنے کے لئے دلائل وشواہد اور گواہان کی ضرورت ہوتی ہے، اب اگر کسی شخص سے منسوب کوئی ویڈیو یا ریکارڈنگ ہو اور دیگر قرائن کے ذریعہ اس ویڈیو یا ریکارڈنگ کی سچائی ثابت ہوگئی ہو، مثلاً اس شخص کی نجی آئی ڈی میں وہ ویڈیو یا ریکارڈنگ موجود ہو یا اس نے اپنی نجی آئی ڈی سے اس کو نشر کیا ہے تو ایسے وقت میں اس کو شرعی طور پر قبول کیا

جاسکتا ہے۔اوراس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

وضاحت: جی پی ایس، ایک ایسا ایپ ہے جس میں تصویر کشی اور ویڈیو گرافی، ریکارڈنگ وغیرہ کا وقت، تاریخ اور مقام وغیرہ سب ریکارڈ ہوجاتا ہے، لہذا اگر کسی ویڈیو یا ریکارڈنگ کی تحقیق کرنے کی ضرورت ہوتو اس کے ذریعہ مدد لی جاسکتی ہے، چنانچہ جس شخص کی طرف کوئی ویڈیو یا ریکارڈنگ منسوب ہو وہ آدمی اس مقام پہ اس وقت اس تاریخ میں وہاں موجود تھا یا نہیں؟ اگر ثابت ہوجائے تو جرم کے ثابت کرنے یا واقعہ کی سچائی جاننے میں کافی مدد مل سکتی ہے۔

لیکن اگر محض ویڈیو یا ریکارڈنگ ہے اور جس کی طرف منسوب کیا جارہا ہے وہ اس کا انکار کررہا ہے تو ایسی صورت میں صرف ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ کی بنیاد پر کسی کے خلاف کوئی بات لازم قرار نہیں دی جاسکتی ہے۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَائَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ" (الحجرات:6)۔

"البينة على المدعي واليمين على من أنكر" (أصول البزدوی رص:175)۔

"ويلزم من انتفاء اللازم انتفاء الملزوم" (الإحکام للآمدی 1/231)۔

"الْأَصْلُ بَرَائَةُ الذِّمَّة" (الأشباہ والنظائر لابن نجیم رص:59)۔

"مَا ثَبَتَ بِيَقِينٍ لَا يَرْتَفِعُ إلَّا بِيَقِينٍ" (الأشباہ والنظائر لابن نجیم رص:59)۔

"الْيَقِينُ لَا يَزُولُ بِالشَّك" (الأشباہ والنظائر لابن نجیم رص:56)۔

"الْأَصْلُ بَقَاءُ مَا كَانَ عَلَى مَا كَانَ" (الأشباہ والنظائر لابن نجیم رص:57)۔

۷- اجیر کے ذمہ جو کام سپرد کیا جاتا ہے، مستاجر کو کام سے مطلب ہوتا ہے نا کہ طریقہ کام سے، اس لئے مذکورہ بالا تمام صورتوں میں مفوضہ کام کو انجام دینے والا قرار دیا جائے گا، اور ان کے لئے معاوضہ کا لینا شرعاً درست قرار دیا جائے گا۔

"الْأَجِيرُ الْخَاصُّ: هُوَ مَنْ يَعْمَل لِمُعَيَّنٍ عَمَلاً مُؤَقَّتًا، وَيَكُونُ عَقْدُهُ لِمُدَّةٍ .وَيَسْتَحِقُّ الْأَجْرَ بِتَسْلِيمِ نَفْسِهِ فِي الْمُدَّةِ؛ لأَنَّ مَنَافِعَهُ صَارَتْ مُسْتَحَقَّةً لِمَنِ اسْتَأْجَرَهُ فِي مُدَّةِ الْعَقْدِ" (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ 1/288)۔

چونکہ ٹکنالوجی کا دور ہے، اس میں آدمی کم وقت میں زیادہ کام انجام دیتا ہے، چیٹ جی پی ٹی ایک ایسا ایپ وجود میں آیا ہے، جس کے استعمال سے کافی سہولیات میسر ہورہی ہیں، مہینوں کا کام منٹوں میں وجود پارہا ہے، اس لئے اگر اس سہولت سے کوئی ملازم اپنا مفوضہ کام کی ذمہ داری بحسن خوبی انجام دیدیتا ہے تو اس کو بھی کام کرنے والا اور اپنی ڈیوٹی انجام دینے والا مانا جائے گا، اور اپنی مقرر کردہ اجرت کا مستحق ہوگا۔

مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ

مولانا محمد صابر حسین ندوی ☆

مصنوعی ذہانت کا استعمال:

قرآن مجید میں اللہ تعالی کی جانب سے وعدہ ہے کہ وہ قیامت تک نئی نئی چیزیں پیدا کرتا رہے گا، جو انسانوں کیلئے رحمت ہوسکتی ہیں، ایک جگہ ارشاد ہے: ''وَّ الْخَيْلَ وَ الْبِغَالَ وَ الْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَ زِيْنَةً وَ يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ'' (سورۂ نحل:۸) (نیز گھوڑے، خچر اور گدھے پیدا فرمائے؛ تاکہ تمہاری سواری اور زینت کے کام آئیں، اور ایسی چیزیں بھی پیدا کریں گے جن سے تم ابھی واقف نہیں ہو'')۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں: یعنی سواری کے کام آنے والے جانور تمہارے کام آچکے؛ لیکن تخلیق و پیدائش کا عمل ابھی رکا نہیں ہے؛ اس لئے نئی نئی چیزیں اور سواریاں وجود میں آتی رہیں گی؛ گویا اس میں جہاز، ٹرین، بسیں، تمام سواریاں اور ایجادات شامل ہیں، یہاں اللہ تعالی نے گھوڑے خچر اور گدھے کا صرف سواری کی حیثیت سے ذکر کیا ہے، اس سے معلوم ہوا ہے کہ ان جانوروں کا مقصد بار برداری کی ضرورت کو پورا کرنا ہے نہ کہ غذائی ضرورت کو؛ اسی لئے فقہاء کا اتفاق ہے کہ خچر اور گدھے حرام ہیں (المغنی ۱۳/ ۱۳۷)، گھوڑے کے سلسلے میں، چونکہ دو طرح کی روایتیں ہیں؛ اس لئے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک راجح قول کے مطابق گھوڑے کا گوشت مکروہ، یعنی حرام کے قریب ہے (ہدایہ ۲/ ۴۴۰)، اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے زینت و آرائش کی اور چیزیں ہیں، ویسے ہی اس کا ایک ذریعہ سواری بھی ہے، آج نت نئے ڈیزائن کی کاریں، بسیں اور ٹرینیں بنائی جارہی ہیں، وہ اس کی مثال ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ زینت اپنے آپ کی ہو یا مکان یا سواری کی، اگر اس میں کوئی حرام چیز استعمال نہ کی جائے اور اس کا مقصد تکبر اور دوسروں کو نیچا دکھانا نہ ہو تو اس کی گنجائش ہے (آسان تفسیر قرآن مجید)۔

اس آیت کے اخیر جزو پر غور کیجئے! تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی ایسی ایسی چیزیں پیدا کرے گا جس کا خیال

☆ جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور، کرناٹک۔

بھی انسانی دماغوں میں نہ آیا ہوگا، یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ضرورتوں کے تحت مفکرین نے ان چیزوں تک رسائی پائی جس نے انسانی زندگی آسان بنادی، انہیں میں سے ایک مصنوعی ذہانت (AI) یعنی آرٹیفیشل انٹیلیجنس بھی ہے۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ مشینوں اور کمپیوٹرز میں ذہانت اور انسانی فکری مہارت کا ملکہ پیدا کرنا اور ان سے کام لینا، اس کا دائرہ بہت وسیع ہوتا جارہا ہے، انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں اس کا دخل بڑھتا جارہا ہے، ایک اندازے کے مطابق مستقبل میں انسان انہیں مشینوں کے زر دگر دزندگی بسر کرے گا، بلاشبہ ہر شئ خیر وشر کے پہلو سے گھری ہوئی ہوتی ہے، اس دنیا میں مشکل ہے کہ یہ کہا جائے کہ کوئی چیز سراپا خیر ہی خیر ہے، اللہ کے رسول ﷺ کی باتیں اگر مستثنی کردی جائیں تو پھر اس زمرے میں کوئی چیز نہیں آسکتی، مصنوعی ذہانت بھی ایک طرف انسانی ترقی وتعمیر کا ایک عظیم ذریعہ ہے، نئی دنیا کی تخلیق اور ترقی کے اہم اسباب میں سے ایک سبب ہے، ساتھ ہی بہت سے جرائم، اخلاقی گرواٹ، خلفشار اور انتشار نے بھی اسی کی کوکھ سے جنم لے رہے ہیں۔

ایسا مانا جاتا ہے کہ مستقبل میں نوجوانوں کو بے روزگار کرنے میں اس کا بڑا ہاتھ ہوگا، ایک تازہ رپورٹ کے مطابق ایک سال کے اندر اندر کال سینٹر میں پوری طرح ان مشینوں کا قبضہ ہوجائیگا، جہاں اس وقت لاکھوں نوجوان برسر روزگار ہیں، مگر وہیں ماہرین کہتے ہیں کہ اس سے دوسرے ذرائع بھی پیدا ہوں گے اور نوکریوں کی راہیں کھلیں گی، شرعی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو کوئی بھی نئی چیز اسی وقت حرمت کے دائرے میں آسکتی ہے جب اس میں حرام ہونے کے عناصر پائے جائیں، قرآن وسنت رسول ﷺ کے احکام سے اس کا ٹکراؤ ہو، اسلام کے ثوابت سے تضاد ہو جن سے کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جاسکتا۔

اس اعتبار سے دیکھا جائے ان مشینوں سے کام لینا ایک مباح امر ہے، جس میں فی نفسہ کوئی شرعی قباحت نہیں؛ لہذا روزمرہ کے کاموں میں 'آرٹیفیشل انٹیلیجنس' کا استعمال جائز ہے، البتہ جس طرح دیگر مباح اشیاء کا حکم ہے کہ اگر اسے حرام اور ممنوع طریقہ پر استعمال کیا جائے یا ممنوع کام کے لیے استعمال کیا جائے تو ناجائز ہوگا، بعینہ وہی حکم اس کا بھی ہے۔

''تفسیر سخاوی'' میں ہے: ''**هو الذى خلق لكم ما فى الأرض جميعا**'' (سورۂ بقرہ:۲۹)، **فيه دليل على أن أصل الأشياء بعد ورود الشرع على الإباحة**''.

''**وعلى هامشه: الأصل فى الأشياء الإباحة؛ لأن الإباحة هى الحكم الأصلى لموجودات الكون، وإنما يحرم ما يحرم منها بدليل من الشارع لمضرتها، والدليل على أن الحكم الأصلى للأشياء النافعة هو الإباحة: قوله – تعالى – ممتنا على عباده: وسخر لكم ما فى السماوات وما فى الأرض جميعا منه إن فى ذلك لآيات لقوم يتفكرون** (الجاثية: 13)، **وقوله – تعالى:'' هو الذى خلق لكم**

ما فی الأرض جمیعا" (البقرة: 29)، **ولا یتم الامتنان ولا یکون التسخیر، إلا إذا کان الانتفاع بهذه المخلوقات مباحا**"(تفسیر سورۃ البقرۃ (مدنیۃ)،1/63،ط: دار النشر للجامعات)۔

علامہ سرخسی نے لکھا ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے جب تک کہ کوئی شرعی نہی نہ مل جائے:"**أن الأصل فی الأشیاء الإباحة، وأن الحرمة بالنهی عنها شرعا**"(باب الإکراہ، باب تعدی العامل،24/77،ط: دار الفکر)،اسی طرح علامہ جصاص بھی رقمطراز ہیں: "**لأن کل مباح حسن ولکنه لا ثواب فیه**"(سورۃ الإنعام،4/199،ط: دار إحیاء التراث العربی)۔

استفادہ کی بنیادی شرطیں:

مصنوعی ذہانت اس وقت نوجوانوں کی کشش کا محور ہے، یہ دن بدن بڑھتا جائے گا اور مستقبل میں مزید کارآمد ہوتا جائے گا،اس کی دو وجہیں سمجھ میں آتی ہیں:

پہلی وجہ: اس میں روزگار کیلئے بہت زیادہ تعلیمی لیاقت کی ضرورت نہیں؛ بلکہ فنون لطیفہ یا پھر سوشل میڈیائی کاموں میں مہارت کافی ہوتی ہے، جو عموماً تجربہ سے بھی حاصل ہوجاتی ہے، کام کے ساتھ دلچسپی پیدا کرنے اور آسانی وسہولت کے ساتھ پیسہ وناموری کا بھی بہترین ذریعہ ہے، جدید دور میں اس کی افادیت اور نوجوانوں میں اس کی بڑھتی ضرورت نے بھی ہر کسی کو متوجہ کیا ہے۔

دوسری وجہ: جدید ٹکنالاجی سے استفادہ نوجوانوں کی مجبوری بھی بن چکی ہے، اگر وہ کارپوریشن میں نوکری باقی رکھنا چاہتے ہیں اور اپنے کام کو بہتر انجام دینا چاہتے ہیں ضروری ہے کہ وہ ان مصنوعی ذہانت کی مشینوں سے واقف ہوں اور ان کے استعمال میں ید طولی رکھتے ہوں، ان سے کام کاج میں سہولت ملتی ہے، گھنٹوں کے کام منٹوں مُن ہوجاتے ہیں اور فکری و ذہنی تشویش بھی نہیں ہوتی۔

ایک عام آدمی کیلئے تو حدود و قیود کی کوئی بات نہیں؛ لیکن جو شخص مسلمان ہو اور شرعی پابندیوں کو تسلیم کرتا ہو، روزگاری کے ساتھ کلمہ لاالہ کے تقاضے کو یاد رکھتا ہو اس کیلئے مصنوعی ذہانت سے استفادہ کرنا بسا اوقات سوال کے دائرے میں آتا ہے، اس لئے کہ یہ مشینیں فحش کاموں، جرائم پیشہ، غبن، قتل اور لوٹ پاٹ کیلئے بھی استمال ہورہی ہیں، لوگ اس کے ایجاد پر جہاں تعمیری پہلوؤں کو لے کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں وہیں اس سے تخریبی کاموں میں استعمال کرنے کیلئے تیاریاں کر رہے ہیں؛ بلکہ جنگوں میں استعمال کرنے اور جرائم انجام دینے کیلئے استعمال کئے جارہے ہیں۔

پھر ایک دشواری یہ ہے کہ ان ایجادات پر عموماً صہیونی وصلیبی پنجوں کا دبدبہ ہے، جن کے نزدیک انسان کی تخریب ہی تعمیر ہے؛ بالخصوص مسلمانوں کو ان کے دینی خول سے نکالنا دنیا کی سب سے بڑی تعمیر کہلاتی ہے، جس کیلئے وہ کسی بھی حد تک جاسکتے ہیں؛ ایسے میں ان مشینوں سے استفاہ کیلئے چند اخلاقی وشرعی ضوابط کا خیال رکھنا چاہئے:

۱-لغویات کی گنجائش نہیں:

سب سے پہلے تو ایک مسلمان کو ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہئے کہ اس کے ذریعہ کوئی بھی غلط، فحش اور لایعنی چیز عام نہ ہو، یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ معاشرے میں کسی بھی طرح وہ برائی کا باعث نہ بنے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:"**إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة فى الذين آمنوا لهم عذاب اليم فى الدنيا والآخرة، والله يعلم وأنتم لاتعلمون**"(نور:۱۹)(جولوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بدکاری کا چرچا ہو، یقیناً ان کیلئے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتے ہیں تم نہیں جانتے)۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالی تنبیہ کی ہے:"**قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ**" (اعراف:۳۳)(آپ فرمادیجئے کہ میرے پروردگار نے تو صرف کھلی اور چھپی ہوئی بے حیائی کی باتوں کو، گناہ کو، ناحق ظلم کرنے کو، اللہ کے ساتھ کسی کے شریک ٹھہرانے کو- جس پر اللہ نے کوئی سند نہیں اُتاری ہے- اور بغیر جانے بوجھے اللہ پر جھوٹی باتیں گھڑنے کو حرام قرار دیا ہے)۔

'کھلی بے حیائی' سے مراد علانیہ بے شرمی کا کام کرنا ہے؛ جیسا کہ مشرکین بے لباس طواف کیا کرتے تھے، 'چھپی ہوئی بے حیائی' سے چھپ کر برائی کرنا مراد ہے، گناہ میں تمام گناہ کی باتیں شامل ہیں، 'ناحق ظلم' سے روکنے کا مقصد بندوں کے ساتھ حق تلفی اور ظلم وزیادتی کو منع کرنا ہے، شرک کو خاص طور پر منع کیا گیا اور چوں کہ مشرکین کہتے تھے کہ اللہ کے حکم ہی سے ہمارے آباء واجداد مشرکانہ افعال کرتے آئے ہیں؛ اس لئے اللہ کی طرف جھوٹی باتوں کی نسبت کرنے سے منع فرمایا گیا..... برائیوں کی ان تمام صورتوں سے بچنا ایک مسلمان پر فرض ہے۔ تو وہیں یہ بات ہمیشہ دل ودماغ میں بسالینی چاہئے کہ ایک مسلمان نبی رحمت کا امتی ہے، وہ بھی رحمت بنے، اسی لئے قرآن مجید میں صاف طور پر یہ بات کہہ دی گئی ہے کہ: "**وَتَعاوَنُوا عَلَى البِرِّ والتَّقْوى ولا تَعاوَنُوا عَلَى الإثْمِ والعُدْوانِ**" (مائدۃ:۲)(اور نیکی وپرہیزگاری میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو، گناہ اور زیادتی میں ایک دوسری کی مدد نہ کرو)۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب لکھتے ہیں: اسی سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو حکم اصل کا ہوتا ہے وہی اس کے ذرائع کا ہوتا ہے، جو بات دین میں مطلوب ہے اس میں تعاون بھی اسی درجہ مطلوب ہوگا اور جو بات گناہ کی ہو، اس میں تعاون بھی قریب قریب اسی درجہ کا ہوگا، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے کے ساتھ ساتھ اس میں ہر طرح کا تعاون کرنے والوں کو (بخاری، باب موکل الربا:۲۰۸۶) اور شراب پینے کے ساتھ ساتھ شراب پینے میں تعاون کرنے والوں پر بھی لعنت بھیجی ہے (مسند ابی یعلی عن ابن عمر ۹/۴۴۱، دیکھئے: آسان تفسیر قرآن مجید)۔

فقہی نظائر وامثال:

اسی لئے فقہاء نے یہ بات لکھی ہے کہ براہ راست کسی گناہ کے عمل میں ملوث نہ ہوں، اس طور پر وہ اپنا گھر، فلیٹ کرائے پر دے، اگر کوئی کام ایسا ہو جس کا تعلق براہ راست نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، مثلاً گانا، بجانا یہ کام جائز نہیں، اس لئے کہ گناہ پر معاملہ منعقد ہی نہیں ہوتا؛ لیکن اگر گانا لکھنے کیلئے کرایہ پر دیا ہو تو حرج نہیں؛ کیونکہ اس میں دوسرے پہلو بھی نکل سکتے ہیں:

وفی الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی (3/238):قال: "ولا يجوز الاستئجار على الغناء والنوح، وكذا سائر الملاهي"؛ لأنه استئجار على المعصية والمعصية لا تستحق بالعقد".

وفی بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع (4/189):"وعلى هذا يخرج الاستئجار على المعاصي،أنه لا يصح؛لأنه استئجار على منفعة غير مقدورة الاستيفاء شرعا كاستئجار الإنسان للعب واللهو، وكاستئجار المغنية، والنائحة للغناء، والنوح بخلاف الاستئجار لكتابة الغناء والنوح أنه جائز؛ لأن الممنوع عنه نفس الغناء، والنوح لا كتابتهما، وكذا لو استأجر رجلا ليقتل له رجلا أو ليسجنه أو ليضربه ظلما، وكذا كل إجارة وقعت لمظلمة؛ لأنه استئجار لفعل المعصية، فلا يكون المعقود عليه مقدور الاستيفاء شرعا".

وفی الفتاوی الہندیۃ (4/450):"مسلم آجر نفسه من مجوسي ليوقد له النار، لا بأس به" (کذا فی الخلاصۃ)۔

وفی فقہ البیوع (2/263): "وقدمنا في مبحث الإعانة على المعصية، أن ماتخلل فيه عمل عامل مختار لايعد في الإعانة المحرمة، إلا إذاقصد الإعانة، أو صرح به في العقد.ثم إن استخدام هذه الأشياء سبب بعيد للوقوع في المعصية، فلا يكره تحريما، ولكن بماأن معظم كسب البنوك الربويةحرام، فالأولى التنزه معهم، ولو بتسبب بعيد"۔

مگر جب صورتحال ایسی ہو جائے کہ حلال اور حرام میں تمیز مشکل ہو، یہ فرق نہ کیا جا سکتا ہو کہ اس میں حرام اور حلال کی فیصد کیا ہے؟ ایسے میں فقہاء نے یہی بات کہی ہے کہ معاملہ گنجلک ہونے کی وجہ سے یہ دیکھا جائے گا کہ اس میں کس کا فیصد زیادہ ہے، اگر حلال کا فیصد زیادہ ہو تو پھر اس میں کام کرنے کی اجازت ہوگی، "فتاوی ہندیہ" میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ اگر کسی ظالم بادشاہ کی جانب سے ہدیہ ملے تو اسے قبول نہیں کرنا چاہئے؛ لیکن یہ معلوم ہو جائے کہ وہ تجارت وزراعت کے ذریعہ بھی

آمدنی حاصل کرتا ہے اور امکان ہے کہ یہ جائز وسیلہ زیادہ فیصد میں ہو تو پھر اس کا ہدیہ لیا جاسکتا ہے، اس لئے کہ عموماً تھوڑا بہت حرام مال تو در آتے ہیں؛ لیکن اس میں اکثر کا اعتبار ہوتا ہے، یہی مسئلہ ایک سودی کاروبار کرنے والے کے ہدیہ اور دعوت کے سلسلہ میں بھی وارد ہے:

وفی الفتاوی الہندیۃ (5/ 342): "ولا يجوز قبول هدية أمراء الجور؛ لأن الغالب فى مالهم الحرمة، إلا إذا علم أن أكثر ماله حلال بأن كان صاحب تجارة أو زرع فلا بأس به؛ لأن أموال الناس لا تخلو عن قليل حرام فالمعتبر الغالب، وكذا أكل طعامهم، كذا فى الاختيار شرح المختار.وفيها (5/ 343):آكل الربا وكاسب الحرام أهدى إليه أو أضافه وغالب ماله حرام لا يقبل، ولا يأكل ما لم يخبره أن ذلك المال أصله حلال ورثه أو استقرضه، وإن كان غالب ماله حلالا لا بأس بقبول هديته والأكل منها، كذا فى الملتقط.وفيها أيضا (5/ 342):أهدى إلى رجل شيئا أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس إلا أن يعلم بأنه حرام، فإن كان الغالب هو الحرام ينبغى أن لا يقبل الهدية" ۔

۲-ملحدانہ مواد فیڈ نہ کیا جائے:

مصنوعی ذہانت میں ملحدانہ مواد فیڈ کرنا، جو مسلمانوں کو دین بیزار کرنے والے ہوتے ہیں، اسلام سے دور، مغربی افکار سے قریب اور شیطانیت کا ہم نوا بنانے والے ہوتے ہیں، بلاشبہ یہ جائز نہیں ہے، اگر کہیں کسی غیر مسلم کی جانب سے کوئی مشین ملتی ہے کہ جس میں ملحدانہ مواد فیڈ کیا گیا ہو تو اس مسلمان کو چاہئے کہ اس کے نظام سے اسے ڈلیٹ کر کے ہی آگے بھیجے، اسلام کا بنیادی نقطہ تو یہی ہے کہ برائی جڑ سے ختم کر دی جائے، اسی لئے جو لوگ برائی عام کرتے ہیں ان کیلئے نہ صرف دنیا بلکہ آخرت میں عذاب رکھا گیا ہے، فقہاء نے بھی ایک مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص جانور سے بدفعلی کرلے تو اس شخص کو تو تعزیر کیا ہی جائے گا، ساتھ ہی اس جانور کو بھی قتل کر دیا جائے گا، اس لئے کہ وہ معاشرے میں اگر رہا تو پھر لوگ اسے دیکھ/ دیکھ کر برائی کو یاد کریں گے، وہ ایک برائی کی طرف اشارہ کرنے والا بنے گا، مشہور محقق، فقیہ علامی شامی لکھتے ہیں:

"(و) لايحد بوطء (بهيمة) بل يعزر وتذبح ثم تحرق، ويكره الانتفاع بها حية وميتة مجتبى. وفى النهر: الظاهر أنه يطالب ندبا لقولهم تضمن بالقيمة.مطلب فى وطء الدابة.....(قوله: وتذبح ثم تحرق) أى لقطع امتداد التحدث به كلما رئيت وليس بواجب، كما فى الهداية وغيرها، وهذا إذا كانت مما لاتؤكل، فإن كانت تؤكل جاز أكلها عنده .وقالا: تحرق أيضًا، فإن كانت الدابة لغير الواطء يطالب صاحبها أن يدفعها إليه بالقيمة ثم تذبح، هكذا قالوا، ولايعرف ذلك إلا سماعًا

فيحمل عليه، زيلعي ونهر (قوله: الظاهر أنه يطالب ندبا إلخ) أى قولهم يطالب صاحبها أن يدفعها إلى الواطء ليس على طريق الجبر.وعبارة النهر: والظاهر أنه يطالب على وجه الندب، ولذا قال فى الخانية: كان لصاحبها أن يدفعها إليه بالقيمة .اه .وعبارة البحر: والظاهر لايجبر على دفعها"(الدرالمختار وحاشیہ ابن عابدین ردالمحتار ۴/۲۶)۔

اسی طرح حضور ﷺ کی جانب سے ایک عام اصول بیان کردیا گیا ہے کہ: "**لاضرر ولا ضرار**" (سنن ابن ماجہ:۱۹۰۹، اس مفہوم کی متعدد روایتیں منقول ہیں،مثلا: "لاضررفی الاسلام"(البیان والتعریف ۳/۳۲۳،اسباب ورود الحدیث للسیوطی ۲۰۶/۲۰۷)"من ضار مسلما ضارہ اللہ"(ابوداؤد ۳۶۳۵،ترمذی ۱۹۴۰)(نہ نقصان اٹھاؤ اور نہ نقصان کا باعث بنو)۔

علامہ شامی نے لکھا ہے کہ ہر وہ چیز جو برائی کی طرف لے جائے وہ جائز نہیں ہے، چنانچہ یہ اصول نقل کیا گیا ہے: "**كل ماأدى الى مالايجوز لايجوز**"(الدرمع الرد ۹/۵۱۹)، ظاہر سی بات ہے کہ ایک ملحدانہ اور مشرکانہ مضمون کہیں نہ کہیں کمزور ایمان اور کم علم افراد کے ذہن کو مشکوک کردیتا ہے، اس لئے اس سے بچنا اور دوسروں کو بھی بچانا لازمی ہے۔

۳-قتل وغارت گری کا آلہ نہ بنائیں:

مستقبل قریب میں ممکن ہے کہ ان مشینوں سے قتل وغارت گری میں مدد لی جائے؛ بلکہ اب بھی انہیں کے ذریعہ رزم گاہ سجائی جارہی ہے، اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کہ فتنہ وفساد مچایا جائے،قتل وقتال کیا جائے؛البتہ مسلم ممالک دشمنوں پر دھاک جمانے کیلئے ان مشینوں کو جنگی صورتحال کیلئے تیار رکھ سکتے ہیں؛ بلکہ رکھنا چاہئے، اب جنگیں میدان مین نہیں،ٹکنالاجی کے ذریعہ سے لڑی جارہی ہیں۔

اسلام کوئی بھی ایسی چیز جس کی وجہ سے انسانی صحت پر اثر پڑتا ہو، یا کسی فتنہ کا ذریعہ بنتا ہو،تو اس کے استعمال کی اجازت نہیں دیتا؛اور اگر ضرورتا اس کی اجازت دی جائے،تو بقدر ضرورت اس کی تحدید کی جائے گی؛لیکن محض تخیل وتخمینہ کی وجہ سے مباح پر پابندی لگانا مناسب نہیں، کیونکہ جب اصل اباحت ہے،تو یہ بھی اصول ہے کہ: " **اليقين لايزول بالشک**"(الاشباہ للسیوطی ۵۰،ابن نجیم ۵۶،الوجیز ۱۰۲،دررالاحکام ۴)، البتہ اگر اسکے مفاسد یقین کا مقام پالیں تو پھر اس کا استعمال درست نہ ہوگا، اس لئے اللہ تعالی ارشاد ہے:"**ولاتقتلوا أنفسكم إن الله كان بكم رحيما**" (نساء:۲۹)،اور فرمایا: "**ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة وأحسنوا إن الله يحب المحسنين**" (بقرۃ:۱۹۵)،اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:"**لاضرر ولاضرار**"(ابن ماجہ:۲۵۰)۔

تعمیری کام کیلئے استعمال ہو:

ان منفی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ اس کے بہت سے مثبت اور مفید پہلو بھی ہیں اور اس کا صحیح استعمال کر کے اسلامی اور انسانی نقطہ نظر سے بہت سیا چھے کام کئے جاسکتے ہیں، جن کا تذکرہ مناسب ہوگا:

۱۔ بچوں، جوانوں، عورتوں، بوڑھوں اور عام مسلمانوں میں ان کی ضرورت کے لحاظ سے دین کی تعلیم واشاعت اور اخلاقی تربیت کے لئے اس کو آسانی کے ساتھ بہت موثر طریقہ پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ صحت وعلاج کے شعبہ میں بھی اس سے مدد لی جاسکتی ہے؛ بلکہ لی جارہی ہے، بہت سے مریض جن کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ان کی دیکھ ریکھ کرنے میں ان مشینوں سے کام لیا جارہا ہے۔

۳۔ جو عمل عام حالات میں جائز نہیں ہے، وہ ان ذرائع کے ذریعہ بھی جائز نہیں ہے، جیسے: جھوٹ، بہتان تراشی، لوگوں کی کوتاہیوں کو طشت از بام کرنا، مذاق اُڑانا، سب وشتم کے الفاظ لکھنا یا کہنا، یہ سب کبیرہ گناہ ہیں اور ان سے بچنا شرعی فریضہ ہے۔

مصنوعی ذہانت سے تیار کردہ کتاب:

چیٹ جی پی ٹی یعنی جنریٹیو پری ٹرینڈ ٹرانسفارمر- یہ امریکی کمپنی اوپن اے آئی کے تیار کردہ ٹول ہے جس کے ذریعہ آپ مختلف سوالات کے جواب جان سکتے ہیں، کوڈنگ سیکھ سکتے ہیں اور بھی بہت کچھ ایسا کر سکتے ہیں جو پہلے کرنا بہت مشکل ہوتا تھا، اس کی افادیت کے پیش نظر بڑی بڑی کمپنیاں اسے بہتر سے بہتر بنانے پر کام کررہی ہیں، مضامین، مقالے اور دفات میں کام آنے والی فائلیں، درخواستیں اور دیگر چھوٹی بڑی معلومات کیلئے اس کا استعمال خوب کیا جارہا ہے، اس کی خوبی یہ ہے کہ آپ مضمون سے متعلق سوال کریں گے اور اس کے پاس موجود جواب آپ کی اسکرین پر ظاہر ہوجائے گا، اب تو وائس سسٹم بھی آگیا ہے، جس میں پندرہ سیکنڈ کی آڈیو ڈالئے اس کے بعد یہ مکمل تقریر سنائے گا۔

مصنوعی ذہانت سے استفادہ کرتے ہوئے مضامین تیار کرنا اور پھر اسے کتاب بنا کر اپنا نام ڈالنا، اس سلسلہ میں چند باتیں قابل گور ہیں:

۱۔ مصنوعی ذہانت سیوہ مضامین تیار ہوسکتے ہیں، جن میں تحقیقات کا معیار نہیں ہوتا، حوالے جات، تجزیہ وتحلیل کی اس میں صلاحیت نہیں، وقت اور حالت کے مطابق اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، جذبات کی نمائندگی نہیں ہوتی؛ اسی طرح اس کا ادبی پہلو بھی بے حد کمزور ہے، کنایات، اشارات، ادبی باریکیاں اس میں نہیں پائی جاتیں، چنانچہ کوئی شخص تادم تحریر اس سے محقق اور ادیب نہیں بن سکتا۔

۲۔جومضامین بھی ملتے ہیں ان میں بھی تصحیح کی ضرورت ہوتی ہے؛یعنی ایسانہیں ہے کہ کوئی شخص اگر اہلیت نہ رکھتا ہوتو وہ بھی اس سے استفادہ کرلے،یقیناً عام معلومات کیلئے کافی ہے؛لیکن اسے مستقل مضمون بنانا،کتابی شکل دینا آسان نہیں،یہ وہی کرسکتا ہے جوتصنیف وتالیف کا ذوق رکھتا ہو،اور لکھنے پڑھنے کی صلاحیت سے بھرپور ہو۔

ایسے میں اگر کوئی ان تولس سے استفادہ کرتے ہوئے کتاب تیار کرتا ہے کہامانت ودیانت کی بات یہ ہے کہ جتنا حصہ یعنی قابل ذکراس نے چیٹ جی پی ٹی سے اخذ کیا ہے اس کا حوالے دے دے،اس کے بعد اگر وہ اس کتاب پر اپنا نام درج کرے توحرج نہیں؛لیکن اگران مواد میں کسی بھی طرح کا کوئی دخل نہ ہوتو پھر اسے اپنی طرف منسوب کرنا خیانت کی بات معلوم ہوتی ہے۔

اے آئی سے اذان کا حکم:

اذان کیلئے فقہاء نے لکھا ہے کہ بالغ شخص ہی دے،یہ افضل ہیاور اگر کوئی بچہ دے رہا ہوتو ضروری ہے کہ عقل ممیّز رکھتا ہو،ایسے میں اگر کوئی بچہ اذان دے اور وہ ناسمجھ ہوتو اذان لوٹائی جائے گی۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:"(ویجوز) بلا کراهة (أذان صبی مراهق).(قوله: بلا کراهة) أی تحریمیة؛ لأن التنزیهیة ثابتة؛ لما فی البحر عن الخلاصة: أن غیرهم أولی منهم .اه .ح.أقول: وقدمنا أول کتاب الطهارة الکلام فی أن خلاف الأولی مکروه أولا فراجعه.(قوله: صبی مراهق) المراد به العاقل، وإن لم یراهق، کما هو ظاهر البحر وغیره، وقیل: یکره لکنه خلاف ظاهر الروایة، کما فی الإمداد وغیره، وعلی هذا یصح تقریره فی وظیفة الأذان، بحر"(الدرالمختاروحاشیہ ابن عابدین،ردالمحتار۱/۳۹۱)۔

''فتاوی ہندیہ''میں یہی بات ظاہرالروایہ کے حوالے سے لکھی گئی ہے:"أذان الصبی العاقل صحیح من غیر کراهة فی ظاهر الروایة ولکن أذان البالغ أفضل وأذان الصبی الذی لایعقل لایجوز، ویعاد وکذا المجنون .هکذا فی النهایة"(ہندیہ:۱/۵۴)۔

علامہ ابن نجیم مصری نے بھی یہی رقم کیا ہے: "وأما العقل فینبغی أن یکون شرط صحة؛ فلایصح أذان الصبی الذی لایعقل والمجنون والمعتوه أصلاً، وأما الصبی الذی یعقل، فأذانه صحیح من غیر کراهة فی ظاهر الروایة، إلا أن أذان البالغ أفضل، کذا فی السراج الوهاج .وفی المجمع: ویکره أذان الصبی ویجزء، وأطلقه فعلی هذا یصح تقریره فی وظیفة الأذان"(البحرالرائق:۱/۲۷۹)۔

اس طرح اگر دیکھا جائے تو اے آئی کے نظام سے اذان دینا درست نہ ہوگا؛کیونکہ وہ ایک سسٹم ہے جو مکلّف نہیں

ہے، بچہ کی لاابالی اور اس کی غیر استقلالی کیفیت تقریباً میشن میں بھی پائی جاتی ہے؛ کہ کبھی بھی وہ خراب ہوسکتی ہے، اس کا نظام بگڑ سکتا ہے، نیز ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس سے انسانوں کو ثواب سے محروم کرنا لازم آئے گا، کوئی ایسا کام جو مباح ہے اس میں مشینوں سے تعاون لینا کوئی امر قبیح نہیں؛ لیکن جو خالص عبادت ہے اس عبادت میں مشین کو شامل کرنا اور خود کو اس سے الگ کرنا شرعی تکلیف سے بھاگنا لازم آئے گا، نیز یہ ایک دروازہ کھولے گا جس سے لوگ امامت اور قرآن کی تلاوت، حج اور دیگر عبادتیں بھی انجام دینے کی باتیں کریں گے۔

البتہ بعض فقہاء نے اذان کو اعلان لکھا ہے، علامہ کاسانی نے خاتون کی اذان پر بحث کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ اس کا اذان دینا درست نہیں؛ لیکن اگر دے دے تو لوٹانے کی ضرورت نہیں؛ کیونکہ مقصود (اعلان) حاصل ہو چکا ہے:"(منها): أن يكون رجلاً، فيكره أذان المرأة باتفاق الروايات؛ لأنها إن رفعت صوتها فقد ارتكبت معصيةً، وإن خفضت فقد تركت سنة الجهر؛ ولأن أذان النساء لم يكن في السلف فكان من المحدثات، وقد قال النبي ﷺ: كل محدثة بدعة، ولو أذنت للقوم أجزأهم حتى لاتعاد؛ لحصول المقصود وهو: الإعلام" (بدائع الصنائع:۱/۱۵۰)۔

امام ابوحنیفہؒ سے بھی بچہ کی اذان کے تعلق سے یہی بات روایت کی گئی ہے:"وروى عن أبي حنيفة أنه يستحب الإعادة، وكذا أذان الصبي العاقل، وإن كان جائزاً حتى لايعاد ذكره في ظاهر الرواية؛ لحصول المقصود وهو: الإعلام" (بدائع الصنائع:۱/۱۵۰)، اس سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر کبھی اے آئی کے ذریعہ اذان دے دی جائے تو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہوگی، مگر اسے مستقل نصب کر دینا درست نہ ہوگا، یہ شرعی مصالح اور تقاضے کے خلاف ہے۔

ویڈیو، آڈیو ریکارڈنگ کا حکم:

اے آئی سیاب کسی بھی شخص کی آواز، جسم اور اس کی ہیئت بنانا آسان ہوگیا ہے، بلکہ اب تو دیکھا جارہا ہے کہ مردوں کی آواز، ویڈیوز بنائی جارہیں ہے، اگر کوئی اے آئی کے فیچر سے واقف نہ ہو تو اس کیلئے سچ اور جھوٹ کا سمجھنا مشکل ہے، مگر ماہرین کیلئے یہ بات آسان ہے، سوفٹ ویئر انجینئرنگ میں اب باقاعدہ یہ شامل ہے، اس کی تعلیم ہوتی ہے اور ان کی خدمات سے حکومتیں اور عالمی طاقتیں استفادہ کررہی ہیں۔

شرعی اعتبار سے ان آڈیو، ویڈیو وغیرہ کا اعتبار مصالح کو سامنے رکھ کر کیا جائے گا، ایسا نہیں ہے کہ انہیں دیکھ کر محض اسی پر اعتماد کرتے ہوئے کوئی حکم سنا دیا جائے گا، یہ عدل کے تقاضہ اور انصاف کے خلاف ہے، جیسے فقہاء کے نزدیک قضاء علی

الغائب یا قضاء للغائب کا مسئلہ ہے، محققین نے اسے مصالح سے معلق کیا ہے، خود شامی نے مکمل بحث کی اور اخیر میں یہ جملہ کہا ہے: ''**وظاهره، لو كان القاضي حنفياً، ولو في زماننا ولا ينافي ما مر؛ لأن تجويز هذا للمصلحة والضرورة...**''(اور اس کا ظاہر یہ ہے کہ اگر چہ قاضی حنفی ہو یا ہمارے زمانے میں ہو اور یہ فیصلہ گزشتہ اقوال کے منافی بھی نہیں ہے؛ کیونکہ اس کا جواز مصلحت اور ضرورت کی بنا پر ہے)(الدر المختار وحاشیہ ابن عابدین ۴/ ۴۱۴-کتاب القضاء ... مطلب فی قضاء القاضی بغیر مذھبہ)۔

اسی طرح کتاب القاضی الی القاضی کا مسئلہ ہے، جس کے اعتبار کیلئے فقہی کتابوں مثلاً ہدایہ اور درمختار وغیرہ میں یہ شرطیں مذکور ہیں:

۱۔قاضی اپنی کتاب پر دو شاہد ٹھہرائیا وران شاہدوں کو اس کتاب کا مضمون پڑھ کر سنادے یا سمجھادے۔

۲۔ان گواہوں کے سامنے اس کتاب پر مہر کردے اور یہ مہر خط کے مضمون کے نیچے نہ ہو؛ بلکہ خط بند کرنے کے بعد اس کے اوپر مہر کی جائے۔

۳۔پھر یہ کتاب شاہدوں کو مجلس قضا ہی میں حوالہ کردیا جائے؛ ورنہ یہ حوالگی صحیح نہیں ہوگی۔

۴۔اس کتاب کا ایک مثّنی بغیر مہر کئے ہوئے شاہدوں کو دے جو ان کے ساتھ اس مقصد سے رہے کہ قاضی کی کتاب میں جو کچھ لکھا گیا ہے، اس کے یاد رکھنے میں وہ معین ہو اور ادائے شہادت میں غلطی نہ ہو۔

۵۔مکتوب الیہ کا پتہ خط کے اندر ہو، اگر خط بند کرنے کے بعد عنوان اوپر میں لکھا جائے گا تو قابل قبول نہ ہوگا۔

دراصل یہ صاحب ہدایہ وغیرہ کے عہد کی عملی صورتیں ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ کوئی نصین یا اجماع وقیاس سے ثابت ہیں؛ یہی وجہ ہے کہ اس میں ہمیشہ وقت کے ساتھ مناسب تبدیلیاں کی جاتی رہی ہیں، شامی نے امام ابو یوسف کا مسلک لکھا ہے کہ خط لے جانے والے کو قاضی صرف یہ کہہ دے کہ یہ اس کی کتاب ہے، اس کے علاوہ کوئی چیز ان کے نزدیک شرط نہ تھی (ردالمحتار: ۴/ ۳۵۲-باب کتاب القاضی الی القاضی وغیرہ)۔

قاضی عبدالصمد رحمانیؒ نے جامع بات کہی ہے کہ: '' دراصل کتاب ''حمل کتاب'' میں جو چیز قابل اعتناء اور قابل لحاظ ہے وہ حملۃ الکتاب کی عدالت وصداقت اور ظاہر حال کی دیانت ہے، اگر ذریعہ حمل کتاب قابل وثوق ہیا ور قابل اطمینان ہے تو اس سے کتاب بھیجنے کا کام لیا جاسکتا ہے؛ چاہے وہ شخص مسلمان ہو یا کافر.... ''۔

مولانا نے اس پر عہد رسالت ﷺ میں بھیجے گئے خطوط پھر عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھیجے گئے خطوط کا تذکرہ کیا ہے اور پھر لکھا ہے: '' بہر حال کتاب القاضی الی القاضی کے متعلق جو شرطیں فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں، ان کی زیادہ تر

بنیادعرف پر ہے، چنانچہ عنوان کے متعلق اس شرط پر کہ:"**فلو کان العنوان علی ظاهره لم یقبل ..**"(اگرعنوان اس کے ظاہر پر ہوتو قبول نہیں کیا جائے گا)... صاحب درمختار نے لکھا ہے:" **هذافی عرفهم، وفی عرفنا یکون علی الظاهر فیعمل به...**"(یہ ان لوگوں کے عرف میں ہے، اور ہمارے عرف میں ہے کہ ظاہر پر ہوتا ہے؛ لہذا اسی پر عمل کیا جائے گا)(درمختار ۴/ ۳۸۷)۔

دراصل اس سلسلہ میں جوضروری چیز ہے وہ ذریعہ حمل کا قابل اعتماد اور قابل اطمینان ہونا ہے؛ لہذا جس زمانے میں جوصورت قابل اعتماد اور قابل اطمینان ہوگی اس کو ارسال کتاب کا ذریعہ بنانا صحیح ہوگا(کتاب الفسخ والتفریق:۲۰۳)۔

ٹھیک یہی بات وڈیوز اور آڈیوز وغیرہ کے تعلق سے کہی جاسکتی ہے؛ کہ عرف کے مطابق ان میں فیصلہ کیا جائے گا، خدشات اور دھوکے ان میں بہت زیادہ پ بڑھ گئے ہیں، چنانچہ اطمینان ضروری ہے، تحقیقات سے استفادہ کیا جائے تبھی اسے قابل رد یا قابل قبول سمجھا جائے گا، دراصل ہماری بہت بڑی کمی ہے کہ ہم جدید ٹیکنالوجی سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھاتے؛ حتی کہ مجتہد فیہ مسائل میں بھی گنجائش کے باوجود جدید ٹیکنالوجی کو نظر انداز کرتے ہیں، آج کے اس دور میں دفاتر کی کاروائی کا سارادارومدار ٹیکنالوجی پر ہے، صحیح انٹرنیٹ ڈیٹا بیس کمپیوٹر سائنس کے ماہرین اور ماہرین ٹیکنالوجی کی اشد ضرورت ہے، اس طرح کے معاملات میں ہم جس قدر ٹیکنالوجی کے قریب ہوں گے اتنا ہی معاملہ آسان بنا سکتے ہیں اور یہ کوئی شرعی حدود سے باہر نہیں ہیں، وسائل کو اختیار کرنا اور ان سے استفادہ کرنا شرعی حدود کی ہی بات ہے۔

اساتذہ، علمی کاموں کا معاوضہ لینا:

اے آئی کے ذریعہ علمی وتصنیفی کام کرنے میں آسانیاں پیدا ہوگئی ہیں، تعلیمی میدانوں سے متعلق افراد بھی اس سے خوب استفادہ کررہے ہیں، سبق کی تیاری، نوٹس بنانا وغیرہ، اس سلسلہ میں ادارے سے مکمل تنخواہ لینا اور ان ٹولس سے استفادہ کرکے علمی کاموں کو انجام دینے پر اعتراض کیا جاتا ہے؛ حالانکہ دیکھا جائے تو جدید ٹکنالاجی سے فائدہ اٹھانا بھی علمی لیاقت و صلاحیت کی ہی بات ہے، جب کوئی شخص علمی کاموں کو انجام دے اور ان ذرائع سے استفادہ کرے تو یقیناً اس میں اس کی قابلیت کا دخل ہے، علمی کام کل علمی صلاحیت کی اجرت ہے تو پھر ان ذرائع سے استفادہ کرلینے پر اجرت کی نفی کرنا ناقابل فہم بات لگتی ہے، اس مسئلہ پر تین اہم باتیں پیش نظر رہنی چاہئیں:

پہلی بات: عقد کرلیا گیا ہو:

اس تعلق سے بنیادی بات قرآن مجید میں یہ کہی گئی ہے: "**یٰأَیُّهَا الَّذینَ ئامَنوا أَوفوا بِالعُقودِ**"(مائدۃ:۱)(اے وہ لوگو جو ایمان لاچکے ہو! عہد پورے کیا کرو)۔

حضور ﷺ نے ارشادفرمایا: "**الصلح جائز بين المسلمين، إلا صلحا حرم حلالا، أو أحل حراما، والمسلمون على شروطهم، إلا شرطاحرم حلالا، أو أحل حراما**" (سنن الترمذی، أبواب الأحکام، باب ماذکرعن رسول اللہ ﷺ فی الصلح بین الناس، رقم: ۱۳۵۲)، عقد کے معنی کسی چیز کو باندھنے کے ہیں، وعدہ بھی انسان کے لئے ایک اخلاقی بندش ہے؛ اسی لئے اس کو بھی عقد کہتے ہیں، اس لئے یہاں جس عہد کی پابندی کا حکم دیا گیا ہے، وہ شریعت کے تمام احکام کو شامل ہے؛ کیوں کہ مومن نے اللہ تعالیٰ سے پوری شریعت پر عمل کرنے کا عہد کر رکھا ہے، نیز انسان باہم ایک دوسرے سے جو عہد کرتا ہے، اگر وہ کسی ناجائز اور خلاف شرع بات سے متعلق نہ ہو تو وہ بھی اس میں شامل ہے، اور اس کو پورا کرنا بھی واجب ہے۔

دوسری بات: عرف کا خیال:

اگر یہ صورت نہ ہو تو فیصلہ معروف پر ہوگا، یعنی مروج کو اصل مانا جائے گا، اس لئے کہ '**المعروف کالمنشروط**'، علامہ ابن نجیم مصری نے لکھا ہے: "**إنما تعتبر العادة إذا أطردت أو غلبت – المعروف عرفًا كالمشروط شرطًا**" (الأشباہ والنظائر، القاعدۃ الخامسۃ فی الفن الأول، ۲۷۱-۲۷۸) یعنی عرف میں یہ مروج ہو کہ تحقیق وتالیف کے دوران، تدریس ومحاضرے کی تیاری میں چیٹ جی ٹی پی اور دیگر اے آئی ٹولس سے مدد لی جاتی ہے اور انہیں تنخواہ کا مستحق سمجھا جاتا ہے تو اسے جائز جانا جائے گا۔

تیسری بات: اجیر خاص:

اگر یہ بھی ناممکن ہو تو مدرس، محقق اور مولف کی حیثیت اجیر خاص کی ہوسکتی ہے؛ یعنی جس کو ایک خاص مدت اور کام کیلئے متعین کیا گیا ہے، اب اگر وہ کام کردے خواہ جس طرح بھی کرے وہ مزدوری کا مستحق ہوگا، اجیر خاص کی تعریف یہ ہے: "**هو الذى يقع العقد عليه فى مدة معلومة يستحق المستاجر نفعه فى جميعها كرجل استؤجر لخدمة أو عمل فى بناء أو خياطة أو رعاية يوما أو شهرا سمى خاصا لاختصاص المستاجر بنفعه فى تلك المدة دون سائر الناس**" (المغنی ۵/۳۰۵)۔

نیز ہدایہ میں ہے: "**والأجير الخاص الذى يستحق الأجرة بتسليم نفسه فى المدة، وان لم يعمل كمن استوجر شهر الخدمة أو يرعى الغنم، وإنما سمى أجيرا، لأنه لا يمكنه أن يعمل لغيره**"، اس کے بعد امام مرغینانیؒ نے لکھا ہے کہ اگر کسی یہ شرط لگائی کہ خیاط فارسی ڈیزائن میں سلے تو ایک درہم اور اگر رومی ڈیزائن میں تو دو درہم..... یہ دونوں شرطیں جائز ہیں اور خیاط مزدوری کا حق دار ہوگا (بدایۃ المبتدی: ۱/۱۹۰)۔

علامہ ابن رشد نے لکھا ہے: "**فقال عبد الوهاب: الظاهر من مذهب أصحابنا أن محل استيفاء**

المنافع لا يتعين فى الإجارة، وإن عين فذالک كالو صف لا ينفسخ ببيعه أو ذهابه بخلاف العين المستاجرة إذا تلفت، وذلک مثل أن يستاجر على رعاية غنم بأعيانها أو خياطة قميص بعينه فتهلک الغنم ويحترق الثوب فلا ينفسخ العقد وعلى المستاجر أن يأتى بغنم مثلها ليرعاها أو قميص مثله ليخيطه"(بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد: ۴/ ۱۵)۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) سے استفادہ

مفتی محمد ادریس کشمیری قاسمی☆

اے آئی (آرٹیفیشیل انٹیلیجنس):

یہ دولفظوں سے بنا ہے: آرٹیفیشیل (Artificial) اور انٹیلیجنس (Intelligence)

آرٹیفیشیل (Artificial) کا معنی: ایسی غیر حقیقی مصنوعی چیز جو کسی حقیقی چیز کے طرز پر بنائی گئی ہو انٹیلیجنس (Intelligence) کہتے ہیں سوچنے سمجھنے اور سیکھنے کی صلاحیت کو مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) کا معنی ہے ایسی مشین جو انسان کی طرح سوچنے، سمجھنے سیکھنے اور بروقت فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔

-"**الذكاء الاصطناعي: العلم المتعلق بصناعة الآلات وتصميم البرمجيات التي تقوم بأنشطة ومهام تتطلب ذكاء إذا قام بها الإنسان**" (الذکاء الاصطناعی ثورۃ فی تقنیات العصر لعبداللہ موسیٰ ص:۲۰، القاہرۃ)۔

-"**العلم الذي يهدف إلى صناعة الآلات وتطوير حواسب وبرمجيات تكسب صفة الإنسان، ويكون لها القدرة على القيام بمهام مازالت إلى عهد قريب حصرا على الإنسان**" (مدخل إلى عالم الذكاء الاصطناعي لعادل عبدالنور، ص:۷)۔

بیسویں صدی میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں جو حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے اس میں سب سے بڑا کردار انسانی دماغ کا رہا ہے، انسان نے اپنی دماغی صلاحیت اور ذہانت کی بنا پر ایسی ٹیکنالوجیز اور مشینیں ایجاد کیں جس نے زندگیوں میں حیرت انگیز تبدیلی پیدا کردی۔

ایسے سہل ترین اور نفع بخش وسائل اور آلات میسر ہوئے جو سہل الحصول، وقت کو بچانے والے اور انسانوں کو نفع رسانی کا کام انجام دے رہے ہیں۔

بیسویں صدی کے نصف میں ٹیکنالوجی کی ترقی اور سائنسی تحقیقات کی وجہ سے کمپیوٹر سائنس اور انجینئرنگ کی ایک

☆ رفیق شعبہ بحث وتحقیق المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد۔

شاخ "اے آئی" کا تصور سامنے آیا، جس کو مصنوعی ذہانت یا Artificial Intelligence بھی کہتے ہیں، اس کا بنیادی مقصد ایسے کمپیوٹر کنٹرولڈ روبوٹ (Computer controlled robot)، مشین اور سافٹ ائیر ایجاد کرنا ہے جو انسانوں کی طرح سوچنے سمجھنے اور مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

بیسویں صدی کے نصف آخر اور اکیسویں صدی کے ابتدا میں اس میدان میں مزید تحقیقات اور ریسرچ ہوئیں، جس کی وجہ سے یہ اتنا زیادہ ترقی یافتہ ہوا کہ صحت کی دیکھ بھال، علاج و معالجہ کی تدابیر اور ادویات کے تیار کرنے، طبی امیجز کا تجزیہ کرنے، اور بیماریوں کی تشخیص کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا رہا، نقل و حمل میں خود چلنے والی کاریں (Self-driving cars) تیار کرنے اور ٹریفک کے بہاؤ کو بہتر بنانے کے لیے استعمال کیا گیا، مختلف کاموں کی انجام دہی کے لیے ربورٹس اور کمپیوٹر پروگرام سے تیار کردہ مشینیں تیار ہوئیں جو انسانوں کی طرح کام کرتی تھیں، تفریح میں حقیقت پسندانہ ویڈیو گیم کا کردار نبھانے کے لیے استعمال کیا گیا، غرض کہ تعلیم سے لے کر نقل و حمل اور تفریح اور زندگی کے مختلف پہلوؤں میں اس کی وجہ سے انقلاب پیدا ہوا، اور اس میں لوگوں کی مشکلات اور سوالات کو حل کرنے کی پہلے سے زیادہ سہولت آئی، اسی بنا پر دنیا کی بڑی معاشی، تجارتی اور سوشل کمپنیوں نے ان سافٹ ویر اور پروگراموں کو مختلف صنعتوں اور اپلی کیشنز (Applications) میں استعمال کرنا شروع کیا۔

بالآخر امریکہ میں ایک آرٹیفیشیل کمپنی اوپن اے آئی (Open Ai) نے ۲۰۲۲ کے آخر میں اے آئی کا نیا ٹول Chat Gpt لانچ کیا جس نے پوری دنیا میں تہلکہ مچایا، جس کا استعمال کرنے والا کسی بھی مطلوبہ سوال کا جواب حاصل کر پاتا ہے، اس وقت اے آئی کا یہ ٹول لوگوں کے لیے بہت آسانیاں و سہولت فراہم کر رہا ہے۔

ChatGpt اے آئی کا روبوٹک سسٹم ہے، اور مکمل طور پر انٹیلیجنس پر تیار کیا گیا پروگرام ہے، یہ گوگل سرچ انجن کی طرح تلاش اور سرچ کا کام کرتا ہے البتہ مطلوبہ مواد کی فراہمی مختلف ہوتی ہے، استعمال کرنے والے کی طرف سے دی گئی ہدایات کے مطابق کام کرتا ہے، اس میں جو بھی سرچ (تلاش) کیا جاتا ہے وہ گوگل، انٹرنیٹ، یوٹیوب، فیس بک اور سوشل میڈیا کے مختلف پلیٹ فارموں پر موجود تمام معلومات اور ڈاٹا کو تلاش کر کے جمع کرتا ہے اور اس کو ایک مرتب انداز میں ہمارے سامنے رکھتا ہے، چنانچہ اب chat gpt کی بدولت آپ کسی بھی مطلوبہ موضوع سے متعلق مقالہ، ای میل، درخواست، سکول اور یونیورسٹی کا مفوضہ اسائنمنٹ، کتاب یا مقالہ کی تلخیص، تجارت بزنس، بیماریوں کی تشخیص اور صحت کی بہتری اور حفاظت کی تدابیر، سیر و سیاحت سے متعلق ہدایا تو مشورے، معلومات اور ڈاٹا سب فراہم کر سکتے ہیں، اپنی من پسند فوٹو، ویڈیو اور ڈاکومنٹری تیار کر سکتے ہیں، تعلیم، ٹیکنالوجی، تجارت، جنرل نالیج، زبان، یا من پسند چیز سے متعلق سوالات

ٹیکسٹ فارم میں پوچھ سکتے ہیں اور چیٹ جی پی ٹی انسانوں کی طرح مکالمہ کے انداز میں حسب تجویز مختصر یا تفصیلی جواب آپ کو مضامین کی شکل میں فراہم کرتا ہے، اور مشوروں کے جوابات حاصل کر سکتے ہیں، اور وہ اس طرح کہ chat gpt انٹرنیٹ پر موجود دنیا بھر کا ڈیٹا کو پروسس کر کے جمع کرتا ہے پھر مطلوبہ زبان میں اپنے انداز میں مرتب کر کے آپ کے سامنے رکھتا ہے، اور اے آئی کے الگ الگ ٹول کی مدد سے یہ سب کام منٹوں میں انجام پاتا ہے۔

-Chat GPT"عبارة عن بوت محادثة يعمل بالذكاء الاصطناعي AI يستخدم معالجة اللغة الطبيعية لإنشاء حوار محادثة يشبه الإنسان"

-Chat GPT"هو شكل من أشكال الذكاء الأصطناعي التوليدى AIGenerate–وهى أداة تتيح للمستخدمين إدخال مطالبات لتلقى صور أو نصوص أو مقاطع فيديو تشبه الإنسان والتى تم إنشاؤها بواسطة الذكاء الأصطناعي"

-"يشبه ChatGPT خدمات الدردشة الآلية الموجودة على مواقع خدمة العملاء حيث يمكن الأشخاص طرح أسئلة عليه أو طلب توضيح لردود .ChatGPT" (راجع: الذكاء الأصطناعي واستخداماته في البحث والنشر الأكاديمي/ علاء طعيمة، ص:۱۱-۱۲)۔

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ اے آئی کا استعمال لوگوں کے لیے خطرہ بن رہا ہے، اس میں تلبیس، تزویر، دھوکہ، جعلی مواد اور معلومات کی تخلیق کا عنصر پایا جاتا ہے، خود مختار ہتھیار، مجرمانہ سرگرمیوں اور قاتل روبوٹس بنانے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے، جو پوری دنیا کی سلامتی کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا، اور ماہرین کے مطابق یہ تعصب اور امتیاز کو برقرار رکھ سکتا ہے، اگر اس کو مناسب اخلاقی تربیت نہ دی جائے تو یہ انسانیت کے لیے ایک بڑا چیلنج اور خطرہ بن سکتا ہے، اس کا استعمال لوگوں کی بھلائی کے لیے بھی ہوسکتا ہے اور برائی کے لیے بھی، اس بنا پر بین الاقوامی سطح پر اس کے نفع بخش استعمال اور خطرات سے تحفظ کے لیے کئی قوانین بھی بنائے گئے ہیں۔

دین اسلام چونکہ ایک عالمگیر اور تا قیامت رہنے والا آفاقی اور رہنما دین ہے، اور قیامت تک پیدا ہونے والے مختلف شرعی مسائل، حالات اور ضرورتوں کا شرعی حل اور ان کی مکمل رہنمائی اس میں موجود ہے، اس لیے اے آئی ٹیکنالوجی سے متعلق فی الحال جو متنوع سوالات پیدا ہوئے ہیں، اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا نے اسی موضوع سے متعلق سوالنامہ مرتب کیا ہے جس کے مختصر جوابات پیش خدمت ہیں:

۱-اے آئی کا استعمال اور اس کی حدود:

(الف) جو چیزیں بنیادی طور پر مباح ہوں، ان کا استعمال خیر اور شر دونوں کاموں کے لیے کیا جاتا ہو، ان کے بارےمیں شرعی حکم یہ ہے کہ ان کا فی نفسہ استعمال جائز ہے، اگر کسی غلط مقصد کے لیے ان کا استعمال کیا جائے تو اس مقصد کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا، جیسے جدید ٹیکنالوجی اور سائنسی ایجادات مثلاً موبائل، ٹی وی، انٹرنیٹ، ریڈیو وغیرہ، کہ ان کا صحیح اور جائز استعمال مباح ہوگا اور اگر حرام اور ممنوع طریقہ پر ان کا استعمال کیا جائے یا اسے ممنوع کام کے لیے استعمال کیا جائے تو ناجائز ہوگا، چنانچہ:

مصنوعی ذہانت (آرٹیفیشل انٹلجینس) کو استعمال کرنا اور اس کے مختلف ٹول اور قسموں (جیسے چیٹ جی ٹی پی) سے استفادہ کرنا مباح اور جائز ہے، اس میں فی نفسہ کوئی شرعی قباحت نہیں ہے، اس لئے تعلیم وتدریس، تجارت اور بزنس، پروفیشنل اور ڈیجیٹل اور انفارمیشن ٹیکنالوجی وغیرہ کاموں میں مصنوعی ذہانت اور آرٹیفیشل انٹلجینس کا استعمال جائز ہوگا، اس میں لوگوں کے لیے بہت آسانی اور سہولت کا سامان ہے، اور عوام کی مصلحت اور بے شمار فوائد بھی اس سے جڑے ہیں؛ لیکن اگر مصنوعی ذہانت کو حرام اور ممنوع طریقہ پر استعمال کیا جائے جیسے:

-تصاویر، ویڈیوز اور آڈیوز کو اس طرح تبدیل کرنا کہ وہ حقیقی نظر آئیں؛ جبکہ وہ حقیقت میں وہ جعلی ہوں، اور اس سے دھوکہ اور التباس ہوجائے، جسے ڈیپ فیک (Deef fake) کہتے ہیں، یہ شخصی تشہیر کو نقصان پہنچانے، لوگوں کو دھوکہ دینے، غلط معلومات پھیلانے اور دیگر منفی اور غیر قانونی مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

-لوگوں خاص کر خواتین کی تصاویر اور ویڈیوز کو اے آئی کا استعمال کر کے فحش مواد بنانے کیے لیے استعمال کرنا، اور تصاویر کو اس طرح ایڈٹ کرنا کہ حقیقت میں جسم مکمل بے لباس نظر آئے یا صرف اعضاء مستورہ برہنہ نظر آئے، یہ فرد کی بدنامی، تجارتی مقصد اور ساکھ کو نقصان پہنچانے اور جنسی ہراسانی وغیرہ غلط مقاصد کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

-لوگوں کی ذاتی معلومات کو غیر اخلاقی طریقوں سے اکٹھا کر کے ان کی اجازت کے بغیر تجارتی یا دیگر مقاصد کے لیے استعمال کرنا۔

-جعلی خبریں اور غلط معلومات بنانے اور پھیلانے اور دیگر منفی مقاصد کے لیے اس کا استعمال کرنا، جو عوام میں گمراہی، فساد، اور افواہوں کا بڑا ذریعہ بن سکتا ہے۔

-مالی دھوکہ دہی کے منصوبہ بنانے، کریڈٹ کارڈ فراڈ اور دوسری مالیاتی دھوکہ دہی کے کاموں کے لیے اس کا استعمال کرنا۔

-خودکار ہتھیار بنانے کے لیے اس کا استعمال کرنا، جو بغیر انسانی مداخلت کے حملے کر سکتے ہیں، یہ بین الاقوامی امن وسلامتی اور انسانیت کے لیے بہت مہلک ثابت ہوسکتا ہے۔

-سوشل میڈیا پر جعلی اکاؤنٹ بنانے کے لیے اس کا استعمال کرنا، جس سے لوگوں کی پرائیویسی اور مالی معاملات میں دھوکہ اور فراڈ کا بہت اثر پایا جاتا ہے۔

-لوگوں کی ذاتی معلومات کو چوری کرنا، ان کی نگرانی کرنا اور ان کے ڈیٹا کو غلط استعمال کر کے اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنا۔

-اے آئی کے ذریعہ حاصل ہونے والی معلومات اور ڈیٹا کو اپنی طرف منسوب کر کے اپنے نام سے شائع کرنا اور اس پر تالیف وغیرہ کا حق جتانا۔

اگر کوئی شخص اے آئی (مصنوعی ذہانت اور چیٹ جی پی ٹی) کا استعمال ان مذکورہ بالا غلط مقاصد (تلبیس، جھوٹ، دھوکہ، ضرر، معلومات کی چوری وغیرہ) کے لیے کرے گا تو اس کا استعمال کرنا شرعاً ناجائز ہوگا۔

(ب) جیسا کہ اوپر اے آئی کی تفصیل میں یہ بات آئی کہ کن کن غلط مقاصد کے لیے اس کا استعمال ہوسکتا ہے، اور ایسا ہونا ممکن بلکہ واقع بھی ہے، چنانچہ اے آئی کی وجہ سے جن چند بنیادی نقصانات کا اندیشہ ہے، ان میں:

-ڈیپ فیک کا چیلنج آج پوری دنیا کے سامنے ہے، اے آئی کے ذریعہ جعلی تصویر، ویڈیو، آڈیو، بیانات تیار ہوتے ہیں، اور اس کو سیاسی، تجارتی اور غلط مقاصد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

-بے روزگاری: اے آئی کی ترقی کی وجہ سے بہت سارے کام خودکار ہوں گے، جس سے ملازمتوں اور نوکریوں پر بہت برا اثر پڑے گا، خاص کر جو کام تخلیقی نوعیت کے ہوتے تھے جو کمپیوٹر بھی نہیں کر سکتا تھا، اور اس صلاحیت کی بڑی اہمیت سمجھی جاتی تھی جیسے گرافک ڈیزائنگ، وغیرہ، وہ کام بھی اب اے آئی انجام دیتا ہے۔

-غلط فیصلے: اے آئی چونکہ ایک سسٹم سے پروگرام کیا گیا مشین اور سافٹ ویئر ہے، اس میں تربیت اور نفع ونقصان کا وہ احساس اور جذبہ نہیں جو ایک انسان میں موجود ہوتا ہے، اس لیے وہ غلط فیصلہ کر سکتا ہے جس سے غلط نتائج مرتب ہو سکتے ہیں۔

-سیکیورٹی کے خطرات: اے آئی کو ہیکرز (Hackers) یا دیگر فساد پرست عناصر غلط مقاصد کے لیے استعمال کر سکتے ہیں جس سے سائبر سیکیورٹی کے خطرات پیدا ہو سکتے ہیں۔

-انسانی کنٹرول کا فقدان: کچھ معاملات میں اے آئی سسٹمز اتنے پیچیدہ ہو سکتے ہیں کہ انسان کے لیے انہیں مکمل طور پر سمجھنا اور ان کو کنٹرول کرنا مشکل ہوسکتا ہے جس سے خطرناک نتائج سامنے آسکتے ہیں۔

اے آئی کے نقصانات کے پیش نظر اس کے استعمال کو محفوظ اور لوگوں کے لیے نفع بخش اور اخلاقی بنانے اور اس کے خطرات اور غلط استعمال سے بچانے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے بارے میں تحفظاتی رویہ برتا جائے، اس کے استعمال اور اس سے فائدہ حاصل کرنے کی حدود مقرر کر دی جائیں اور اسے بے لگام استعمال کرنے کی اجازت ہرگز نہ دی جائے، ورنہ یہ انسانیت کے لیے ہر اعتبار سے مہلک ثابت ہوسکتا ہے، اور یہ اندیشہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے بڑے بڑے ماہرین نے بھی ظاہر کیا ہے۔

مستدلات:

-" **قال علم الدين السخاوى فى تفسير آية: {هو الذى خلق لكم ما فى الأرض جميعا} (البقرة: ۲۹): فيه دليل على أن أصل الأشياء بعد ورود الشرع على الإباحة**"(تفسیر القرآن للسخاوی ۱/ ۶۳)۔

-"**الأصل فى الأشياء الإباحة؛ لأن الإباحة هى الحكم الأصلى لموجودات الكون، وإنما يحرم ما يحرم منها بدليل من الشارع لمضرتها، والدليل على أن الحكم الأصلى للأشياء النافعة هو الإباحة: قوله – تعالى – ممتنا على عباده: وسخر لكم ما فى السماوات وما فى الأرض جميعا منه إن فى ذلك لآيات لقوم يتفكرون**"(الجاثية: 13)،" **وقوله – تعالى: هو الذى خلق لكم ما فى الأرض جميعا**" (البقرة: ۲۹)،" **ولا يتم الامتنان ولا يكون التسخير؛ إلا إذا كان الانتفاع بهذه المخلوقات مباحا**"(ہامش تفسیر السخاوی)۔

-"**إنما الأعمال بالنيات، وإنما لكل امرء ما نوى**"(صحیح البخاری، رقم:۱)۔

-"**قال عليه السلام: أحرص على ما ينفعك، واستعن بالله ولا تعجز** " (صحیح مسلم:۲۶۶۴)۔

-"**ما قدمناه، يعنى فى المباحات، وهو أن المباح يختلف صفة باعتبار ما قصد لأجله**"(غمز عیون البصائر شرح الأشباہ والنظائر ۱/ ۹۷)۔

-"**الأمور بمقاصدها يعنى: أن الحكم الذى يترتب على أمر يكون على مقتضى ما هو المقصود من ذلك الأمر**"(الأشباہ والنظائر لابن السبکی ۱/ ۵۴؛ الأشباہ والنظائر للسیوطی ۸، درر الحکام شرح مجلۃ الأحکام العدلیۃ ۱/ ۱۹)۔

-"**أن الأصل فى الأشياء الإباحة، وأن الحرمة بالنهى عنها شرعا**"(المبسوط للسرخسی، باب الإکراہ، باب تعدی العامل، ج:24، ص:77، ط: دار الفکر)۔

-"**قال ابن تيمية: تصرفات العباد من الأقوال والأفعال نوعان: عبادات يصلح بها دينهم، وعادات يحتاجون إليها فى دنياهم، فباستقراء أصول الشريعة نعلم ..أما العادات فهى ما اعتاده الناس**

فی دنیاهم مما یحتاجون إلیه، والأصل فیه عدم الحظر، فلا یحظر منه، إلا ما حظره الله سبحانه وتعالی .والعادات الأصل فیها العفو، فلا یحظر منها إلا ما حرمه" (مجموع الفتاوی۱۶/ ۲۹)۔

-" **قال علیه السلام: لا ضرر ولا ضرار**" (سنن ابن ماجہ:۲۳۴۱)۔

-"**فکل عمل فیه مصلحة غالبة أو دفع ضرر أو مفسدة یکون مطلوبا شرعا**" (الفقہ الإسلامی وأدلتہ للزحیلی ۴/ ۲۸۶۱)۔

۲-اے آئی کے استعمال کے لیے شرعی اصول وضوابط:

اے آئی کے استعمال میں افادیت اور نافعیت کے ساتھ ساتھ تلبیس، تزویر، دھوکہ، ضرر کا بھی اندیشہ ہے، اس لیے اس سے فائدہ حاصل کرنے اور استعمال کرنے کے سلسلے میں شرعی اصول وضوابط کی پابندی ضروری ہے، تاکہ اس کا استعمال اسلامی تعلیمات اور اخلاقی اصولوں کے مطابق اور انسانیت کے نافع ہو اور اس کے نقصانات سے حفاظت بھی رہے، چنانچہ:

(الف) اے آئی کا استعمال جائز مقصد کے لیے ہونا چاہئے، اگر ایسے کام جو اسلام کی نظر میں ممنوع اور حرام ہو، یا انسانیت کے لیے نقصان دہ ہو، تو اس مقصد کے لیے اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا، جیسے دھوکہ دہی، فحاشی یا غیر قانونی سرگرمی.

-"**الأمور بمقاصدها یعنی: أن الحکم الذی یترتب علی أمر یکون علی مقتضی ما هو المقصود من ذلک الأمر**" (الأشباہ والنظائر لابن السبکی ۱/ ۵۴؛ الأشباہ والنظائر للسیوطی، ص:۸، درر الحکام شرح مجلۃ الأحکام العدلیۃ ۱/ ۱۹)۔

-"**قال رسول الله ﷺ: إنما الأعمال بالنیات، وإنما لکل امرءٍ ما نوی**" (صحیح بخاری عن عمر بن الخطاب:۱)۔

(ب) مصنوعی ذہانت (اے آئی) کیا ستعمال کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس میں تلبیس، جھوٹ، دجل اور دھوکہ نہ ہو، چنانچہ اے آئی کے ذریعہ کسی کی تصویر، ویڈیو اس طرح تیار کردی جائے کہ وہ کوئی عمل یا حرکت کرتا نظر آئے جبکہ حقیقت میں وہ جعلی ہو، یا کسی کی آواز میں کوئی بات جملہ اور گفتگو تیار کی جائے جو اس نے نہ کہی ہو، اور اس کا مقصد کسی کی بدنامی یا اس کی شبیہ بگاڑنا، غلط ارادہ کچھ بھی ہو، اس کو آج کل ڈیپ فیک یا التزییف العمیق کہتے ہیں۔

-" **فاجْتَنِبوا الرِّجْسَ مِن الأوثانِ واجْتَنِبوا قولَ الزُّورِ**" (سورۃ الحج:۳۰)۔

-"**أَكْبَرُ الكَبائِرِ: الإشْراكُ باللَّهِ، وعُقُوقُ الوالِدَيْنِ، وشَهادَةُ الزُّورِ، وشَهادَةُ الزُّورِ – ثَلاثًا – أوْ: قَوْلُ الزُّورِ فَما زالَ يُكَرِّرُها حتّى قُلْنا: لَيْتَهُ سَكَتَ**" (صحیح البخاری عن أبی بکرۃ نفیع بن الحارث، رقم:۶۹۱۹)۔

-''مَن غَشَّنا فلیسَ مِنّا''(صحیح مسلم عن أبی ہریرۃ،رقم:۱۰۱)۔

(ج)اے آئی سے استفادہ کے لیے ضروری ہے کہ اس سے کسی سے عزت ووقار کو مجروح نہ کیا جائے، جیسے ایسا سافٹ ویئر یا ٹیکنالوجی جو کسی کی توہین یا استہزاء کا سبب بنے، جیسے کسی کی تصویر یا ویڈیو کو اے آئی کے ذریعہ بے لباس کر دینا یا اس میں اپنی طرف سے ایسا مواد داخل کرنا جو رسوائی کا ذریعہ بنے۔

-''وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا''(سورۃ: الأحزاب:۵۸)۔

-''فَإِنَّ دِمائَكُمْ وأَمْوالَكُمْ – قالَ مُحَمَّدٌ وأَحْسِبُهُ قالَ – وأَعْراضَكُمْ، علَيْكُم حَرامٌ ''(صحیح البخاری: ۱۰۵)۔

(د)اے آئی سسٹم کو اس طرح استعمال کیا جائے کہ اس کی کسی کی پرائیویسی کو خطرہ نہ ہو، کسی کی نجی اور ذاتی معلومات کو چوری کر کے اس کو اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔

-''لَا تَجَسَّسُوا ''(سورۃ الحجرات:۱۲)۔

-''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ''(الحجرات: ۱۲)۔

-''ولا تجسسوا، ولا تحسسوا'' (صحیح مسلم عن أبی ہریرۃ،رقم:۲۵۶۳)۔

(ہ)اے آئی کو ایسے کاموں میں استعمال نہ کیا جائے جو اسلام کی نظر میں حرام ہو، جیسے سود، قمار، شراب، فحش مواد، حرام چیز کی تشہیر یا خرید وفروخت میں۔

-''وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ''(سورۃ البقرۃ:۱۸۸)۔

-''أَحَلَّ اللَّهُ الْبَيعَ وَحَرَّمَ الرِّبَوا'' (سورہ بقرہ:۲۷۵)۔

(و)اے آئی کے ذریعہ حاصل ہونے والی معلومات کی پہلے یقینی ذرائع سے تحقیق کی جائے، پھر اس کو آگے نشر کیا جائے، اس لیے کہ اے آئی انٹرنیٹ پر موجود ڈیٹا کو پروسس (process) کر کے آپ کے سامنے مطلوبہ نتیجہ لا کر دیتا ہے اور وہ ڈیٹا صحیح بھی ہوسکتا ہے اور غلط بھی، مکمل بھی اور ناقص بھی، اس لیے بلا تحقیق اس کو آگے نشر کرنا نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہے، جو کہ شرعاً ناپسندیدہ ہے۔

-''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَائَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا''(الحجرات:۷)۔

-''كَفى بالمَرْءِ كَذِبًا أنْ يُحَدِّثَ بكُلِّ ما سَمِعَ ''(صحیح مسلم عن أبی ہریرۃ:۵)۔

-"وإذا جائهم أمر من الأمن أو الخوف أذاعوا به، ولو ردوه إلى الرسول وإلى أولى الأمر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم "(المائدة:۸۳)۔

-"قال ابن كثير:قوله:[وإذا جائهم أمر من الأمن أو الخوف أذاعوا به] إنكارٌ على من يبادر إلى الأمور قبل تحققها، فيخبر بها ويفشيها وينشرها، وقد لا يكون لها صحة" (تفسیرابن کثیر ۲/ ۳۲۲)۔

(ز)اے آئی سے استفادہ کرتے وقت اس بات کوملحوظ رکھا جائے کہ اس میں شریعت کے مقاصد خمسہ کی رعایت ہو،کوئی ایسا عمل نہ کہ ان پانچ مصالح شرعیہ میں خلل ہو،ورنہ اے آئی کا ایسا استعمال کرنا درست نہیں ہوگا۔

-"ومقصود الشرع من الخلق خمسة: وهو أن يحفظ عليهم دينهم ونفسهم وعقلهم ونسلهم ومالهم، فكل ما يتضمن حفظ هذه الأصول الخمسة فهو مصلحة، وكل ما يفوت هذه الأصول فهو مفسدة ودفعها مصلحة"(المستصفی للامام الغزالی ۱/ ۱۷۴)۔

-"المقصود من شرع الحكم إما جلب مصلحة أو دفع مضرة أو مجموع الأمرين بالنسبة إلى العبد "(الإحکام فی أصول الأحکام للآمدی ۳/ ۲۷۱)۔

-"فكل عمل فيه مصلحة غالبة أودفع ضرراًومفسدة يكون مطلوبا شرعا" (الفقہ الإسلامی وأدلتہ للزحیلی ۴/ ۲۸۶۱)۔

(و)اے آئی کے ذریعہ جومعلومات یا ڈیٹا کسی علمی مواد یا کتاب کے لیے حاصل کریں،اس کا حوالہ اورانتساب کرنا ضروری ہے،اس کواپنی طرف منسوب کرنا اوراس پرحق تالیف جتانا دیانت داری کے خلاف ہوگا اورعلمی خیانت شمار ہوگا۔

-"إِنَّ اللّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤدُّواْ الأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا "(سورۃ المائدۃ:۵۸)۔

-"قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: المُتَشَبِّعُ بما لَمْ يُعْطَ كَلابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ"(صحیح مسلم عن عائشۃ أم المؤمنین: ۲۱۲۹)۔

-"قال ﷺ: "لا إيمانَ لِمَنْ لا أَمانَةَ لَهُ" (مسند أحمد عن أنس بن مالک:رقم:۱۲۵۶۷)۔

-"لا ينبغى للمقتبس أو الناقل أن يوهم السامع أو القارء أن ذلک من إنشائه، فإن الأمانة العلمية تقتضى أن ينسب القول إلى قائله، قال القرطبى فى مقدمة تفسيره: من بركة العلم أن يضاف القول إلى قائله"(ماخوذ من موقع اسلام ویب:حکم کتابۃ أو إلقاء شعر دون الإشارۃ إلی مؤلفہ)۔

-"قال شيخ الإسلام ابن تيمية: من أراد أن ينقل مقالةً عن طائفة فليُسمِّ القائل و الناقل وإلا فكل أحد يقدر على الكذب"(منہاج السنۃ النبویۃ:۲/ ۵۱۸)۔

اس کے علاوہ اے آئی کے استعمال کرنے میں اسلامی اخلاقیات اور شرعی اصولوں کی مکمل پاسداری کی جائے، تاکہ یہ عوام کی بھلائی اور انکے فلاح و بہبود کے کام آسکے، اور اس سے متوقع خطرات سے حفاظت بھی ہوجائے۔

اے آئی سے تیار کردہ علمی مواد کو اپنی طرف منسوب کرنا:

3- مصنوعی ذہانت خاص کر چیٹ جی پی ٹی کے ذریعہ کوئی تحریر، کتاب یا تحقیقی مقالہ تیار کرنے یا طلباء کو دیے گئے واجبات (اسائنمنٹ) حل کرنے کے لیے استعمال کرنا اور اس کو اپنی جانب منسوب کرنے کا جواز یا عدم جواز اس پر منحصر ہے کہ مطلوبہ کام میں کس قسم کی محنت درکار ہے، چنانچہ اسے دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(الف): اگر محنت اصل کام ہو، جیسے معلومات کی تدوین، نتائج کا اخذ کرنا، خیالات کی ترتیب، اور مسائل کی بحث کرنا، تو اس قسم کی محنت کو (ChatGPT) جیسی تکنیک کے ذریعے انجام دینا اور اسے اپنے نام سے منسوب کرنا، تاکہ قارئین اور تحقیق کے نگرانوں کو یہ دھوکہ دیا جاسکے کہ یہ اس کی اپنی ذہنی کاوش ہے، یا چیٹ جی پی ٹی کے ذریعہ اسکول اور یونیورسٹی میں مفوضہ کام کا لکھنا اس طالب علم کو وہ نمبر اور درجہ دلائے گا جس کا وہ حق دار نہیں، اور اسے ان طلباء کے برابر کر دے گا جنہوں نے محنت کی اور اپنی تحقیق سے وہ کام تیار کیا۔

اس لیے کوئی شخص مصنوعی ذہانت کو اس طرح کی تحقیقیا مضمون تحریر یا کتاب میں استعمال کرے اور اسے مرجع، مصدر ذکر کیے بغیر اپنے نام سے منسوب کر یا اور اپنا ذاتی کام کے طور پر پیش کرے تو یہ جھوٹ کے زمرے میں آتا ہے، اور یہ جائز نہیں ہے، اس میں جھوٹ، جعل سازی اور دھوکہ دہی ہے۔

(ب): اگر محنت ظاہری شکل میں ہو، جیسے متعلقہ سوالات کے ذریعے معلومات، اعداد و شمار اور ذرائع کا جمع کرنا، یا زبان اور ترجمہ کی درستیا صرف خیالات لینا یا تاریخوں کو درست کرنا یا عمومی خاکہ تیار کرنا وغیرہ، اس کے بعد انسان اپنی جدوجہد، محنت اور کوشش سے لکھنا شروع کرے، اور مصنوعی ذہانت سے فائدہ اٹھائے تو اس قسم کی محنت کے لیے مصنوعی ذہانت اور چیٹ جی پی ٹی کے ذریعہ سے مدد لینا جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ ایسے ہی ہے، جیسے ایک مؤلف اور محقق کتابوں کی لائبریری میں کتابوں اور انٹرنیٹ پر موجود ریسرچ پیپروں سے تحقیق کرتا ہے یا حسب ضرورت انٹرنیٹ سے مواد اور معلومات حاصل کرتا ہے، اور نتائج اخذ کرتا ہے، اور پھر اپنے انداز سے لکھتا ہے، اور اس سے تحقیق کو قوت اور علمی بنیاد فراہم ہوتی ہے۔

محققین اور مولفین کو چاہیے کہ وہ اپنے علمی اور تحقیقی کاموں میں تقویٰ اختیار کریں، اور ہر اس کام سے دور رہیں جس میں جھوٹ، دھوکہ یا جعل سازی ہو، اور اپنی تحقیق اور مطالعے میں ذاتی محنت اور کاوش کو برقرار رکھیں، اور ان تکنیکوں کو

ایسے استعمال کریں جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو۔

-''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ''(سورۂ توبہ:۱۱۹)۔

-''قالَ رَسولُ اللهِ ﷺ: المُتَشَبِّعُ بما لَمْ يُعْطَ كَلابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ''(صحیح مسلم:۲۱۲۹)۔

-''قال رسول الله : مَن غَشَّنا فليسَ مِنّا''(صحیح مسلم:۱۰۱،عن أبی ہریرۃ)۔

-''قال الإمام القرطبی: من برکة العلم أن یضاف القول الی قائله''(تفسیر القرطبی:۱/۲۶)۔

-''فهو انتفاع شرعی لا یختلف فیه اثنان، وما زال المسلمون منذ أن عرف التألیف إلی یومنا هذا، وهم یجرون علی هذاالمنوال فی مؤلفاتهم دون نکیر''(فقہ النوازل للشیخ بکر أبوزید ۲/۱۶۱)۔

-''فإن کان ذلک مجرد اقتباس أونقل فإنه لا حرج فیه من الناحیة الشرعیة، فإن أهل العلم کثیرا ما ینقل بعضهم من أقوال بعض أو یستشهد بشعر غیره دون ذکر اسمه، ولکن لا ینبغی للمقتبس أو الناقل أن یوهم السامع أو القارء أن ذلک من إنشائه، فإن الأمانة العلمیة تقتضی أن ینسب القول إلی قائله ..إذا کان الکاتب أو الذی یلقی الشعر ینسب ذلک إلی نفسه أو یوهم القراء والسامعین أنه من کلامه هو ومن إنشائه، فإن هذا من الغش والکذب المحرم شرعا، وربما کان فیه اعتداء علی الملکیة الفکریة، وهذا لا یجوز إذا کان ذلک مؤلفا''(ماخوذ من موقع اسلام ویب:حکم کتابۃ أو إلقاء شعر دون الإشارۃ إلی مؤلفہ)۔

۴-اے آئی ٹیکنالوجی کے ذریعہ اذان کا حکم:

اذان کے لیے مصنوعی ذہانت کا استعمال کرنا کہ مقررہ وقت پر اے آئی ٹیکنالوجی کے ذریعہ خود بخود اذان ہوجائے،شرعا درست نہیں ہے،اس لیے کہ اذان اور موذن کے لیے احادیث اور فقہی کتابوں میں جو فضائل،شرائط،ذمہ داریاں،سنن اور آداب بیان کیے گئے ہیں،اے آئی اور آرٹیفیشل مشین کے ذریعہ دی جانے والی اذان میں ان سب چیزوں کی رعایت نہیں ہوگی۔

مزید اذان اسلام کے اہم شعائر اور علامات میں سے ایک ہے،اس کی مشروعیت اور ضروریات دین میں سے ہونے پر اجماع اور تواتر ہے،اس میں عبادت کا بھی نمایاں پہلو موجود ہے،اور اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ مکلّف شخص اور عبادت کرنے والا انجام دے اور اس میں نیت اور ارادہ ہو،جبکہ آرٹیفیشل مشین میں وہ حیثیت برقرار نہیں رہ پائے گی، اور اذان میں جس درجہ کا اہتمام اور اخلاص شریعت کی نظر میں مقصود ہے اس کی بھی رعایت نہیں ہوگی،حقیقت تو یہ ہے کہ اس

وقت مسلمانوں کا اذان اور مساجد کے ساتھ جس درجہ تعلق اور رشتہ ہے، اگر اے آئی کے ذریعہ اذان کی اجازت دی جائے تو جو حضرات کم از کم اذان دینے کے جذبہ سے مساجد میں آنے کا اہتمام کرتے تھے وہ بھی ختم ہوگا، اور مساجد سے اس درجہ کا تعلق بھی باقی نہیں رہ پائے گا، اس لیے مصنوعی ذہانت کے ذریعہ اذان دینا درست نہیں ہوگا۔

چنانچہ ٹیپ ریکارڈر، کیسٹ کے ذریعہ اذان دینے کے بارے میں بھی ارباب فتوی نے یہی رائے قائم کی تھی کہ اس سے اذان کی سنن وآداب ادا نہیں ہوتی ہیں، اس لیبیان کے ذریعہ بلند ہونے والی اذان شرعی اذان نہیں کہلائی گئی، اسلامک فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ، ہیئۃ کبار العلماء سعودی عربیہ، مجلس اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء کا یہی فیصلہ ہے۔

-"سادسًا: أن يكون المؤذن مسلماً عاقلاً (مميزاً)، رجلاً، فلايصح أذان الكافر.والمجنون والصبى غير المميز والمغمى عليه والسكران؛ لأنهم ليسوا أهلاً للعبادة، ولا يصح أذان المرأة؛ لحرمة أذانها ولأنه لا يشرع لها الأذان، فلا تصح إمامتها للرجال، ولأنه يفتتن بصوتها؛ ولا يصح أذان الخنثى، لأنه لا يعلم كونه رجلاً" (الفقہ الإسلامی وأدلتہ، کتاب الصلوۃ، الفصل الثالث الاذان والاقامۃ شروط الاذان ۱/۶۹۹)۔

-"إن المقصود الأصلى من الأذان فى الشرع الأعلام بدخول أوقات الصلاة... فمن حيث الإعلام بدخول الوقت وقبول قوله لابد من الإسلام والعقل والبلوغ والعدالة" (ردالمحتار، مطلب فی المؤذن إذا کان غیر محتسب فی أذانہ)۔

-"قرر " مجلس المجمع الفقهى الإسلامى برابطة العالم الإسلامى "، الدورة التاسعة – فى مكة المكرمة – من يوم السبت لعام ۱۴۰۶ھ ما يلى:

"إن الاكتفاء بإذاعة الأذان فى المساجد عند دخول وقت الصلاة بواسطة آلة التسجيل، ونحوها: لايجزء، و لايجوز فى أداء هذه العبادة، و لايحصل به الأذان المشروع، و أنه يجب على المسلمين مباشرة الأذان لكل وقتٍ من أوقات الصلوات، فى كلّ مسجدٍ، على ما توارثه المسلمون من عهد نبيّنا ورسولنا محمد صلى الله عليه وسلم إلى الآن،والله أعلم." (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۶/۶۶)۔

۵-فون کی آواز کو شرعا معتبر ماننا اور اس بارے میں شرعی اصول:

اے آئی ٹیکنالوجی آنے کیبعد فون کی آواز میں تبدیلی کرنا، اس کو جعلی اور فرضی بنانا بآسانی ممکن ہے، اور یہ تکنیک آج کل بہت استعمال ہورہی ہے، وائس موڈیلیشن (VoiceModulation) کے ذریعہ آواز کو تبدیل کرسکتے ہیں، کسی شخص کی آواز کی ٹون (tone) اور رفتار کو تبدیل کیا جاسکتا ہے، آواز کو مردانہ، زنانہیا بچوں کی آواز میں تبدیل کیا جاسکتا ہے،

کسی خاص شخص کی آواز کو کلون (Clone) کیا جاسکتا ہے، یعنی اس شخص کی آواز کو مکمل طور پر نقل کیا جاسکتا ہے، ظاہر ہے کہ اس میں جعل سازی، دھوکہ دہی اور التباس کا شبہ بالکل ظاہر ہے۔ لہذا:

-اے آئی ٹیکنالوجی کی وجہ سے آواز میں تبدیلی سے التباس کا شائبہ اور احتمال موجود ہے، البتہ عام حالات میں فون پر کہی ہوئی آواز کو اسی کی آواز مانا جائے گا، جب تک آواز کی تبدیلی کے بارے میں یقین اور ظن غالب نہ ہو، اس آواز پر اعتبار کیا جاسکتا ہے۔

-شرعی مقدمات میں بلا تحقیق وثبوت کے کسی کی آواز کو اسی کی آواز قرار دینے پر اعتبار نہیں کیا جائے گا، کیونکہ اس میں تزویر اور تبدیلی کا شائبہ موجود ہے، جب تک کہ یقین اور غالب گمان نہ ہو کہ یہ اسی کی آواز ہے اور اس میں کوئی تبدیلی اور ایڈیٹنگ نہیں کی گئی ہے اس وقت تک اس آواز کو معتبر قرار نہیں دیا جاسکتا۔

آج کل آڈیو ڈیپ فیک کی شناخت کے لیے فرانزک (Fornsics) کی ایسی ٹیکنالوجی دستیاب ہے جس سے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ آواز اصلی ہے یا اے آئی کے ذریعہ تیار کی ہوئی، جس میں بولنے کے انداز، لہجہ اور دیگر صوتی خصوصیات کا تجزیہ کر کے مصنوعی مواد کو ظاہر کیا جاتا ہے، اگر یقین یا ظن غالب ہو کہ یہ اسی کی آواز ہے اور تکنیکی آلہ سے معلوم ہوجائے کہ اس میں تبدیلی اور ایڈیٹنگ نہیں کی گئی تو اس پر اعتبار کیا جاسکتا ہے۔

-"**قال رسول الله ﷺ: " إذا وجد أحدكم فى بطنه شيئا فأشكل عليه أخرج منه شيء أم لا؟ فلا يخرجن من المسجد حتى يسمع صوتا أو يجد ريحا**" (صحیح مسلم: رقم: ۳۶۲۔ عن أبی ہریرۃ)۔

-"**اليقين لا يزول بالشک**" (الأشباہ والنظائر لابن نجیم المصری، ص ۴۷)۔

-"**الأصل بقاء ما كان على ما كان**" (درر الحکام شرح مجلۃ الأحکام لعلی حیدر ۴/ ۳۳۵)۔

-"**الحكم ينبنى على الظاهر ما لم يتبين خلافه**" (انظر: المبسوط ۱۳/ ۱۴۱)۔

-"**غالب الرأى حجة عند عدم اليقين بخلافه**" (تبصرۃ الحکام لابن فرحون ۱/ ۱۲۹)۔

-"**أننا ننظر للشيء على أى حال كان، فنحكم بدوامه على ما هو عليه، ما لم يقم دليل على خلافه**" (انظر: درر الحکام شرح مجلۃ الأحکام لعلی حیدر: ۱/ ۲۰)۔

-"**القرينة القاطعة هى الأمارة البالغة حد اليقين، مثلا إذا خرج أحد من دار خالية خائفا مدهوشا وفى يده سكين ملوثة بالدم فدخل فى الدار ورأى فيها شخص مذبوح فى ذلک الوقت فلا يشتبه فى كونه قاتل ذلک الشخص، ولا يلتفت إلى الاحتمالات الوهمية الصرفة كأن يكون ذلک الشخص المذكور ربما قتل نفسه**" (راجع: درر الحکام فی شرح مجلۃ الأحکام ۴/ ۴۸۴)۔

۶-کسی سے منسوب ویڈیو یا آڈیو کو شرعی ثبوت کے طور پر ماننے کا حکم:

اے آئی ٹیکنالوجی کی وجہ سے فرضی آڈیو اور ویڈیو بنانا ممکن ہے، اور اس طرح کی تبدیلی اور ایڈیٹنگ کرنا عام ہے، اس لیے اگر کسی شخص سے منسوب کوئی ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ دستیاب ہو تو چونکہ اس میں تبدیلی کا قوی احتمال اور شبہ موجود ہے، اس لیے آڈیو یا ویڈیو ریکارڈنگ جیسے قرائن کو بلا ثبوت وتحقیق معتبر نہیں مانا جا سکتا ہے، اور اس کو شرعی ثبوت کے طور پر بھی قبول نہیں کیا جائے گا، جب تک کہ وہ فرد اس کی تصویب نہ کر دے اور اقرار کر لے کہ وہ آڈیو یا ویڈیو اسی کی ہے تو حدود وقصاص کے علاوہ معاملات میں اس کو ایک قرینہ قاطعہ کے طور پر قبول کیا جائے گا۔

-"**وقد ظهر فی العصر الحديث قرائن وامارات واضحة وقوية فی الاثبات مثل البصمات، والتحليل الدم والتقاط الصور وتسجيل الصوت، لكن مع التحرز والتثبت من المشرفينعلى استخراج هذه القرائن، فانها بمقدار ما تعتبر اليوم تقدما علميا، واكتشافا عظيما بمقدار ما يمكن تزويرها والتلاعب فيها بطريق فنية وعلمية مبتكرة، وباساليب شيطانية خبيثة، فالصور التی تدل على واقعة معينة كالولادة والاتلاف وغيرهمايمكن أن تزور فتوخذ صورة بريئةويلصق معها ما يدل على حادثة لا علاقة ولا صلة لصاحب الصورة بها**" (وسائل الإثبات فی الشريعة الإسلامية، ص:۵۲۷)۔

-"**القرينة القاطعة هی الأمارة البالغة حد اليقين مثلا إذا خرج أحد من دار خالية خائفا مدهوشا وفی يده سكين ملوثة بالدم فدخل فی الدار ورأی فيها شخص مذبوح فی ذلک الوقت فلا يشتبه فی كونه قاتل ذلک الشخص، ولا يلتفت إلى الاحتمالات الوهمية الصرفة كأن يكون ذلک الشخص المذكور ربما قتل نفسه**" (راجع: درر الحكام فی شرح مجلة الأحكام: ۴/ ۴۸۴)۔

۷-اساتذہ اور مصنفین کا اے آئی سے مدد لینا اور اس پر معاوضہ وصول کرنا:

جو اساتذہ، مصنفین یا محققین اپنے علمی کاموں اور مفوضہ ذمہ داریوں کی کم وقت میں انجام دہی کے لیے چیٹ جی پی ٹی کو استعمال کرتے ہیں، مثلاً مضمون کی تیاری، کتاب کی تالیف، ترجمہ، ٹائپنگ کے کام، تدریس کی پلاننگ یا پاور پوائنٹ پرزنٹیشن کی تیاری، امتحان کے سوالنامہ، رپورٹ کی تیاری، مفصل تحریر یا ویڈیو کی تلخیص، قانونی صلاح اور مشورہ کی فراہمی، تجارت اور بزنس سے متعلق معلومات یا مشورے وغیرہ، اگر کوئی شخص ان کاموں کی انجام دہی کے لیے ایک معاون ذریعہ کے طور پر اے آئی کے مختلف ٹولز جیسے چیٹ جی پی ٹی سے حسب ضرورت استفادہ کرتا ہے، پھر اپنی محنت، کوشش، تحقیق اور ذہنی کاوش سے اس کی تکمیل کرتا ہے، تو وہ اپنے مفوضہ کاموں کو انجام دینے والا ہی قرار پائے گا، بالکل اسی طرح جیسے کوئی

علمی تحقیق کے لیے انٹرنیٹ سے معلومات اور ڈیٹا اکٹھا کرتا ہے یا انفارمیشن ٹیکنالوجی کی مدد سے اپنا مفوضہ کام انجام دیتا ہے، یا آج کل علمی باحثین مکتبہ شاملہ اور دیگر علمی برامج اور سافٹ ویئرز سے علمی بحوث اور مقالات کی تیاری میں بھرپور استفادہ کرتے ہیں اور اس سے کتابوں کی تالیف میں کام لیتے ہیں، تو اصل محنت اور تخلیق کا عمل اس کا خود کا ہے، اس نے مصنوعی ذہانت (اے آئی) اور چیٹ جی پی ٹی سے صرف تحقیقی کاموں میں مدد لی، لہذا اسے قابل قبول سمجھا جائے گا اور اپنے کاموں کو انجام دینا والا ہی ہوگا، اور اس کے لیے وہ معاوضہ اور تنخواہ وصول کر سکتا ہے۔

-"**فهو انتفاع شرعي لا يختلف فيه اثنان، وما زال المسلمون منذ أن عرف التأليف إلى يومنا هذا، وهم يجرون على هذاالمنوال في مؤلفاتهم دون نكير**" (فقہ النوازل للشیخ بکر أبوزید ۲/۱۶۱)۔

-"**فإن كان ذلك مجرد اقتباس أونقل فإنه لا حرج فيه من الناحية الشرعية، فإن أهل العلم كثيرا ما ينقل بعضهم من أقوال بعض أو يستشهد بشعر غيره دون ذكر اسمه، ولكن لا ينبغي للمقتبس أو الناقل أن يوهم السامع أو القارء أن ذلك من إنشائه، فإن الأمانة العلمية تقتضى أن ينسب القول إلى قائله ..إذا كان الكاتب أو الذى يلقى الشعر ينسب ذلك إلى نفسه أو يوهم القراء والسامعين أنه من كلامه هو ومن إنشائه، فإن هذا من الغش والكذب المحرم شرعا، وربما كان فيه اعتداء على الملكية الفكرية، وهذا لا يجوز إذا كان ذلك مؤلفا**" (ماخوذ من موقع اسلام ویب: حکم کتابۃ أو إلقاء شعر دون الإشارۃ إلی مؤلفہ)۔

-"**و الأجرة إنما تكون في مقابلة العمل**" (ردالمحتار، کتاب النکاح، باب المہر: ۳/۱۵۶)۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا شرعی حکم

مفتی اسعد بن مولانا عبدالرزاق پالنپوری فلاحی ☆

۱-مصنوعی ذہانت کے استعمال کا شرعی حکم:

مصنوعی ذہانت اور جدید ٹکنالوجی کا استعمال عصر حاضر کی ایک ناگزیر ضرورت بن گئی ہے، اس کا استعمال تیزی سے بڑھتا ہوا ایک شعبہ ہے، جس نے علمی اور معلوماتی سہولیات کے کئی شعبوں میں آسانیاں پیدا کردی ہے، اس کے مثبت نتائج و اثرات بھی ظاہر ہوتے ہیں اور منفی بھی؛ لہذا دونوں میں مثبت پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی نفع بخش سرگرمیوں کو اگر پروان چڑھایا جائے اور منفی ومضر سرگرمیوں کو نظر انداز کیا جائے، تو اس کے استعمال کی اجازت دی جاسکتی ہے۔

ماہ نامہ ''الحمید'' جلد: ۳ شمارہ نمبر: ۱ مارچ ۲۰۲۴ میں اس عنوان پر ایک مضمون کے تحت لکھا ہے، جس کا عنوان ہے:

مصنوعی ذہانت اور جدید ٹکنالوجی سے متعلق شرعی تعلیمات:

روئے زمین پر اللہ تعالی نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اپنا نائب اور خلیفہ بنایا ہے اور کائنات کی ہر شئی کو اس نے اپنے خلیفہ کے لیے مسخر فرمایا ہے اور انسان کو مختلف چیزوں سے فائدہ اٹھانے کی ترغیب دی ہے؛ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: ''**و سخَّر لكم الليل و النهار و الشمس و القمر و النجوم مسخرات بأمره إن فی ذلک لاٰیٰت لقوم يعقلون**'' (سورۂ نحل: ۱۲) (اور تمہارے لیے دن، رات اور سورج، چاند اور ستارے (یعنی کائنات کی ہر چیز) رب العالمین کے حکم سے مسخر کی گئی ہے اور اس میں سوچنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں)۔

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے: ''**و يتفكرون فی خلق السمٰوات و الأرض ربنا ما خلقت هذا باطلًا**'' (سورۂ آل عمران: ۱۱۹) (اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق پر وہ لوگ غور کرتے ہیں (اور انہیں دیکھ کر بول اٹھتے ہیں کہ) اے ہمارے رب! آپ نے یہ سب بے فائدہ پیدا نہیں کیا)۔

اسی طرح ایک حدیث پاک میں حضرت ابو ہریرہؓ سے آپ ﷺ کا ارشاد منقول ہے:

☆ استاذ حدیث وافتا وصدر مفتی دار العلوم مرکز اسلامی انکلیشور، گجرات۔

"**عن أبی هریرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: الحکمة ضالة المؤمن، حیثما وجدها، فهو أحق بها**" (رواہ ابن ماجۃ، باب الحکمۃ، رقم الحدیث:۴۱۶۹) (حکمت اور دانائی پر مبنی علوم مومن کا گم شدہ سرمایہ ہے، جہاں بھی اس کو پائے یا ملے، تو وہی اس کا زیادہ حق دار ہے)۔

مذکورہ آیات اور حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ انسان کے لیے کائنات کی ہر چیز مسخر کی گئی ہے اور تسخیر کائنات کا مقتضا یہ بتلایا گیا کہ اس میں غور وتدبر کر کے اس سے منافع حاصل کیے جائیں اور نقائص سے بچا جائے اور حدیث پاک میں بتلایا گیا کہ تسخیر کائنات کا مرکزی نقطہ مومن ہی ہے کہ وہ اس بات کا زیادہ حق دار اور پابند ہے کہ اس میں غور وتدبر کر کے ہر ممکنہ کوشش کر کے ذاتی طور پر خود اور اجتماعی طور پر سب کے لیے نفع بخش بنے۔

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ آج مسلمان نے ان جیسی جدید ٹکنالوجی سے یہ کہہ کر منھ موڑ دیا کہ یہ ساری چیزیں کفار کی ورثہ اور ان کی ایجادات میں سے ہیں، ہمیں ان سے کیا لینا دینا؟ حالانکہ اس کی تاسیس میں مسلمان مفکرین اور مسلم سائنس دانوں کی ایک طویل فہرست کے ساتھ ساتھ ان کی لمبی داستانیں ہیں؛ کیوں کہ جدید سائنسی ترقی، جو جدید ٹکنالوجی، یعنی: ''مصنوعی ذہانت'' AI کی صورت میں نظر آرہی ہے، یہ ان قدیم مسلم سائنس دانوں کی ایجادات وانکشافات کی مرہون منت ہونا موجودہ دور کے تمام ترقی یافتہ اقوام کے یہاں مسلّم ہے۔

عصر حاضر میں سائنسی ترقیات اور جدید ٹکنالوجی کی فروغ کا انکار کرنا ایک واضح، کھلی اور سچی حقیقت کا انکار کرنا ہے؛ اس ترقی یافتہ دور میں سائنسی تحقیقات وایجاداتِ نو سے صرف نظر کرنا اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنے اور اپنی نسبت حقیقی کو کھو دینے کے سوا کچھ نہیں؛ لیکن یہ بات ضرور ہے کہ اس سلسلے میں پائی جانے والی غیر شرعی باتوں کا ازالہ بھی کیا جائے؛ کیوں کہ شریعت نہ بغیر دنیا کے دین کی ترغیب دیتی ہے اور بغیر دین کے دنیا کی اور نہ تو دونوں کے حصول میں حدودِ شرعیہ کے تجاوز کی؛ بل کہ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے ترقی کی منازل طے کرنے کا حکم اور ترغیب دیتی ہے (ماہ نامہ ''الحمید'' جلد:۳ شمارہ نمبر:۱ مارچ ۲۰۲۴: ۱۶۲-۱۶۴)۔

باقر نقوی صاحب اپنی کتاب ''مصنوعی ذہانت'' میں لکھتے ہیں:

مصنوعی ذہانت AI سے مراد وہ مشینیں ہیں جو کسی حد تک سوچنے کی صلاحیت رکھتی ہیں اور بعض حالات میں وہ انسانوں کی طرح قدم بھی اٹھا سکتی ہیں، ایسی مشینوں کے بارے میں ہماری اطلاعات کا منبع نئی باپ تہذیب ہے (pop culture) کے مظاہر: مدرک الحواس..... مگر مصنوعی ذہانت صرف ایک افسانوی تصور یا چند محدود درجے کی سوچ رکھنے والی مشینوں ہی پر مشتمل نہیں، یہ دراصل کمپیوٹر ٹکنالوجی کے میدان کی توسیع کا وہ بڑا اقدام ہے، جس کو آگے بڑھنے سے روکنا اب ممکن نہیں رہا ہے، مصنوعی ذہانت کے ہمارا ایسے پھرتیلے اور ذہین خصوصیتوں والے آلوں سے واسطہ ہے، جو صوتی احکامات پر

عمل پیرا ہونے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں اور ان آلوں کے واسطوں سے ایسی ایسی اختراعات وجود میں آچکی ہیں، جو ہمارے گھروں میں ہمارا ہاتھ بناتی ہیں اور ہماری موٹر کاروں تک کے استعمال کو اسان بنا رہی ہیں (مصنوعی ذہانت باقر نقوی: ۲۵)۔

معلوم ہوا کہ جدید ٹکنالوجی کے ذریعے لغو اور فضول تصورات کو فروغ ملنا اور ان کے ذریعے معاشرتی اور سماجی و ثقافتی حدود کی پامالی یہ تو اس کا منفی پہلو ہے، جس سے اپنے آپ کو دور رکھنا ضروری ہے اور اس کے مثبت پہلوؤں سے استفادہ بھی کیا جاسکتا ہے؛ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

"و تعاونوا علی البر و التقوی و لا تعاونوا علی الإثم و العدوان و اتقوا اللہ" (سورۂ مائدہ:۲) (تم نیکی اور تقوی میں ایک دوسرے کا تعاون کرو، گناہ اور ظلم میں ایک دوسرے کا تعاون مت کرو اور اللہ سے ڈرو)۔

مذکور آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اس جدید ٹیکنالوجی کے مثبت پہلوؤں کو تو سامنے رکھتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھانا اور اس میں دوسروں کے لیے مددگار بننا تو جائز ہے؛ لیکن اس کے منفی پہلو سے اپنے آپ کو بچانا بھی ضروری ہے، تاکہ ہمارے ذریعے کسی کو ضرر اور نقصان نہ پہنچے۔

مصنوعی ذہانت کے مثبت اثرات:

(۱) وقت کی بچت: انسان کے پاس وقت بہت قیمتی سرمایہ ہے، AI) (کے استعمال سے اس کے قیمتی وقت میں کافی حد تک بچت ہوگئی۔

(۲) محنت میں معاونت: انسان کو اللہ رب العزت نے قدرتی اور فطری مزاج سے نوازہ ہے، جس سے وہ اپنی زندگی کی منصوبہ بندی کرتا ہے، AI) (کے استعمال سیانسان کو اپنے بہت سے کاموں کی منصوبہ بندی میں مدد ملی اور اس کی محنت کئی گنا کم ہوگئی۔

(۳) دولت کی حفاظت: انسان اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے اپنی قیمتی دولت خرچ کرتا ہے، مجموعی طور پر اگر دیکھا جائے تو انسان اپنے جن کاموں کی انجام دہی کے لیے ان آلات کا جو استعمال کرتا ہے، اس میں بسا اوقات کم خرچ کے ساتھ کام اپا یہ تکمیل تک پہنچ جاتا ہے۔

(۴) مزاج کی بوریت: انسان کی فطرت میں جہاں ایک خاص قسم کی طمانینت اور قلبی بشاشت اللہ رب العزت نے ودیعت فرمائی ہے، وہیں پر کسی کام کے بار بار کرتے رہنے سے اس کی طبیعت میں اکتاہٹ اور مزاج میں بوریت بھی پیدا ہوتی ہے؛ لیکن AI) (کے استعمال سے اس کی بوریت ختم ہوجاتی ہے۔

(۵)تعلیمی فوائد: AI)(کے استعمال سے علمی میدان میں ایک طالب علم کی کئی ضرورتیں پوری کی جاسکتی ہیں۔

(۶)حفظان صحت:AI)(کے استعمال سے امراض کی تشخیص میں مدد ملتی ہے،مریضوں کا تیز ترین علاج ومعالجہ مہیا کیا جاسکتا ہے، مصنوعی ذہانت کی پر مبنی سسٹمز امراض کی روک تھام بھی کرسکتا ہے۔

(۷)صنعتی ترقی:AI)(کے استعمال سے مختلف صنعتوں اور کاموں کو خودکار بنایا جاسکتا ہے،جس سے وقت اور وسائل کی بچت ہوتی ہے۔

(۸)مصنوعات میں یکسانیت:مصنوعی ذہانت کے ذریعے برآمد مصنوعات میں دھوکی اور فریب سے بچتے ہوئے خالص پائیدار مصنوعات ایک خاص مقدار اور خاص ترتیب کے ساتھ ایک ہی قسم کی معیاری مصنوعات تیار کی جاسکتی ہیں۔

(۹)تجارت وکاروبار میں پاک دامنی:مصنوعی ذہانت کی بدولت آن لائن کاروباری نظام میں پاک دامنی کا قوی امکان پیدا ہوا ہے؛ کیونکہ اس کے ذریعے ہر چیز کو ریکارڈ کیا جاتا ہے اور مقررہ مدت اور مقدار میں پورا نظام چلایا جاتا ہے۔

(۱۰)اشتہارات میں آسانی:زمانہ قدیم میں کسی چیز یا خبر کے اشتہار کے لیے گھر گھر گمنا پڑھتا تھا اور در بدر ٹھوکریں کھانی پڑتی تھیں،وقت،دولت اور اپنی جان لگانی پڑتی تھیں؛لیکن اب وہ سارے تشہیری کام بآسانی(AI)یعنی سوشل میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے استعمال کی وجہ سے بہت آسان ہوگیا ہے۔

الغرض!ان کے علاوہ انسانی زندگی میں اس کے بے شمار فوائد ہیں،جو اس فن کی مطولات میں مرقوم ہیں،یہاں اس کے جملہ فوائد اور مثبت اثرات تحریر کرنا کافی دشوار ہے،بس انہیں چند فوائد پر اکتفا کرتا ہوں۔

مصنوعی ذہانت کے منفی اثرات:

لیکن جہاں ایک طرف اس جدید ٹکنالوجی کی وجہ سے انسان کو آسائشیں اور راحتیں ملتی ہیں،وہیں پر دوسری طرف اس کے استعمال کی وجہ سے انفرادی اور اجتماعی طور پر انسانی زندگی کے کئی شعبے بری طرح متاثر ہوئے ہیں۔

(۱)ذہنی صلاحیتوں کی پستی:انسان جب اپنی صلاحیتوں کی بنیاد پر اپنے روزمرہ کے کام خود اپنے ہاتھوں سے سر انجام دے رہا ہوتا ہے،تو نہ صرف یہ کہ وہ کام انجام پاتے ہیں؛ بلکہ اس کی بدولت اس کو جسمانی توانائی اور طاقت بھی مل رہی ہوتی ہے؛ کیونکہ ہمارا عام مشاہدہ ہے کہ ہاتھوں سے کام کرنے والے اور محنت کش لوگ توانا اور صحت مند ہوتے ہیں،اس کے برعکس سہولت پسند اور جدید ٹکنالوجی یعنی مصنوعی ذہانت کے استعمال کے عادی لوگ کمزوری،پستی اور بیماریوں کے شکار بن جاتے ہیں۔

(۲)تخلیقی صلاحیتوں کا تنزل:اللہ رب العزت نے ہر انسان کے اندر تخلیقی صلاحیتیں رکھی ہیں،جب کوئی انسان

تخلیقی مراحل سے گذرنے کی نیت کے ساتھ کسی چیز کو سوچتا ہے، تو یہی چیز اس کے لیے ایک نئے نظریے کا سبب بنتی ہے؛ لیکن مصنوعی ذہانت عقل وشعور کے فقدان کی سے اس چیز کی تخلیق نہیں کرسکتا ہے جو ایک انسان کرسکتا ہے۔

(۳) اخراجات میں اضافہ: انسان کو اللہ رب العزت نے قدرتی طور پر بعض خصوصیتوں سے نوازا ہے، جس کی بنیاد پر وہ بغیر کسی خرچ اور خراجات کے اپنے تمام کام انجام دے دیتا ہے، جبکہ مصنوعی ذہانت اور جدید ٹکنالوجی کے ذریعے کام کرنے میں بڑے بڑے اخراجات اور خرچ لگتے ہیں۔

(۴) تعلیمی میدان میں مطالعہ اور تحقیق کا فقدان: مصنوعی ذہانت کی تعلیمی میدان میں گراں قدر خدمات مسلم ہیں؛ لیکن اس نے طلبہ مدارس پر کافی حد تک اپنے منفی اثرات چھوڑے ہیں، طلبہ بجائے مطالعہ اور تحقیق کے مصنوعی ذہانت کے آلات (کمپیوٹر، لیپ ٹاپ اور ٹیب لیٹ وغیرہ) کو لے کر بیٹھ جاتے ہیں اور مختلف ویب سائٹوں پر جا کر اپنا مطلوبہ مواد حاصل کر لیتے ہیں، جس سے ان کی استعدادیں بے حد متاثر ہوئی ہیں۔

ان کے علاوہ بھی بے شمار نقصان اس کے ذریعے ہوئے ہیں؛ مثلاً: استاذ اور شاگرد کے درمیان باہمی ربط کا فقدان؛ اخلاقیات کا تنزل؛ معیار کے بجائے سجاوٹ؛ عبادات میں غفلت؛ ثقافتی رویوں میں تبدیلی؛ ضیاع وقت وغیرہ۔

خلاصہ اور اپنی رائے: مذکورہ بالا پوری تحریر کی روشنی میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ (AI) یعنی مصنوعی ذہانت اور جدید ٹکنالوجی کی ایجادات اور ترقی نے انسانی زندگی میں جو اثرات چھوڑے ہیں، ان کا ہرگز انکار نہیں کیا جاسکتا؛ ان میں بعض مثبت اثرات بھی چھوڑے ہیں اور بعض منفی اثرات بھی؛ جن کا مفصل تذکرہ ماقبل میں گذرا ہے؛ پس اس کے تمام منفی پہلوؤں سے بچتے ہوئے مثبت پہلوؤں سے استفادہ کرنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے؛ جیسا کہ ماقبل میں قرآنی آیات کی روشنی میں اس کو ثابت کیا جاچکا ہے؛ اس سے یکسر دوری اختیار کر لینا اپنی زندگی میں بیشمار مصیبتوں اور تکلیفوں کو دعوت دینا ہے۔

۲-مصنوعی ذہانت کے استعمال کے اصول وضوابط:

مصنوعی ذہانت کے استعمال میں تلبیس (Deception) اور فراڈ کے امکانات کے ساتھ ساتھ اس کی افادیت اور نافعیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا؛ کیوں کہ اس کی وجہ سے انسان نے اپنی زندگی کو آسائشوں سے مالا مال کر کے بے انتہا آسان بنادیا ہے اور بہت سے ناممکنات پر قابو پالیا ہے، یہی وجہ ہے کہ انسانی زندگی کو خوشگوار بنانے میں جتنا دخل مصنوعی ذہانت اور جدید ٹکنالوجی کا ہے، اتنا کسی اور کا نہیں ہے؛ جیسا کہ سوال نمبر: ا کے جواب میں تفصیلات گذری ہیں، اس سے یکسر یکسوئی اختیار کر لینا بھی اپنی زندگی کو مشکلات میں ڈالنا ہے؛ لہذا حسب ذیل چند اصول وضوابط کی پابندی کے ساتھ شرعاً اس

کے استعمال کی گنجائش دی جائے گی، تاکہ اس کے فوائد سے استفادہ کیا جاسکے اور مضرات سے بچا جاسکے۔

(۱) نیت کی درستگی: کسی بھی عمل کی صحت وفساد اور ثواب وعقاب کی بنیاد نیت پر ہوتی ہے؛ پس مصنوعی ذہانت (AI) کے استعمال میں اگر نیت درست ہے تو اس کا استعمال جائز ہوگا؛ مثلاً: اپنی تعلیمی ترقی، جسمانی صحت اور زندگی کی راہوں میں فلاح و بہبود وغیرہ؛ اور نیت بری ہے تو اس کا استعمال ناجائز اور حرام ہوگا؛ مثلاً: اس کے ذریعے کسی کو دھوکہ دینا یا کسی کا مال ہڑپ کرنا یا کسی نامحرم کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم کرنا وغیرہ؛ اور یہ ایسا ہے جیسے کتب فقہ وفتاوی میں ایک مسئلہ مصرح ہے کہ کوئی شخص گھر سے مسجد جاتے ہوئے خوشبو اس لیے استعمال کر رہا ہے، تاکہ لوگوں کو اپنے پسینے کی بدبو سے تکلیف نہ ہو تو اس پر ثواب مرتب ہوگا اور اگر اس نیت سے استعمال کرتا ہے کہ راستہ چلنے والی عورتوں کو اپنی طرف مائل کرے تو اس پر گناہ مرتب ہوگا؛ فقہ کا اصول مشہور ہے: "**إنما الأعمال بالنيات، الأمور بمقاصدها**"۔

(۲) سچائی اور دیانت داری: اس کے استعمال کے وقت سچائی اور دیانت داری برقرار رکھنا بھی ضروری ہے؛ کیوں کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جھوٹ اور خیانت حرام اور ناجائز ہے؛ قرآن وحدیث میں جھوٹ، خیانت اور دھوکہ دہی پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں؛ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: "**ما يلفظ من قول إلا لديه رقيب عتيد**" (سورۂ ق:۱۸) (انسان اپنے منھ سے کوئی لفظ نکالنے نہیں پاتا مگر اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار رہتا ہے)۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے: "**فنجعل لعنة الله على الكاذبين**" (سورۂ آل عمران:۶۱) (لعنت کریں اللہ کی ان لوگوں پر جو کہ جھوٹے ہیں)۔

ایک حدیث میں منقول: "**أبع من كن فيه كان منافقاً خالصاً، و من كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها: إذا اوتمن خان، و إذا حدث كذب، و إذا عاهد غدر، و إذا خاصم جفر**" (رواہ البخاری، رقم:۳۴)۔

(جس میں چار خصلتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس شخص میں ان خصلتوں میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے گی، تو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی، یہاں تک وہ اس کو چھوڑ دے..... ان میں ایک یہ ہے کہ جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے)۔

ایک اور حدیث میں منقول ہے: "**إن الكذب يهدى إلى الفجور، و إن الفجور يهدى إلى النار**" (رواہ البخاری، رقم:۶۰۹۴) (بلاشبہ جھوٹ انسان کو برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے)۔

کئی احادیث میں دھوکے کی بھی بڑی وعید آئی ہے، ایک حدیث میں ہے: "**من غشنا فليس منا**" (حدیث)۔

(۳) عدل وانصاف: اس ٹکنالوجی کے استعمال کے وقت عدل وانصاف کو بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے؛ کسی فرد یا گروہ کے ساتھ ناانصافی اور امتیازی سلوک نہ ہو، ہر صاحب حق اپنا حق مل جائے؛ قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: "**إعدلوا هو أقرب للتقوى**" (سورۂ مائدہ:۸) (انصاف کروں؛ کیونکہ انصاف کرنا تقوی سے زیادہ قریب ہے)۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے: "**إن الله يأمر بالعدل والإحسان**" (سورۂ نحل:۹۰) (بلاشبہ اللہ تعالی تمہیں انصاف اور احسان کا حکم کرتے ہیں)۔

(۴) اپنی نجی زندگی کا احترام: اس ٹکنالوجی کے استعمال کے وقت اپنی نجی زندگی کا احترام بھی ضروری ہے؛ نیز اس کے ذریعے دوسروں کی زندگی سے بھی کھلواڑ کرنا یا ان کی زندگیوں تک رسائی جائز نہیں ہوگی۔

(۵) مسلمانوں کی بھلائی: اس کے استعمال میں نیت مسلمانوں کے ساتھ بالخصوص اور بالعموم ساری انسانیت کے ساتھ بھلائی اور ان کی زندگیوں کو آسان بنانا ہونا چاہیے؛ اسی لیے اس کا استعمال ایسی چیزوں کے لیے جائز نہیں ہوگا نقصان دہ ہو یا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہوں۔

(۶) معاشرتی اخلاقیات: اس کے استعمال کے وقت معاشرتی اخلاقیات اور اقدار کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہوگا؛ مثلاً: ایسی ویڈیوز یا تصاویر جو معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے والے ہوں ہرگز نہ بنائے جائیں؛ کیوں کہ معاشرے کو مخرب اخلاق امور سے پاک رکھنا ہر مسلمان کی ذمیداری ہے۔

(۷) فضول اور لغویات سے احتراز: اس جدید ٹکنالوجی کے ذریعے لغو اور فضول تصورات کو فروغ نہ ملے اور ان کے ذریعے معاشرتی اور سماجی وثقافتی حدود کی پامالی نہ ہو؛ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

"**و تعاونوا على البر و التقوى و لا تعاونوا على الإثم و العدوان و اتقوا الله**" (سورۂ مائدہ:۲) (تم نیکی اور تقوی میں ایک دوسرے کا تعاون کرو، گناہ اور ظلم میں ایک دوسرے کا تعاون مت کرو اور اللہ سے ڈرو)۔

ایک حدیث میں منقول ہے: "**و من حسن إسلام المرء تركه مالا يعنيه**" (آدمی کے اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ہے کہ لایعنی کاموں کو چھوڑ دے)۔

(۸) غیر محقق باتوں کے پھیلانے سے بچنا: غیر محقق اور غیر معیاری باتوں کو اور افواہوں کو نہ پھیلایا جائے؛ ان باتوں کے پرکھنے کے لیے بھی آلات کا ہونا ضروری ہے؛ لیکن افسوس کہ مسلمانوں کے پاس اس کا فقدان ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے: "**يأيها الذين اٰمنوا إن جائكم فاسق بنبإفتبينوا أن تصيبوا قوماً بجهالة فتصبحوا على ما فعلتم نادمين**" (سورۂ حجرات:۶) (اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے، تو اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی سے کچھ لوگوں کو تکلیف پہنچا دو اور پھر اپنے کیے پر

پچھتاؤ)۔

(۹) اعضا و جوارح کی حفاظت: اس ٹکنالوجی کے وقت اپنی آنکھوں، کانوں اور دل و دماغ کی حفاظت ضروری ہے؛ کیونکہ (AI) کے استعمال کے وقت دل کے نہ چاہتے ہوئے بھی فحاشی کے مناظر سامنے آتے رہتے ہیں؛ حتی کہ کلام اللہ کی تلاوت کے دوران بھی بعض مرتبہ غیر مناسب تصاویر سامنے آتی رہتی ہیں اور اس سے تحفظ ایمان اور اعمال صالحہ نیز پاکیزہ ماحول اور اچھی تربیت کے بغیر ممکن ہی نہیں؛ ارشاد ربانی ہے:

"و الذین لا یشهدون الزور و إذا مرُّوا باللغو مرُّوا کراماً" (سورۂ فرقان:۷۲) (اور (رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو ناحق کاموں میں شامل نہیں ہوتے اور جب کہیں لغو اور فضول چیزوں (بات یا کام) کے پاس سے گذرتے ہیں، تو وقار کے ساتھ گذر جاتے ہیں)۔

(۱۰) اخلاقی پستی سے تحفظ: اس کے استعمال کے وقت اخلاقی پستی سے تحفظ بھی ضروری ہے؛ کیونکہ بسا اوقات ان کے استعمال کی وجہ سے انسانی اخلاق کی قدریں پامال ہوتی ہیں؛ حالانکہ اخلاق کی بلندی اسلام میں مطلوب ہے؛ ایک حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان منقول ہے:

"إنما بعثت لأتمم مکارم الأخلاق" (بلاشبہ مجھے عمدہ اور اچھے اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے)۔

خلاصہ اور اپنی رائے: انسان کو اپنی دماغی، تخلیقی اور کسبی صلاحیتوں کو بجائے گھٹانے کے بڑھانے کی فکر کرنی چاہیے اور یہ امر کسی سے مخفی نہیں ہے کہ بڑھتی ہوئی اس آبادی اور ترقی یافتہ اس زمانے میں انسانی ضروریات میں کئی گناہ اضافہ ہو چکا ہے، اور ان کی تکمیل اسی وقت ممکن ہوگی جبکہ انسان زمانے کی ترقیات کے ساتھ ساتھ چلتا رہے اور جدید ٹکنالوجی کو بھی اپنے استعمال میں لاتا رہے؛ پس مذکورہ بالا تمام اصول اور ضوابط کی رعایت کے ساتھ اس ٹکنالوجی کو استعمال کیا جائے، تو شرعاً اس کی اجازت ہوگی۔

۳- Chat GPT کے ذریعے تیار کردہ مواد کو اپنی طرف منسوب کرنا:

سوال مذکور کے جواب سے قبل تصنیف اور تالیف کے معانی کا سمجھ لینا ضروری ہے، میرے ناقص خیال کے مطابق ان دونوں کا معنی سمجھ لینے کے بعد سوال مذکور کا جواب سمجھنا بھی آسان ہو جائے گا۔

تصنیف: تصنیف باب "تفعیل" کا مصدر ہے، کہتے ہیں کسی تحریر کو از خود تیار کرنا، اپنی طبیعت سے کوئی مضمون یا کتاب لکھنا یا کسی موضوع پر علیحدہ علیحدہ ابواب میں کتاب تیار کرنا۔

تالیف: یہ بھی باب "تفعیل" کا مصدر ہے؛ کہتے ہیں کسی چیز کا دوسری چیز کے ساتھ ربط کرنا، چند چیزوں کا ایک

دوسرے سے ملنا، ترتیب دینا، مختلف مضامین اور کتابوں سے چن چن کر مرتب طور پر ایک مضمون تیار کرنا وغیرہ۔

دونوں میں واضح طور پر فرق ہے؛ کیونکہ تصنیف کا کام بنسبت تالیف کے بہت زیادہ مشکل ہے، گرچہ کام کرنے والی کی محنت کا دخل دونوں میں ہے؛ تصنیف میں زیادہ دخل ہے اور تالیف میں کم؛ تصنیف کا کام کرنے والا ''مصنف'' کی حیثیت سے تحریر کو اپنی طرف منسوب کرسکتا ہے؛ کیوں کہ اس کی تیاری میں اس کی پوری محنت صرف ہوئی ہے اور تالیف کا کام کرنے والا ''مؤلف'' کی حیثیت سے تحریر کو اپنی طرف منسوب کرسکتا ہے۔

اس تفصیل کے بعد اب ہمیں یہ تجزیہ کرنا ہوگا کہ Chat GPT سے تحریر تیار کرنے والے کی حیثیت کیا ہے؟ کیا اس کی حیثیت ''مصنف'' کی ہے یا ''مؤلف'' کی؟ ظاہر سی بات ہے کہ مصنف کی حیثیت تو اس کی نہیں ہے؛ کیوں کہ ''مصنف'' کی جو تعریف اوپر ذکر کی گئی ہے، وہ اس پر صادق نہیں آتی ہے؛ لہذا اگر کوئی شخص صرف اپنے سوالات کی روشنی میں مذکور ایپ کے ذریعے تحریر تیار کراتا ہے، تو اس پر ''مصنف'' کا اطلاق کرنا درست نہیں ہوگا؛ اب بات صاف ہوگئی کہ Chat GPT کی مدد سے تحریر تیار کرنے والا ''مصنف'' کی حیثیت سے اس کو اپنی طرف منسوب نہیں کرسکتا۔

رہ گیا معاملہ یہ کہ کیا ''مؤلف'' کی حیثیت سے اس کو اپنی طرف منسوب کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ''مؤلف'' کی جو تعریف اوپر ذکر کی گئی ہے، وہ من کل الوجوہ تو اس پر صادق نہیں آرہی ہے؛ کیوں کہ ''مؤلف'' کا کام بنسبت ''مصنف'' کے گرچہ کم ہوتا ہے؛ لیکن کام ضرور ہے؛ ''مؤلف'' مختلف کتابوں اور متعلقہ مضامین کو اپنے سامنے رکھ کر ایک موضوع پر مضمون یا کتاب تیار کرتا ہے، جس میں اس کی اچھی خاصی محنت صرف ہوتی ہے؛ ایسی محنت Chat GPT کی مدد سے تحریر تیار کرنے والی کی نہیں ہوتی ہے، اس نے تو بس ایپ میں جا کر ایک سوال لکھا، پھر اس کا جواب اس کے سامنے آ گیا، ظاہر سی بات ہے کہ اس میں محنت کم ہے؛ لیکن جتنی مرتبہ سوال اس میں ڈالا جائے گا، الفاظ کے اختلاف کے ساتھ ہر مرتبہ جواب تقریباً یکساں آتا ہے، بعض مرتبہ جواب قدرے غیر مرتب بھی ہوتا ہے، جس کو مرتب کرنا ضروری ہوتا ہے، پس اس ایپ کے ذریعے جواب آنے کے بعد اس کو مرتب کرنے کے لیے اس طرح کی ایک ہلکی سی محنت اس کی لگ رہی ہے؛ اس لیے من کل الوجوہ تو نہیں ہے، من بعض الوجوہ اس تحریر کو ''مؤلف'' کی حیثیت سے اپنی طرف منسوب کرنا جائز ہونا چاہیے۔

رہ گیا سوال یہ کہ (Chat GPT) کے ذریعے تیار کردہ تحریر اور کتاب کا حق تصنیف اپنے لیے رکھنا اس بنیاد پر کہ وہ تحریر اور کتاب متعلقہ شخص نے اپنے سوالات کے ذریعے تیار کرائی ہے؛ کیا درست ہوگا یا نہیں؟

اس سوال کے جواب سے قبل مباح الاصل اشیا کا حکم معلوم کرنا ضروری ہے؛ چنانچہ کتب فقہ وفتاوی میں مباح

الاصل اشیا کا حکم یہ لکھا ہے کہ جب تک ان پر کسی شخص کا قبضہ ثابت نہ ہوجائے، وہاں تک وہ ہر ایک کے لیے مباح ہیں، ان سے ہر شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے؛ لیکن قبضہ ہوجانے کے بعد وہ اس کا مالک بن جائے گا، وہ اس میں جس طرح تصرف کرنا چاہے کرسکتا ہے؛ مثلاً:

جنگل کی خودرو گھاس اور لکڑیاں، جب تک ان پر کسی کا قبضہ نہیں ہوا، ہر ایک لئے مباح ہے؛ کیونکہ مباح الاصل شی کسی کی شخصی ملکیت نہیں ہوتی ہے، تمام لوگوں کو اس کے ذریعے اس احتیاط کے ساتھ نفع اٹھانا جائز ہے کہ کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچے؛ لیکن شخصی طور پر کسی کا قبضہ اور ملکیت ثابت ہوجانے کے بعد وہ اس کا مالک بن جائے گا، وہ ان میں جیسا تصرف کرنا چاہے کرسکتا ہے؛ یہی حکم سمندروں، نہروں، ندیوں اور آبشاروں کے پانی کا بھی ہے کہ جب تک ان پر کسی کا قبضہ نہ ہو ہر ایک کے لیے مباح ہے؛ لیکن شخصی قبضہ ہوجانے کے بعد وہ اس کا مالک بن جائے گا؛ یہی حکم شکار کا بھی ہے۔

اسی طرح کسی نے اگر غیر آباد بنجر زمین کو قابل کاشت بنا کر آباد کیا تو اس کا مالک بن جائے گا۔

''الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ''میں ہے:''**من أحيا أرضاً ميتة فهي له'' ''من أحيا أرضاً ميتة فهي له، و ليس لعرق ظالم حقٌّ'' ''من عمر أرضاً ليست لأحد فهو أحق بها'' ''من سبق إلى ما لم يسبق إليه مسلم فهو له''**۔

دلت هذه الأحاديث على إباحة إحياء الأرض الميتةالتي لا مالك لها، و لم ينفتع بها أحد، فيحييها الشخص بالسقي أو الزرع أو الغرس أو البناء أو بالتحويط على الأرض بمقدار ما يسمى حائطًا في اللغة؛ قال عروة: قضى عمر بن الخطابؓ في خلافته و عامة فقهاء الأمصار على أن الموات يملك بالأحياء''(موسوعۃ الفقہ الإسلامی للزحیلی ۱۰/ ۴۲۳)۔

اور''ہدایہ''میں ہے:''**ثم من أحيا بإذن المالك ملكه، و إن أحيا بغير إذنه لم يملكه عند أبي حنفةؒ و قالا: يملكه، لقوله عليه الصلاة و السلام: ''من أحيا أرضاً ميتة فهي له'' و لأنه مال مباح سبقت يده إليه، فيملكه؛ كما في الحطب و الصيد**''(الہدایۃ، کتاب إحیاء الموات، مکتبہ نعیمیہ دیوبند ۴/ ۱۲۸، ۱۲۹)۔

اور''قواعد الفقہ''میں بھی اسی طرح کا ایک قاعدہ ہے:''**المباح يملك بالإحراز**''(قواعد الفقہ مکتبۃ دار الکتاب، دیوبند: ۱۱۸؛ رقم القاعدۃ: ۳۰۳)۔

ان چند مثالوں اور فقہی قواعد کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آگئی کہ مباح الاصل شی پر ہر ایک کو برابر کا حق حاصل ہے؛ لیکن شخصی قبضہ ہوجانے کے بعد وہ اس کا مالک بن جاتا ہے، اس میں وہ جس طرح تصرف کرنا چاہے کرسکتا ہے؛ ٹھیک اسی طرح Chat GPT ایپ بنانے والے نے اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہر ایک کو دیا ہے، گویا یہ ایپ مباح

الاصل ہے؛ لیکن جس نے اس کو اپنے موبائل میں ڈاؤن لوڈ کر دیا تو وہ اس کا مالک بن گیا، اس کے ذریعے وہ ہر جائز کام کر سکتا ہے؛ پس اگر اس نے اس ایپ کی مدد سے کوئی مضمون یا کتاب تیار کی ہے، تو وہ اس کا مالک بن جائے گا، اس کا حق تصنیف واشاعت اپنے لیے خاص کرنا جائز ہونا چاہئے؛ لیکن حسب ذیل چند نکات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہوگا:

(۱) اگر مواد مکمل طور پر مصنوعی ذہانت (AI) کے ذریعے تیار کیا گیا ہو، تو آدمی کا اس پر حق تصنیف کا دعوی کرنا درست معلوم نہیں ہوتا ہے، تاہم اس ایپ کے ذریعے حاصل ہونے والے مواد کو بہتر بنانے اور مرتب کرنے میں آدمی نے کچھ اپنا کردار ادا کیا ہے، اس میں تخلیقی کچھ تبدیلیاں کی ہیں، تو اس پر کسی حد تک حق تصنیف کا دعوی کرنا درست ہوسکتا ہے۔

(۲) اخلاقی نقطۂ نظر سے بھی یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ اگر پورا مواد یا اس کا اکثر حصہ (AI) کے ذریعے تیار کیا گیا ہو، تو واضح الفاظ میں اس کی صراحت ہونی چاہئے۔

لیکن دوسرے زاویے سے اگر دیکھا جائے تو معاملہ قدرے پیچیدہ بھی ہے؛ کیونکہ کوئی شخص اگر اپنے سوالات کی روشنی میں کوئی تحریر تیار کراتا ہے، تو اس پر مکمل حق تصنیف کا دعوی کرنا قانونی اور اخلاقی اعتبا سے درست نہیں ہوسکتا؛ کیونکہ تحریر کی اصل تخلیق مصنوعی ذہانت (AI) نے کی ہے اور انسانی مداخلت اس میں صرف سوالات کی صورت میں ہے۔

خلاصہ اور اپنی رائے: مذکورہ بالا پوری تحقیقی گفتگو اور فقہی عبارات کی روشنی میں بندے کی ناقص یہ ہے کہ مذکور ایپ کے ذریعے تیار کردہ کتاب یا مضمون کو ''مصنف'' کی حیثیت سے اپنی طرف منسوب کرنا جائز نہیں ہے؛ ہاں! مؤلف کی حیثیت سے من وجہ منسوب کرسکتا ہے اور اس کا حق تصنیف واشاعت اپنے لیے خاص کرسکتا ہے، بشرطیکہ اس ایپ کے ذریعے حاصل ہونے والے مواد کو بہتر بنانے اور مرتب کرنے میں اس نے اپنا کچھ کردار ادا کیا ہو اور اس میں تخلیقی اعتبار سے کچھ تبدیلیاں کی ہوں؛ اگر پورا مواد یا اس کا اکثر حصہ (AI) کے ذریعے تیار کیا گیا ہو، تو واضح الفاظ میں اس کی صراحت بھی کردی گئی ہو۔

۴-مصنوعی ذہانت کا استعمال اذان کے لیے کرنا:

اذان شعائر اسلام میں سے ہے، اللہ تعالی کے اذکار میں اہم اور عظیم ترین ذکر ہے، جس میں اللہ تبارک وتعالی کی وحدانیت اور نبی پاک ﷺ کی رسالت کی شہادت کا اعلان کیا جاتا ہے، لوگوں کو کامیابی وکامرانی کی طرف بلایا جاتا ہے، اس میں اسلام کی شان وشوکت کا بہترین عملی مظاہرہ ہوتا ہے، جس کی مثال دنیا کے کسی مذہب میں نہیں پائی جاتی؛ اسی وجہ سے احادیث مبارکہ میں اذان دینے کے بڑے فضائل وارد ہوئے ہیں اور مؤذن کے لیے بڑے اجر وثواب کے وعدے کیے گئے ہیں:

ایک حدیث میں حضرت معاویہؓ سے منقول ہے کہ میں نے سرور کائنات ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''قیامت کے روز سب سے اونچی گردن والے لوگ مؤذن ہوں گے''؛ ایک اور حدیث میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مؤذن کی آواز کو اپنے منتہی تک جو بھی سنتا ہے، خواہ انسان ہو یا جن یا اور کوئی بھی چیز ہو، سب قیامت کے دن اس کے ایمان کی گواہی دیں گے''؛ ایک حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کہ جو شخص (مزدوری اور اجرت کی لالچ کے بغیر) محض حصول ثواب کی نیت سے سات سال تک اذان دے، تو اس کے لیے جہنم سے نجات لکھ دی جاتی ہے''۔

اس کے علاوہ احادیث کی کتابوں میں مؤذنین کے بیشمار فضائل وارد ہیں؛ اتنے بڑے بڑے فضائل کو دیکھتے ہوئے مذکور ایپ کے ذریعے اذان دینے کی اجازت کس طرح دی جاسکتی ہے؟

پھر شرعی مسئلے کی رو سے اگر دیکھا جائے تو بھی اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے؛ کیونکہ اس طرح کے آلات کے ذریعے جو آوازیں محفوظ کی جاتی ہیں، وہ درحقیقت بولنے والے کی اصل آواز نہیں ہوتی ہے؛ بلکہ اس کو صدائے بازگشت کہا گیا ہے اور صدائے بازگشت کا احکام کے ثبوت میں کوئی اعتبار نہیں ہے؛ جیسے کسی نے ٹیپ ریکارڈ یا موبائل میں محفوظ تلاوت کے دوران آیت سجدہ سن لی تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوگا؛ کیونکہ سجدۂ تلاوت کے وجوب کے لیے تلاوت صحیحہ کا ہونا ضروری ہے اور تلاوت کے صحیح ہونے کے لیے تلاوت کرنے والے کا باشعور اور متمیز (سمجھ دار) ہونا ضروری ہے؛ پس جس طرح صبی غیر متمیز اور مجنون سے آیت سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا، اسی طرح ریکارڈ شدہ تلاوت جس آلے سے سنی جائے گی وہ ایک لاشعور اور بے جان چیز ہے، اس لیے تلاوت صحیحہ نہیں ہوگی اور جب تلاوت صحیحہ نہیں ہے تو اس کے سننے سے سجدہ تلاوت بھی واجب نہیں ہوگا (مستفاد: جدید آلات کے شرعی احکام، مفتی شفیع صاحبؒ)۔

"**بخلاف السماع من البغاء والصدى، فإن ذلک ليس بتلاوة، و كذا إذا سمع من المجنون؛ لأن ذلک ليس بتلاوة صحيحة؛ لعدم أهليته لإنعدام التمييز**" (بدائع الصنائع للکاسانی، کتاب الصلاۃ، فصل: بیان من تجب علیہ سجدۃ التلاوۃ: ۲/۲۶۶)۔

ٹھیک اسی طرح مذکور ایپ میں ریکارڈ اذان بھی حقیقی مؤذن کی آواز نہیں ہوتی ہے؛ بلکہ وہ بھی موبائل اور ٹیپ ریکارڈ میں محفوظ آواز کی طرح صدائے بازگشت ہوتی ہے؛ لہذا ایسی اذان کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، اس سے اذان کی سنت بھی ادا نہیں ہوگی اور ذمہ داری سے سبکدوش نہ ہونے کی وجہ سے سارے محلے والوں پر اس کے ترک کا گناہ بھی عائد ہوگا۔

دارالعلوم دیوبند کی ویب سائٹ پر ایک سوال کے جواب میں اسی طرح کا فتوی موجود ہے:

سوال: میں متحدہ عرب امارات میں رہتا ہوں، یہاں مسجدوں میں ریڈیو کے ذریعے اذان دی جاتی ہے اور یہ حکم حکومت کی طرف سے ہے، مجھے کیا کرنا چاہئے؟ کیا میں گھر پر نماز پڑھ سکتا ہوں؟

جواب نمبر:1082Fatwa ID:59936 U-1436/9=L/1112

بسم اللہ الرحمٰن الرحم

ریڈیو پر ٹیپ شدہ اذان کو اذان کے وقت لگا دینا کافی نہیں، اس سے اذان کی سنت ادا نہیں ہوگی۔

اور مفتی رضاء الحق صاحب اسی طرح کے ایک فتوے کے جواب میں ''فتاوی دار العلوم زکریا'' میں تحریر فرماتے ہیں، جس کا عنوان کچھ اس طرح ہے:

مساجد میں سیٹلائٹ کے ذریعے ٹیلی کاسٹ کرنے کا حکم:

سوال: آج کل بعض ممالک میں صرف ایک ہی مسجد میں اذان دی جاتی ہے اور بقیہ مساجد میں اسی اذان کو سیٹلائٹ کے ذریعے ٹیلی کاسٹ کیا جاتا ہے؛ کیا یہ اذان دیگر مساجد کے لیے کافی ہوگی؟

الجواب: اذان صرف اعلان کا نام نہیں ہے؛ بلکہ اذان کے لیے شرائط وآداب ہیں؛ استقبال قبلہ، کانوں میں انگلیاں ڈالنا، حیعلتین میں گردن دائیں بائیں گمانا وغیرہ؛ یہ چیزیں سیٹلائٹ والی اذان میں نہیں پائی جاتیں؛ اگر اذان کا مقصد صرف اعلان واطلاع ہوتی تو پھر منفرد اور سفر میں جب سارے ساتھی جمع ہوں، اذان نہیں کہنی چاہئے تھی؛ حالانکہ اذان وہاں بھی کہنا مسنون ہے؛ اذان تو محض کلمات کے کہنے اور کسی مسلمان مؤذن کی زبان سے ادا ہونے کا نام ہے؛ جیسے پلاسٹک کی بنی ہوئی لڑکی بیوی کی قائم مقام نہیں ہوسکتی، اسی طرح اسٹیل کے آلے کی اذان اصل مؤذن کی اذان کے قائم مقام نہیں ہوسکتی۔

''البحر الرائق'' میں ہے: ''**سن الأذان لصلوات الخمس و الجمعة سنة مؤكدة قوية قريبة من الواجب حتى أطلق بعضهم عليه الوجوب؛ و لهذا قال محمدؒ: و اجتمع أهل بلد على تركه قاتلناهم عليه، و عند أبي يوسفؒ يحبسون و يضربون، و هو يدل على تأكيده، لا على وجوبه ....و اختار في فتح القدير: وجوبه؛ لأن عدم التركِ مرة دليل الوجوب؛ و لا يظهر كونه على الكفاية، و إلا لم يأثم أهل بلدة بالإجماع على تركه إذا قام به غيرهم و لم يضربوا و لم يحبسوا**'' (البحر الرائق ۱/۲۵۵)۔

اور فتاوی ہندیہ میں ہے: ''**ويكره أداء المكتوبة بالجماعة في المسجد بغير أذان و إقامة؛ كذا في فتاوى قاضيخان؛ و لا يكره تركهما لمن يصلي في المصر إذا وجد في المحلة...و إذا لم يؤذن في تلك**

المحلة یکرہ ترکھما" (الفتاوی الہندیۃ ۱/ ۵۴)۔

اور" فتاوی محمودیہ" میں ہے:

سوال: دو مسجدیں قریب قریب ہیں، ایک کی اذان دوسری تک سنائی دیتی ہے، تو کیا ایک ہی مسجد میں اذان پڑھنا کافی ہے یا نہیں؟ اگر کافی نہیں تو دوسری مسجد والے کہ جس میں اذان نہیں ہوتی تھی گنہگار ہوں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

دونوں مسجدوں میں علیحدہ علیحدہ اذان مسنون ہے، صرف ایک پر اکتفا کرنا خلاف سنت ہے، جو لوگ ایسا کریں وہ تارک سنت ہوں گے (فتاوی محمودیہ، باب الاذان: ۵/ ۳۹۹)۔

مفتی رضاء الحق صاحب تحریر فرماتے ہیں: "چونکہ یہ مسئلہ آج کل علمائے عرب میں زیادہ پیش آرہا ہے، اس لیے علمائے عرب کے چند جوابات ملاحظہ کیجیے"۔

فتاوی اللجنۃ الدائمۃ میں ہے: "**السؤال: هل من الواجب الأذان فی جمیع المساجد بمکبرات الصوت فی حی واحد مع أن العلم أن أذان مسجد واحد یسمعه جمیع المسلمین؟ و هل یکفی الأذان فی مسجد واحد من مساجد الحیِّ؟**

الجواب: الأذان فرض کفایة، فإذا أذن فی الحیِّ و أسمع سکانه أجزأهم، و یشرع لأهل کل مسجد أن یؤذنوا لعموم الأدلة" (اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والإفتاء: ۶/ ۷۳)۔

و فی موقع الإسلام سؤال، و الجواب للشیخ محمد صالح المنجد .....إنه لا یکفی فی الأذان المشروع للصلوات المفروضة أن یؤذن من الشریط المسجل علیه الأذان؛ بل الواجب أن یؤذن المؤذن للصلاة بنفسه، لما أمره علیه الصلاة و السلام بالأذان" (السؤال من الفتاوی، رقم: ۴۸۹۹۰)۔

"**و فی فتاوی اللجنة الدائمة: و قد قرر "مجلس الفقهی الإسلامی برابطة العالم الإسلامی" الدورة التاسعة فی مکة المکرمة من یوم السبت لعام ۱۴۰۶ھ ما یلی:**

"**إن الاکتفاء بإذاعة الأذان فی المساجد عند دخول وقت الصلاة بواسطة آلة التسجیل، و نحوها، لا یجزء، و لا یجوز فی أداء هذه العبادة، و لا یحصل به الأذان المشروع، و أنه یجب علی المسلمین مباشرة الأذان لکل وقت من أوقات الصلاة فی کل مسجد علی ما توارثه المسلمون من عهد نبینا و رسولنا محمد ﷺ إلی الآن**"؛ **و الله أعلم** (الموقع بإشراف الشیخ محمد صالح المنجد: ۴۸۹۹۰)۔

(نماز کا وقت داخل ہونے پر مساجد میں آلہ تسجیل یا اس کے مانند کسی اور آلے کے ذریعے اذان پر اکتفا کرنا درست نہیں ہوگا، ان آلات کے ذریعے یہ عبادت ادا کرنا جائز نہیں ہوگا اور اذان مشروع اس سے حاصل نہیں ہوگی اور تمام مسلمانوں پر ہر مسجد میں نماز کے اوقات پر براہ راست اذان دینا واجب ہے؛ جیسا کہ آپ ﷺ کے زمانے سے تمام مسلمانوں کا یہی توارث چلا آرہا ہے)۔

ان تمام فتاوی اور فقہی عبارات کی روشنی میں یہ بات واضح طور پر سمجھ میں آگئی کہ اذان کے لیے عاقل، ذی شعور متمیز مؤذن کا ہونا ضروری ہے، مصنوعی آلات کی آواز مؤذن کی حقیقی آواز نہیں ہوتی ہے؛ بلکہ صدائے بازگشت ہوتی ہے جو اذان کے لیے کافی نہیں ہوگی؛ اگر یہاں اس کی اجازت دے دی گئی تو کچھ مدت کے بعد یہ بھی مطالبے آئیں گے کہ آئندہ سے مساجد کے ائمہ بھی (AI) مصنوعی ذہانت والا روبوٹ لاؤ، وہ محراب میں کھڑا ہوکر امامت کرلے گا، اور ایک مرتبہ روبوٹ کے پیچھے کچھ رقم خرچ کردو تاکہ زندگی بھر کے لیے ائمہ کی تنخواہوں سے چھٹکارہ مل جائے۔

پھر اذان اسلام کا ایک عظیم الشان شعار ہے، اگر اس شعار کو باقی رکھنے کی ہم نے فکر نہ کی تو دشمنان اسلام کی کوششوں اور ہماری اس طرح کی تن آسانیوں کی وجہ سے رفتہ رفتہ یہ عظیم شعار اور سنت بھی مسلمانوں کے درمیان سے مٹ جائے گی اور آنے والی نسلوں کو یہ بات معلوم بھی نہیں رہے گی کہ کسی زمانے میں مؤذن نام کی بھی کوئی چیز ہوا کرتی تھی، جس سے دشمن اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائے گا؛ پھر دوسرے زاویے سے بھی اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ پوری دنیا کی لاکھوں کروڑوں مساجد کے مؤذنین کا روزگار بھی اس عظیم عبادت کے ساتھ وابستہ ہے، اگر اس مصنوعی آلے کے ذریعے اذان کی اجازت دے دی گئی تو ان کے معاش کا کیا ہوگا؛ جن میں ایک بڑی تعداد عمر رسیدہ مؤذنین کی بھی ہوگی، اذان کی برکت سے ان کے گھر کے چولہے جلتے ہوں گے، جن کے پاس اس فن کے علاوہ نہ کوئی دوسرا ہنر ہے اور نہ ان کے اعضا میں طاقت باقی رہی ہے اور نہ ان کی اس کی متحمل ہے وغیرہ۔

خلاصہ اور اپنی رائے: اذان اور مؤذنین کے فضائل پر مشتمل مذکورہ بالا تمام احادیث، فتاوی اور فقہی عبارات کی روشنی میں بندے کی رائے یہ ہے کہ مصنوعی آلات کے ذریعے اذان دینا جائز نہیں ہے، اس سے اذان کی سنت ادا نہیں ہوگی، ایسا کرنے والوں پر ترک سنت کا گناہ لازم آئے گا؛ کیونکہ مؤذن کا ذی شعور عاقل انسان ہونا ضروری ہے اور ان آلات کے اندر نہ کوئی عقل ہے اور نہ شعور؛ نیز ان آلات کی آواز مؤذن کی حقیقی آواز بھی نہیں ہوتی ہے؛ بلکہ صدائے بازگشت ہوتی ہے اور صدائے بازگشت کے ساتھ احکام متعلق نہیں ہوتے؛ پس جس طرح ٹیپ ریکارڈ پر آیت سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا اور اس کے ذریعے دی ہوئی اذان معتبر نہیں، اسی طرح مصنوعی آلات کے ذریعے دی جانے والی اذان بھی غیر معتبر ہوگی۔

۵-فون کی آواز پر شرعی احکام کا ترتب:

یہ مسئلہ بہت نازک ہے، بعض مقامات پر فون کی آواز کا اعتبار کیا گیا ہے، بشرطیکہ کسی اشتباہ کا اندیشہ نہ ہو اور جس کی آواز ہے وہ اس بات کا اقرار بھی کرتا ہو کہ یہ میری ہی آواز ہے اور میں نے ہی اپنی آواز میں یہ بات کہی ہے یا اس پر پہلے سے کوئی قرینہ موجود ہو؛ مثلاً: بیوی کو فون پر طلاق دی، تو طلاق واقع ہو جائے گی بشرطیکہ شوہر طلاق کا اقرار کرتا ہو یا دونوں کے درمیان پہلے سے کوئی لڑائی جھگڑا چلا آرہا ہو اور اسی دوران شوہر نے بیوی کو فون پر طلاق دے دی، تو ان دونوں صورتوں میں کوئی اشتباہ نہیں ہے، اس لیے بیوی کو طلاق واقع ہو جائے گی۔

اور اگر دونوں کے درمیان بالکل نارمل حالات تھے اور اپنی خوشگوار زندگی گذار رہے تھے، پھر اچانک فون پر بیوی کو طلاق کا پیغام آیا، تو یہاں چوں کہ ایک طرح کا وہم ہوسکتا ہے کہ طلاق دینے والا پتہ نہیں کون ہوگا؛ اس لیے جب تک شوہر کی طرف اس کا اقرار نہ ہو وقوع طلاق کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔

لیکن یہاں یہ بات بھی واضح رہنی چاہئے کہ فون پر دی جانے والی طلاق بالمشافہہ کی جانے والی گفتگو کی طرح مان کر علی الاطلاق اس وقت معتبر مانی گئی تھی جب کہ فون کی دنیا نے آج کی طرح ترقی نہیں کی تھی اور فون پر صرف بولنے والے ہی کی آواز پیش کیے جانے کا سسٹم کارفرما تھا، تبدیلی صوت کی کوئی کارستانی اس میں نہیں لگائی گئی تھی؛ لیکن آج کی ترقی ہمارے سامنے ہے، ایک شخص کی آواز دوسرے کی آواز میں کنورٹ کر کے ہو بہو پہلے شخص کی آواز کی طرح پیش کی جاتی ہے اور ویڈیوز میں تو یہاں تک ترقی ہوگئی ہے کہ اسکرین پر ایک شخص بولتا ہوا دکھایا جارہا ہے، مخصوص انداز میں وہ بول رہا ہے، اپنی تقریر پیش کررہا ہے، آواز کا اتار چڑھاؤ اور انداز گفتگو بھی مخصوص ہے، اس کی زبان اور ہونٹ بھی حرکت کررہے ہیں، مگر جس شخص کو اسکرین پر دکھایا جارہا ہے حقیقت میں بولنے والا وہ نہیں ہوتا ہے؛ بلکہ کوئی دوسرا ہوتا ہے؛ اس لیے آج کے زمانے میں چوں کہ آواز کا اشتباہ ہوتا ہے؛ لہذا فون پر دی جانے والی طلاق اس وقت معتبر مانی جائے گی، جبکہ شوہر یا تو اقرار کرے یا طلاق پر پہلے سے کوئی قرینہ پایا جارہا ہو۔

اسی طرح فقہ وفتاوی میں یہ مسئلہ مصرح ہے کہ نومولود بچے کے کان میں اذان واقامت کہنا سنت ہے اور اس کو بچے کے حقوق میں شمار کیا گیا ہے؛ لیکن سوئے قسمت کہ جائے ولادت پر بچے کے کان میں اذان دینے والا کوئی نہیں ہے، بدرجۂ مجبوری موبائل فون سے اس کے کان میں اذان واقامت کہہ دی گئی تو یہ کافی ہو جائے گا۔

چنانچہ دارالعلوم دیوبند کی ویب سائٹ پر اسی طرح کا ایک فتوی رکھا ہوا ہے:

سوال: کیا نوزائد بچے کے کان میں موبائل کے ذریعے اذان دی جاسکتی ہے؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جواب نمبر:U-1436/7=H/000-705:Fatwa ID-59226

اگر کوئی اذان پڑھنے والا شخص نوزائیدہ بچے کے پاس ایسا نہ ہو کہ جو بغیر موبائل کے براہ راست اذان معہود طریقے پر پڑھ دے، تو مجبوری میں موبائل فون سے اس کے کان میں اذان اقامت پڑھ دی تو گنجائش ہے، اذان واقامت ہوجائے گی (دارالافتادارالعلوم دیوبند)۔

لیکن بیشتر مقامات میں فون کی آواز کو شرعی احکام کے ترتب میں معتبر نہیں مانا گیا ہے؛ چنانچہ ویڈیو کال پر دی جانے والی رؤیت ہلال کی گواہی کو حضرات فقہا نے معتبر نہیں مانا ہے، جب ویڈیو کال کی گواہی کو معتبر نہیں مانا ہے، تو فون کی گواہی تو بدرجۂ اولی معتبر نہیں ہوگی؛ کیونکہ رویت ہلال کی گواہی کو شرعا معتبر ہونے کے لیے چند شرائط ہیں جن میں سے ایک شرط یہ ہے کہ مسلمان عاقل، بالغ، بینا اور عادل ہو، وہ قاضی یا رویت ہلال کمیٹی کے سامنے لفظ ''شہادت'' کے ساتھ چاند دیکھنے کی گواہی دے؛ یعنی قاضی یا رویت ہلال کمیٹی کے سامنے حاضر ہونا ضروری ہے، نیز آواز کا بھی اشتباہ ہوسکتا ہے، اس لیے فون پر گواہی دینا معتبر نہیں ہے؛ اگر گواہ خود حاضر نہیں ہوسکے تو وہ اپنی گواہی پر دو لوگوں کو گواہ بنائے اور وہ اس گواہ کی گواہی کو قاضی کے سامنے جاکر بیان کریں، جس کو شرعی اصطلاح میں ''شہادت علی الشہادت'' کہا جاتا ہے۔

زبدۃ المقال فی رؤیۃ الہلال میں ہے:

''**إذا ثبت الصوم أو الفطر عند حاكم تحت قواعد الشرع بفتوى العلماء أو عند واحد أو جماعة من العلماء الثقات ولاّهم رئيس المملكة أمر رؤية الهلال**'' (زبدۃ المقال فی رؤیۃ الہلال، بحوالہ خیر الفتاوی، مکتبۃ الخیر ملتان)۔

اسی طرح موبائل فون کے ذریعے نکاح میں ایجاب وقبول کروانا یا گواہوں کا ایجاب وقبول فون پر سننا بھی شرعاً معتبر نہیں ہے؛ کیونکہ نکاح کے صحیح ہونے کے لیے لڑکا اور لڑکی دونوں یا ان کے وکیلوں کا مجلس نکاح میں حاضر رہنا ضروری ہے، اسی طرح دو گواہ (دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں) کا مجلسِ نکاح میں موجود ہونا ضروری ہے اور فون میں یہ شرط مفقود ہے؛ اس لیے نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

درمختار میں ہے: ''**(و) شرط (حضور) شاهدين (حرين) أو حر وحرتين (مكلفين سامعين قولهما معاً) على الأصح (فاهمين) أنه نكاح على المذهب**''۔

''**و من شرائط الإيجاب والقبول: اتحاد المجلس لو حاضرين**''۔

''**و في رد المحتار: قوله: اتحاد المجلس – قال في البحر: فلو اختلف المجلس لم ينعقد**''۔

خلاصہ اور اپنی رائے: مذکورہ بالا پوری تحقیق کی روشنی میں بندے کی رائے یہ ہے کہ جہاں اشتباہ کا کوئی اندیشہ نہ ہو

یا عدم اشتباہ پر کوئی قرینہ موجود تو وہاں فون کی آواز کو شرعاً معتبر مانا جاسکتا ہے اور جہاں اشتباہ ہو یا اشتباہ کے علاوہ عدم اعتباریت کی کوئی اور وجہ ہو؛ مثلاً: رؤیت ہلال کی گواہی میں گواہوں کا عندالقاضی حاضر ہونا یا نکاح میں مجلس ایجاب وقبول کا متحد ہونا وغیرہ تو وہاں فون کی آواز کو شرعاً معتبر نہیں مانا جائے گا۔

۶-کسی کی طرف منسوب ویڈیو یا آڈیو کو شرعی ثبوت میں قبول کرنا:

اس سوال کے جواب کا کافی حصہ سوال نمبر: ۵ کے جواب میں اوپر گذر چکا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کی ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ ہے وہ جب تک اس کو قبول نہ کرے یا جب اس کا اقرار نہ کرے کہ یہ میری ہی ویڈیو یا آڈیو ہے تب تک اس کو قبول نہیں کیا جاسکتا؛ قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد ہے:

"**یأیها الذین اٰمنوا إن جائکم فاسق بنبإفتبینوا أن تصیبوا قوماً بجهالة فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین**" (سورۂ حجرات:۶) (اے ایمان والو! اگر کوئی شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو (بدون تحقیق کے اس پر عمل نہ کیا کرو؛ بلکہ اگر عمل کرنا مقصود ہو تو) خوب تحقیق کر لیا کرو، کبھی کسی قوم کو نادانی سے کوئی ضرر نہ پہنچا دو، پھر اپنے کیے پر پچھتانا پڑے)۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت مفتی شفیع صاحبؒ "معارف القرآن" میں تحریر فرماتے ہیں:

"کہ امام جصاص رازی نے "احکام القرآن" میں فرمایا ہے کہ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ کسی فاسق کی خبر کو قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک دوسرے ذرائع سے تحقیق کر کے اس کا صدق ثابت نہ ہو جائے؛ کیوں کہ اس آیت میں ایک قراءت "**فتُثبِّتوا**" کی ہے، جس کے معنی ہے کہ اس پر عمل کرنے اور اقدام کرنے میں جلدی نہ کرو؛ بل کہ ثابت قدم رہو، جب تک دوسرے ذرائع سے اس کا صدق ثابت نہ ہو جائے" (معارف القرآن: ۸/ ۱۰۵)۔

اور صاحب فتح الملہم علامہ شبیر احمد عثمانیؒ فتح الملہم میں تحریر فرماتے ہیں: "**قال صاحب الکشاف شارحاً لما قال الإمام فخر الإسلام: "خبر الفاسق فی الدین؛ أی: نقله للحدیث غیر مقبول أصلاً؛ سواء وقع فی قلب السامع صدقه أم لا؛ لأن الخبر إنما یصیر حجة بترجیح الصدق فیه، و بالفسق یزول ترجحه، بل یترجح جانب الکذب فیه**" (فتح الملہم شرح مسلم، إدارۃ فیصل دیوبند ۱/ ۳۹)۔

اور ایک حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان ہے: "**کفی بالمرء کذباً أن یحدث بکل ما سمع**" (آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو بیان کرے)۔

مذکورہ بالا آیت شریفہ، حدیث اور فقہی عبارت کی روشنی میں اتنی بات تو ضرور معلوم ہوئی کہ ہر بولنے والے کی بات

آنکھ بند کر کے قبول نہیں کرنی چاہیے، جب تک کہ بولنے والے کی طرف سے اس کا اقرار یا تصدیق نہ ہو؛ پس کسی شخص کی طرف منسوب ویڈیو یا آڈیو کا بھی یہی حکم ہوگا۔

پھر اس کو قبول کرنے کی مذکور شرط کے علاوہ کچھ اور بھی شرطیں ہیں، جن کا لحاظ رکھنا ضروری ہوگا۔

(۱) مواد کی یقینیت: اس کو قبول کرنے کے لیے ریکارڈنگ کے مواد کی یقینیت کو بھی مدنظر رکھا جائے گا کہ مواد میں کوئی غیر یقینی یا اسلامی تعلیمات وعقائد کے خلاف تو کوئی چیز نہیں ہے۔

(۲) کامل اعتماد: یعنی ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ کو شرعی ثبوت کے طور پر قبول کرنے کے لیے اس کی صحت اور سچائی پر کامل اعتماد ہونا بھی ضروری ہے۔

خلاصہ اور اپنی رائے: مذکورہ بالا پوری تفصیلات کی روشنی میں بندے کی رائے یہ ہے کہ کسی شخص کی طرف منسوب ویڈیو یا آڈیو شرعی ثبوت کے طور پر اس وقت قبول کی جاسکتی ہے، جبکہ منسوب الیہ شخص اس کی تصدیق کرے، ساتھ ساتھ اس کا مواد غیر یقینی اور اسلامی تعلیمات وعقائد کے خلاف نہ ہو۔

۷-Chat GPT کے ذریعے کام انجام دینے پر ملازمین کی تنخواہوں کا مسئلہ:

مذکورہ سوال کا تعلق عقد اجارہ کے ساتھ ہے اور عقد اجارے کا معاملہ آپسی معاہدے کے مطابق طے ہوتا ہے، لہذا اگر مذکورہ تمام لوگوں کے ساتھ ان کے سرپرستوں نے ایک معاملہ کرلیا؛ مثلاً: کسی مدرس کے ساتھ مدرسے کی انتظامیہ نے امتحان کے پرچے بنانے کا معاملہ طے کیا اور فی پرچہ سو روپے معاوضہ طے ہوا، تو اب یہ مدرس اپنے مفوضہ کام کو انتظامیہ کے منشا اور متعلقہ درجے کے طلبہ کے معیار کا پرچہ بنا کر حوالے کرے (خواہ کم وقت میں حوالے یا زیادہ وقت میں؛ خواہ اپنی محنت اور کتب بینی کے ذریعے تیار کرے یا Chat GPT کے ذریعے تیار کرے) تو اپنے معاوضے کا حق دار ہوگا۔

یہاں اس کی ایک نظیر ذہن میں یہ آرہی ہے کہ جب تک کمپیوٹر کتابت کا رواج عام نہیں ہوا تھا تو مصنفین ومؤلفین اپنی کتابوں کی طباعت سے قبل کاتبین کے پاس کتابت کروایا کرتے تھے، اس کے بعد کتاب پریس مشین میں طباعت ہوتی تھی؛ لیکن اب تو بیچارے ان کاتبین کو کوئی پوچھتا بھی نہیں ہے، اب سارا کام کمپیوٹر کتابت پر ہونے لگا ہے اور دستی کتابت کے مقابلے میں بدرجہا بہتر اور سرعت کے ساتھ انجام پاتا ہے، تو کمپیوٹر کتابت کرنے والا بھی معاوضے کا مستحق ہوتا ہے، جبکہ وہ دستی کاتب کے مقابلے میں بہت کم وقت کام مکمل کرلیتا ہے، معلوم ہوا کہ یہ تو ایک عقد اجارہ ہے اور عقد اجارے میں معاہدے کے مطابق کام مکمل ہونے پر اجیر اجرت کا مستحق بن جاتا ہے۔

یہی حکم مشینی ٹرانسلیشن، مشینی مضمون نگاری اور طویل مضامین کی تلخیص وغیرہ کا بھی ہوگا بشرطیکہ طالب کے منشا کے

مطابق معیاری کام کر کے اس کے حوالے کیا جائے۔

محیط برہانی میں ہے:"و أما بيان شرائطها: فنقول: يجب أن تكون الأجرة معلومة؛ و العمل إن وردت الإجارة على العمل؛ والمنفعة إن وردت الإجارة على المنفعة؛ و هذا لأن الأجرة معقود به، والعمل أو المنفعة معقود عليه، و إعلام المعقود به و إعلام المعقود عليه شرط تحرزا عن المنازعة؛ كما فى باب البيع، و إعلام المنفعة ببيان الوقت، وهو الأجل أو بيان المسافة" (المحیط البرہانی، کتاب الإجارۃ، القصل الأول، دار الکتب العلمیۃ: ۷/ ۳۹۵)۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ

مولانا محمد عاشق صدیقی ندوی☆

۱- مصنوعی ذہانت (AI) اور اس کی تکنیکی ترقیات کا استعمال اہمیت کا حامل ہے، قرآن وحدیث میں براہ راست مصنوعی ذہانت (AI) کا ذکر نہیں ملتا، کیونکہ یہ جدید دور کی ایجاد ہے۔ لیکن ہم اصولی طور پر بعض آیات اور احادیث سے استفادہ کر سکتے ہیں جو علم، حکمت اور ترقی کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں۔ عمومی طور پر، اسلامی فقہ کا اصول بھی یہ ہے کہ ہر نئی ایجادات اور ٹیکنالوجی سے استفادہ کیا جاسکتا ہے جب تک کہ وہ شریعت سے متصادم اور اس کے کسی حکم کی خلاف ورزی نہ کرے۔ اس اصول کی روشنی میں بھی، AI کا استعمال بھی جائز ہے۔

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ''**سنريهم آياتنا فی الآفاق و فی أنفسهم حتی يتبين لهم أنه الحق أو لم يكف بربك أنه علی كل شيئی شهيد**" (سورۂ فصلت:53) (اور ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق میں اور خود ان کی جانوں میں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے کہ یہ حق ہے)۔

اس آیت سے انسان کو علم حاصل کرنے اور دنیا میں قدرت کے نشانات کا مطالعہ کرنے کی ترغیب مل رہی ہے۔ چونکہ مصنوعی ذہانت بھی علم کا ایک آلہ بلکہ مکمل میدان ہے جو انسانی ترقی کے لیے اہم ذریعہ کی حیثیت سے متعارف ہو رہا ہے تو اس سے استفادہ کی گنجائش ہے اسی طرح قرآن کریم میں علم حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اور علم والوں کی برتری کو ثابت کیا گیا ہے ارشاد باری ہے: ''**قل هل يستوی الذين يعلمون و الذين لا يعلمون**'' (سورۂ زمر:9) (اور (اے نبی) کہہ دیجیے: کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں؟)، یعنی جدید آلات علم سے بھی بخوبی استفادہ کیا جاسکتا ہے اور اس کو علم کے لئے استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔

اسی طرح حدیث پاک میں بھی علم کے حصول کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے اور اہل اسلام کی شناخت اور پہچان علم کو بنایا گیا ہے چنانچہ روایت ہے کہ: "علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے" (سنن ابن ماجہ)۔

☆ استاد تفسیر وفقہ جامعہ امام شاہ ولی اللہ اسلامیہ، پھلت، مظفر نگر۔

ایک اورحدیث پاک بطوراستدلال کے پیش کی جاسکتی ہے کہ جس سے دین میں آسانیاں پیدا کرنے کی اہمیت وافادیت پر روشنی پڑتی ہےاور مشکلات سے اپنے کو بچانے کی ترغیب بھی ہوتی ہے چنانچہ نبی اکرم ﷺ کا ارشادمبارک ہے: "ان الدین یسر ،ولن یشاد الدین الا غلبه" (صحیح بخاری)(دین آسان ہے، اور کوئی بھی دین میں سختی اختیار کرے گا تو دین ہی ایسا کرنے والے پر غالب آجائے گا)۔

نیز فقہ اسلامی کا اصول ہے کہ'':أن الأصل فی الأشیاء الاباحة، و أن الحرمة بالنهی عنها شرعا'' (ص:۷۷باب الاکراہ:المبسوط للسرخسی)۔

مذکورہ بالاآیات اوراحادیث نیز فقہی اصول سے بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے کہ علم حاصل کرنا اورآسانیاں پیدا کرنا اسلام میں پسندیدہ ہیں۔AI کے استعمال سے بھی انسانی زندگی میں آسانیاں پیدا کی جاسکتی ہیں، جیسے پہلے زمانہ میں قلم دوات کا استعمال لکھنے کے لئے کیا جاتا تھا پھر فاؤنتن پین اور بال پین نے جگہ لے لی بعدازاں ٹائپ رائٹر اور کمپیوٹر نے اس میں مزید سہولتیں پیدا کردیں جس سے وقت اور صلاحیتوں کی بچت ہونے لگی اس لیے اسے اسلامی تعلیمات اوراصولوں کے تحت AI کو جائز قرار دیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس کا استعمال حلال اور جائز مقاصد کے لیے کیا جائے۔

خلاصہ یہ کہ قرآن وحدیث اوراسلامی فقہ کی بنیادی وعمومی تعلیمات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ علم وحکمت اور انسانی بہتری کے لیےAI کا استعمال جائز ہے، بشرطیکہ اس کا استعمال شرعی حدود میں ہواور کسی حرام کام کے لیے نہ ہو۔
لہذا اس کے لئے کچھ ضابطے متعین کئے جاسکتے ہیں جو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں متعین ہوں۔

1۔نیت اور مقصد کی درستگی۔اگر AI کا استعمال اچھے اور جائز مقاصد کے لیے کیا جارہا ہو، جیسے تعلیم، صحت، معاشرتی ترقی وغیرہ، تو یہ قابل قبول ہے۔

2۔اخلاقی اصول کی پاسداری۔AI کا استعمال اسلامی اخلاقی اصولوں کے مطابق ہونا چاہیے۔مثلاً، جھوٹ، دھوکہ، یا نقصان دہ مقاصد کے لیے استعمال کیا جائے تو جائز نہیں ٹھہرایا جائے گا۔

3۔انسانی حقوق کا خیال۔AI کے استعمال سے کسی کی بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہ ہو۔اس میں رازداری، آزادی اوراحترام کو ملحوظ رکھا گیا ہو۔

4۔دینی تحفظات۔ماہرین اور کچھ اسلامی اسکالرز نے AI کے ممکنہ خطرات کے بارے میں آگاہ کیا ہے، جیسے کہ لوگوں کی پرائیویسی کا مسئلہ، اوراس بات پر زور دیا ہے کہ اس کا استعمال اعتدال اوراحتیاط کے ساتھ کیا جائے۔تو ان باتوں کا خیال رکھ کر استعمال کرنا جائز ہوگا۔

ان تمام نکات کو مدنظر رکھتے ہوئے، اگر AI کا استعمال اچھے اور جائز مقاصد کے لیے کیا جائے اور اس کے ممکنہ نقصانات کا خیال رکھا جائے، تو یہ اسلام میں جائز ہے۔ تاہم، یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے استعمال میں اعتدال اور احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔

۲- مصنوعی ذہانت (AI) کے استعمال میں شریعت کے اصولوں کی پابندی بہت ضروری ہے تاکہ اس ٹیکنالوجی کا صحیح اور جائز استعمال ہو سکے۔ ذیل میں وہ اصول وضوابط دیئے گئے ہیں جو شرعی طور پر ضروری ہیں:

1۔ نیت کی درستی: کسی بھی ٹیکنالوجی کا استعمال نیک نیت اور جائز مقاصد کے لیے ہونا چاہیے۔ اگر نیت میں خرابی ہوگی تو عمل بھی قابل قبول نہیں ہوگا۔ حدیث میں وارد ہے: "**إنما الأعمال بالنيات، وإنما لكل امرأ ما نوى**" (بخاری شریف)۔

2۔ عدالت: AI کا استعمال کرتے وقت انصاف اور اعتدال کا خیال رکھنا چاہیے۔ کسی بھی قسم کے ظلم، زیادتی یا ناانصافی کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔ "**وجعلنكم أمة وسطا**" (سورۂ بقرہ:۱۴۳) (اور ہم نے تمہیں درمیانی امت بنایا)، حدیث میں ہے: (دین میں غلو کرنے سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے لوگ غلو کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے) (نسائی)، اس لئے اعتدال اور احتیاط بہت ضروری ہے۔

3۔ صداقت: AI کے ذریعے جو معلومات فراہم کی جائیں، وہ سچ اور حقائق پر مبنی ہوں۔ جھوٹ، فراڈ یا تلبیس کی کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔ قرآن پاک اس سلسلہ میں بڑی اچھی رہنمائی کرتا ہے: "**يا ايها الذين آمنو اتقوا الله و كونوا مع الصادقين**" (سورۂ توبہ:۱۱۹) (اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں میں سے ہو جاؤ)۔

اسی طرح حدیث پاک میں صداقت کی تلقین کی گئی: "**الصدق ينجي والكذب يهلك**" (سچائی نجات کا ذریعہ ہے جبکہ جھوٹ ہلاک کر دیتا ہے)۔

4۔ انسانی حقوق کا احترام: AI کے استعمال سے کسی کی ذاتی معلومات یا رازداری کی خلاف ورزی نہ ہو۔ ہر شخص کی عزت ووقار کا خیال رکھا جائے۔ یہ اسلام کی اہم تعلیم ہے پس اللہ پاک نے فرمایا: "**ولقد كرمنا بنى آدم**" (سورۂ اسراء: ۷۰) (اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی)، اور حدیث پاک میں ہے: "**لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه**" (صحیح مسلم) (تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے)۔

5۔ نقصان سے بچاؤ: AI کے استعمال سے کسی کو جانی، مالی یا اخلاقی نقصان نہ پہنچے۔ ٹیکنالوجی کا استعمال لوگوں

کے فائدے اور بھلائی کے لیے ہونا چاہیے۔قرآن پاک میں ہے: ''**لا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة**'' (سورۂ بقرہ:۱۹۵)،اور حدیث میں ہے: (نہ کسی کے نقصان اٹھاؤ اور نہ کسی کو نقصان پہونچاؤ) (سنن ابن ماجہ)۔

6۔علمی اخلاقیات AI کا استعمال علمی اور تحقیقی مقاصد کے لیے ہو تو علمی امانت داری اور اخلاقیات کا خیال رکھا جائے۔سرقہ یا غیر معتبر معلومات کی اشاعت سے گریز کیا جائے۔چنانچہ اخلاقی اصولوں کی پابندی کے تعلق سے قرآن کریم میں ہے:"اور لوگوں سے اچھے طریقے سے بات کرو" (سورۂ بقرہ:۸۳)۔

حدیث میں: ''**المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده**'' (صحیح بخاری) (مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں)۔

AI کا استعمال اخلاقی اصولوں کے مطابق ہونا چاہیے۔جھوٹ، دھوکہ دہی، اور فریب سے اجتناب ضروری ہے۔ان اصول وضوابط کی روشنی میں، AI کا استعمال شرعی حدود میں رہتے ہوئے فائدہ مند ہوسکتا ہے۔اس کے لئے اخلاقی اور دینی حدود کی پاسداری ضروری ہے، تاکہ معاشرے میں اس کے مثبت اثرات ظاہر ہوسکیں۔

7۔قانونی حدود کی پاسداری: جس ملک میں AI کا استعمال ہو رہا ہے، وہاں کے قانونی ضوابط اور قواعد وضوابط کی پابندی بھی ضروری ہے، بشرطیکہ وہ شریعت کے خلاف نہ ہوں۔

8۔تجارتی بدعنوانیوں سے حفاظت: AI کے استعمال سے مسابقت کا ماحول برقرار رکھا جائے اور مارکیٹ میں عدم توازن پیدا نہ ہو۔ایک دوسرے کی تجارت یا روزگار میں نقصان پہنچانے سے گریز کیا جائے۔

9۔ماہرین کی رہنمائی: AI کے استعمال میں ماہرین کی رہنمائی حاصل کرنا اور ان کی مشاورت سے کام کرنا ضروری ہے تاکہ اس کے مثبت اور منفی پہلوؤں کو سمجھا جاسکے۔

مذکورہ بالا اصولوں کی پابندی کرتے ہوئے اگر مصنوعی ذہانت کا استعمال شرعی طور پر کیا جائے تو مفید اور جائز اور ہو سکتا ہے۔

۳- مصنوعی ذہانت (AI) جیسے ChatGPT کے ذریعہ تیار کردہ تحریر یا کتاب کو اپنی جانب منسوب کرنے اور حق تصنیف (حقِ تصنیف یعنی کاپی رائٹ) کا دعویٰ کرنے کے بارے میں شریعت کا نقطہ نظر جاننے کے لئے بنیادی اصولی باتیں مدنظر رکھنا ضروری ہوگا۔

(الف) صداقت اور امانتداری کا خیال رکھا جائے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا**

اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ"(سورہ المائدۃ:8)۔

(اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو، اللہ کے لئے گواہی دیتے ہوئے، اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو، یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے)۔

(ب) جھوٹ اور دھوکہ سے بچا جائے: حدیث نبوی ﷺ ہے:"مَن غَشّنَا فَلَيْسَ مِنَا"(صحیح مسلم)(جس نے دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں ہے)۔

(ج) حق کی ادائیگی کی جستجو: قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے: "إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا"(سورہ النساء:58)(بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کو ادا کرو)۔

ان چند اصولی باتوں کے ساتھ ساتھ اسلامی وشرعی نقطہ نظر جاننے کے لئے کچھ اہم اور بنیادی باتوں کو سمجھنا ہوگا جو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:

ChatGPT جیسے AI ٹولز کے ذریعہ تیار کردہ تحریر یا کتاب کو اپنی جانب منسوب کرنا اور حق تصنیف کا دعویٰ کرنا تب درست ہے جب درج ذیل شرائط پوری ہوں:

تعاون لینے کی وضاحت:

اگر کسی شخص نے سوالات پوچھ کر ChatGPT سے مواد تیار کرایا ہے تو اس کا استعمال جائز ہے، مگر اس بات کو واضح کرنا ضروری ہے کہ یہ مواد AI کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔ اس میں دھوکہ یا غلط بیانی کی کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔

امانتداری:

تحریر یا کتاب میں کہیں پر بھی یہ ظاہر نہ کیا جائے کہ یہ مواد صرف اور صرف انسان کی ذہنی محنت کا نتیجہ ہے۔ AI کی مدد سے تیار کردہ مواد کو اپنی تحقیق یا تخلیق کہنے سے بچا جائے۔

کاپی رائٹ قوانین کی پاسداری:

ابھی بظاہر اس سافٹ ویئر نے ایسی کوئی شرط نہیں لگائی ہے جس سے اندازہ ہو کہ وہ اپنے حقوق محفوظ رکھنا چاہتا ہے بہر کیف جس ملک میں یہ کام کیا جا رہا ہے، وہاں کے کاپی رائٹ قوانین کی پابندی ضروری ہے۔ اگر کوئی قانونی پابندی ہے تو اس کی خلاف ورزی نہ کی جائے۔

نیت کی درستی:

اگر نیت میں صداقت ہے اور AI کی مدد کو صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، تو اس کا استعمال جائز ہے۔ نبی

ﷺ کا فرمان ہے: "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" (صحیح البخاری) (بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے)۔

نتیجہ:

قرآن وحدیث کی روشنی میں ChatGPT کے ذریعہ تیار کردہ مواد کو اپنی جانب منسوب کرنا اور اس پر حق تصنیف کا دعویٰ کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک کہ یہ صاف صاف نہ بتایا جائے کہ یہ مواد AI کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔ امانتداری، صداقت، اور نیت کی درستی ان اصولوں کی بنیاد ہیں جن پر اس معاملے کو پرکھا جاسکتا ہے۔

۴- مذہب اسلام میں، اذان اور نماز کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اذان شعائر اسلام مین سے ہے اور نماز کا حصہ ہے، اذان کی مشروعیت مسلمانوں کو نماز کی دعوت دینے کے لیے ہے۔ جب تک کہ اذان کا اظہار ایک مؤذن یا ایک انسانی طریقے سے ہوتا ہے۔

اسلامی فقہ میں اذان کا اظہار انسانی طریقے سے کرنے کی سنت مشہور ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"اذَانُ بِلَيْلَةٍ قَبْلَ الْفَجْرِ" (صحیح مسلم) (فجر سے پہلے رات کی اذان دی جائے)۔

یہ حدیث اظہار کرتی ہے کہ اذان کا اظہار انسانی طریقے سے کیا جائے، اور یہ اسلامی نظام کا حصہ ہے۔

سنت یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت عاقل، بالغ یا سمجھ دار شخص اذان دے، اذان کے وقت ریکارڈ شدہ اذان چلا دینے سے بھی اذان کی سنت ادا نہیں ہوگی؛ لہذا جس جگہ پر اذان نہیں دی جاتی، بلکہ صرف اذان کی ریکارڈنگ چلائی جاتی ہو اور آس پاس قریب کی جگہوں سے اذان کی آواز بھی نہ آتی ہو تو ایسے مقام پر جو نمازی حضرات ریکارڈنگ والی اذان کی آواز سن کر نماز پڑھیں گے ان کی نماز بغیر اذان کے پڑھی ہوئی شمار ہوگی، ایسے مقام پر نماز سے پہلے اگر کوئی شخص جماعت سے پہلے اذان دے دے تو اذان کی سنت ادا ہوجائے گی۔ اس لیے کہ اذان من جملہ عبادات میں سے ایک عبادت ہے، اور عبادت ادا کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ کوئی مکلّف اور عبادت کرنے والا موجود ہو۔ یوں بھی اگر اس قسم کی شکلوں کو جائز قرار دے دیا جائے تو پھر دوسری عبادات میں بھی، مثلاً: کسی امام کی ریکارڈ کی ہوئی نماز کو مصلے پر رکھ کر اس کی اقتدا کی جائے، ٹیپ ریکارڈ سے وہ عبادات مشروع قرار نہیں دی جائیں گی، تو جس طرح ٹیپ ریکارڈ مصلے پر رکھ کر نماز میں اس کی اقتدا کرنا ناجائز ہے اسی طرح ٹیپ ریکارڈ سے نشر کی ہوئی اذان بھی منشأ شریعت کے خلاف اور غیر مشروع ہے" نیز مصنوعی ذہانت کے ذریعہ تیار کیا گیا نظام اذان کے سلسلہ میں منشاء شریعت کے مغائر ہونے کی بناء پر درست نہیں۔ چنانچہ ''بدائع'' میں ہے:

"وذكر فى البدائع أيضاً: أن أذان الصبى الذى لايعقل لايجزى ويعاد؛ لأن ما يصدر لا عن عقل لا يعتد به، كصوت الطيور .....أن المقصود الأصلى من الأذان فى الشرع الإعلام بدخول

أوقات الصلاة ,ثم صار من شعار الإسلام فی کل بلدة أو ناحیة من البلاد الواسعة علی ما مر، فمن حیث الإعلام بدخول الوقت وقبول قوله لا بد من الإسلام والعقل والبلوغ والعدالة .''(فتاوی شامی 1/394)،**فقط واللہ اعلم۔**

اور ''ولو سمع آیة السجدة من حیوان صرحوا بعدم وجوبها علی المختار لعدم أهلیة القاری''(الاشباہ والنظائر:99)۔

مذکورہ عبارات فقھیہ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ مسنوعی ذہانت کے ذریعہ اگر اذان کا نظام بنادیا گیا تو حکم شریعت پامال ہوگا جو اسلام کے شعائر میں سے ایک شعار ہے۔

البتہ خدانخواستہ اگر کسی ملک میں قانونی طور پر اذان کے لیے مصنوعی ذہانت کا استعمال لازم قرار دے دیا جائے اور مؤذن وغیرہ پر اذان دینے کی پابندی لگ جائے نیز AI سے اجازت دی جائے یا انٹرنیٹ پر یا موبائل ایپلیکیشنز کے ذریعے اجازت ہو، تو اس صورت میں اذان کے لئے اس کے استعمال پر غور کیا جاسکتا ہے اور اس کے استعمال کی گنجائش ہوسکتی ہے اس لئے کہ اذان کا ایک اہم مقصد اعلان بھی ہے کو کہ اس کے ذریعہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔

۵- فون یا کسی بھی الیکٹرانک آلے کی آواز شرعاً قابلِ قبول اور معتبر ثبوت نہیں ہوتی، مگر اس کے استعمال کی صورت میں شرعی احکام مختلف ہوسکتے ہیں۔ یہاں کچھ اہم نکات پر غور کیا جاسکتا ہے:

فون یا دیگر الیکٹرانک آلات پر اپنی آواز میں کچھ کہنا یا بولنا اصولاً شرعی ثبوت کے طور پر قبول نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح کی آواز کو آسانی سے ترمیم یا تبدیل کیا جاسکتا ہے، اور اس کی معتبریت پر شبہ ہوسکتا ہے۔ البتہ اگر اس کے استعمال کے لئے ایسی تمام تکنیکی اور احتیاطی تدابیر کرلی جائیں کہ تلبیس کا اندیشہ باقی نہ رہے ایسی صورت میں فریقین کی آن لائن اور شاہدین غیرہ کی شناخت بھی درست ہوگی (ص:۶۸ تجاویز: اکتیسواں فقہی سمینار)۔

اگر کسی شخص سے فون یا الیکٹرانک آلے کے ذریعے کوئی بات کر کے ریکارڈ کیا گیا ہو، تو اس ریکارڈنگ کو شرعی ثبوت کے طور پر قبول نہیں کیا جاتا ہے بلکہ یہ صرف ہدایتی ثبوت ہے۔ یعنی اس کا استعمال صرف اس طرح کی معاملات میں کیا جاتا ہے جہاں دوسرے ثبوت کی موجودگی میں اس کی ضرورت ہو۔ مثلاً، شاہد کے غائب ہونے کی صورت میں یا کسی عقد کے معاملات میں استعمال ہوسکتا ہے۔

برائے تصدیق کچھ پیمانے:

اللہ تعالیٰ نے ایمانداری، شہادت، اور معتبریت کو بہت اہمیت دی ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ"(سورۂ حجرات:12)

(اے ایمان والو! بہتر ہے کہ تم ظن بہت سے چھوڑ دو، بعض ظن ہی گناہ ہے۔ اور نہ آپس میں جاسوسی کرو، اور نہ بعض بعض کو غیبت کرو۔ کیا تم میں سے کسی کو پسند ہوگا کہ وہ اپنے بھائی کا مردہ گوشت کھائے؟ (یہ بھی تم نے) انہیں ناپسند کیا ہوگا۔ اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ تائب وبخشنے والا ہے)۔

ثبوت کے اصول:

قرآن مجید میں شاہدین کے اصول بیان کیے گئے ہیں، جیسے:

"وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ذَلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّهُ إِنَّمَا يُضِلُّ ذَلِكَ الْفَاسِقِينَ" (سورۂ بقر:282)۔

(اور تم میں سے انصافی شہدائی دو، اور اللہ کے لئے شہادت کی ادائیگی کرو۔ یہ بات اُس کے لئے ہے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اور جو شخص روبرو ہوتا ہے، وہ برے کو راہ دکھاتا ہے)۔

احادیث کی روشنی میں:

نبی اکرم ﷺ نے بھی شاہدین اور ان کی معتبریت کی اہمیت کو بیان کیا ہے، جیسے: "لَا تُكْتَبُ عِنْدِي إِلَّا مَنْ كَانَ عَادِلًا" (صحیح البخاری) (میرے پاس تمام شہادتیں نکاردی جائیں گی، صرف اُس شخص کی شہادت لے لی جائے گی جو عادل ہو)۔

فتاوی شامی میں ہے: "والطريق فيما يرجع إلى حقوق العباد المحضة عبارة عن الدعوى والحجة: وهي أما البينة او الإقرار أو اليمين أو النكول عنه أو القسامة أو علم القاضي بما يريد أن يحكم به، أو اقرائن الواضحة التي تصير الأمر في حيز المقطوع به" (کتاب القضاء ۵/ ۳۵۴)۔

"بدائع الصنائع" میں ہے: "و أما شرائط أداء الشهادة فأنواع: أما الشرائع العامة فمنها العقل؛ لأن من لايعقل لا يعرف الشهادة فكيف يقدر على أدائها، ومنها البلوغ فلا تقبل شهادة الصبي العاقل؛ لأنه لا يقدر على الأداء الا بالتحفظ والتحفظ بالتذكر والتذكر بالتفكر وإلا يوجد من الصبي عادة، ولأن الشهادة فيها معنى الولاية:...منها العدالة لقبول الشهادة على الإطلاق فإنها تقبل عل الاطلاق دونها" (کتاب الشھادۃ بیان رکن الشھادۃ: ۶/ ۲۶۸)۔

قرآن وحدیث اور فقہی عبارات کی روشنی میں شاہدین کی معتبریت اور شہادت کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے، جس کے مطابق شہادت صرف ان صورتوں میں قابلِ قبول ہوتی ہے جبکہ اس کا اعتبار یقینی بنایا جاسکے۔ الیکٹرانک آلات کی آواز کا استعمال شرعی ثبوت کے طور پر قبول نہیں ہوگا، مگر ان کا استعمال تائیدی ثبوت کے طور پر ہوسکتا ہے، جبکہ دیگر ثبوت موجود ہوں۔ اور یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جرم کو ثابت کرنے کے لئے شرعی شہادت یا جرم کا اقرار ضروری ہے، محض آڈیو یا ویڈیو سے جرم ثابت نہیں ہوتا ہاں، البتہ اگر مجرم ویڈیو دیکھ کر یا آڈیو سن کر اقرار کرلیتا ہے تو جرم کے ثبوت کے لئے اس کی حیثیت تائیدی آلہ کی ہوجائے گی، کیونکہ یہاں جرم کا ثبوت مجرم کے اقرار سے ہوا ہے نہ کہ آڈیو یا ویڈیو کے ذریعہ سے۔

۶- اگر کوئی شخص Chat GPT یا کسی دیگر تکنیکی ذریعے کا استعمال کرکے اپنے مفوضہ کاموں کی انجام دہی کررہا ہو، جیسے کہ مضامین یا کتب کی تیاری، ترجمہ، ٹائپنگ، تدریس کی پلاننگ، امتحان کے سوالات کی تیاری، رپورٹوں کی تیاری، وغیرہ، تو اس کا معاوضہ یا تنخواہ حاصل کرنا شرعاً درست ہونا چاہئے، اس لئے کہ ان کاموں کو وہ بنفس نفیس انجام دے رہا ہو یا سہولت فراہم کرنے والے آلات واسباب کے ساتھ بہرصورت وہ اپنی ذمہ داری نبھا رہا ہے اور کاموں کو انجام تک پہنچا رہا ہے۔ یہ بات طے ہے کہ ملازم تو اپنی محنت کا بدلہ حاصل کررہا ہے جو اس کے لئے جائز ہے۔

قانونی صلاح مشورہ:

اساتذہ اور مصنفین کو اپنے علمی اور فنی کاموں میں Chat GPT یا دیگر تکنیکی ذریعے کا استعمال کرکے صلاح مشورہ دینا بھی ایک ممکنہ استعمال ہے۔ اگر ان کے پاس معلومات اور تجربہ ہے، تو ان کا استعمال معتبر ہوسکتا ہے۔

معاوضہ یا تنخواہ؟

معاوضہ یا تنخواہ حاصل کرنا ان کی محنت اور وقت کی قدر کے مطابق ہونا چاہئے۔ شرعاً، اگر ان کاموں کی انجام دہی معقول ہے اور ان کے لیے شرعی قوانین کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کام کو انجام دیا گیا ہے تو تنخواہ یا معاوضہ لیا جاسکتا ہے۔

کچھ شرعی مبادی:

اسلامی فقہ میں، انصاف اور حسن نیت کی بنیاد پر افراد کے بیچ معاوضات اور معاوضہ حاصل کرنے کی اجازت دی گئی ہے، مگر انصافیت اور اصولی بنیادوں پر اس کام کی معاوضہ یا تنخواہ لینی چاہیے۔

مجموعی طور پر، Chat GPT یا دیگر تکنیکی ذریعے کا استعمال کرکے اساتذہ اور مصنفین کو ان کے مفوضہ کاموں کی انجام دہی کے لیے تنخواہ یا معاوضہ لینا اور دینا شرعاً درست ہوسکتا ہے، جبکہ کچھ باتیں ایسی ہیں کہ جن کا لحاظ کیا جانا ضروری قرار دیا جائے گا۔

عدل وانصاف کی ترویج:

اسلام میں عدل وانصاف کی بہت بڑی اہمیت ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ عدل وانصاف کے ساتھ ساتھ شہادت کی بھی معاونت کی جائے۔جیسا کہ سورہ المائدہ کی آیت نمبر 8 میں آیا ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ"(سورۂ مائدہ:۸)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اللہ کے لیے قیام کرنے والے ہوں اور عدل کے ساتھ شہادت دیں۔عدل کا مطلب ہے کہ اپنے کاموں کے بدلے میں انصافی اور منصفانہ معاوضہ لیا جائے۔

تجربہ وتعلیم: اساتذہ اور مصنفین عموماً اپنے علمی اور تجرباتی صلاحیتوں کے ذریعہ علم اور فن کی خدمت انجام دیں کہ جن کے کاموں کی انجام دہی کی قیمت شعور اور تعلیم کی بنیاد پر ہوتی ہے،اور اس کے بدلے میں ان کو معاوضہ یا تنخواہ ملنا اسلامی فقہ کے اصولوں کے مطابق درست قرار پائے گا۔

شرعی اصول:

اسلامی فقہ میں اصولی طور پر انصاف،حقیقت پسندی،اور عملیت کے اصولوں کی بنیاد پر معاملات کا انتظام کیا جاتا ہے۔اگر کوئی شخص اپنے مفوضہ کاموں کی انجام دہی کے لیے ٹیکنالوجی یا تکنیکی ذریعے کا استعمال کرے اور اس کا استعمال انصافی اور معقول ہو،تو اس کے لیے معاوضہ یا تنخواہ لینا شرعاً درست ہوسکتا ہے۔

مجموعی طور پر،اسلامی فقہ میں عدل وانصاف،تجربہ،تعلیم،مشاورت،اور شرعی اصولوں کے مطابق اگر کوئی شخص Chat GPT یا دیگر تکنیکی ذریعے کا استعمال کرکے اپنے مفوضہ کاموں کی انجام دہی کر رہا ہو،تو اس کے لیے معاوضہ یا تنخواہ لینا شرعاً درست ہوسکتا ہے۔اس لئے کہ اجرت اس کو اس کی محنت کی دی جارہی ہے۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ

مولانا ابرار الحق قاسمی☆

۱- مصنوعی ذہانت دراصل ایک کمپیوٹری نظام یا سوفٹ ویئر یا ایک فنیاتی انجینیئر نگ اور کمپیوٹر سائنس کا نتیجہ ہے، جو انسانی ذہانت کی قابلیتوں اور اس کے مختلف پہلوؤں کو نقل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ مختلف الگورتھمز (algorithms)، ماڈلز اور مصنوعی انٹیلی جنس کی تکنیکوں کا استعمال کرتی ہے، تاکہ معلومات کو سمجھ سکے، سوالات کا جواب دے سکے، اور مسائل حل کر سکے، یہ ہمیں علمی ترقی، معاملات کی بہتری، اور معاشرتی مسائل کا حل تلاش کرنے میں مدد فراہم کرتی ہے، ان کے علاوہ بہت ساری سہولیات کا مجموعہ ہے، جن کی تفصیل تعارفی گفتگو میں بھی مذکور ہے، اور یہ مصنوعی ذہانت شریعت کی نظر میں، کیلکولیٹر، مائکروسافٹ ایکسل، کیمرہ، کمپیوٹر، گوگل سرچ انجن، وغیرہ کی طرح ہے کہ ان کا استعمال، جیسا کہ بہ ذات خود قبیح نہیں ہے، بلکہ ان کا استعمال اگر غلط اور ناجائز طریقے سے کیا جائے تو قبیح ہے، بالکل اسی طرح مصنوعی ذہانت بھی بہ ذات خود قبیح نہیں ہے، بلکہ اس کی قباحت اس کے استعمال کرنے والے پر موقوف ہے کہ اگر وہ اسے غلط اور ناجائز امور کے لیے استعمال کریگا، تو اس کا استعمال قبیح اور ناجائز ہوگا، ورنہ نہیں۔ جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں ہے:

"إذا دل الدليل على أن النهى عنه لغيره، فحينئذ يكون قبيحًا لغيره، ثم ذلك الغير إن كان وصفًا، فحكمه حكم القبيح لعينه، وهو ملحق بالقسم الأول، إلا أن القسم الأول حرام لعينه، وهذا حرام لغيره" (شرح التلویح علی التوضیح، ۱/ ۴۰۵، فصل: فی الصریح والکنایۃ، ط: دار الکتب العلمیۃ، وکذا فی نہایۃ السؤل شرح منہاج الوصول الی علم الاصول، الاوامر والنواہی، ۲/ ۳۱۳، م: دار الکتب العلمیۃ)۔

"وقد اختار كثير من العلماء أن الأصل فى الأشياء الإباحة؛ فهى على التخيير، حتى يقوم الدليل على ما سواه من: كراهة، أو حرمة، أو ندب، أو وجوب" (المجموع شرح المہذب، ۱/ ۱۵۴، مقدمۃ التحقیق، م: دار الکتب العلمیۃ)۔

☆ دار الافتاء، مدرسہ دینیہ وصیۃ العلوم، پرنام بٹ، تاملناڈو۔

'' الاول –استصحاب حكم الإباحة الأصلية للأشياء التى لم يرد دليل بتحريمها .ومعنى هذا أن المقرر عند جمهور الأصوليين بعد ورود الشرع: هو أن الأصل فى الأشياء النافعة التى لم يرد فيها من الشرع حكم معين هو الإباحة.....ودليل الأول آيات ثلاث:

أولها – قوله تعالى: (هو الذى خلق لكم ما فى الأرض جميعاً) .أخبرالله تعالى بأن جميع المخلوقات الأرضية للناس؛ لأن ما) موضوعة للعموم،ولا سيما قد أكدت بقوله (جميعاً)، واللام فى و لكم) تقتضى الاختصاص على جهة الانتفاع، أى أن جميع ما فى الأرض مختص بكم لتنتفعوا به، فيكون الانتفاع بجميع المخلوقات مأذوناً فيه شرعاً.

ثانيها – قوله سبحانه وتعالى: (قل من حرم زينة الله التى أخرج لعباده والطيبات من الرزق) هذا استفهام للإنكار، فالله تعالى أنكر تحريم الزينة التى والطيبات من الرزق) هذا استفهام للإنكار، فالله تعالى أنكر تحريم الزينة التى يختص بنا الانتفاع بها، كما هو مفهوم من مقتضى اللام المفيدة للاختصاص فى قوله تعالى: (لعباده)ثالثها – قوله عز وجل: (أحل لكم الطيبات) اللام فى (لكم) تدل على أن الطيبات مخصوصة بنا على جهة الانتفاع كما بينت.وليس المراد من الطيبات هو المباحات، وإلا لزم تكرار المعنى، وإنما المراد بها هو ما تستطيبه النفس،هذه الآيات تدل على أن الأصل فى الأشياء الإباحة، حتى يرد دليل حاظر''(أصول الفقہ الإسلامی للزحیلی ۱۳۸۶۰،۸۶۱،المبحث السادس،م:دارالفکر)۔

وفى المبسوط للسرخسى: ''أن الأصل فى الأشياء الإباحة، وأن الحرمة بالنهى عنها شرعا"(باب الإکراہ،باب تعدی العامل ۲۳/۹۰،ط:دارالکتب الھندیۃ)۔

وفى أحكام القرآن للجصاص: ''لأن كل مباح حسن، ولكنه لا ثواب فيه ''(سورۃ الإنعام،۴/199،ط:دارإحیاءالتراث العربی)۔

۲- مصنوعی ذہانت کے سلسلے میں،اگرغورکیاجائے،تو یہ نتیجہ سامنے آئے گا کہ اس کیا ستعمال کا ختم ہونا،تو دور کی بات،کم بھی ہونے والانہیں ہے، بلکہ اس کا استعمال تو تیزی سے بڑھ رہا ہے،خواص سے نکل کرعوام بھی اس کا استعمال کرنے لگے ہیں،جیسے انٹرنیٹ پہلے خواص استعمال کیا کرتے تھے، پھرعوام میں بھی اس کا استعمال تیزی سے بڑھنے لگا، یہاں تک کہ اب بچے بھی اس کے استعمال سے بے نیازنہیں ہیں،لہٰذااب اس مصنوعی ذہانت کے نقصانات اورمنفی اثرات سے تحفظ کے سلسلے میں غوروفکرکرنااشدضروری ہے۔

بنیادی طور پر، مصنوعی ذہانت کا استعمال بھی اخلاقی اور شرعی حدود میں ہونا چاہئے، اور اس کا استعمال اپنی ذات، انسانیت، معاملات و معاشرت کی بہتری اور خیر و برکت کے لیے ہونا چاہئے، "وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ" (سورۂ حشر: ۷) (اور رسول تمہیں جو کچھ بھی دے اسے تھام لو اور جس سے روکے اس سے رک جاؤ، اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ شدید سزا دینے والا ہے)۔

نیز گوگل سروسز کی طرف سے بھی AI کی ممنوعہ استعمال کی پالیسی، حکومتی قانون کو پیشِ نظر رکھ کر جاری کی گئی ہے، اس کی پابندی بھی ہونی چاہیے، اس لیے کہ اس کے تمام ممنوعات، شرعاً بھی ممنوع ہیں۔ وہ پالیسی درج ذیل ہیں:

تخلیق کر سکنے والے AI کی ممنوعہ استعمال کی پالیسی۔ آخری بار ترمیم شدہ: ۱۴/مارچ ۲۰۲۳ء۔

" تخلیقی AI ماڈلز آپ کو نئے عنوانات دریافت کرنے، اپنی تخلیقات کی نمائش اور نئی چیزیں سیکھنے میں مدد کر سکتے ہیں۔ تاہم، ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ذمہ داری اور قانونی طور پر ان کا استعمال کریں گے اور ان کے ساتھ مشغول ہوں گے۔ اس مقصد کے لیے، آپ کو گوگل کی وہ خدمات استعمال نہیں کرنی چاہئیں جو اس پالیسی کا حوالہ دیتی ہیں۔

۱- خطرناک، غیر قانونی یا نقصان دہ سرگرمیاں انجام دینا یا انہیں فراہم کرنا، بشمول

الف- غیر قانونی سرگرمیوں یا قانون کی خلاف ورزیوں کی فراہمی یا ترویج، جیسے:

۱- بچوں کا جنسی استحصال یا استحصال سے متعلق مواد کو پروموٹ یا تخلیق کرنا۔

۲- غیر قانونی مادوں، اشیاء یا سروسز کی فروخت کو پروموٹ یا فراہم کرنا یا انہیں اکٹھا یا ان تک رسائی حاصل کرنے کے لیے ہدایات فراہم کرنا۔

۳- کسی بھی قسم کے جرم کا ارتکاب کرنے کے لیے صارفین کو سہولت فراہم کرنا یا انہیں ترغیب دینا۔

۴- پرتشدد انتہا پسندی یا دہشت گردی سے متعلق مواد کو پروموٹ کرنا یا اسے تخلیق کرنا۔

ب- سروسز کا غلط استعمال، نقصان پہنچانا، مداخلت یا ان میں رخنہ ڈالنا (یا دوسروں کو وہی کام کرنے کے لیے اہل بنانا)، جیسے:

۱- اسپام کی تخلیق یا اس کی تقسیم کو پروموٹ کرنا یا آسان کرنا۔

۲- فریب دہی یا پرفریب سرگرمی، فریب کاریوں، فریب دہی یا میلویئر کے لیے مواد تخلیق کرنا۔

ج- حفاظت کے فلٹرز کو اوور رائیڈ کرنے یا نظر انداز کرنے کی کوششیں یا جان بوجھ کر ماڈلز کو اس طریقے سے چلانے کی کوششیں جس سے ہماری پالیسیوں کی خلاف ورزی ہو۔

د- ایسا مواد تخلیق کرنا جو ہوسکتا ہے کہ افراد یا گروپ کو نقصان پہنچائے، جیسے:

۱-ایسا مواد تخلیق کرنا جو نفرت کو پروموٹ کرتا ہے یا اس کی ترغیب دیتا ہے۔

۲-دوسروں کو خوف زدہ کرنے، استحصال کرنے یا ان کی توہین کرنے کے لیے ہراساں یا دھمکانے کے طریقے فراہم کرنا۔

۳-ایسا مواد تخلیق کرنا جو تشدد کو بڑھاوا دیتا ہے، پروموٹ کرتا ہے یا اسے بھڑکاتا ہے۔

۴-ایسا مواد تخلیق کرنا جو خود اذیتی کو بڑھاوا دیتا ہے، پروموٹ کرتا ہے یا اس کی ترغیب دیتا ہے۔

۵-ڈسٹری بیوشن یا دیگر نقصانات کے لیے ذاتی طور پر شناخت کرنے والی معلومات تخلیق کرنا۔

۶-لوگوں کو ان کی رضامندی کے بغیر ٹریک کرنا یا ان کی نگرانی کرنا۔

۷-ایسا مواد تخلیق کرنا کہ ہوسکتا ہے لوگوں پر اس کے غیر منصفانہ یا منفی اثرات پڑیں، خاص طور پر حساس یا تحفظ یافتہ خصوصیات سے متعلق اثرات۔

۲- ایسا مواد تخلیق کرنا اور تقسیم کرنا جس کا مقصد غلط معلومات فراہم کرنا، غلط ترجمانی کرنا یا گمراہ کرنا ہے، بشمول

الف- دھوکہ دہی کے مقصد کے لیے انسانی تخلیق کردہ مواد ہونے کا دعوی کر کے تخلیق کردہ مواد کے ماخذ کی غلط ترجمانی کرنا یا تخلیق کردہ مواد کی اصل کام کے طور پر نمائندگی کرنا۔

ب- دھوکہ دہی کے مقصد کے لیے ایسا مواد تخلیق کرنا جو کسی فرد (زندہ یا مردہ) کی، بغیر فُحش افشاء کے شخصیت گیری کرتا ہے۔

ج- خاص طور پر حساس علاقوں میں مہارت یا قابلیت کے بارے میں کیے گئے گمراہ کن دعوے (مثلاً صحت، مالیات، گورنمنٹ سروسز یا قانون)۔

د-ایسے ڈومینز میں خودکار فیصلے کرنا جو مواد، انفرادی حقوق یا فلاح و بہبود کو متاثر کرتے ہیں (مثلاً مالیات، قانونی، روزگار، صحت، ہاؤسنگ، انشورنس اور سماجی بہبود)۔

۳. -جنسی طور پر فحش مواد تخلیق کرنا، بشمول ایسا مواد جسے پورنوگرافی کے مقاصد یا جنسی تسکین کے لیے تخلیق کیا گیا ہے (مثلاً، جنسی چیٹ بوٹس)۔نوٹ کریں کہ اس میں سائنسی، تعلیمی، دستاویزی، یا فنکارانہ مقاصد کے لیے تخلیق کردہ مواد شامل نہیں ہے (ماخوذ از:: https//policies.google.com)۔

۳- مصنوعی ذہانت کے اپلی کیشنز: (chatgpt,copilot,etc) انسان کے لیے گوگل سرچ انجن، کیلکولیٹر، مائیکروسافٹ ایکسل وغیرہ کی طرح ایک مددگار اور مفید سوفٹ ویر ہیں، اس کے اندر احساس ہے، نہ جذبہ، اور نہ ہی

سائل کے منشا کو سمجھنے کی صلاحیت، بلکہ وہ صرف سائل کے ٹائپ کردہ سوال یا درخواست کو اخذ کر کے صرف اپنے پاس موجود محدود ڈیٹا کی روشنی میں، مختلف الگورتھمز (algorithms)، ماڈلز اور مصنوعی انٹیلی جنس کی تکنیکوں کی مدد سے، جواب فراہم کرتی ہے، یا کتابی شکل میں مضمون پیش کرتی ہے، لیکن اس کے جواب کا سو فیصد صحیح ہونا ضروری نہیں ہے، ایپ کے آخری حصے میں یہ جملہ بھی لکھا ہوا ہے:

can make mistakes.check important info.""CHATGPT

یعنی چیٹ جی پی ٹی غلطیاں کرسکتا ہے اہم معلومات کی تصدیق کریں۔

چنانچہ چیٹ جی پی ٹی وغیرہ ایپ کے ذریعہ مضمون یا کتاب تیار کرنے میں، اصل کردار اور محنت انسان (صارف) کی ہے کہ اس کو، سرچ انجن میں صحیح سوال تحریر کرنا لازم ہوتا ہے، پھر ایپ کی مدد سے مضمون حاصل کرنے کے بعد، اسے نشر کرنے سے پہلے، اس کی مکمل تحقیق وتصحیح، ترتیب وتنقیح اور تصویب وتصدیق کی ضرورت پڑتی ہے، یہ کام صرف انسان ہی کر سکتا ہے، گویا یہ ایپ صرف بے حس آلہ ہے، کتاب کی تحریر اور مضمون نگاری میں اصل کام تو صارف کا ہی ہے، لہٰذا مصنوعی ذہانت کی مدد سے تیار شدہ تحریر یا مضمون کو اپنی طرف منسوب کرنا یا حق تصنیف رکھنا، اس شرط کے ساتھ شرعاً جائز ہوگا کہ صارف انھیں نشر کرنے سے پہلے اس کی مکمل تحقیق وتصحیح، ترتیب وتنقیح اور تصویب وتصدیق کرے، اگر اس کے بغیر صرف مصنوعی ذہانت میں سوال ٹائپ کر کے، جو بھی جواب آجائے، یا کتابی شکل تیار ہوجائے، تحقیق وتصحیح، تنقیح وترتیب کے بغیر ویسے ہی نشر کردے گا، تو ایسی صورت میں اس مضمون کو اپنی طرف منسوب کرنا شرعاً جائز نہیں ہوگا، بلکہ ایسے شخص پر احادیث میں سخت وعید آئی ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: " **كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع**" (الصحیح لمسلم 8/1 کتاب الایمان، م: فیصل)، " **من افتى بغير علم كان إثمه على من افتاه، ومن أشار على أخيه بأمر يعلم أن الرشد في غيره فقد خانه**" (رواہ ابوداؤد) (جس شخص نے بغیر علم کے فتویٰ دیا، تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہوگا، اور جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کو کسی معاملہ میں مشورہ دیا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ بھلائی اور بہتری اس کے علاوہ کسی دوسری صورت میں ہے، تو اس نے اس سے خیانت کی) (مشکاۃ المصابیح ۱/ ۶۸، م: فیصل، دیوبند)۔

۴- اذان، شعائر اسلام میں سے ایک شعار ہے، دین اسلام میں، جس طرح نماز کو اہمیت حاصل ہے، اسی طرح اذان کو بھی اہمیت حاصل ہے، اس لیے کہ وہ اسلام کا اہم ستون، نماز کی طرف دعوت کا ذریعہ ہے، مقرر کردہ نظام کے مطابق ہر وقت مسجدوں میں نماز پر خود بخود اذان انجام پانے کے لیے موذن کے بجائے، مصنوعی ذہانت کی مدد سے (ریکاڈ شدہ) اذان نشر کرنا، یہ مسلمانوں کے لیے، دینِ متین کے ساتھ کھلواڑ کرنے، اور ان کے مابین عبادات اور مذہبی شعائر کے اندر بدعات

کے داخل ہونے کا راستہ فراہم کرے گا، کیونکہ کہ یہ اذان کو بالکل ترک کر دینے اور ریکارڈنگ پر اکتفا کرنے کا سبب بنے گا، اس لئے اور چند درجِ ذیل وجوہات کی بنا پر شرعاً، جائز وکافی نہیں ہے۔

(۱) آڈیو ریکارڈنگ سے نشر ہونے والی آواز، حقیقی آواز نہیں، بلکہ آوازِ بازگشت ہے، اسی بنا پر ٹیپ ریکارڈ کے ذریعے سنی جانے والی آیتِ سجدہ پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے، یعنی بندہ سجدۂ تلاوت کرنے کا مکلّف ہی نہیں ہے، چنانچہ ''احسن الفتاویٰ'' میں ہے:

سوال: فونوگرام یا ریڈیو میں تلاوت قرآن شریف کرائی جاتی ہے اور جو پلیٹ یا ٹیپ ریکارڈ میں قرآن شریف ہے، ان کو بے وضو یا جنابت کی حالت میں چھونا اور سجدۂ تلاوت وغیرہ میں قرآن کریم کی طرح حکم ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: باسم ملہم الصواب، ریڈیو میں اگر آیت سجدہ پڑھی گئی، تو سامع پر سجدہ واجب ہوگا۔ پلیٹ یا ٹیپ ریکارڈ میں نہ قرآن کریم کی کتابت ہے اور نہ ہی اسکی آواز قرآن کی آواز ہے، بلکہ صدائے بازگشت کی طرح آواز کی نقل ہے، لہٰذا اسکے احکام قرآن کریم جیسے نہیں، اسے بے وضو چھونا جائز ہے اور سجدہ کی آیت سننے سے سجدہ واجب نہ ہوگا (احسن الفتاوی، 2/11، کتاب الطہارۃ، م: ایچ۔ایم۔سعید، لاہور)۔

آلات جدیدہ کے شرعی احکام میں ہے: "ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ جو آیت سجدہ سنی جائے اُس کا وہی حکم ہے جو گراموفون کے ریکارڈ کا، کہ اس کے سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا، کیونکہ سجدۂ تلاوت کے وجوب کے لیے تلاوت صحیحہ شرط ہے اور آلہ بے جان بے شعور سے تلاوت متصور نہیں" (آلات جدیدہ کے شرعی احکام، ۲۲۳، م: کتب خانہ قاسمی، دیوبند)۔

''بدائع الصنائع'' میں ہے: ''**بخلاف السماع من الببغاء والصدى، فإن ذلک ليس بتلاوة، وكذا إذا سمع من المجنون؛ لأن ذلک ليس بتلاوة صحيحة؛ لعدم أهليته لإنعدام التمييز**'' (بدائع الصنائع، ۲/۲۶۶، کتاب الصلاۃ، فصل بیان من تجب علیہ سجدۃ التلاوۃ، ط: دار الکتب العلمیۃ)۔

''ردالمحتار'' میں ہے: ''**لا تجب بسماعه من الصدى والطير ومن كل قال حرفاً**'' (ردالمحتار علی الدر المختار ۲/۵۸۳، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، م: زکریا، دیوبند)۔

''الفقہ علی المذاہب الاربعۃ'' میں ہے: ''**وكذا إذا سمع آية السجدة من غير آدمي كأن يسمعها من الببغاء أو من آلة حاكية (كالفونو غراف)، فإن هذا السماع لا يوجب السجود لعدم صحة التلاوة بفقد التمييز**'' (الفقہ علی المذاہب الأربعۃ ۱/۴۲۱، کتاب الصلاۃ، شروط سجدۃ التلاوۃ، دار الکتب العلمیۃ)۔

تو پھر مصنوعی اذان بھی جو کہ درحقیقت صدائے بازگشت ہے، حقیقی اذان کے قائم مقام نہیں ہوسکتی، لہٰذا مصنوعی اذان کی جہاں نشر ہوگی، وہاں پر اذان کا اعتبار ہی نہیں ہوگا، نیز مصنوعی اذان صدا یا بازگشت ہونے کی وجہ سے اس کا جواب

دینا بھی شرعاً لازم نہیں ہوگا، جس کی بنا پر مصنوعی اذان سننے والے بھی دعاؤں سے، اور اذان کا جواب دینے پر حاصل ہونے والی بے شمار فضیلتوں سے محروم رہیں گے۔

(۲) صحتِ اذان کے لیے، شریعت میں چند ایسے شرائط ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی شرط نہیں پائی گئی، تو اذان کا اعتبار ہی نہیں ہوگا، وہ شرائط یہ ہیں: مؤذن مسلمان ہو، عاقل ہو، بالغ یا ممیّز ہو، مرد ہو، وغیرہ۔

''ردالمحتار'' میں ہے: ''**وحاصله أنه يصح أذان الفاسق، وإن لم يحصل به الإعلام: أى الاعتماد على قبول قوله فى دخول الوقت، بخلاف الكافر وغير العاقل فلا يصح أصلا، فتسوية الشارح بين الكافروالفاسق غير مناسبة .ثم اعلم أنه ذكر فى الحاوى القدسى من سنن المؤذن: كونه رجلاً عاقلا، صالحاً، عالماً بالسنن والأوقات، مواظباً عليه، محتسباً، ثقة متطهراً مستقبلاً، وذكر نحوه فى الإمداد؛..... وروى عن الإمام أنه تستحب إعادة أذان المرأة اه .وعلى هذه الرواية مشى الزيلعى. وذكر فى البدائع أيضاً أن أذان الصبى الذى لا يعقل لا يجزى ويعاد، لأن ما يصدر لا عن عقل لا يعتد به كصوت الطيور اه**'' (ردالمحتار ۲/ ۶۲، کتاب الصلاۃ/ باب الأذان، م: زکریا، دیوبند)۔

''المغنی''، میں، اسی طرح ''المهذب فی فقه الامام الشافعی'' میں ہے: ''**ولا يصحُّ الأذان، إلَّا مِن مسلمٍ، عاقلٍ، ذَكَر، فأمَّا الكافر والمجنون، فلا يصحُّ منهما؛ لأنَّهما ليسا من أهل العبادات .ولا يُعتدُّ بأذان المرأة؛ لأنَّها ليستْ ممَّن يُشرَع له الأذان، فأشبهتِ المجنون، ولا الخُنثى؛ لأنَّه لا يُعلم كونه رجلًا، وهذا كلُّه مذهبُ الشافعي، ولا نعلم فيه خلافًا**'' (المغنی ۲/ ۶۸، م: دار عالم الکتب، المهذب فی فقه الامام الشافعی، ۱/ ۱۱۱، م: دارالکتب العلمیۃ)۔

لہٰذا اگر وقتِ مقررہ پر مصنوعی اذان نشر کردی جائے، تو یہ صرف صدائے بازگشت ہونے اور حقیقی مؤذن مع شرائطِ مذکورہ کے مفقود ہونے کی وجہ سے، خلاف شرع اور غیر معتبر ہوگا۔

(۳) احناف وشوافع کے نزدیک حصولِ ثواب کے لیے، جب کہ مالکیہ وحنابلہ کے نزدیک صحتِ اذان کے لیے، نیت شرط ہے اور نیت کرنے کے لیے عاقل کا ہونا ضروری ہے، مصنوعی اذان میں نیت مفقود ہے، مصنوعی اذان معتبر ہی نہیں ہے، لہٰذا اذان کے لیے موذن کا ہونا ہی ضروری ہے۔

" الأذان شرط لصحته عند المالكية والحنابلة الحديث: " إنما الأعمال بالنيات" ولذلك لو أخذ شخص فى ذكر الله بالتكبير، ثم بدا له عقب ما كبر أن يؤذن فإنه يبتدى الأذان من أوله،ولا يبنى على ما قال .والنية ليست شرطا عند الشافعية على الأرجح ولكنها مندوبة، إلا أنه يشترط

عندهم عدم الصارف فلو قصد تعليم غيره لم يعتد به أما الحنفية فلا تشترط عندهم النية لصحةالأذان وإن كانت شرطا للثواب عليه"(الموسوعات الفقهیۃ،۲/ ۳۶۴،اذان،م:وزارۃ الاوقاف...)۔

(۴) اذان دینا عبادت ہے اور بندہ عبادت کا مکلّف ہوتا ہے، چنانچہ وقتِ مقررہ پر اذان دینا فرضِ کفایہ ہے، مصنوعی اذان نشر کرنے کی صورت میں عبادتِ اذان کو بھی ترک کرنا لازم آئے گا، جس کی بنا پر سارے مسلمان گنہگار ہوں گے۔

"**الفقهاء على أن الأذان من خصائص الإسلام وشعائره الظاهرة، وأنه لو اتفق أهل بلد على تركه قوتلوا، ولكنهم اختلفوا فى حكمه، فقيل: إنه فرض كفاية، وهو الصحيح عند كل من الحنابلة فى الحضر، والمالكية على أهل المصر، واستظهره بعض المالكية فى مساجد الجماعات، وهو رأى للشافعية ورواية عن الإمام أحمد، كذلك نقل عن بعض الحنفية أنه واجب على الكفاية، بناء على اصطلاحهم فى الواجب، واستدل القائلون بذلك بقول النبى ﷺ: "إذا حضرت الصلاة فليؤذن لكم أحدكم وليؤمكم أكبر كم**"(الموسوعات الفقهیۃ ۲/ ۳۵۸،۳۵۷،اذان،م:وزارۃ الاوقاف...)۔

(۵) قرارات المجمع الفقہی الاسلامی میں ہے:"**القرار الأول، بشأن حكم الأذان للصلوات فى المساجد، عن طريق مسجلات الصوت**"(الکاسیتات)۔

"**الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه .أما بعد: فإن مجلس المجمع الفقهى الإسلامى برابطة العالم الإسلامى المنعقد بدورته التاسعة فى مكة المكرمة من يوم السبت ۱۲/۷/۱۴۰۶ھ إلى يوم السبت ۱۹/۷/۱۴۰۶ھ قد نظر فى الاستفتاء الوارد من وزير الأوقاف بسوريا برقم ۱/۴/۲۴۱۲ فى ۲۱/۹/۱۴۰۵ھ بشأن حكم إذاعة الأذان عن طريق مسجلات الصوت (الكاسيت) فى المساجد، لتحقيق تلافى ماقد يحصل من فارق الوقت بين المساجد فى البلد الواحد حين أداء الأذان للصلاة المكتوبة.**

وعليه فقد اطلع المجلس على البحوث المعدة فى هذا من بعض أعضاء المجمع، وعلى الفتاوى الصادرة فى ذلك من سماحة المفتى سابقا بالمملكة العربية السعودية الشيخ محمد بن إبراهيم آل الشيخ – رحمه الله تعالى – برقم ۳۵ فى / ۱ / ۱۳۷۸ھ، وما قررته هيئة كبار العلماء بالمملكة فى دورتها الثانية عشرة المنعقدة فى شهر ربيع الآخر عام ۱۳۹۸ھ وفتوى الهيئة الدائمة بالرئاسة العامة الإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد فى المملكة برقم۵۷۷۹ فى۴/۷/۱۴۰۳ھ،

وتتضمن هذه الفتاوى الثلاث عدم الأخذ بذلک وأن إذاعة الأذان عند دخول وقت الصلاة فی المساجد بواسطة آلة التسجيل ونحوها لا تجزء فی أداء هذه العبادة، وبعد استعراض ما تقدم من بحوث وفتاوى والمداولة فی ذلک، فإن مجلس المجمع الفقهی الإسلامی تبين له مايلی:

۱- أن الأذان من شعائر الإسلام التعبدية الظاهرة المعلومة من الدين بالضرورة بالنص وإجماع المسلمين، ولهذا فالأذان من العلامات الفارقة بين بلاد الإسلام وبلاد الكفر، وقد حكى الاتفاق على أنه لو اتفق أهل بلد على تركه لقوتلوا.

۲-التوارث بين المسلمين من تاريخ تشريعه فی السنة الأولى من الهجرة وإلى الآن، ينقل العمل المستمر بالأذان لكل صلاة من الصلوات الخمس فی كل مسجد، وإن تعددت المساجد فی البلد الواحد

۳-فی حديث مالک بن الحويرث رضی الله عنه أن النبی ﷺ قال: إذا حضرت الصلاة فليؤذن لكم أحدكم وليؤمكم أكبر كم، متفق عليه.

۴-أن النية من شروط الأذان، ولهذا لا يصح من المجنون ولا من السكران ونحوهما، لعدم وجود النية فی أدائه فكذلک فی التسجيل المذكور .

۵- "أن الأذان عبادة بدنية، قال ابن قدامة رحمه الله تعالى فی المغنی ۱/۴۲۵: وليس للرجل أن يبنی على أذان غيره، لأنه عبادة بدنية، فلا يصح من شخصين كالصلاة ا .ه.

۶- "أن فی توحيد الأذان للمساجد بواسطة مسجل الصوت على الوجه المذكور عدة محاذير ومخاطر منها مايلی:

ا- "أنه يرتبط بمشروعية الأذان أن لكل صلاة فی كل مسجد سنناً وآداباً، ففی الأذان عن طريق التسجيل تفويت لها وإماتة لنشرها مع فوات شرط النيةفيه"۔

ب-"أنه يفتح على المسلمين باب التلاعب بالدين، ودخول البدع على المسلمين فی عباداتهم وشعائرهم، لما يفضی إليه من ترک الأذان بالكلية والاكتفاء بالتسجيل"

"وبناء على ما تقدم فإن مجلس المجمع الفقهی الإسلامی يقرر ما يلی:أن الاكتفاء بإذاعة الأذان فی المساجد عند دخول وقت الصلاة بواسطة آلةالتسجيل، ونحوها لا يجزء ولا يجوز فی أداء هذه العبادة، ولا يحصل به الأذان المشروع، وأنه يجب على المسلمين مباشرة الأذان لكل

وقت من أوقات الصلوات فی کل مسجد علی ما توارثه المسلمون من عهد نبینا ورسولنا محمد له إلی الآن.والله الموفق وصلی الله علی سیدنا ونبینا محمد وعلی آله وصحبه أجمعین''(قرارات المجمع الفقہی الإسلامی بمکۃ المکرّمۃ،ص:۱۸۲،۱۸۱، الدورات من الأولی إلی السابعۃ عشرۃ القرارات من الأول إلی الثانی بعد المائۃ ۱۳۹۸- ۱۴۲۴ھ-۱۹۷۷-۲۰۰۴م)۔

۵- سب سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ فون پر آپس میں جو گفتگو ہوتی ہے وہ امانت ہے؛اس لیے بلا اجازت کال کو ریکارڈ کرنا درست نہیں ہے،اور کال کو ریکارڈ کر کے اس کو عام کرنا صریح خیانت ہے،خاص طور پر جب کہ بات ایسی ہو جو پوشیدہ رکھنے کی ہو،اور گفتگو کرنے والا مخاطب کو امین سمجھ کر اس سے اپنی دل کی بات کہہ رہا ہو،اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:'' **إذا حدث الرجل الحدیث ثم التفت فهی أمانة**'' (مشکاۃ المصابیح،کتاب الآداب،باب الحذر والتأنی فی الأمور،ص:۴۳۰،م:نعیمیہ،دیوبند،سنن الترمذی،۲/۱۷،باب ما ان المجالس بالأمانۃ،م:فیصل،دیوبند)، ''**المجالس بالأمانة**'' (مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب،باب الحذر والتأنی فی الأمور،ص:430،م:نعیمیہ،دیوبند)۔

اس کے باوجود اگر کسی نے ملزم کے خلاف کال،یا آڈیو ریکارڈنگ پیش کی،تو جب تک ملزم خود اقرار نہ کرلے،یا شرعی شہادت سے ثابت نہ ہوجائے،محض آڈیو کی بنیاد پر جرم ثابت نہیں ہوگا،کیونکہ موبائل کال ریکارڈنگ،آڈیو ریکارڈنگ وغیرہ میں تلبیس وجعل سازی کا قوی امکان ہے،(بلکہ آج کل یہ عام اور آسان ہوگیا ہے) جبکہ حدود وقصاص کے ثبوت کے لیے قطعی ثبوت (گواہ یا ملزم کا خود اقرارِ جرم) لازم ہے،جمہور علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حدود وقصاص کے ثبوت میں اگر کسی قسم کا شبہ پیدا ہوجائے،تو حدود ساقط ہوجائیں گے،بینہ اور اقرار کے علاوہ دیگر دلائل سے حدود وقصاص ثابت نہیں ہوں گے۔

'' **وَلَوْلَا جَاءُ وْا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَائِفَأُولَئِکَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُون** ''(النور:۱۳)۔

''**وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَاءِ كُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِنْكُمْ** ''(النساء:۱۵)۔

''**وعن ابن عباس ؓ: أن هلال بن أمية قذف امرأته عند النبی ﷺ بشریک بن سحماء، فقال النبی ﷺ " البینة أو حدا فی ظهرک ."فقال: یا رسول الله! إذا رأی أحدنا علی امرأته رجلا ینطلق یلتمس البینة؟ فجعل النبی ﷺ یقول:" البینة، وإلا حد فی ظهرک ": فقال هلال: والذی بعثک بالحق إنی لصادق، فلینزلن الله ما یبرء ظهری من الحد، فنزل جبریل، وأنزل علیه: (والذین یرمون أزواجهم): فقرأ حتی بلغ (إن کان من الصادقین) فجاء هلال فشهد والنبی ﷺ یقول: " إن الله یعلم**

أن أحدكما كاذب، فهل منكما تائب؟ ": ثم قامت، فشهدت فلما كانت عند الخامسة وقفوها، وقالوا: إنها موجبة، فقال ابن عباس فتلكأت ونكصت حتى ظننا أنها ترجع، ثم قالت: لا أفضح قومی سائر اليوم، فمضت .وقال النبی – ﷺ –: " أبصروها، فإن جائت به أكحل العينين سابغ الأليتين، خدلج الساقين ; فهو لشريک بن سحماء):، فجائت به كذلک، فقال النبی –ﷺ –: " لولا ما مضی من كتاب الله ; لكان لی، ولها شأن "(صحیح البخاری ۲/ ۶۹۵، المکتبۃ الاشرفیۃ، دیوبند)۔

"عن أبی هريرةؓ أن سعد بن عبادة قال: يا رسول الله! إنی وجدت مع امرأتی رجلاً، قال: أمهله حتى أتی بأربعة شهداء؟ قال: نعم" (صحیح مسلم/کتاب اللعان ۱/ ۴۹۱ رقم:۱۴۹۸)۔

"عن عائشةؓ قالت: قال رسول الله ﷺ: ادرئوا الحدود عن المسلمين ما استطعتم، فإن كان له مخرج فخلوا سبيله، فإن الإمام أن يخطأ فی العفو خير من أن يخطأ فی العقوبة"(سنن الترمذی ۱/ ۲۶۳، ابواب الحدود، باب ماجاء فی درء الحدود، م: فیصل، دیوبند)۔

اعلاء السنن میں ہے: "وقال المحقق فی ''الفتح'' بعد الكلام على حديث ''ادرأوا الحدود بالشبهات" ما نصه: "ولا شک أن هذا الحكم وهو درأ الحد مجمع عليه، وهو أقوى وكان ذكر هذه (الآثار) ذكر المستند الإجماع " اه (۵:۷) .وقال الموفق فی "المغنی": " وروى الدار قطنی بإسناده عن عبد الله ابن مسعود و معاذ بن جبل وعقبة بن عامر، أنهم قالوا: إذا اشتبه عليک الحدود قادراً ما استطعت .ولا خلاف فی أن الحد يدرأ بالشبهات " اه (۱۰/ ۱۹۴) .قلت: والأثر معلول بإسحاق بن أبی فروة، فإنه متروک .كذا فی" التعليق المغنی" (۲/ ۳۱۴)، (إعلاء السنن، درء الحدود بالشبہات، ۱۱/ ۴۹۰، م: إدارۃ القرآن والعلوم الإسلامیۃ، کراچی، پاکستان)۔

البتہ حدود منصوصہ کو واجب کرنے والے جرائم کے علاوہ دیگر جرائم، اگر ویڈیو ریکارڈنگ یا آڈیو ریکارڈنگ سے یقینی طور پر ثابت ہو جائے کہ اس میں تلبیس وجعل سازی کا کوئی شک وشبہ بالکل باقی نہ رہے، تو یہ ریکارڈنگ قرائنِ قاطعہ وواضحہ کے درجے میں ہو جائے گا، اور قرائنِ قاطعہ کی بنیاد پر، صرف حاکمِ وقت یا قاضی کو دار الاسلام میں، نہ کہ دار الحرب میں، اپنی صواب دید کے مطابق، جو چاہے تعزیر کر سکتا ہے، جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے، چنانچہ:

الدر المختار مع الشامی میں ہے: "وزاد الكمال فی دار الإسلام؛ لأنه لا حد فی دار الحرب" (الدر المختار مع الشامی/کتاب الحدود ۶/ ۶ زکریا، کذا فی الفتاوی التاتارخانیۃ ۶/ ۳۹ زکریا)۔

وسائل الاثبات فی الشریعۃ الاسلامیۃ میں ہے:"وقد ظهر فی العصر الحديث قرائن وامارات واضحة وقوية فی الاثبات مثل البصمات، والتحليل الدم والتقاط الصور وتسجيل الصوت، لكن مع التحرز والتثبت من المشرفين على استخراج هذه القرائن، فانها بمقدار ما تعتبر اليوم تقدما علميا، واكتشافا عظيما بمقدار ما يمكن تزويرها والتلاعب فيها بطرق فنية وعلمية مبتكرة، وبأساليب شيطانية خبيثة، فالصور التی تدل على واقعة معينة كالولادة والاتلاف وغيرهما يمكن أن تزور فتؤخذ صورة بريئة ويلصق معها ما يدل على حادثة لا علاقة ولا صلة لصاحب الصورة بها" (وسائل الاثبات فی الشریعۃ الاسلامیۃ،ص:۵۱۲)۔

وسائل الاثبات فی الشریعۃ الاسلامیۃ میں ہے:"ذهب إلى ذلک الجمهور، ومنعوا اثبات الدماء بالقرائن، إلا فی القسامة للاحتياط فی موضوع الدماء وازهاق النفوس، ولأن الخطأ بالعفو خير من الخطأ بالعقوبة .ولقياس الدماء على الحدود بالدرء بالشبهة فلا تثبت بالقرائن"(وسائل الاثبات فی الشریعۃ الاسلامی،ص:۵۲۷)۔

درر الحکام فی شرح مجلۃ الاحکام میں ہے:"المادة (۱۷۴۱) – (القرينة القاطعة هی الأمارة البالغة حد اليقين مثلا إذا خرج أحد من دار خالية خائفا مدهوشا وفی يده سكين ملوثة بالدم فدخل فی الدار ورئی فيها شخص مذبوح فی ذلک الوقت فلا يشتبه فی كونه قاتل ذلک الشخص ولا يلتفت إلى الاحتمالات الوهمية الصرفة كأن يكون ذلک الشخص المذكور ربما قتل نفسه راجع المادة ۷۴).

"القرينة القاطعة هی الأمارة البالغة حد اليقين .وبتعبير آخر هی القرينة الواضحة بحيث يصبح الأمر فی حيز المقطوع به (رد المحتار) والعمل بالقرينة القاطعة يجرى فی أبواب الفقه المختلفة وأمثلة ذلک على الوجه الآتی:

۱-" مثال من العقوبات لو رئی شخص حاملا خنجرا ملوثا بالدماء وخارجا من دار خالية وهو فی حالة اضطراب ودخل إلى الدار فورا فوجد رجل مذبوح فلا يشتبه أن ذلک الشخص هو القاتل لذلک المذبوح فإذا ثبت حال ذلک الشخص، كما أشرنا بالشهود العدول فيحكم القاضی عليه، بأنه قاتل عمدا ولا يلتفت، إلا على الاحتمالات الوهمية كأن يظن أن المذبوح قد ذبح نفسه أو أنه ذبحه شخص آخر وهدم الحائط، وكان ذلک الشخص مختفيا وراء الحائط إلى غير ذلک من الاحتمالات الوهمية انظر المادة (۷۴)"۔

۲-" **يجوز فی حال ظهور أمارة حبس المتهم بالقتل أو بالجرائم الأخری**"۔

۳-" **إذا قتل أحد شخصا دخل إلی منزله فقال القاتل: إن المقتول رجل فاسق سارق وقد دخل داری بقصد قتلی، فإذا كان المقتول معروفا بالجرائم والفسق والسرقة، فلا يلزم القاتل قصاص ولكن تلزمه الدية استحسانا؛ لأن دلالة الحال، وإن كانت توجب الشبهة فی القصاص، إلا أنها لا توجبها فی المال**"(دررالحکام فی شرح مجلۃ الأحکام،4/441،البینات والتالیف،م:دارالکتب العلمیۃ)۔

۶- صورت مسئولہ میں ویڈیو ریکارڈنگ میں بھی چونکہ تلبیس اور جعل سازی کا قوی امکان ہے،اس لیے اس کا بھی وہی حکم ہے، جو آڈیو ریکارڈنگ سے متعلق اوپر گذرا۔

۷- جو اساتذہ، مصنفین یا علمی کام انجام دینے کی نوکری کرنے والے ملازمین وغیرہ، اگر اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کو، Chat gpt کی مدد سے، بغیر کسی کمی کوتاہی کے، صحیح انجام دے رہے ہیں، اور مکمل کر رہے ہیں، تو ان کے لیے اپنی تنخواہ یا معاوضہ لینا شرعاً درست ہوگا، یہ ایسا ہی ہے، جیسا کہ اگر کوئی ملازم، حساب وکتاب کے لیے مائکروسافٹ ایکسل، کیلکولیٹر یا گوگل ٹرانسلیٹ وغیرہ کی مدد سے، اپنی مفوضہ ذمہ داری پوری کرتا ہے، یا وہ مزدور، جو چیزوں کو کسی خاص مقام پر پہنچانے کے لیے گاڑیوں کا استعمال کرتا ہے، یا کوئی ملازم اپنی مفوضہ ذمہ داری کو مکمل کرنے کے لیے، اپنی طرف سے، اپنے ساتھ کسی دوسرے کو اجرت دے کر بطور معاون رکھتا ہے، تو یہ شرعاً جائز ہے، جیسا کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے۔

درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام میں ہے:" **لَوْ أَطْلَقَ الْعَقْدَ حِينَ الِاسْتِئْجَارِ فَلِلْأَجِيرِ أَنْ يَسْتَعْمِلَ غَيْرَهُ**"(دررالحکام شرح مجلۃ الاحکام ۱/۶۰۰، المادۃ:۵۷۲،۵۷۱،کتاب الاجارۃ،م:دارالکتب العلمیہ)۔

فتاوی شامی میں ہے:" (وَإِنْ أَطْلَقَ كَانَ لَهُ) أَيْ لِلْأَجِيرِ أَنْ يَسْتَأْجِرَ غَيْرَه"(رد المحتار،۹/۲۵،کتاب الاجارۃ،م:زکریا،دیوبند)۔

فتاویٰ شامی میں ہے:"**قال فی البحر: وحاصل ما فی القنية: أن النائب لايستحق شيئاً من الوقف؛ لأن الاستحقاق بالتقرير، ولم يوجد، ويستحق الأصيل الكل إن عمل أكثر السنة .وسكت عما يعينه الأصيل للنائب كل شهر فی مقابلة عمله، والظاهر أنه يستحق؛ لأنها إجارة وقد وفی العمل بناء علی قول المتأخرين المفتی به من جواز الاستئجار علی الإمامة والتدريس وتعليم القرآن ... وقال فی الخيرية: بعد نقل حاصل ما فی البحر: والمسألة وضع فيها رسائل، ويجب العمل بما عليه الناس وخصوصاً مع العذر، وعلی ذلک جميع المعلوم للمتسبب وليس للنائب، إلا الأجرة التی استأجره**

بھا" (شامی ۶/ ۶۳۱، ۶۳۲، کتاب الوقف، م: زکریا، دیوبند)۔

ہاں اگر ملازم Chat gpt کی مدد سے، مفوضہ ذمہ داری کو انجام دینے میں کمی کوتاہی کرتا ہے، مثلاً ملازم نے chat gpt کی مدد سے مضمون، مقالہ وغیرہ تو تیار کرلیا، لیکن اس کی ترتیب و تنقیح اور تصحیح و تصدیق پر بل کل توجہ دیے بغیر انھیں پیش کر دیا، تو اس طرح کرنا شرعاً خیانت ہوگا، نیز اس پر اجرت لینا بھی جائز نہیں ہوگا۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ

مولانا معراج الدین قاسمی☆

دینِ اسلام جمود و تعطل کو ناپسند کرتا ہے اور ایجادات و اختراعات کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، اور انسانی ایجادات کو اخلاقی حدود و دائرے میں رکھ کر اس کو بنی نوع انساں کے لیے مفید سے مفید تر بنانے کی سوچ دیتا ہے، یہ قرآن ہی کا دعوی ہے کہ:"**هو الذى سخرلكم مافى السموت ومافى الأرض جمعيا منه**"(سورۂ جاثیہ:۱۳)،" **هو الذى خلق لكم مافى الأرض جمعيا**"(سورۂ بقرہ:۲۹)، تسخیر کائنات یہ سبق بجز اسلام کے کہیں اور نہیں ملتا، احکامِ شریعت میں غور و فکر کے بعد ہر ذی شعور صائب الرائے شخص اسی نتیجہ تک پہنچتا ہے کہ اسلام کے تمام کے تمام احکام اس بنیاد پر قائم ہیں کہ یہ تمام احکام انسان کی مصلحت کو بروئے کار لانے یا، اس کو نفع پہنچانے یا ضرر ہٹانے کے لیے دیے گئے ہیں، غور کریں تو رسولِ اکرم ﷺ کی رسالت کو اس عنوان سے واضح کیا گیا کہ "**وما أرسلناك إلا رحمة للعالمين**" (سورۂ انبیاء:۱۰۷)۔

غرض یہ کہ شرعی قوانین کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم پر یوں رحم فرمایا کہ ان سے افراد انسانی اور انسانی معاشرے میں توازن برقرار رہے، چنانچہ شریعت نے جس چیز کو بھی مباح، جائز یا واجب قرار دیا تو وہ انسان کے لیے یا تو نافع محض ہے، یا اس کا نفع اس کے ضرر سے زیادہ ہے، یا اس سے انسانوں کے ایک بڑے طبقے کا نفع منسلک ہے، اور شریعت نے جس چیز کو بھی حرام، یا مکروہ قرار دیا ہے تو اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ وہ انسان کے لیے شرِ محض ہے یا اس کا ضرر اس کے نفع سے زیادہ ہے یا وہ انسانیت کے بڑے طبقے کی مصلحت سے متصادم ہوتا ہے، چنانچہ شریعت اسلامیہ کے اس تعارف کو ملاحظہ فرمائیں جو آقائے دو جہاں کی ذاتِ بابرکات کے تعارف کے ضمن میں فرمایا گیا ہے:

"**الذين يتبعون الرسول النبى الأمى الذى يجدونه مكتوبا عندهم فى التوراة والإنجيل يأمرهم بالمعروف وينهاهم عن المنكر، ويحل لهم الطيبات، ويحرم عليهم الخبائث ويضع عنهم إصرهم والأغلال التى كانت عليهم**"(سورۂ اعراف:۱۵۷)۔

غرض یہ کہ شریعت کی حلال و مباح چیزیں فی نفسہ مضر نہیں ہوسکتی، اور نہ ہی شریعت کی محضورات میں انسان کے

☆ مدرس جامعہ مرکز المعارف بٹھنڈی جموں کشمیر۔

لیے فی نفسہ نفع ہوسکتا ہے۔اس وقت درپیش مسئلہ ''مصنوعی ذہانت سے استفادہ'' اس کو اگر بغور دیکھا جائے تو یہ سائنس کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے، اور اس وقت بنی نوع انسان کا ہر فرد کسی نہ کسی حیثیت سے اس سائنسی ایجاد سے منسلک ہے، امیر ہو یا غریب، شہری ہو یا دیہاتی، معاشی سطح پر ہو یا سیاسی سطح پر، تعلیمی سطح پر ہو یا زندگی کے کسی بھی زاویے میں انسان اس سے جڑ چکا ہے، یہ سائنس فیکٹریوں، کارخانوں، لیبارٹریوں اور کمپیوٹر سے جڑی تمام سہولیات سے وابستہ ہوچکی ہے، انسان چاہے کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتا ہو اور کوئی بھی کام کرتا ہو اس کا واسطہ اس مصنوعی ذہانت (آرٹیفیشل انٹیلی جنس) سے یا تو پڑ چکا ہے یا عنقریب پڑنے والا ہے، سوال نامے میں موجود اس کے تعارف خاکے سے بھی عیاں ہے کہ یہ ایسی چیز نہیں جس سے نظریں بچ لی جائیں، اور یہ سمجھا جائے کہ جو ہو رہا ہے ہماری بلا سے ہوتا رہے؛ پس سائنس کی یہ ترقی یافتہ شکل اپنے اندر بے شمار فوائد بھی لیے ہوئے ہیں جو کسی سے بھی ڈھکے چھپے نہیں ہیں، دوسری طرف اگر دیکھا جائے تو جہاں یہ بے شمار فوائد پر مشتمل ہے وہیں یہ بے شمار نقصانات، بھی اپنے اندر لیے ہوئے ہے: مثلا: اس میں ایسی تکنیکیں شامل ہیں جو مشہور شخصیات اور فیصلہ سازوں سمیت لوگوں کی تصاویر کی نقل کرتی ہیں، یا کسی بھی فرد سے ملتی جلتی آواز کو جعلی بناتی ہے، یہ حقائق و آراء کو مسخ بھی کرسکتی ہیں، یہ اخلاقی یا ریاستی قوانین کے ساتھ بھی چھیڑ چھاڑ کرتی ہیں، لوگوں کے رازوں کو افشاء کرتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ان بنیادی چند گزارشات کے بعد مصنوعی ذہانت کے استعمال کے مسئلے کو لیتے ہیں، تو انسانی زندگی سے جڑی یہ ٹیکنالوجی بھی دوسری ضروریات کی طرح ایک انسانی ضرورت ہے، جس سے موجودہ دور میں صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا، اور اس درجے کی ضرورت شریعت کی نظر میں بھی ممنوع نہیں ہوتی؛ بلکہ اس طرح کی نافع چیزیں فی نفسہ مباح ہوتی ہیں:

" **عن سلمان قال: سئل رسول الله ﷺ عن السمن والجبن والفراء، فقال: الحلال ما احل الله فی کتابه، والحرام ماحرم الله فی کتابه، وما سکت عنه فهو مما عفی عنه**"(ترمذی: ابواب اللباس، باب ماجاء فی لبس الفراء: رقم:۱۷۲۶)۔

اس طرح کی احادیث، نیز " **هو الذی سخرلکم مافی السموات وما فی الأرض جمیعا منه**"(سورۂ جاثیہ:۱۳)، جیسی آیاتِ قرآنیہ سے علماء نے یہ اصول اخذ کیا ہے کہ: "**الأصل فی الاشیاء والمنافع الاباحة**"۔

"**قال الرازی تحت قوله:"هو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعا":"مافی الأرض جمیعا"جمیع المنافع، فمنها ما یتصل بالحیوان والنبات والمعادن والجبال، ومنها ما یتصل بضروب الحرف والأمور التی استنبطها العقلاء، وبین تعالیٰ: أن کل ذلک إنما خلقتها کی ینتفع بها**"(تفسیر الکبیر تحت الآیۃ)۔

"والمختار عند جمهور الحنفية والشافعية والظاهرية وجماعة من الحنابلة وأبى هاشم والجبائى من المعتزلة: أن الأصل فى الأشياء الإباحة .....وإنى أرجح الرأى القائل بأن الأصل فى كل الاشياء والافعال التى لم يرد النص بشأنها هو الإباحة، ولا يحرم شيء إلا بنص صريح واضح الدلالة صحيح" (موسوعۃ الفقہ الاسلامی والقضایا المعاصرۃ ۱۰/ ۳۹۹)۔

مصنوعی ذہانت بھی چونکہ ایک سائنسی ایجاد ہے جس سے بے شمار منافع وابستہ ہیں، لہذا ان عبارات کے پیشِ نظر اس کا استعمال بھی فی نفسہ مباح ہوگا؛ کیونکہ بعض مواقع پر اس کے استعمال کے بغیر کوئی چارہ بھی نہیں، کما لا یخفی۔

دوسری طرف اس کے نقصانات کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ ضرورت ہی کی حد تک اس کا استعمال کیا جائے؛ کیوں کہ یہ بہت سے معاصی کا وسیلہ بن جاتی ہے اور جب وسائل معاصی ومحظورات کا سبب بن جائیں تو ان کا حکم بھی استعمال وترک میں معصیت ہی ہوگا؛ لہذا معاصی ومحظورات سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ اس ضرورت کی چیز کو بقدرِ ضرورت ہی استعمال کیا جائے اور بس: " الضرورة تتقدر بقدر الضرورة"۔

نیز اس کے ترک واستعمال میں ان قواعد کو بھی سامنے رکھا جائے گا کہ اگر ترک میں مفاسد زیادہ ہیں تو بقدرِ ضرورت استعمال کریں، اور اگر استعمال میں مفسدہ عظیم ہے تو ترک کو ترجیح دی جائے۔

"وإذا تعارضت المفسدة مع المصلحة أو الضرر والنفع قدمت المفسدة أو الضرر عملا بقاعدة: درأ المفاسد أولى من جلب المنافع"۔

" إن الوسيلة أو الذريعة تكون محرمة إذا كان المقصد محرما، وتكون الواجبة إذا كان المقصد واجبا" (المسائل المهمۃ فیما ابتلیت بہ الملۃ۔ بحوالہ: المقاصد الشر المقاصد الشرعیۃ: ۴۶)۔

"درء المفاسد أولى من جلب المنفعة" (القواعد الفقهية: ۸۱، رقم القاعدۃ: ۱۳۲)۔

"ويختار اهون الشرين: وإذا تعارض المفسدتان روعى أعظمهما ضررابارتكاب أخفهما، ويحتمل الضرر الخاص لدفع ضرر عام" (موسوعۃ الفقہ الاسلامی والقضایا المعاصرۃ: ۱۲/ ۲۳۰)۔

پس پہلے سوال کے جواب کا خلاصہ یہ نکلا کہ اس طرح کی علمی اور معلوماتی سہولیات سے بقدرِ ضرورت استفادہ کیا جاسکتا ہے، اور استفادہ کرنا بھی چاہئے۔

۲- چونکہ مصنوعی ذہانت کی یہ دنیا انٹرنیٹ کی دنیا سے تعلق رکھتی ہے، جو بے حیائی کا ایک ایسا جنگل ہے جس میں آدمی کھو جاتا ہے، حیالٹ جاتی ہے، ایمان سوز ماحول ہر وقت مہیا ہوتا ہے؛ لہذا اس کے استعمال کے لیے ضروری ہے کہ خود کو بے

مہار اونٹ کی طرح نہ چھوڑا جائے، لہذا مندرجہ ذیل اصول وضوابط پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کی جائے:

(الف) انٹرنیٹ پر اپنے ذاتی معاملات کو آشکارانہ کرے، اپنی اپنے اہلِ خانہ کی تصاویر نہ چڑھائیں، کیوں کہ ان تصاویر کی مدد سے اب بہت سے انسانوں کو بے آبرو کیا جارہا ہے؛ لہذا اپنا اور اپنے تمام متعلقین کا تحفظ اولین ترجیح ہونی چاہئے۔ حدیث پاک میں ہے: "**لا ینبغی للمؤمن أن یذل نفسه، قالوا: وکیف یذل نفسه؟ قال: یتعرض من البلاء مالایطیق**" (الترمذی: ابواب الفتن عن رسول اللہ ﷺ: رقم: ۲۲۵۴)۔

(ب) اس کا استعمال اپنے نفس کے مراقبے کے ساتھ ہو، خود کو اس میں اتنا محو نہ کیا جائے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ، ایک چیز سے دوسری چیز کی طرف منتقل ہوتا چلا جائے، بلکہ ضرورت ہی کی حد تک اس سے استفادہ کر کے خود کو اس سے دور رکھنے کی کوشش کی جائے۔

"**فمن اتقی الشبهات فقد استبرأ لدینه وعرضه، ومن وقع فی الشبهات وقع فی الحرام کالراعی یرعی حول الحمی یوشک أن یقع فیه**" (مسلم: کتاب المساقاۃ، اخذ الحلال، وترک الشبہات: ۱۵۹۹)۔

(ج) کوئی ایسی چیز نشر نہ کی جائے جو دوسروں کے لیے اذیت کا باعث ہو۔ بلاوجہ کسی کو تکلیف دینا شرعاً جائز نہیں بلکہ یہ کبائر میں سے ہے۔

"**المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده۔ والمؤمن من أمن الناس بوائقه**"، قرآن کریم میں ہے: "**والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر مااکتسبوا فقد احتملوا بهتانا وإثما مبینا**" (سورۂ احزاب: ۵۸)۔

(د) ایسی چیزوں کی ٹوہ میں نہ لگے جس سے اپنی دینی زندگی ہی داؤ پر لگ جائے۔ نہ ہی دینی معاملات کو اس سے حل کرنے کی کوشش کی جائے، علماء ہی کی راہنمائی میں اس پر موجود علماء کا انتخاب کر کے ان ہی بیانات سنے جائیں، ہر کسی کو سننے سے بھی پرہیز کیا جائے۔

"**إن هذا العلم دینکم فانظروا عمن تأخذون دینکم**"۔ ایسے لوگوں کی مجالس سے قرآن کریم میں صراحتاً منع کیا گیا ہے؟

"**واذا رأیت الذین یخوضون فی آیاتنا فأعرض عنهم حتی یخوضوا فی حدیث غیره**" (سورۂ انعام: ۶/۶۸) اور حکم ہے: "**اصبر نفسک مع الذین یدعون ربهم بالغداة والعشی یریدون وجهه ولا تعد عیناک عنهم تریدزینة الحیوة الدنیا ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هواه وکان امره فرطا**" (سورۂ کہف: ۱۸/۴۸)۔

(ھ) گالی گلوچ اور بے حیائی والی پوسٹیں شیر کرنے، انہیں دیکھنے؛ بل کہ اس طرح کی سائیڈ پر جانے سے بھی پرہیز کیا جائے:

"ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین آمنوا لهم عذاب الیم فی الدنیا والآخرة، والله یعلم وانتم لا تعلمون" (سورۂ نور:۱۹)۔

"تعاونو ا علی البر والتقوی ولا تعاونو ا علی الاثم والعدوان " (سورۂ مائدہ:۲)۔

"ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله بغیر علم ویتخذها هزوا أولئک لهم عذاب مهین" (سورۂ لقمان:٦)۔

(و) چوں کہ یہ شہرت کا عام ذریعہ ہے؛ لہذا اس پر اپنے آپ کو اس وقت تک آشکارا نہ کرے جب تک کسی صاحبِ دل سے خود کو جوڑ نہ چکا ہو؛ تاکہ ایسے تمام فتنوں سے بچنے کا کسی حد تک سامان ہو سکے جن سے آدمی کی دینداری ہی داؤ پر لگ جاتی ہے، بے جا شہرت سے پرہیز کیا جائے، اور خود کو اسلامی تہذیب کا آئینہ دار بنا کر ہی اس دنیا میں آئے۔

" عن کعب بن مالک قال: قال رسول الله ﷺ:ماذئبان جائعان أرسلا فی غنم بأفسد لها من حرص المرإ علی المال والشرف لدینه"(ترمذی:)۔

"وعن معاویةؓ قال: سمعت رسول الله ﷺ یقول: إیاکم والتمادح فإنه الذبح"۔اور حضرت ابراہیم نخعی وحضرت حسن بصری رحمہا اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: **"کفی فتنة للمرء أن یشار إلیه بالاصابع فی دین أو دنیا إلا من عصمه الله"** (الزہد لابن السری:۲/۴۴۲)۔

۳- چونکہ اس میں تزویر کا عنصر پایا جا رہا ہے؛ لہذا اگر وہ اس بات کی وضاحت کر دے کہ یہ کتاب Chat GPT کی مدد سے تیار کی گئی ہے، اور یہ ساری تحقیقات اپلی کیشن کی ہیں، تو سوالات کی بنیاد پر اس کو حق تصنیف رکھنا جائز ہوگا، بس یہ ضروری ہے کہ وہ اس کو اپنی تحقیق کے طور پر نہیں بل کہ اپلی کیشن کی پیداوار کے طور پر ہی ظاہر کرے۔

مفتی تقی عثمانی فرماتے ہیں: **" مثبتا اصله بالحدیث الذی رواه ابودائود "فی کتابه" من سبق الی مالم یسبقه مسلم فهو له،فالحقیقة أن هذه الحقوق مباحة شرعا ومنفعة، وراج بیعها فی العرف ولذالک یجوز بیعها"** (نوازل فقہ المعاصرۃ:۱/۳۳٦، بیع الحقوق)۔

چونکہ یہ کتاب اس کے سوالات کی بنیاد پر تیار ہوئی ہے اور "حسن السؤال نصف العلم" ظاہری بات ہے کہ سوال اور وہ بھی درست ہو یہ ایک مستقل عمل ہے؛ لہذا اس عمل کو بروئے کار لا کر جو کتاب وہ تیار کرے گا، اگرچہ بہت ہی سہولت سے

تیار ہوئی ہو بہر حال اس پر اس کا حق رہے گا، اور اس کو حق تصنیف وتالیف بھی رہے گا۔ نیز اس حدیث سے اس مسئلے پر استدلال کیا جاسکتا ہے:

"لأن يأخذ أحدكم حبله، فيأتي بحزمة حطب على ظهره، فيبيعها فيكف الله بها وجهه خير له من أن يسأل الناس اعطوه أو منعوه" (رواہ البخاری:۱۴۰۲) استدلال اس طرح ہے کہ یہ بھی ایک شیء مباح ہے جس کا ہاتھ لگ گیا اس کا اس پر حق ہوگیا۔ ہاں یہ بات ضروری ہے کہ یہ اس کی کوئی اہم علمی کاوش نہیں کہلائے گی، اور نہ ہی یہ کوئی علمی تحقیقی کارنامے کی شکل میں پیش کیا جائے گا۔

۴- اذان شرائع اسلام میں سے ایک اہم ترین شعار، اور عبادات میں سے ایک اہم ترین عبادت ہے، یہ "اقامۃ الصلوۃ" کے مفہوم کے تحت داخل ہے، اور عبادات مکلّف کے ذمے ہوتی ہیں، مکلّف بذاتِ خود ادا کرے گا تو ادا ہوں گی ورنہ نہیں، تکلیف کا مقصود امتحان ہے جو ذی عقل وشعور ہی سے انجام پائے گا ایک بے حس و بے شعور آلہ مکلّف کا بدل کیسے بن سکتا ہے:

"وذكر في البدائع ايضا: أن اذان الصبي الذي لايعقل لا يجزى ويعاد؛لأن ما يصدر لاعن عقل لا يعتد به، كصوت الطيور .....إن المقصود الأصلي من الأذان في الشرع الإعلام بدخول أوقات الصلوة، ثم صار من شعار الإسلام في كل بلدة أو ناحية من البلاد الواسعة على ما مر، فمن حيث الإعلام بدخوال الوقت وقبول قوله لا بد من الإسلام والعقل والبلوغ، والعدالة" (فتاوی شامی ۱/۳۹۹)۔

۵- قضا سے متعلق احکامات میں فون کی آواز اور ویڈیوز کو بطورِ شہادت کے پیش نہیں کیا جاسکتا، نہ ہی ان کی بنیاد پر فیصلہ کیا جاسکتا ہے؛ کیونکہ قضا کی بنیاد شریعت میں ایسی چیزوں کو بنایا گیا ہے جن میں بہ حدِ امکان تلبیس کا اندیشہ نہ ہو، ویڈیو اور کال کا معاملہ ایسا نہیں ہے، جیسا کہ ماقبل کے تعارف میں تفصیل سے آچکا ہے اس میں تحریف وتلبیس سے کام لینا اب کسی کے لیے مشکل نہیں اور ویڈیو میں دو مختلف مناظر کو مصنوعی طریقے پر ایک دوسرے سے منسلک کرنا ایک معمول کا کھیل ہے، فقہاء نے اسی احتیاط کے پیشِ نظر محض دستاویز اور تحریر کی بنیاد پر فیصلہ کرنے کی اجازت نہیں دی تھی علامہ شامی نقل کرتے ہیں:

"وفي الأشباه: لايعتمد على الخط ولا يعمل بمكتوب الوقف الذي عليه خطوط القضاة الماضيين؛لكن قال البيري: المراد من قوله لايعتمد أي لا يقضي القاضي بذلك عند المنازعة؛لأن الخط مما يزور يفتعل" (ردالمحتار:۸/۴۵، مطلب فی العمل بالسجلات، وایضا: ردالمحتار:۸/۱۳۵، باب کتاب القاضی الی القاضی۔ منقول: از

جدید فقہی مسائل)۔

''الاشباہ والنظائر'' میں ہے کہ تحریر پر اعتماد نہیں کیا جائے گا اور نہ وقف کی ان دستاویزوں پر جن میں گزشتہ قاضیوں کی تحریریں ہوں؛ لیکن علامہ بیری کہتے ہیں: ''اعتماد نہیں کیا جائے گا'' کا مطلب یہ ہے کہ قاضی منازعت کے وقت اس پر فیصلہ نہیں کرے گا؛ اس لیے کہ تحریر میں دھوکہ دہی اور جعل سازی کے کافی مواقع ہیں۔

زیادہ سے زیادہ ان چیزوں کو بطورِ قرینہ کے استعمال کیا جائے گا، اور وہ بھی تب جب یہ ویڈیو اور آڈیو کی صحت کے معیار معروف کے مطابق ہوں، اور موجودہ دور میں اس کے جو ماہرین ہیں وہ یہ طے کریں کہ اس میں ایڈیٹنگ نہیں ہوئی ہے۔

۶- صرف قرینہ کی حد تک اس سے استیناس کیا جاسکتا ہے، اسی کو بنیاد بنا کر کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اس میں موجود تلبیس وفراڈ کے باعث اس کو ''بینہ'' کا درجہ حاصل نہیں ہے۔ اور ثبوت کا، تزویر جعل سازی سے پاک ہونا ضروری ہے۔ ''**اجتنبوا الرجس من الأوثان واجتنبوا قول الزور**''(سورۂ حج:۲۲/۳۰)، ''**وقال النبی ﷺ من غشنا فلیس منا**''۔

۷- یہ بات تو عیاں ہے کہ اس وقت انٹرنیٹ پر جو کچھ اپلوڈ کیا جاتا ہے، تمام اپلی کیشنیں ان ہی کی مدد سے مواد اکٹھا کر کے ان کو ایک خاص انداز سے ترتیب دیتی ہیں؛ لہذا وہ تمام علمی کام جو کسی ایک شخص سے متعلق ہوں: مثلاً phd کا مقالہ، یا کسی اہم کتاب کی تلخیص، یا کوئی نئی علمی تحقیق وغیرہ ان کی انجام دہی میں اگر صرف Chat GPT کا استعمال کیا جائے گا تو یہ سرقہ ہوگا، ان تمام امور کو اپنی تحقیق کی شکل میں پیش کرنا جعل سازی اور سرقہ علمی کہلائے گا، کیونکہ یہ سب اس کی تحقیق نہیں ہوگی بل کہ دوسروں کی تحقیق کا نتیجہ ہوگا۔

حدیث پاک میں ہے: ''**من غشنا فلیس منا۔ وقال أیضا: المتشبع بما لم یعط کلابس ثوبی زور**''(رواھما مسلم)۔

ہاں کسی بھی کام کی تحقیق کے لیے اس سے دیگر مصادر کی طرح مدد لے سکتا ہے، مثلاً مفردات کا ترجمہ، کسی حوالے کی تلاش وغیرہ۔ رہی ٹائپنگ، امتحان کے سوال نامہ کی تیاری، رپورٹ کی تیاری، وغیرہ اگر ادارے اور متعلقہ محکمہ کے معیار کے مطابق یہ کام انجام دیے جائیں اور اس میں اس مصنوعی ذہانت کا سہارا لیا جائے تو اس میں بظاہر کوئی حرج نہیں لگتا، ہاں شرط ہے کہ کام اس معیار کا ہو جس معیار کا کام ان سے مطلوب ہے۔

'' **والمسلمون علی شروطھم، إلا شرطا حرم حلالا أو أحل حراما**'' (ترمذی، ابواب الاحکام ''باب ماذکر عن النبی ﷺ الصلح بین الناس'')۔

"**تلزم الأجرة باستيفاء المنفعة**"(شرح المجلۃ، کتاب الاجارۃ)۔

"**لأن الإجارة عقد معاوضة فتقتضى المساواة بينهما، فمالم يسلم المعقود عليه للمستأجرلا يسلم له العوض، والمعقود عليه هو العمل أو أثره على مابينا، فلا بد من العمل زيلعى والمرادلا يستحق الأجر مع قطع النظر عن أمور خارجية**"(شامی: کتاب الاجارۃ، باب ضمان الاجارۃ، ج:۶/ ۶۴، ط، سعید)۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت

مفتی صفوان احمد☆

تمہید:

"**هو الذی خلق لکم ما فی الأرض جمیعا** "(سورۂ بقرہ:۲۹)،اس دنیا کی ہر چیز انسانوں کے فائدے کے لیے بنائی گئی ہیں،اوراس کی باگ ڈور بھی عام طور سے اللہ تعالی نے انسانوں کے حوالے فرمائی ہے۔اللہ تعالی نے انسانوں کو علم عطا فرمایا،اور تمام مخلوقات پر اسے فضیلت بخشی چنانچہ فرمایا: "**ولقد کرمنا بنی آدم وحملناهم فی البر والبحر ورزقناهم من الطیبات وفضلناهم علی کثیر ممن خلقنا تفصیلا**"(سورۂ بنی إسرائیل:۷۰)(ہم نے اولاد آدم کو عزتِ بخشی ہے،ہم نے ان کو خشکی اور دریا میں سواری دی ہے،ان کو پاکیزہ ونفیس رزق عطا فرمایا اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت سے نوازا ہے)۔

اللہ تعالی نے انسانوں کو جو علم اور عقل عطا فرمایا ہے اسی کی بدولت انسان ہر میدان میں ترقی کے نئے نئے دروازے کھولتا چلا جارہا ہے۔یہ جتنی بھی ترقیات ہمیں دنیا میں نظر ارہی ہیں سب اسی عقل اور علم کی مرہون منت ہیں۔اسی میں سے موجودہ زمانے کی ایک خاص ایجاد آرٹیفیشل انٹیلیجنس (AI) بھی ہے۔اوراس کے ذریعے انسان بے شمار کام لے سکتا ہے۔اور بہت سی وہ چیزیں جس کو بنانے میں اور جس کو کرنے میں کافی وقت صرف ہوتا تھا اب اس کی مدد سے منٹوں میں اور سکنڈوں میں اس کو کیا جا سکتا ہے۔یہ بہت سے میدانوں میں انسانوں کے کام آنے والی چیز ہے۔مثلا طباعت کے میدان میں،کسی مضمون اور کتاب کو لکھنے کے میدان میں،افہام وتفہیم کے میدان میں،دفاع اور حرب کے میدان میں،طب کے معاملے میں،اور دوسرے بہت سارے معاملات میں۔بلکہ اب اسی کے ذریعے ایک ایسے روبوٹ کو بھی ایجاد کر دیا گیا ہے جو انسانوں کی طرح بات چیت کرتا ہے۔

لیکن چونکہ آرٹیفیشل انٹیلیجنس بھی ایک ایجاد ہے،اوراس کے ذریعے اچھے اور برے دونوں کام انجام دیے جا سکتے ہیں اوراس کا استعمال،استعمال کرنے والوں پر موقوف ہے،لہذا اس سلسلے میں چند اصول پیش نظر رکھنا چاہیے۔

☆ ممبئی،مہاراشٹرا۔

۱-کسی چیز کے معصیت میں استعمال کا امکان اس چیز کو حرام اور ناجائز نہیں بناتا ہے، مثال کے طور پر موبائل کا استعمال، اس کو اچھے اور برے دونوں کاموں میں استعمال کیا جاسکتا ہے، لیکن چونکہ اس کو برے کام میں استعمال کر سکتے ہیں، صرف اس بنیاد پر اس کو حرام نہیں قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور جو اس کو غلط کام میں استعمال کرے گا وہ اس کا خود ذمہ دار ہوگا گنہگار ہوگا، اور بحیثیت مجموعی موبائل کا استعمال حرام اور ناجائز نہیں ہوگا۔

"وتبين بذلک حکم بيع المذياع والمسجل والحاکی، فإن جميع هذه الأشياء وضعت لأغراض عامة تحتمل الاستعمال فی مباح وغيره فبيعها صحيح منعقد ولا کراهة فيه، إن لم يعلم البائع أن المشتری يقصد منها معصيه، وذلک باتفاق العلماء" (فقہ البیوع ۱/ ۳۲۴)۔

۲-جن چیزوں میں معصیت اور عدم معصیت دونوں کا امکان ہو، تو اس میں تقابل کے ذریعے حکم لگایا جائے گا۔ اگر اس کا استعمال معصیت میں غالب ہو تو معصیت کا اعتبار سے حکم عائد کیا جائے گا اور اگر اس کا استعمال غیر معصیت میں غالب ہو تو اس کے اعتبار سے حکم لگایا جائے گا۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: **"يسئلونک عن الخمر والميسر قل فيهما إثم کبير ومنافع للناس وإثمهما اکبر من نفعهما"** (سورۂ بقرہ:۲۱۹)۔

۳-کسی چیز کا عام استعمال تو مباح ہو، لیکن معصیت سے خالی نہ ہو تو اس صورت میں عام استعمال کی طرف نظر کرتے ہوئے اس کی اباحت کا حکم لگادیا جائے گا۔

"وأما السادس، وهو ما يکون أداؤه إلى المفسدة نادرا فهو على أصله من الإذن; لأن المصلحة إذا کانت غالبة، فلا اعتبار بالندور فی انخرامها ; إذ لا توجد فی العادة مصلحة عرية عن المفسدة جملة، إلا أن الشارع إنما اعتبر فی مجاری الشرع غلبة المصلحة، ولم يعتبر ندور المفسدة إجراء للشرعيات مجری العاديات فی الوجود، ولا يعد هنا قصد القاصد إلى جلب المصلحة، أو دفع المفسدة مع معرفته بندور المضرة عن ذلک تقصيرا فی النظر، ولا قصدا إلى وقوع الضرر فالعمل إذا باق على أصل المشروعية" (الموافقات الشاطبی ۲/ ۳۶۱، ۳۶۲)۔

لہذا آرٹیفیشل انٹیجنس کے معصیت میں استعمال کے امکان کی وجہ سے اس کو حرام اور ناجائز نہیں کہا جاسکتا، کیونکہ منفعت (مع الاباحت) میں استعمال غالب ہے اور معصیت میں استعمال کم ہے اور غالب کے اعتبار سے حکم لگایا جاتا ہے۔

۴-آرٹیفیشل انٹیلیجنس کے ذریعے انجام پانے والے کاموں کی نسبت اس کے استعمال کرنے والے کی طرف کی

جائے گی کیونکہ اس نے اپنے ہنرمندی سے اس آلے کے ذریعے اس کام کو انجام دیا ہے۔ جیسے پہاڑ کی کھدائی، اسی طرح گاڑی چلانے والے، اسی طرح دوسرے کام جو مشینوں کے ذریعے انجام پاتے ہیں تو ان کی نسبت کام کرنے والے کی طرف کی جاتی ہے نہ کہ مشین کی طرف۔

"وعلى سائق دابة ضمان ما تلف من شيء وقع من الدابة، لأنه متعد في التسبب؛ لأن الواقع بتقصير منه هو ترك الشد والأحكام فيه فصار كأنه القائد بيده، وينسحب هذا الحكم أيضا على سائق السيارة" (الفقہ الحنفی فی ثوبہ الجدید ۳/۳۷۶)۔

ان تفصیلات کے بعد اب سوالوں کے جوابات درج ذیل ہیں:

۱- مصنوعی ذہانت یعنی آرٹیفیشل انٹیلیجنس کا استعمال بہت سے مفید کاموں کے لیے ممکن ہے تو صرف اس لیے کہ چونکہ وہ ناجائز کام میں بھی استعمال ہوسکتی ہے اس کے ناجائز ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا، جیسے موبائل کہ اس کا استعمال ناجائز کاموں میں بھی ہوسکتا ہے تو اس بنیاد پر موبائل کے عدم جواز کا حکم نہیں لگایا جائے گا، بلکہ اس کے جائز کاموں میں استعمال کی طرف دیکھ کر اس کے جواز کا فیصلہ کیا جائے گا۔ یا جیسے بندوق کہ اس کا استعمال غلط کاموں میں بھی ممکن ہے، لیکن چونکہ اس کا جائز استعمال بھی ہے اس لیے بندوق کو ناجائز وحرام نہیں قرار دیا جاسکتا ہے۔

"وأما السادس، وهو ما يكون أداؤه إلى المفسدة نادرا فهو على أصله من الإذن; لأن المصلحة إذا كانت غالبة، فلا اعتبار بالندور في انخرامها ; إذ لا توجد في العادة مصلحة عرية عن المفسدة جملة، إلا أن الشارع إنما اعتبر في مجارى الشرع غلبة المصلحة، ولم يعتبر ندور المفسدة إجراء للشرعيات مجرى العاديات في الوجود ولا يعد هنا قصد القاصد إلى جلب المصلحة، أو دفع المفسدة مع معرفته بندور المضرة عن ذلك تقصيرا في النظر ولا قصدا إلى وقوع الضرر فالعمل إذا باق على أصل المشروعية" (الموافقات الشاطبی ۲/۳۶۱، ۳۶۲)۔

۲- فراڈ، ظلم، اتہام اور ان جیسے امور کا ناجائز ہونا بالکل واضح بات ہے، جس پر سخت وعیدیں بھی آئی ہیں۔ آرٹیفیشل انٹیلیجنس کے استعمال کے لیے درج ذیل اصولوں کو اپنایا جاسکتا ہے۔

۱- اس کا استعمال کرتے ہوئے ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھنا چاہیے کہ ہمیں ان تمام امور کا حساب دینا ہے، اور یہی حساب وکتاب کا خوف ان شاءاللہ انسان کو غلط چیزوں کی طرف لے جانے سے بچائے گا۔ اور یہ صرف اسی میں نہیں، بلکہ موبائل کے استعمال اور بہت ساری چیزوں میں خوف خدا ہی انسان کو غلط چیزوں سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔

جو چیزیں عام طور سے کمپیوٹر وغیرہ کے استعمال میں درست اور ٹھیک ہیں، وہ اس آرٹیفیشل انٹیلیجنس بھی درست اور جائز رہیں گی، اور جو کمپیوٹر اور موبائل میں ناجائز وہ آرٹیفیشل انٹیلیجنس سے بھی ناجائز رہے گا۔

واضح رہے کہ آرٹیفیشل انٹیلیجنس کوئی بہت نئی چیز نہیں ہے، بلکہ اس کے استعمال سے چیزوں کو بسرعت اور بآسانی کیا جاسکتا ہے، اور جیسا کہ تعارفی بات میں بھی یہ بات آئی ہے کہ آرٹیفیشل انٹیلیجنس انٹرنیٹ پر موجود مواد کو ہی پیش کرتا ہے، لہذا اس کے اندر بھی وہی سب چیزیں پیش نظر رہیں گی جو عام طور سے موبائل اور انٹرنیٹ استعمال کرنے میں ملحوظ رہتی ہیں۔

۳- جس طرح تمام مشینی مصنوعات کو تیار کرنے کے بعد صانع اور مشین چلانے والے کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے اسی طرح آرٹیفیشل انٹیلیجنس کے ذریعے کتاب تیار کرنے کے بعد اس کو آرٹیفیشل انٹیلیجنس استعمال کرنے والے کی طرف منسوب کرنے میں بظاہر شرعا کوئی ممانعت نہیں۔

"كما لو تجاذب رجلان حبلا فانقطع الحبل فسقطا وماتا على القفا) هدر دمهما لموت كل بقوة نفسه (فإن وقعا على الوجه وجب دية كل واحد منهما على عاقلة الآخر) لموته بقوة صاحبه (فإن تعاكسا) بأن وقع أحدهما على القفا والآخر على الوجه (فدية الواقع على الوجه على عاقلة الآخر) لموته بقوة صاحبة (وهدر) دم (من وقع على القفا) لموته بقوة نفسه (ولو قطع إنسان الحبل بينهما فوقع كل منهما على القفا فمات فديتهما على عاقلة القاطع) لتسببه بالقطع" (شامی ۱۰/۲۷۷)۔

"كذا لو استاجر شخص انسانا، لأن يهدم له حائطا فوقع من الحائط حجر فاصاب شخصا فقتله فتجب الدية على العامل" (دررالحکام شرح مجلۃ الاحکام، علی حیدر ۱/۸۳)۔

لیکن اگر کسی کے دھوکے میں آنے کا خطرہ ہو تو اس کو واضح کر دینا ہے واجب ہوگا۔ مثلا کسی نے آرٹیفیشل انٹیلیجنس کے ذریعے کوئی مضمون تیار کیا، اب اگر کوئی شخص اس مضمون کی عمدگی کو دیکھ کر مضمون لکھنے والے سے کوئی معاملہ کرے جس کی وجہ سے اس کو نقصان کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہو تو پھر ایسی صورت میں اس آرٹیفیشل انٹیلیجنس استعمال کر کے مضمون تیار کرنے والے شخص کو بتانا ضروری ہوگا۔

"من غشَّنا فليسَ منَّا والمَكرُ والخداعُ في النَّارِ" الراوی: عبدالله بن مسعود \| المحدث: الهيتمي المكي \| المصدر: الزواجر عن اقتراف الكبائر \| الصفحة أو الرقم: ۱/۲۴۴ \| خلاصة حكم المحدث: إسناده جيد \| التخريج: أخرجه ابن حبان (۵۵۵۹)، والطبراني (۱۰/۱۶۹) (۱۰۲۳۴)، وأبو نعيم في ((حلية الأولياء)) (۴/۱۸۹)۔

۴- اذان کے لیے آرٹیفیشل انٹیلیجنس کا استعمال شرعا جائز اور درست نہیں ہے، اس کے ذریعے دی گئی اذان سے نہ تو سنت ادا ہوگی نہ اذان کی ذمہ داری سے لوگ بری ہوں گے بلکہ محلے والوں پر اذان کی ذمہ داری جوں کی توں باقی رہے گی، جیسے مجنوں اور ناسمجھ بچے کی اذان درست نہیں ہے، اور مدہوش کی اذان بھی درست نہیں ہے۔

"فی البدائع من أنه یکره أذان المجنون والسکران وأن الواجب إعادته فی ظاهر الروایة، وأنه یکره أذان المرأة والصبی العاقل، ویجزء حتی لا یعاد لحصول المقصود وهو الإعلام وروی عن الإمام أنه تستحب إعادة أذان المراة" (شامی ۲/۱۶، ۶۲)۔

الفقہ الاسلامی وأدلتہ للزحیلی میں ہے:"سادسًا: أن یکون المؤذن مسلماً عاقلاً (ممیزاً)، رجلاً، فلایصح أذان الکافر.

والمجنون والصبی غیر الممیز والمغمی علیه والسکران؛ لأنهم لیسوا أهلاً للعبادة، ولا یصح أذان المرأة؛ لحرمة أذانها ولأنه لا یشرع لها الأذان، فلا تصح إمامتها للرجال، ولأنه یفتتن بصوتها؛ ولا یصح أذان الخنثی، لأنه لا یعلم کونه رجلاً.

وهذا شرط عند المالکیة والشافعیة والحنابلة .ویقرب منهم مذهب الحنفیة، لأنهم قالوا: یکره تحریماً أذان هؤلاء الذین لم تتوافر فیهم هذه الشروط، ویستحب إعادته .وعلی هذا: یسن عند الحنفیة: أن یکون المؤذن رجلاً عاقلاً تقیاً عالماً بالسنة وبأوقات الصلاة .ولا یشترط عند الجمهور (غیر المالکیة) البلوغ والعدالة، فیصح أذان الصبی الممیز، والفاسق، لکن یستحب أن یکون المؤذن بالغاً أمیناً، لأنه مؤتمن یرجع إلیه فی الصلاة والصیام، فلا یؤمن أن یغرهم أذانه إذا لم یکن کذلک" (کتاب الصلوۃ، الفصل الثالث الاذان والاقامۃ، شروط الاذان، ۱/۵۹۹، ط: مکتبہ رشیدیہ، فتاوی اللجنۃ الدائمۃ ۶/۶۶، ۶۷)۔

"وقد قرر " مجلس المجمع الفقهی الإسلامی برابطة العالم الإسلامی "، الدورة التاسعة – فی مکة المکرمة – من یوم السبت لعام۱۴۰۶ھ ما یلی:

"إن الاکتفاء بإذاعة الأذان فی المساجد عند دخول وقت الصلاة بواسطة آلة التسجیل، ونحوها: لایجزء، و لایجوز فی أداء هذه العبادة، و لایحصل به الأذان المشروع، و أنه یجب علی المسلمین مباشرة الأذان لکل وقتٍ من أوقات الصلوات، فی کلّ مسجدٍ، علی ما توارثه المسلمون من عهد نبیّنا ورسولنا محمد ﷺ إلی الآن.والله أعلم".

فتاوی دارالعلوم دیوبند آن لائن میں ایک فتویٰ ہے:

سوال: میں متحدہ عرب امارات میں رہتا ہوں، یہاں تمام مسجدوں میں ریڈیو کے ذریعہ اذان دی جاتی ہے اور یہ حکم حکومت کی طرف سے ہے۔ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ کیا میں گھر پہ نماز پڑھ سکتا ہوں؟ براہ کرم، جواب دیں۔

جواب نمبر:59936

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Fatwa ID:1082-1112/L/9=1436-U ریڈیو پر ٹیپ شدہ اذان کو اذان کے وقت لگا دینا کافی نہیں، اس سے اذان کی سنت ادا نہ ہوگی؛ لیکن اس کی وجہ سے آپ گھر پر نماز ادا نہ کریں؛ بلکہ مسجد میں جا کر نماز ادا کریں، بشرطیکہ امام طہارت وصلاۃ کے ضروری مسائل میں مقتدیوں کی رعایت کرتا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم، دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند۔

جدید فقہی مسائل میں بھی اس مسئلے سے متعلق بحث کی گئی ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

ریکارڈ رسے اذان:

آج کل مختلف ایسے آلات وجود میں اگئے ہیں جن کے ذریعے آواز محفوظ کی جاسکتی ہے اور بوقت ضرورت دوسروں کو سنائی جاسکتی ہے۔ اس پس منظر میں سوال یہ ہے کہ کیا اچھی آواز میں اذان کے لیے انتظام کی اسانی کے لیے یا موذن پر ہونے والے اخراجات بچانے کے لیے ایسا ہوسکتا ہے کہ مسجد میں ریکارڈر رکھا جائے اور لاؤڈ سپیکر کے ذریعے اوقات نماز میں اسی محفوظ آواز کو نشر کر دیا جائے، تو اس سلسلے میں یہ بات پیش نظر رکھنی چاہیے کہ اذان صرف نماز کا اعلان ہی نہیں بلکہ ایک عبادت بھی ہے اس لیے جو شخص فاتر العقل ہو یا نشہ کی حالت میں ہو اس کی اذان مکروہ ہے، "**فیکرہ أذان المجنون والسکران الذی لا یعقل**" جس شخص کو وضونہ ہو بعض فقہاء کے قول پر اس کا اذان دینا مکروہ ہے اور ایسا نابالغ جس کو ابھی شعور نہیں جس کو فقہ کی اصطلاح میں صبی غیر ممیّز کہتے ہیں اس کی اذان بھی معتبر نہیں بلکہ اذان دے دے تو اذان کا لوٹانا واجب ہے۔

"**وأما أذان صبی الذی لا یعقل فلا یجزء ویعاد**"، نیز اذان اسلامی شاعر میں سے ہے رسول اللہ ﷺ جب کسی آبادی پر فوج کشی کا ارادہ کرتے تو فجر کے وقت توقف فرماتے اگر اذان کی اواز آجاتی تو حملہ کرنے سے باز رہتے یہاں تک کہ فقہاء نے صراحت کی ہے کہ اگر کسی جگہ کے لوگ اذان نہ دینے پر اتفاق کرلیں تو ان سے جہاد کیا جائے گا غرض کی اذان صرف اعلان ہی نہیں ہے بلکہ عبادت بھی ہے اور مشین عبادت نہیں کرسکتی عبادت تو انسان ہی کرسکتا ہے اس لیے صرف مؤذن کی اذان دینے کی بجائے اذان کے ریکارڈ رسنا دینا کافی نہیں ہے یہ ایک مشینی عمل ہے نہ کہ عبادت (جدید فقہی

مسائل ۱/ ۳۵۸)۔

پس حاصل یہ نکلا کی اے آئی کی مدد سے دی گئی اذان کافی نہیں ہوگی بلکہ دوبارہ اذان دینی پڑے گی۔

۵- پردے کے پیچھے سے سنے جانے والی آواز خواہ فون کے واسطے سے سنی جائے یا بلا کسی واسطے کے، شہادت کے باب میں غیر معتبر ہے کیونکہ النغمۃ تشبہ النغمۃ؛ البتہ اگر قرائن سے اواز میں مشابہت کی نفی ہوجائے تو اخبار میں قرائن کی بنیاد پر ٹیلی فون کی خبر معتبر ہوسکتی ہے، لیکن ٹیلی فون کے ذریعے شہادت کا ادا کرنا ممکن نہیں، شہادت کی ادائیگی کے لیے قاضی کی مجلس میں حاضر ہونا شرط ہے اگر کوئی شخص پردے کے پیچھے سے گواہی دے تو شرعا گواہی معتبر نہیں ہوتی ہے کیونکہ اس میں اس بات کا احتمال رہتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص، جو گواہ کے علاوہ ہو، اس کی آواز میں آواز ملا کر گواہی دے دے لہذا اسی امکان کی وجہ سے پردے کے پیچھے کی گواہی معتبر نہیں ہوتی ہے پس ٹیلی فون کے ذریعے سے گواہی کی ادائیگی بھی معتبر نہیں ہوگی۔

"لا يحل لأحد أن يشهد على إقرار أحد بسماع صوته من وراء حجاب، لأنه يحتمل أن يشبه الصوت الصوت الآخر، فيمكن أن يكون القائل غير ذلك الشخص مثلا لو سمع أحد من الغرفة التى هو فيها قول زيد المقيم فى غرفة أخرى، بأنه مدين لبكر بالف درهم فاذا لم يشاهد زيدا وهو يقول هذا القول فلا يحل له أن يشهد على زيد بصدور الإقرار منه، أما إذا لم يكن فى الغرفة غير زيد، وكان للغرفة باب واحد فقط، وكان الشاهد جالسا أمام الغرفة وسمع اقرار زيد الذى لم يشاهد شخصه، فله الشهادة على ذلك الإقرار، لأن فى هذه الحالة قد حصل العلم له، أما إذا بين المدعى عليه للقاضى بأن الشاهد قد شهد بناء على استماعه من وراء حجاب فاللائق للقاضى عدم قبول شهادة الشاهد" (درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، علی حیدر ۱/ ۳۰۶)۔

۶- جو حکم تحریر کا ہے وہی حکم ویڈیو اور آڈیو کا بھی ہے کیونکہ جس طرح سے تحریر میں دوسرے کے خط سے خط ملانا ممکن ہے، اور اسی بنا پر تحریر کا علی الاطلاق اعتبار نہیں۔ اسی طرح سے اواز سے اواز ملانا چونکہ ممکن ہے تو جس طرح سے تحریر علی الاطلاق معتبر نہیں اس طرح ویڈیو اڈیو ریکارڈنگ بھی علی الاطلاق معتبر نہیں، البتہ جب قرائن وحالات سے تحریر کے صحیح ہونے کا ظن غالب ہوجائے تو اس تحریر کا اعتبار کیا جاتا ہے البتہ تحریر شہادت کے قائم مقام نہیں بنتی، لہذا جو امور شہادت کے محتاج ہوں وہ تحریر سے ثابت نہیں ہوسکتے، لیکن جن معاملات کا ثبوت خبر سے ممکن ہو اور شہادت لازم نہ ہو ان امور میں تحریر معتبر ہوگی اور جب قرائن سے تحریر کے صحیح ہونے کا ظن غالب ہو تو تحریر کو خبر میں قبول کرلیا جائے گا مثلا بیع کفالہ حوالہ وغیرہ میں خبر واحد معتبر ہوتی ہے اور نجاست طہارت حلت وحرمت میں عادل کی خبر کا ہونا شرط ہے فاسق کی خبر پر عمل جائز نہیں، لہذا تحریر کی

طرح ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ بھی خبر کے باب میں معتبر ہوگی بشرط کہ ریکارڈنگ ایسے طریقے اور ذرائع سے موصول ہو جن کے صحیح ہونے کا ظن غالب ہو۔ تحریر یا ریکارڈنگ کا شہادت کے باب میں اعتبار اس لیے نہیں کہ شہادت کے باب میں قاضی کے پاس حاضر ہو کر قاضی کے سامنے گواہی دینا شرط ہوتا ہے اسی لیے وہ آواز جو پردے کے پیچھے سے سنی جائے وہ اشتباہ کی بنیاد پر شہادت کے باب میں معتبر نہیں مانی جاتی اور خبر میں قرائن کے ساتھ معتبر ہے۔

"لا يعمل بالخط أى لا يقضى القاضى بذلک عند المنازعة، لأن الخط مما يزور ويفتعل" (شامی ۸/۱۳۵)۔

"قال فى خزانة الأكمل: أجاز ابو يوسف ومحمد العمل بالخط فى الشاهد والقاضى والراوى إذا راى خطه ولم يتذكر الحادثة .قال فى العيون: والفتوى على قولهما إذا تيقن انه خطه سواء كان فى القضاء أو الرواية أو الشهادة على الصک، وإن لم يكن الصک فى يد الشاهد، لأن الغلط نادر وأثر التغيير يمكن الإطلاع عليه وقلما يشتبه الخط من كل وجه، فإذا تيقن جاز الاعتماد عليه توسعة على الناس" (شامی ۸/۱۳۸)۔

۷- جب اجارہ کسی خاص منفعت پر کیا جائے تو معقود علیہ وہی منفعت ہوگی اور اس کے حاصل ہونے کے بعد اجرت لازم ہو جاتی ہے خواہ وہ منفعت اجیر کے خود کے عمل سے ہوئی ہو یا کسی اور طریقے سے، معقود علیہ کے پائے جانے کی وجہ سے اس کا عوض لازم ہو جاتا ہے۔ اسی بنیاد پر عقد استصناع میں، وہ سامان چاہے صانع کے عمل سے تیار ہو یا کسی دوسرے کے عمل سے تیار ہو جب شرط کے مطابق بن جائے اور مستصنع اس کو قبول کر لے تو شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ اگر خود صانع کے عمل کی شرط صراحتاً لگا دی جائے تو ایسی صورت میں کسی دوسرے سے اس کام کو کرانا جائز نہیں ہوگا۔

" أما إذا لم يكن هناک شرط من المستصنع أن الصانع يصنعه بنفسه فيجوز له أن يفوض العمل إلى غيره أو يعقد مع آخر استصناعا موازيا كما فى كنز الدقائق، ولا يستعمل غيره، إن شرط عمله بنفسه، وإن أطلق فله أن يستأجر غيره" (الکنز مع البحر ۷/۵۱۶)۔

اس معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص اے آئی کے ذریعے اپنی ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی ادا کر دے تو ایسا کرنا جائز بھی ہوگا اور اس کی اجرت بھی حلال ہوگی۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ

مفتی عاقب شاہد قاسمی☆

مصنوعی ذہانت کا استعمال دور حاضر کی ضرورت بنتی جارہی ہے، اس ذہانت تک رسائی ہماری تو اب ہوئی ہے، ورنہ اس کا وجود تو بہت پہلے ہی ہو چکا تھا، چونکہ انسان کام بھی کرتا ہے تھکتا بھی ہے، بھولتا بھی ہے اور غلطی بھی کرتا ہے، ایک وقت میں ایک ہی کام کرسکتا ہے، نیز توجہ بھی صرف ایک ہی طرف کرسکتا ہے، اسی طرح دیکھ بھی صرف ایک ہی طرف سکتا ہے، ایک وقت میں، ایک ساتھ کئی خرابیوں کا ادراک بھی اس کے لئے مشکل کن ہے غرض یہ کہ مذکورہ تمام جہتوں سے وہ ناقص وہ نا اہل ثابت ہورہا تھا جس سے بسا اوقات حادثات وجود پذیر ہورہے تھے تو کہیں لوگوں میں بے چینی وحراس بڑھ رہا تھا، سب سے پہلے 1955 کو اس کا انکشاف ہوا اور سب سے پہلے اس کو ہوائی جہاز میں استعمال کیا گیا، ضرورت پڑنے پر یہ ذہانت خود بخود بغیر کسی انسان کے ہوائی جہاز کو چلا سکے، ترقی کرتے کرتے اس کے ذریعہ جہاز کو لینڈ بھی کرایا جانے لگا اور اب نہ جانے کیا کیا کام انجام دیئے جاتے ہیں، پھر آہستہ آہستہ یہ ذہانت دیگر شعبہ جات کی ترقیات کی ضامن بنی اور آج کے اس دور میں ہمارے ہاتھوں تک میں آچکی ہے جس سے بے توجہی بسا اوقات ہمارے لیے خسران وخذلان کا سبب ہوسکتی ہے اور ہم زمانے کی ہم آہنگی سے کوسوں دور رہ جائیں گے، لیکن اس کا استعمال کیسے کرنا ہے اور اس کے استعمال کے بعد کیا کیا صورتیں پیدا ہوسکتی ہیں، تو ان کا حکم شرعی کیا ہوگا اور کس حد تک اس کا استعمال روا ہے اور کہاں نہیں اور اس کی معتبریت کب ہوگی اور کب نہیں، اس سے متعلق چند سوالات کے ذیل میں جوابات دینے کی سعی کی گئی ہے اللہ اس سعی کو قبول فرمائے۔

۱- مصنوعی ذہانت کا استعمال کرنا دور حاضر میں نہایت ضروری ہوگیا ہے، جس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ وقت کو بچاتا ہے، نیز تھوڑے وقت میں کافی بڑا کام بسہولت تمام ہوجاتا ہے، البتہ جہاں تک اس سے علمی استفادہ کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ چونکہ یہ ایک غیر انسانی پروگرام ہے جو دنیا کی تقریباً ان ہی معلومات کے سلسلے میں مفید ثابت ہوا ہے جسے لکھا جاچکا ہے، علمی استفادہ خصوصاً شریعت مطہرہ کے متعلق تو اولاً تو یہ خود ہی آپ کو مشورہ دے دیتا ہے کہ جو آپ پوچھ رہے ہیں یہ اس میں سے کچھ ہے جو میں نے پیش کیا معتبر اور مفید استفادہ کے لئے اس کے ماہرین سے رجوع کریں اور وجہ اس کی

☆ مدرسہ جامع العلوم جامع مسجد پٹکاپور، کانپور، یوپی۔

یہ ہوتی ہے کہ شریعت مطہرہ سے متعلق معتبر مواد تک اس ذہانت کی رسائی نہیں ہوسکی جس کی یہ معترف بھی ہوتی ہے مزید برآں یہ ذہانت آپ سے سیکھتی بھی ہے، یہ بات تو اس لحاظ سے تھی کہ اس کے پاس تاہنوز معتبر معلومات نہیں ہے جو اس کے واضعین اس میں سیٹ کرتے ہیں، البتہ اگر ہم علی سبیل الترقی بات کریں کہ یہ ذہانت ترقی کرتے ہوئے اس مرحلہ میں آ گئی ہے کہ اب مسائل و دلائل کو بھی سوال کے مطابق پیش کرنے لگی تو اس صورت میں کیا جواب ہوگا؟ تو عرض یہ ہے کہ جس طرح موجودہ دور میں گوگل ترقی کرتے ہوئے ہمارے مسائل کے جوابات صفحہ پر لے آتا اور کافی حد تک درست بھی معلوم ہوتا ہے تو اس پر ہمارے علماء کا بارہا بیان آیا ہے کہ اس پر کامل بھروسہ کرکے جوابات یا اس کے بتاتے ہوئے مناظر کو آخری نہ تسلیم کیا جائے، بلکہ ماہرین سے رابطہ کرکے اس کی صحیح نوعیت کو اندازہ لگایا جائے، اور معلومات دینیہ کے سلسلے میں تو بالکل ہی محتاط رہنا چاہئے کیوں کہ "**أنظر عمن تأخذون دینکم**"، یعنی دین کی باتیں دیندار سے ہی حاصل کرو، تو یہی معاملہ اس مصنوعی ذہانت کے ساتھ میں کیا جائے گا اور یہی تحفظ کا طریقہ بھی ہے، بالکل کنارہ کش ہوجانا یہ اس کا حل نہیں ہے۔

۲- مصنوعی ذہانت چونکہ ایک نئی ٹیکنالوجی ہے جس کے اپنے فوائد اور مضرات بھی ہیں تاہم اس کے ذریعہ آسانیوں اور سہولیات کی فراہمی بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے، لہٰذا اگر اصول وضوابط کے ساتھ اس کا استعمال کیا جائے تو انشاء اللہ یہ ضرر کا ذریعہ نہ بن سکے گا، جہاں تک شرعی اصول وضوابط کی بات ہے تو شریعت میں اس کے کئی نظائر ملتے ہیں، جیسے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: "**المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده**" (مسلم) اسی طرح حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: "**أیها الناس إن دمائکم وأموالکم حرام علیکم کحرمة یومکم هذا الخ**"، ایک اور جگہ فرمایا: "**فاتقو الله فی النساء فانکم أخذتموهن بأمانة الله**"، اسی خطبہ میں فرمایا: "**ألا کل المسلم علی المسلم حرام: دمه وماله وعرضه**" ان ارشادات کی روشنی میں یہ اصول مقرر کئے جاسکتے ہیں کہ مصنوعی ذہانت کا استعمال کسی کو نقصان پہنچانے، خواہ وہ نقصان جان کی شکل میں ہو یا مال اسی طرح خواہ اس کی آبروعزت کی شکل میں ہو۔ بہرصورت ضرر کے پہنچانے سے بچنا چاہئے۔ نیز اسی خطبہ میں فرمایا عورتوں کے متعلق بھی اللہ سے تقویٰ رکھو وہ بجز اللہ کی پناہ کے تم کو میسر نہیں آسکتی ہیں، لہٰذا ان کی بھی آبروعزت عصمت پاک دامنی کو اس مصنوعی ذہانت کے استعمال سے داغدار نہیں کرنا چاہئے، چونکہ خطبہ حجۃ الوداع شریعت اسلامیہ میں اصول اور اسلامی خلاصہ کی حیثیت رکھتا ہے، لہٰذا اس کی روشنی میں ضروری اصول وضوابط کو مقرر کئے جا سکتے ہیں۔

۳- اس کا جواب قدرے حق تصنیف سے متعلق ہے نیز قدرے اپنی طرف کسی غیر کی مرتب شدہ چیز کو منسوب کرنے سے ہے، تو جواباً عرض ہے کہ حق تصنیف میں ہمارے علماء کے درمیان رائے فیہ بہہ رہی ہے، تاہم قانونی لحاظ سے اب تقریباً

زیادہ تر علماء ومفتیانِ کرام حق تصنیف کو محفوظ رکھنے کی اجازت دے دیتے ھیں اس طرح کہ اگر کوئی باوجود حقوق کی حفاظت کے کتاب کی طباعت خود کرائے اور اجازت نہ لے اصل مالک سے تو اصل ذمّہ دار کو اس سے قانونی چارہ جوئی کرنے کی اجازت ہے، رہا مسئلہ Chat GPT کے ذریعہ کسی تیّار شدہ کتاب کو خود کی طرف منسوب کرنا اس وجہ کے ساتھ کہ اس نے یہ کتاب اپنے سوالات کے ذریعہ تیار کی ہے تو یہ بھی درست معلوم ہوتا ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ جس طرح کوئی شخص ریسرچ وغیرہ کرنے میں مختلف اسباب کو برتتا ہے پھر خلاصہ کی شکل میں وہ کوئی کتاب تیار کرتا ہے تو اس کتاب کو لوگ اسی کی تحریر و تصنیف باور کرتے ہیں، بلا شک وشبہ کہ اس میں نیٹ کا بھی استعمال کیا ہوگا، گوگل کی بھی معاونت لی ہوگی، ایسے اور بھی اسبابِ معلومات کو استعمال کیا ہوگا، اسی طرح اس نئی مصنوعی ذھانت کی قسم کو اپنے فن کاری اور صلاحیت کے ذریعہ استعمال کرنے کے نتیجے میں اس نے ایک تصنیف تیار کی تو وہ اس تیار شدہ کتاب کو خود کی طرف منسوب کرسکتا ہے، البتہ طریق کار یہ ہوتا ہے کہ جب اس طرح کوئی کتاب تیار کرائی جاتی ہے تو جابجا اس کتاب کو صحیح حوالاجات سے مزین بھی کردیتے ہیں، تاکہ اختلاف کی شکل میں اصل مصادر کی طرف رجوع کیا جاسکے، نیز Chat GPT کا استعمال بھی ایک مخصوص صلاحیت پر موقوف ہے یہ برنامج سوال کے مطابق ہی جواب دیتا ہے، اس لیے اس کا صحیح استعمال تب ہی ممکن ہے جبکہ آپ جانتے بھی ہوں کہ کیا جواب کس طرح مل سکتا ہے، اس کی نظیر میں ہم اپنے فتاوے کی ویب سائٹ کو بھی ملحوظ رکھ سکتے ہیں، وہ اس طرح کے جب کوئی فتاوی تلاش کرنا ہوتا ہے تو ہم کچھ الفاظ لکھتے ہیں تو اس لفظ سے متعلق جو بھی فتاویٰ ہوتے ہیں آتے جاتے ہیں جبکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم تلاش کرتے ہیں مگر کچھ نہیں ملتا ہے، کیونکہ تلاش کے لئے ہم نے صحیح اور مناسب الفاظ کا انتخاب نہیں کیا ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ سوالات صحیح پوچھنا بھی صلاحیت ومہارت پر مبنی ہے، اس لئے اس طرح تیار شدہ تصنیف کو اپنی طرف منسوب کرنے میں مضائقہ نہیں ہے۔ ذیل میں دار العلوم کا فتوی ملاحظہ ہو۔

جن کتابوں کے حقوق طبع محفوظ ہوں، پبلشر کی طرف سے ان کی طباعت کی عام اجازت نہ ہو، ایسی کتابوں کو تجارتی مقصد سے چھاپ کر بیچنا اکابر مفتیان کرام کے نزدیک مختلف فیہ ہے، موجودہ وقت میں حق طباعت کی اعتباریت کی شکلیں قانونی اعتبار سے مزید مستحکم ہوگئی ہیں اور اس کو تاجروں کے عرف میں ایک معتبر حق مانا جارہا ہے، خصوصا بین الاقوامی نوعیت کی کتابوں کے حقوق قانونا وعرفا معتبر مانے جاتے ہیں، اس لیے اب شرعا اس حق کو معتبر قرار دینا راجح معلوم ہوتا ہے، لہٰذا اگر کسی کتاب کا حق طباعت پبلشر نے محفوظ کر رکھا ہے تو اس کی اجازت کے بغیر اس کے حق میں تصرف کرنا اور تجارتی مقصد سے وہ کتاب چھاپنا اور فروخت کرنا درست نہیں ہوگا۔

’’ قال الشيخ تقي العثماني: الراجح عندنا والله سبحانه و تعالى أعلم أن حق الابتكار

والتأليف حق معتبر شرعا، فلايجوز لأحد أن يتصرف فی هذا الحق بدون إذن من المبتكر أو المؤلف الخ" (فقہ البیوع ۱/ ۶۸۲، مکتبہ معارف القرآن، کراچی)۔

چونکہ بعض مفتیان کرام کے نزدیک گنجائش ہے، اس لیے آمدنی کو حرام نہیں کہا جائے گا۔

اگر پبلشر کی طرف سے اسکیننگ کرکے پی ڈی ایف بنا کر بیچنے کی بھی ممانعت ہوتو گاہکوں کو اسکین شدہ کاپیاں قیمتاً فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔

(۴) ہم شرعاً اس بات کے مکلّف ہیں کہ حلال اور جائز طریقے کاروبار کریں، ناجائز کاروبار میں عموماً برکت نہیں ہوتی ہے، واللہ تعالیٰ اعلم (دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند)۔

واضح رہے کہ دینی امور سے متعلق تصنیفات میں مصنف کا اس کے حقِ اشاعت کو محفوظ کرنا شرعاً درست نہیں، ایک وجہ تو یہ ہے کہ حقِ اشاعت حقوقِ مجردہ میں سے ہے، نہ کہ حقوقِ مقررہ میں سے، پھر دوسری بات یہ کہ عام طور پر حقوقِ طبع کو محفوظ کرنے کے محرکات محض مالی مفادات ہوتے ہیں، تفسیر، حدیث، فقہ وفتاویٰ کی کتب کو سائنسی تحقیقات اور ایجادات کے ساتھ الحاق کرکے ان کو بھی حصولِ دنیا کا ذریعہ بنانے کی کوشش کی گئی ہے، حالانکہ دینی کتب کے مصنف نے جو علمی تحقیقات کی ہیں اُس سے مقصود اوامر ونواہی الٰہیہ کی تبلیغ ہے، پھر حقِ تصنیف جتلا کر اس کی تبلیغ واشاعت میں رکاوٹ کیوں کر بن رہا ہے؟

لہٰذا اگر کوئی شخص کتبِ دینیہ کو بلا اجازت عکس لے کر چھاپتا ہے تو شرعاً اس کی اجازت ہوگی اور ایسی کتب کی خرید و فروخت بھی جائز ہوگی۔

حدیث شریف میں ہے:"**وعن أبی هريرةؓ قال: قال رسول الله ﷺ: «من تعلم علما مما يبتغی به وجه الله لا يتعلمه إلا ليصيب به عرضا من الدنيا لم يجد عرف الجنة يوم القيامة**»(کتاب العلم، الفصل الثانی 1/ 77، ط: المکتب الإسلامی- بیروت)۔

فتاوی شامی میں ہے:"**وفی الأشباه: لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة، وعلى هذا لا يجوز الاعتياض عن الوظائف بالأوقاف.**

(قوله: لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة عن الملك) قال: فی البدائع: الحقوق المفردة لا تحتمل التمليک ولا يجوز الصلح عنها" (کتاب البیوع ۴/ ۵۱۸، ط: سعید)۔

۴- اذان کی سنت یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت عاقل، بالغ یا سمجھدار شخص اذان دے، لہٰذا مصنوعی ذہانت کے واسطے سے اس طرح اذان دینا درست نہ ہوگا، بلکہ اگر ایسا کیا گیا تو نمازیوں کی نمازیں بلا اذان شمار کی جائے گی جس کی کراہت میں کوئی

شبہ نہیں، نیز یہ ذہانت شرائط مؤذن کو بھی پورا نہیں کرتی ہے جس سے اس کی نا اہلیت مزید آشکارہ ہو جاتی ہے، اور یہ مثل رکارڈنگ کے ہوگی جس کی متعلق بنوری ٹاؤن کا فتویٰ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

ریکارڈ شدہ اذان کو مسجد کے مائک میں لگا کر بجا دینے سے وقتیہ اذان کی سنت ادا نہیں ہوگی، اس لیے ایسا کرنا نا درست اور نا کافی ہے، اذان وقت پر مؤذن کو یا کسی شخص کو اپنی آواز میں دینی چاہیے، آپ حضرات چاہتے ہیں کہ اذان اچھی اور دلکش آواز میں ہو تو اس کے لیے اچھی آواز و صحیح تلفظ والے مؤذن کو رکھیں، اور معقول تنخواہ کا نظم کریں۔

"سنت یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت عاقل، بالغ یا سمجھ دار شخص اذان دے، اذان کے وقت ریکارڈ شدہ اذان چلا دینے سے اذان کی سنت ادا نہیں ہوگی؛ لہٰذا جس جگہ پر اذان نہیں دی جاتی، بلکہ صرف اذان کی ریکارڈنگ چلائی جاتی ہو اور آس پاس قریب کی جگہوں سے اذان کی آواز بھی نہ آتی ہو، تو ایسے مقام پر جو نمازی حضرات ریکارڈنگ والی اذان کی آواز سن کر نماز پڑھیں گے ان کی نماز بغیر اذان کے پڑھی ہوئی شمار ہوگی، ایسے مقام پر نماز سے پہلے اگر کوئی شخص جماعت سے پہلے اذان دے دے تو اذان کی سنت ادا ہو جائے گی۔

مفتی احمد الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ ایک فتویٰ (جس پر مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی تصدیق موجود ہے) میں تحریر فرماتے ہیں:

"ٹیپ ریکارڈ سے اذان نشر کرنا اوقاتِ نماز کے "اعلام" کے لیے کافی نہیں ہے، اور اس طرح اذان نشر کرنے سے مشروعیتِ اذان نہ ہوگی، اس لیے کہ اذان من جملہ عبادات میں سے ایک عبادت ہے، اور عبادت ادا کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ کوئی مکلّف اور عبادت کرنے والا موجود ہو، اور ظاہر ہے کہ یہاں کوئی مکلّف موجود نہیں ہے، اگر اس طرح ٹیپ ریکارڈ سے اذان نشر کرنے کو جائز قرار دیا جائے تو پھر دوسری عبادات میں بھی، مثلاً: کسی امام کی ریکارڈ کی ہوئی نماز کو مصلے پر رکھ کر اس کی اقتدا کی جائے، ٹیپ ریکارڈ سے وہ عبادات مشروع قرار نہیں دی جائیں گی، تو جس طرح ٹیپ ریکارڈ مصلے پر رکھ کر نماز میں اس کی اقتدا کرنا ناجائز ہے، اسی طرح ٹیپ ریکارڈ سے نشر کی ہوئی اذان بھی منشأ شریعت کے خلاف اور غیر مشروع ہے"۔

"وذكر في البدائع أيضاً: أن أذان الصبي الذي لايعقل لايجزى ويعاد؛ لأن ما يصدر لا عن عقل لا يعتد به، كصوت الطيور ..... أن المقصود الأصلي من الأذان في الشرع الإعلام بدخول أوقات الصلاة ,ثم صار من شعار الإسلام في كل بلدة أو ناحية من البلاد الواسعة على ما مر، فمن حيث الإعلام بدخول الوقت وقبول قوله لا بد من الإسلام والعقل والبلوغ والعدالة ." (فتاوی شامی ۱/ ۳۹۴ ط:سعید)۔

۵- فون ریکارڈنگ کی تائید اگر دوسرے قرائن سے بھی ہوجائے تو اس پر احکام شرع ترتب ہوسکتا ہے، تاہم حدود قصاص کے باب میں تو فقط قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ بینہ ہونا چاہئے، وجہ اس کی یہ ہے کہ موجودہ دور میں شارپ ایڈیٹر اور ایڈیٹنگ ایپس آچکے ہیں کہ جس میں مصنوعی ذہانت سرفہرست ہے، اس لئے اس کی حیثیت ختم ہوتی جارہی ہے تب کہا گیا ہے کہ اگر قرائن بھی اس کے شاہد ہوجائیں اور ماہرین بھی ایڈیٹنگ کا انکار کردے تو حدود وقصاص کے علاوہ دوسرے احکام شرع کا ترتب ہوجانے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے،'' فتاویٰ دارالعلوم کراچی'' ملاحظہ فرمائیں۔

"خارجی قرائن اگر صاف، واضح، قطعی اور مضبوط ہوں تو بینہ کے حکم میں ہوتے ہیں۔ جیسے کسی شخص کو ایک کمرے سے اسلحہ کے ساتھ نکلتا دیکھا گیا اور اندر ایک مقتول پڑا ہو، جسے اسی وقت ہی قتل کیا گیا ہو اور نکلنے والے شخص کے پاس ہی وہی اسلحہ ہو جس سے مقتول کا قتل عمل میں آیا ہو، تو ایسی صورت حال میں اسی شخص کو قاتل قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی ملک میں لوکیشن ٹریسنگ کا نظام اس قدر مضبوط ہو کہ بات کرنے والے شخص کا مقام، وقت اور سٹیلائیٹ کے ذریعہ اس کی اس وقت کی نقل وحرکت کو بے غبار طریقے سے معلوم کیا جاسکتا ہو تو یہ بھی قرائن قاطعہ میں شامل ہوسکتا ہے، تاہم یہ سسٹم ابھی تک اس حد تک آگے نہیں بڑھا ہے۔ موبائل کال ریکارڈنگ بھی خارجی قرائن میں سے ہے، مگر موبائل کال ریکارڈنگ وغیرہ جیسے قرائن میں تبدیلی اور ایڈیٹنگ کا احتمال (شبہ) پایا جاتا ہے، اس لیے ان کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ حدود وقصاص کے ثبوت کے لیے قطعی ثبوت (گواہ یا ملزم کا خود اقرارِ جرم) ضروری ہے۔ حدود وقصاص کے ثبوت میں کسی قسم کا شبہ پیدا ہوجائے تو یہ ساقط ہوجاتے ہیں۔ جمہور اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ بینہ اور اقرار کے علاوہ دیگر دلائل سے حدود وقصاص ثابت نہیں ہوتے۔

البتہ ان قرائن کی بنیاد پر مقدمہ دائر کیا جاسکتا ہے اور عدالت مزید کاروائی کرسکتی ہے۔ نیز یہ کہ جرم اور خارجی قرائن کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے عدالت اپنی صوابدید پر ملزم کو تعزیراً کوئی بھی سزا دے سکتی ہے۔

"عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ:« لو كنت راجما أحدا بغير بينة لرجمت فلانة. فقد ظهر منها الريبة فى منطقها وهيئتها ومن يدخل عليها» "(سنن ابن ماجہ 2/855)۔

"أن المتهم بالدم يحبس، فإن القتل أمر عظيم إلى أن يتبين موجبه؛ لظهور عذر القاتل، أو انتفاء عذره الخ" (المبسوط للسرخسی 26/106)۔

"وكلامهم هنا يدل ظاهرا على أن القاضى يعزر المتهم، وإن لم يثبت عليه الخ" (البحر الرائق شرح کنز الدقائق ومنحۃ الخالق وتکملۃ الطوری 6/234)۔

"وقد ظهر فى العصر الحديث قرائن وأمارات واضحة، وقوية فى الإثبات مثل البصمات،

والتحليل الدم والتقاط الصور وتسجيل الصوت، لكن مع التحرز والتثبت من المشرفين على استخراج هذه القرائن، فإنها بمقدار ما تعتبر اليوم تقدما علميا، واكتشافا عظيما بمقدار ما يمكن تزويرها والتلاعب فيها بطريق فنية وعلمية مبتكرة، وبأساليب شيطانية خبيثة، فالصور التى تدل على واقعة معينة كالولادة والاتلاف وغيرهما يمكن أن تزور فتؤخذ صورة بريئة ويلصق معها ما يدل على حادثة لا علاقة ولا صلة لصاحب الصورة بها ''(وسائل الاثبات فی الشریعۃ الاسلامیۃ/512)۔

''ذهب إلى ذلک الجمهور، ومنعوا إثبات الدماء بالقرائن، إلا فى القسامة للاحتياط فى موضوع الدماء وإزهاق النفوس، ولأن الخطأ بالعفو خير من الخطأ بالعقوبة .ولقياس الدماء على الحدود بالدرء بالشبهة، فلا تثبت بالقرائن''(وسائل الاثبات فی الشریعۃ الاسلامیۃ/527)۔

''المادة (1741) – (القرينة القاطعة هى الأمارة البالغة حد اليقين مثلا إذا خرج أحد من دار خالية خائفا مدهوشا، وفى يده سكين ملوثة بالدم فدخل فى الدار ورئى فيها شخص مذبوح فى ذلک الوقت فلا يشتبه فى كونه قاتل ذلک الشخص ولا يلتفت إلى الاحتمالات الوهمية الصرفة كأن يكون ذلک الشخص المذكور ربما قتل نفسه راجع (المادة 74).

القرينة القاطعة هى الأمارة البالغة حد اليقين .وبتعبير آخر هى القرينة الواضحة بحيث

يصبح الأمر فى حيز المقطوع به (رد المحتار) والعمل بالقرينة القاطعة يجرى فى أبواب الفقه المختلفة وأمثلة ذلک على الوجه الآتى:

1 – مثال من العقوبات لو رئى شخص حاملا خنجرا ملوثا بالدماء وخارجا من دار خالية وهو فى حالة اضطراب، ودخل إلى الدار فورا فوجد رجل مذبوح فلا يشتبه أن ذلک الشخص هو القاتل لذلک المذبوح، فإذا ثبت حال ذلک الشخص، كما أشرنا بالشهود العدول، فيحكم القاضى عليه بأنه قاتل عمدا ولا يلتفت، إلا على الاحتمالات الوهمية كأن يظن أن المذبوح قد ذبح نفسه أو أنه ذبحه شخص آخر وهدم الحائط وكان ذلک الشخص مختفيا وراء الحائط إلى غير ذلک من الاحتمالات الوهمية (انظر المادة :74).

2 – يجوز فى حال ظهور أمارة حبس المتهم بالقتل أو بالجرائم الأخرى.

3 – إذا قتل أحد شخصا دخل إلى منزله فقال القاتل: إن المقتول رجل فاسق سارق وقد دخل دارى بقصد قتلى، فإذا كان المقتول معروفا بالجرائم والفسق والسرقة، فلا يلزم القاتل قصاص

ولكن تلزمه الدية استحسانا؛ لأن دلالة الحال، وإن كانت توجب الشبهة فی القصاص، إلا أنها لا توجبها فی المال''(درر الحکام فی شرح مجلۃ الأحکام 4/484)۔

ناصر خان مندوخیل

دارالافتاء جامعۃ الرشید کراچی

17 جمادی الاول 1442ھ

۶- یہ سوال بھی ماقبل کے سوال کا تتمہ ہے اس کے اندر بھی وہی تفصیل ہے جو ابھی گزری تاہم اس بات کا بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ قانونِ دنیوی کے اعتبار سے بھی عدالتیں ان کو صرف مزیدات میں شمار کرتی ہیں کسی کی سزا یا خلاصی اس پر مرکوز وموقوف نہیں ہوتی اس جزیہ سے مزید تقویت معلوم ہوتی ہے، قانون شرعی اور غیر شرعی کا اس مسئلہ میں متحد ہونا مزید استحکام کا سبب بنتا ہے۔

"خارجی قرائن اگر صاف، واضح، قطعی اور مضبوط ہوں تو بینہ کے حکم میں ہوتے ہیں۔ جیسے کسی شخص کو ایک کمرے سے اسلحہ کے ساتھ نکلتا دیکھا گیا اور اندر ایک مقتول پڑا ہو، جسے اسی وقت ہی قتل کیا گیا ہو اور نکلنے والے شخص کے پاس ہی وہی اسلحہ ہو جس سے مقتول کا قتل عمل میں آیا ہو، تو ایسی صورت حال میں اسی شخص کو قاتل قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی ملک میں لوکیشن ٹریسنگ کا نظام اس قدر مضبوط ہو کہ بات کرنے والے شخص کا مقام، وقت اور سٹیلائیٹ کے ذریعہ اس کی اس وقت کی نقل وحرکت کو بے غبار طریقے سے معلوم کیا جاسکتا ہو تو یہ بھی قرائن قاطعہ میں شامل ہوسکتا ہے، تاہم یہ سسٹم ابھی تک اس حد تک آگے نہیں بڑھا ہے۔ موبائل کال ریکارڈنگ بھی خارجی قرائن میں سے ہے، مگر موبائل کال ریکارڈنگ وغیرہ، جیسے قرائن میں تبدیلی اور ایڈیٹنگ کا احتمال (شبہ) پایا جاتا ہے، اس لیے ان کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ حدود وقصاص کے ثبوت کے لیے قطعی ثبوت (گواہ یا ملزم کا خود اقرارِ جرم) ضروری ہے۔ حدود وقصاص کے ثبوت میں کسی قسم کا شبہ پیدا ہو جائے تو یہ ساقط ہو جاتے ہیں۔ جمہور اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ بینہ اور اقرار کے علاوہ دیگر دلائل سے حدود وقصاص ثابت نہیں ہوتے۔

البتہ ان قرائن کی بنیاد پر مقدمہ دائر کیا جاسکتا ہے اور عدالت مزید کاروائی کرسکتی ہے۔ نیز یہ کہ جرم اور خارجی قرائن کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے عدالت اپنی صوابدید پر ملزم کو تعزیراً کوئی بھی سزا دے سکتی ہے (حوالہ سابق)۔

۷- جب بھی ہم کسی بھی شعبہ یا ادارہ کی جانب سے کسی کام کی انجام دہی کے لئے مامور ہوتے تو اس سے مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ ماہرین اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کو بخوبی انجام دیں قطع نظر اس کے کہ وہ حضرات ان کاموں کو کس طرح انجام دیتے ہیں، عموماً جب نئے حضرات یا غیر ٹیکنیکل حضرات کسی کام کو آفس ورک کے پیٹرن پر کرنے میں مشکلات سے دوچار

ہوتے ہیں تو وہ اپنے ان ٹیکنیکل حضرات سے معاونت حاصل کرتے ہیں ان کے اس عمل کے باوجود ادارہ یا کمپنی اس کی مقررہ تنخواہ کو حط نہیں کرتی کیونکہ مذکورہ چیزیں اسباب کے درجے کی ہیں اصل مقصد کام ہے جو اس نے کرلیا ہے، لہٰذا پوری تنخواہ مل جاتی ہے، اب ہم سوال کی طرف رجوع کرتے ہیں، سوال میں موجود جو ذمہ داریاں کسی ٹیکنالوجی کی مدد سے سرانجام دی جا رہی ہیں وہ درحقیقت اس مامور کی ہی صلاحیت سے انجام پا رہی ہیں مذکور اپلی کیشن اس طرح کی نہیں ہے کہ محض آپ کے مائنڈ کو ریڈ کر کے جواب فراہم کر دے، بلکہ آپ کو از خود اس سے معلوم کرنا پڑتا ہے پھر یہ بھی کیا ضروری ہے کہ ایک بار میں آپ کے مقصد کو سمجھ کر جواب دے دے، بلکہ بار بار کوشش کے بعد وہ چند غیر مرتب تراشے دیتی ہے پھر اس کو آپ کو ہی مرتب ،معنی خیز اور پر اثر بنانا پڑتا ہے چاہے بات کسی کتاب کو مرتب کرنے کی ہو یا کسی مفصل کو مختصر کرنا ہو اسی طرح کوئی صلاح و مشورہ مطلوب ہو بہر صورت وہ آپ کو صد فیصد مقصود تک رسائی فراہم کر دے ایسا بہت مشکل ہے، البتہ جب یہ اپلی کیشن اس حد تک ترقی کر جائے کہ آپ کو صرف کہنا پڑے اور وہ سب آپ کے سامنے پیش کر دے تب تو معاوضہ یا تنخواہ کے سلسلے میں غور وخوض کی ضرورت پڑے گی ورنہ موجودہ صورت میں ایسا بالکل بھی نہیں ہے، لہٰذا بندے کے نزدیک اس اپلی کیشن کے ذریعہ کام کرنے پر عامل تنخواہ یا معاوضہ کا مستحق ہوگا۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت (AI) سے متعلق بعض مسائل

مولانا محمد جمیل اختر جلیلی ندوی☆

عصر حاضر میں کمپیوٹر سائنس کی ترقیات نے دنیا کے اندر وہ ہنگامہ خیزی برپا کر رکھی ہے کہ عقل انسانی حیران وششدر ہے، اسی ترقی کا ایک نتیجہ مصنوعی ذہانت (AI) ہے، جس کا مطلب ہے کہ کمپیوٹرز اور دیگر مشینوں کو ایسی صلاحیتیں فراہم کی جائیں کہ وہ انسان کی طرح سوچنے، سیکھنے، مسائل کا حل نکالنے اور کچھ مخصوص کاموں کو خودکار طور پر انجام دینے کے قابل ہوجائیں۔

آرٹیفیشل انٹلی جینس کے مختلف شعبے ہیں، جن میں مشین لرننگ، نیچرل لینگویج پروسیسنگ، کمپیوٹر ویژن اور روبوٹکس شامل ہیں، یہ تکنیکیں اور الگورتھم کا استعمال کرکے، کمپیوٹرز کو ایسی صلاحیتیں دیتی ہے کہ وہ آواز کے اشارے، تصویری مواد کو سمجھنا، زبان کی پیچیدگیوں کو سمجھنا اور متعلقہ عمل کو بہتر طریقے سے انجام دینے میں قابل ہوجاتے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہ سائنسی ترقیات مسلمانوں کے ہی رہین منت ہے، اس تعلق سے دو نام اہم ہیں، ایک بدیع الزماں ابو العز اسماعیل بن الرزاز الجزری، جنھیں (Father of Robotics) روبوٹکس کا باپ کہا جاتا ہے، یہ وہی ہیں، جنھوں نے روبوٹکس کے شعبے کی بنیاد رکھی اور پروگرام ایبل آٹومیشن کا تصور پیش کیا، انھوں نے کرینک کنیکٹنگ راڈ سسٹم (crank connecting Rod system) کا تصور پیش کیا، جو پانی کو زمین سے بلندی کی طرف لے جانے والی مشینوں میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے، انھوں نے اپنی کتاب (کتاب فی معرفۃ الحیل الہندسیۃ) میں جن ایجادات کا ذکر کیا ہیا ور ساتھ ہی خاکوں کی مدد سے اس کی وضاحت بھی کی ہے، ان میں پروگرام ایبل آٹومیشن، کنیکٹنگ راڈ، ہیومنائڈ روبوٹکس اور کرینک میکانزم، شامل ہیں، اس کے علاوہ الجزری نے 50 مکینیکل ایجادات کو بھی خاکوں کی مدد سے دستاویزی شکل دی ہے۔

دوسرا نام: عبداللہ بن محمد بن موسیٰ خوارزمی کا ہے، وہ نہ صرف عرب کے نمایاں سائنسدانوں میں ہیں؛ بلکہ دنیائے سائنس کا ایک اہم نام ہیں، انھوں نے نہ صرف جدید جبر کی بنیاد رکھی، بل کہ علمِ فلک میں بھی اہم دریافتیں کیں، ان کا زیچ علمِ

☆ جامعہ ضیاء العلوم کنڈلور (کرناٹک)۔

فلک کے طالبین کے لیے ایک طویل عرصہ تک ریفرنس رہا، ریاضیاتی علوم میں یورپ کبھی ترقی نہ کر پاتا اگر وہ ریاضی دان خوارزمی سے نقل نہ کرتے، ان کے بغیر آج کے زمانے کی تہذیب، تمدن اور ترقی بہت زیادہ تاخیر کا شکار ہو جاتی۔

کمپیوٹر سائنس میں ''الگورتھم'' کی اصطلاح کافی معروف ہے، جو کسی بھی کمپیوٹر پروگرام کی بنیاد ہے، یہ دورِ جدید کی ایجاد نہیں؛ بل کہ اس کی ابتداء آٹھویں صدی عیسوی سے ہوئی، الگورتھم کو سب سے پہلے مشہور ماہر فلکیات، اسکالر، ریاضی داں محمد ابن موسی الخوارزمی نے متعارف کرایا تھا، محمد ابن موسی الخوارزمی الگورتھم کے علاوہ الجبرا کے بھی موجد ہیں، جن کو ان خدمات کی وجہ سے گرینڈ فادر آف کمپیوٹر سائنس بھی کہا جاتا ہے۔

پروگرامنگ میں کسی مسئلہ کو بنیادی سطح سے لیکر اوپری سطح تک حل کرنے کا عمل الگورتھم ہے، گویا کام کرنے کی ایک خاص مرحلہ وار ترتیب کو الگورتھم (Algorithm) کہتے ہیں، اس عمل میں سب سے پہلے جو مسئلہ درپیش ہوتا ہے، اس کی نوعیت کو سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے؛ تاکہ حل تلاش کرنے میں آسانی ہو سکے، حل طلب شدہ مسئلہ کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے چھوٹے چھوٹے مسئلوں میں تبدیل کر دیا جاتا ہے، پھر ان تمام مسئلوں کی ایک فہرست تیار کی جاتی ہے، اس کے بعد ہر چھوٹے مسئلہ کا حل تلاش کیا جاتا ہے، تلاش کیے گیے حل کی ترتیب بنائی جاتی ہے اور اسے عام تحریری شکل میں لکھا جاتا ہے، حل کی ترتیبات کے بعد ایک ایسی پروگرامنگ لینگویج کا انتخاب کرتے ہیں، جس سے تلاش کئے گئے مسئلہ کا حل تیز ہو اور کمپیوٹر یا کمپیوٹر چپ میں جگہ بھی کم لے، اس کے بعد (پروگرامنگ لینگویج کی مدد سے حل شدہ) تقسیم کیے ہوئے چھوٹے مسئلوں کے حل کو ترتیب وار دوبارہ جوڑ دیا جاتا ہے، پھر اس پروگرام کو چیک کیا جاتا ہے کہ تیار کیا گیا پروگرام درست کام کر رہا ہیا نہیں، سارے ٹیسٹ چیک کرنے کے بعد پروگرام کو تیار کرنے کی اجازت دے دی جاتی ہے، اس طرح ایک پروگرامنگ الگورتھم (Algorithm) بنایا جاتا ہے۔

1950ء میں ''ڈاکٹر جان میکارتھی'' نے مسلمان ریاضی دان محمد بن موسی الخوارزمی کا تخلیق کردہ ریاضیاتی عمل ''الگورتھم'' کی بنا پر ساکن وجامد مشینوں میں انسانی ذہانت کی طرح اپنے اردگرد اور ماحول کے ادراک کے لیے مصنوعی ذہانت کا نظریہ پیش کیا تھا، جس کی بناء پر مصنوعی ذہانت نیز ترتیب وار منظّم ہدایات کی بدولت عصر حاضر کی جدید مشینوں اور آلات میں ازخود سیکھنے کا متحرک عمل متعارف کروا دیا ہے، جسے ہم آج مصنوعی ذہانت (AI) نام سے جان رہے ہیں۔

اسلامک فقہ اکیڈمی شکریہ کی مستحق ہے کہ حسب سابق اس نے آج کے دور کے ایک نئے موضوع کا انتخاب کر کے سوالات مرتب کئے اور اس کے بعض مسائل کے جواب طلب کئے، یہ مقالہ انھیں جوابات پر مشتمل ہے۔

۱- اس سلسلہ میں سب سے پہلے تو یہ جاننا ضروری ہے کہ ''ذہانت'' کیا ہے؟ پھر اس کے بعد ہم ''مصنوعی ذہانت'' اور

''AI'' کی طرف قدم بڑھائیں گے، جس کی اس وقت آئی ٹی آئی کی دنیا میں دھوم مچی ہوئی ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

''ذہانت قدرت کی طرف سے عطا کردہ ایک نعمت اور تحفہ خاص ہے، جو دماغ کے خلیوں میں جمع معلومات کے ذخیرہ (Data) کو ہنرمندی کے ساتھ برتتی یا استعمال کرتی ہے اور اس سے نتائج اخذ کرنے کے بعد عمل کے لئے جسم اور اس کے حواس خمسہ کو احکام صادر کرتی ہے، جن کے نتیجہ میں آنکھ دیکھتی ہے، کان سنتا ہے، زبان بولتی ہے، اعضاؤ جوارح حرکت کرتے ہیں، انسان کے اندر قوت تفکیر پیدا ہوتی ہے اور وہ کسی عمل پر حالات کے مطابق ردعمل ظاہر کرتا ہے اور متعینہ اہداف حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے'' (مصنوعی ذہانت، از: باقر نقوی، ص: ۳۳)۔

ویکی پیڈیا میں ذہانت کی تعریف یوں کی گئی ہے:

ذہانت (Intelligence) اصل میں عقل (Mind) کی وہ صلاحیت یا خاصیت ہوتی ہے، جس کی مدد سے وہ کسی بات یا تجربے کا ادراک وفہم کرسکتی ہو یعنی اس کو سمجھ سکتی ہو، اس سمجھ بوجھ کے عمل میں بہت سی ذہنی خصوصیات شامل ہوتی ہیں، جن میں سبب، منصوبہ، بصیرت اور تجرید (Abstraction) وغیرہ شامل ہیں۔

اب آتے ہیں مصنوعی ذہانت کی طرف، اس کی تعریف کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالرحیم لکھتے ہیں:

"أنه عبارة عن تحويل الآلة من حالة الجمود إلى حالة تجعلها قادرة على الفهم والإدراك والتعلم والتصرف بأسلوب مماثل للطبيعة البشرية، وذلك اعتماداً على مايتوفر لديها من مفاهيم وخبرات ومعارف "(مجلة الدراسات القانونية، العدد الخامس والخمسون، الجزء الأول، مارس ۲۰۲۲، عنوان: الذكاء الاصطناعي وأثره في الضمان في الفقه الإسلامي، ص: ۷)۔

یہ علم، فہم اور تجربے کی بنیاد پر مشین کو جمود کی حالت سے ایک ایسی حالت میں تبدیل کرنے سے عبارت ہے، جو اسے سمجھنے، سیکھنے اور عمل کرنے کے اس طرح قابل بنائے، جو انسانی فطرت سے ہم آہنگ ہو۔

ڈاکٹر عادل عبدالنور نے اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"هوعلم هدفه الأول جعل الحاسوب وغيره من الآلات تكتسب صفة الذكاء، ويكون لها القدرة على القيام بأشياء مازالت إلى عهد قريب حصراً على الإنسان كالتفكير والتعلم والإبداع والتخاطب" (مدخل إلى علم الذكاء الاصطناعي، ص: ۷)۔

ایسا علم اور سائنس، جس کا مقصد ایسی مشینیں، کمپیوٹر اور سافٹ ویئر تیار کرنا ہے، جو ذہانت کی صفت سے متصف ہوں اور ان امور کو انجام دینے کی صلاحیت رکھتے ہوں، جو ابھی تک صرف انسان انجام دیا کرتے تھے، جیسے: غور وفکر، علم کا حصول، تخلیقی صلاحیتیں اور بات چیت۔

مذکورہ سطور سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ مصنوعی ذہانت کا مطلب ایسی مشینوں کی ایجاد ہے، جو عمل وردعمل اور سوچ وفکر کے لحاظ سے انسان جیسا ہو، ظاہر ہے کہ ایسی مشینوں کا استعمال نہ تو فی نفسہ نادرست قرار پائے گا اور نہ ہی علی الاطلاق استعمال کو روا رکھا جائے گا؛ کیونکہ یہ ایک مشین ہے، جس کا استعمال انسان اچھائی کے لئے بھی کرسکتا ہے اور برائی کے لئے بھی کرسکتا ہے، وہ مشین ہے اور کمانڈ کا پابند ہے اور بس، لہٰذا اس کے استعمال کا حکم معلق ہوگا، اگر اچھائی کے لئے استعمال کیا جائے تو حرج نہیں؛ لیکن اگر اس کا استعمال برائی کے لئے کیا جائے تو نادرست ہوگا، لہٰذا اصل کے اعتبار سے اس کا استعمال درست ہے؛ کیونکہ قاعدہ ہے:" **الأصل فی الأشیاء الإباحة حتی یدل الدلیل علی التحریم**"(القواعد الفقہیۃ وتطبیقاتہا فی المذاہب الأربعۃ:1/190، الأشباہ والنظائر لابن نجیم:1/57)۔

نیز قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:" **وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ**"(سورۃ:الجاثیۃ:۱۳)اور یہ سائنس کی تسخیر ہے؛اس لئے اس کے استعمال کی گنجائش ہے۔

علامہ سخاوی کی تفسیر میں ہے:"**هو الذی خلق لكم ما فی الأرض جمیعا" فیه دلیل علی أن أصل الأشیاء بعد ورود الشرع علی الإباحة.وعلی هامشه:الأصل فی الأشیاء الإباحة؛لأن الإباحة هی الحكم الأصلی لموجودات الكون، وإنما یحرم ما یحرم منها بدلیل من الشارع لمضرتها، والدلیل علی أن الحكم الأصلی للأشیاء النافعة هو الإباحة: قوله – تعالی – ممتنا علی عباده: وسخر لكم ما فی السماوات وما فی الأرض جمیعا منه، إن فی ذلک لآیات لقوم یتفكرون**" (الجاثیۃ:13)، "**وقوله تعالی: هو الذی خلق لكم ما فی الأرض جمیعا**"(البقرۃ:29)"**ولا یتم الامتنان ولا یكون التسخیر إلا إذا كان الانتفاع بهذه المخلوقات مباحا**"(تفسیر القرآن العظیم للسخاوی،تفسیر سورۃ البقرۃ:1/ 63)۔

امام سرخسی فرماتے ہیں:"**أن الأصل فی الأشیاء الإباحة، وأن الحرمة بالنهی عنها شرعا**"(المبسوط للسرخسی،باب الإکراہ،باب تعدی العامل،24/77،ط:دارالفکر)۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ ایسی چیزوں کے استعمال کے حکم کا مدار ان کے مقاصد پر ہے، اگر مقصد درست ہو تو استعمال بھی درست؛ لیکن اگر مقصد نادرست ہو تو استعمال بھی نادرست، قاعدہ ہے: "**الأمور بمقاصدها**"، جس کی بنیاد حدیث:"**إنما الأعمال بالنیات**" ہے۔

معلوم ہوا کہ مصنوعی ذہانت (AI) استعمال کرنے کی فی نفسہ گنجائش ہے؛ البتہ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ یہ ایک مشین ہے، جس کا سو فیصد درست ہونا محل نظر ہے، بالخصوص علمی ودینی معلومات کے تعلق سے، دوسری بات یہ کہ اس کے

تیار کرنے والے بہرحال اسلام دشمن افراد ہیں اور دشمنوں سے یہ امید کہ ہمارے تعلق سے صحیح معلومات ہی فراہم کریں، ضروری نہیں، لہٰذا اس پر مکمل بھروسہ کسی طور درست نہیں، تحفظ ضروری ہے، ہذا ما عندی واللہ أعلم بالصواب!

۲- مصنوعی ذہانت ایک ترقی یافتہ سائنس کا اعلیٰ نمونہ ہے، اس کے جہاں بہت سارے فوائد ہیں، وہیں بہت سارے نقصانات بھی ہیں؛ اس لئے اس کے استعمال کے اصول وضوابط، مبادیات واخلاقیات اور حدود قیود کی تعیین ضروری ہے؛ تاکہ اس کا صحیح استعمال ہوسکے، اس سلسلہ میں جو بنیادی اصول وضوابط اور مبادی واخلاقیات ہوسکتے ہیں، ان کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ، جن کا تعلق سافٹ ویئر اور اس کے ڈویلپر سے ہے، وہ درج ذیل ہیں:

پہلا اصول: دیانت داری اور انصاف: مصنوعی ذہانت کے نظام کو ڈیزائن کرنے، جمع کرنے، تیار کرنے، شائع کرنے یا استعمال کرتے وقت، اس کے ڈویلپر کے لئے لازم ہے کہ کوئی تعصب، امتیازی سلوک یا غلط پروفائلنگ نہ کی گئی ہو، یا ایسی حد بندی نہ کی گئی ہو کہ اس کے ڈیٹا یا الگورتھم کی وجہ سے افراد یا جماعت کی شناخت ہوتی ہو؛ کیونکہ یہ کسی مخصوص گروہ کے خلاف منفی امتیازی سلوک کا باعث بن سکتا ہے؛ بلکہ اسے غیر جانبدارانہ، منصفانہ، معروضی، جامع، متنوع اور معاشرے کے تمام طبقات کا نمائندہ ہونا چاہئے۔

مصنوعی ذہانت کے نظام کا عمل جنس، نسل، مذہب، عمر، یا کسی اور چیز کی بنیاد پر مخصوص گروہوں تک محدود نہیں ہونا چاہیے، اس کے علاوہ، ذاتی ڈیٹا کا استعمال کرتے وقت، مصنوعی ذہانت کے نظام کے ڈویلپر کے ذریعہ اس کے استعمال کا صحیح مقصد اور درست طریقے سے بیان کیا جانا چاہیے، اس بات کو بھی یقینی بنانا چاہئے کہ اس سے ڈیٹا پروٹیکشن سسٹم پرائیویسی پالیسی اور اس کے انتظامی ضوابط کی خلاف ورزی نہیں ہوتی ہے۔

دوسرا اصول: رازداری اور سلامتی: مصنوعی ذہانت کا نظام اور سسٹم ایسا ہونا چاہئے کہ ذاتی ڈیٹا ہولڈرز کی حفاظت اور سائبر سیکورٹی کے پورے معیار پر اتر سکے؛ تاکہ غیر قانونی طور پر ڈیٹا اور سسٹم تک رسائی کو روکا جاسکے؛ کیونکہ اس کی وجہ سے ساکھ کو نقصان پہنچ سکتا ہے یا نفسیاتی، مالی یا پیشہ ورانہ نقصان ہوسکتا ہے۔

تیسرا اصول: انسانیت کی رعایت: مصنوعی ذہانت کا نظام ایسا مرتب ہونا چاہئے، جس میں انسانی اقدار کی پامالی نہ ہوتی ہو؛ بل کہ اس کا مقصد انسان کی صلاحیت میں اضافہ کرنا اور اس کو بااختیار بنانا ہو، اس میں دھوکہ اور ہیرا پھیری نہ ہو۔

چوتھا اصول: سماجی اور ماحولیاتی فوائد: مصنوعی ذہانت کے نظام کو ایسا ہونا چاہئے، جس سے سماج اور ماحول پر مثبت اثر مرتب ہو، سماج کو سنوارنے اور ماحولیاتی پیش رفت کو فعال بنانے میں اس خاص حصہ ہونا چاہئے۔

پانچواں اصول: اعتباریت اور تحفظ: مصنوعی ذہانت کا نظام ایسا ہونا چاہئے، جو معاشرہ کے اندر اپنا اعتبار اس لحاظ

سے قائم رکھ سکے کہ وہ معاشرہ کے لئے خطرہ نہیں؛ بلکہ مفید ہے۔

چھٹا اصول: شفافیت اور وضاحت: اے آئی سسٹم کے ڈیٹا، الگورتھم، صلاحیتیں، عمل اور مقصد سبھی کو شفاف اور ان لوگوں کے لیے قابل وضاحت ہونا چاہیے، جو اس سے براہ راست متاثر ہوتے ہیں۔

ساتواں اصول: احتساب اور ذمہ داری: مصنوعی ذہانت کے نظام کے ڈیزائنرز، ڈویلپرز، منتظمین اور تشخیص کاروں کو اخلاقی طور پر ایسے فیصلوں اور اقدامات کے لیے ذمہ دار ہونا چاہئے، جو افراد اور معاشروں پر ممکنہ خطرات اور منفی اثرات کا باعث بن سکتے ہیں، اس بات کو بھی یقینی بنانا چاہئے کہ اس ٹیکنالوجی کے نقصان اور غلط استعمال سے بچنے کے لیے مناسب طریقہ کار موجود ہے۔

آٹھواں اصول: جامع اور پائیدار ترقی اور انسانی بہبود: اس اصول کا مقصد مصنوعی ذہانت کی ٹکنالوجیوں کو جدید طریقے سے استعمال کرنا ہے، جس سے افراد اور معاشرہ کو فائدہ ہو، امن کا فروغ ہو، انسانی فلاح و بہبود اور خوشحالی اور سماجی واقتصادی مواقع پیدا کرنا ہو، نیز جو ماحولیاتی نظام کو بہتر بنانے، اس کی حفاظت اور اس کے وسائل کو محفوظ رکھنے میں معاون ہو (یہ تفصیلات دبئی اور سعودی عرب کے سرکاری ضابطۂ اخلاق سے مستفاد ہے، جن کی پی ڈی ایف انٹرنٹ پر موجود ہے)۔

دوسرے قسم کے اصول وضوابط ان افراد کے لئے ہے، جو ان سافٹ ویئر کا استعمال کرتے ہیں، یہ درج ذیل ہیں:

۱- مباح اور جائز امور کے لئے استعمال ہو: اے آئی ٹول کا استعمال مباح اور جائز امور کے لئے جائے، اگر اس کا استعمال ناجائز امور کے لئے کیا جائے تو یہ درست نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”**قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ**“ (سورۂ أعراف:33)۔

۲- دھوکہ، مکر اور فریب نہ کیا جائے: اس کے ذریعہ سے دھوکہ اور فریب نہ کیا جائے؛ کیونکہ یہ درست نہیں، اس سے روکا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے منافقین کی صفات میں شمار کیا ہے، ارشاد ہے: ”**يخادعون الله والذين آمنوا وما يخدعون إلا أنفسهم وما يشعرون**“ (سورۃ البقرۃ:9)، نیز اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے: ”**من غشنا فليس منا، والمكر والخداع في النار**“ (صحیح ابن حبان، حدیث نمبر:۵۵۵۹، معجم الطبرانی، حدیث نمبر:۱۰۲۳۴)۔

۳- دوسروں کے لئے ضرر کا باعث نہ بنے: اس کے ذریعہ سے دوسروں کو نقصان نہ پہنچایا جائے، قرآن مجید میں ہے: ”**وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا**“ (سورۂ احزاب: ۵۸)، نیز اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: ”**من ضار، ضار الله به، ومن شاق، شق الله عليه**“ (سنن أبی داود، حدیث نمبر:۳۶۳۵)۔

۳- بلاشبہ ChatGPT کے ذریعہ ہم تحریری مدد لے سکتے ہیں اور یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ یہ مدد انگریزی زبان میں زیادہ اچھے طریقے سے مل سکتی ہے، اردو یا عربی میں کافی زیادہ غلطیاں ہوتی ہیں، یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ اس کی فراہم کردہ معلومات ایک تو بغیر حوالہ کے ہوتی ہیں، دوسرے یہ کہ وہی معلومات فراہم کی جاسکتی ہیں، جو اس کے اندر فیڈ کی گئی ہیں، غلط اور تعصب سے پر معلومات بھی ہمیں بہت سارے مسائل میں ملتی ہیں؛ اس لئے یہ کہنا کہ مکمل طور پر پوری کتاب یا جیسا آپ چاہتے ہیں، ویسا پورا مضمون وہ اس طرح مرتب کردے کہ آپ کو بالکل بھی ہاتھ لگانے اور تصحیح کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے، شاید ممکن نہیں، اس لحاظ سے دیکھا جائے تو ChatGPT سے مدد لینے کے باوجود بھی دماغ سوزی کرنی ہی پڑتی ہے۔

پھر یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ چیٹ جی پی ٹی کی تحاریر کسی کی ملکیت نہیں ہے، جیسا اسے کہا جائے گا، اسی حساب سے وہ لکھ کردے گا، گویا یہ ایک مشین ہے، جسے کمانڈ دینے کی ضرورت ہوتی ہے، اب ظاہر ہے کہ مشین نے جس کے حکم سے اپنا پروڈکٹ تیار کیا ہے، وہ پروڈکٹ اسی حکم دینے والے کا ہی تو کہلانے کا مستحق ہے۔

اس سلسلہ میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کا ایک فتوی ''کسی کی تحریر شائع کرنے'' سے متعلق ہے، اس کے جواب میں ہے کہ:

کسی اور کی لکھی ہوئی تحریر آگے بھیجنے کے لئے درج ذیل تین باتوں میں ایک کا اہتمام ضروری ہے:

۱- لکھنے والے کا نام یا اس کی کتاب، ویب سائٹ، یا پیج وغیرہ کا حوالہ دیا جائے۔

۲- لکھنے والے کی طرف سے اس تحریر کو نقل کرنے کی اجازت ہو۔

۳- اس تحریر سے استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس میں تحقیق واضافہ کرکے اس میں اتنی بنیادی تبدیلی کرچکا ہو کہ اسے اس کی تحریر کہا جاسکے(www.banuri.edu.pk//:https)۔

اس فتوی میں جن باتوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان کا تعلق کسی آدمی کی تحریر سے ہے؛ لیکن اس کے باوجود اس میں اگر اضافہ کردیا جائے تو پھر کسی اور کی تحریر اس کی اپنی تحریر بن سکتی ہے، جبکہ یہاں معاملہ کسی آدمی کی تحریر کا نہیں ہے؛ بلکہ ایک ایسی مشین کا ہے، جسے اس طرح کے کاموں کے لئے ہی تیار کیا گیا ہے، لہٰذا راقم کی رائے یہ ہے کہ چونکہ ChatGPT کے ذریعہ تیار کردہ مضمون، بحوث ومقالات اور کتاب اس کے کمانڈ کے ذریعہ وجود میں آتی ہے، نیز اس میں بہرحال تصحیح وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہی ہے، جس کے بغیر اس تحریر یا کتاب کی اشاعت ممکن نہیں؛ اس لئے ایسی تحریر یا کتاب کی نسبت اپنی طرف کرنے کی گنجائش ہونی چاہئے، اسلام ویب کے ایک فتوی میں اس تعلق سے جواب دیتے ہوئے لکھا گیا ہے:

"فلا حرج فی ذلک؛ فالسائل هو الذی یختار ما یراه مناسباً مما یُقترَح علیه من هذه المواقع، ثم یقوم بعد ذلک بما ذکره من:(إعادة تنسیق الموضوع، وتصحیح ما فیه من أخطاء إملائیة، وغیره)، واللہ أعلم (https://www.islamweb.net عنوان: الاستعانة بالذکاء الاصطناعی فی کتابة المقالات)۔

اس میں حرج نہیں؛ کیونکہ سائل ان سائٹس سے ان ہی چیزوں کا انتخاب کرتا ہے، جسے وہ مناسب سمجھتا ہے، پھر اس میں موضوع کو دوبارہ ترتیب دیتا ہے اور املا وغیرہ کی غلطیوں کو درست کرتا ہے، واللہ اعلم!

۴- اذان ایک عبادت ہے، جس پر اجر وثواب مرتب ہوتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: **"لو یعلم الناس ما فی النداء، والصف الأول، ثم لم یجدوا، إلا أن یستهموا علیه، لاستهموا علیه"** (صحیح البخاری، حدیث نمبر: 2689) ''لوگ صف اول اور اذان کے اجر وثواب کو جان لیتے تو ان کی انجام دہی کے لئے وہ قرعہ اندازی سے بھی باز نہیں آتے''۔

اور یہ بات جگ ظاہر ہے کہ عبادت کی ادائیگی ایک مشین سے نہیں ہوسکتی، لہٰذا مصنوعی ذہانت کا استعمال اذان کے لئے نہیں کیا جاسکتا، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب فرماتے ہیں:

ٹیپ رکارڈ سے نہ امامت درست ہے اور نہ اذان؛ اس لئے کہ امام ومؤذن وہی ہوسکتا ہے، جو ''ناطق'' اور ''گویا'' ہو، ٹیپ رکارڈ میں خود گویائی نہیں ہے؛ بلکہ وہ ایک بے ارادہ غیر مختار ناقل اور حاکی (NARRATOR) ہے، جو کسی آواز کی نقل کرتا ہے، اذان وامامت عبادت ہے، جو قلب کی کیفیت کے ساتھ انجام دی جاتی ہے اور ٹیپ رکارڈ ایک جامد اور غیر حساس شئ ہے، جس کی آواز کو عبادت نہیں کہا جاسکتا (جدید فقہی مسائل: ۱/۳۹)۔

نیز اذان کی شرطوں میں موذن کا مسلمان، عاقل اور مرد ہونا بھی ہے، ظاہر ہے کہ مصنوعی ذہانت نہ مسلمان ہے، نہ عاقل اور نہ ہی مرد، لہٰذا اذان کے لئے اس کا استعمال درست نہیں، ڈاکٹر وہبہ زحیلی اذان کی شرطیں ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"أن یکون المؤذن مسلماً عاقلاً(ممیزاً)، رجلاً، فلایصح أذان الکافر، والمجنون، والصبی غیر الممیز، والمغمی علیه، والسکران؛ لأنهم لیسوا أهلاً للعبادة" (الفقہ الإسلامی وأدلتہ: ۱/۵۴۱)۔

(مؤذن مسلمان، عاقل (ممیّز)، مرد ہو، لہٰذا کافر، مجنون، صبی غیر ممیّز، بے ہوش اور مدہوش کی اذان درست نہیں؛ اس لئے کہ وہ عبادت کے اہل نہیں)۔

مصنوعی ذہانت بھی ایک مشین ہے، جو عبادت کا اہل نہیں؛ اس لئے اذان کے لئے اس کا استعمال بھی درست نہیں۔

۵- کسی بھی چیز میں اعتبار کا مدار اس بات پر ہے کہ اس کے اندر تدلیس اور تزویر کی گنجائش نہ ہو، اگر تزویر اور تدلیس پائی جائے گی تو پھر اس پر اعتبار نہیں ہوگا، اسی تدلیس اور تزویر کے اندیشہ کی وجہ سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ پردہ کے پیچھے سے گواہی کی سماعت درست نہیں۔

''فتاوی ہندیہ'' میں ہے:''**ولوسمع من وراء الحجاب لايسعه أن يشهد لاحتمال أن يكون غيره**''(الفتاوی الہندیۃ:۳/۴۱۲)۔

(اگر پردہ کے پیچھے سے سنے تو دوسری چیزوں کے احتمال کی وجہ سے گواہی دینے کی گنجائش نہیں ہے)۔

اور اسی تزویر کے اندیشے کی وجہ سے خط پر بھروسہ کر کے فیصلہ کرنے کو درست قرار نہیں دیا گیا ہے، علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

''**وفی الأشباه: لايعتمد على الخط، ولايعمل بمكتوب الوقف الذی عليه خطوط القضاة الماضين؛ لكن قال البيری: المرادمن قوله''لايعتمد'': أی لايقضی القاضی بذلک عندالمنازعة؛ لأن الخط ممايزور ويفتعل، كمافی مختصرالظهيرية**''(حاشیہ ابن عابدین، کتاب القضاء:۸/۴۵)۔

(اشباہ میں ہے کہ خط اور وقف کے اس مکتوب پر اعتماد نہیں کیا جائے گا، جس میں سابق قاضیوں کے خطوط ہوتے ہیں، تاہم بیری ''لایعتمد'' کا مطب یہ بتاتے ہیں کہ قاضی منازعت کے وقت اس کی بنیاد پر فیصلہ نہیں کرے گا کہ اس میں دھوکہ دہی کا امکان ہے)۔

بعینہ یہی حکم فون کے سلسلہ میں ہوگا کہ دھوکہ دہی، مکروفریب اور تزویر وتلبیس کا امکان ہونے کی وجہ سے شرعاً علی الاطلاق اس کی آواز کو معتبر نہیں مانا جاسکتا؛ چنانچہ دعاء عمر محمد کتانہ اس سلسلہ میں رقم طراز ہیں:

''**فالطلاق يقع بمجرد تلفظ الزوج به(بطريق الهاتف، أو الكمبيوتر الموصول بالانترنت)؛ ولكن يشترط أن تتأكد الزوجة من أن الذی يتكلم معها هوزوجها، وليس هناک تزوير**''(وسائل التواصل الاجتماعی وأثرہا علی الأسرۃ،ص:۹۹)۔

(ٹیلی فون اور انٹرنٹ وغیرہ کے ذریعہ سے شوہر کے محض تلفظ طلاق سے طلاق واقع ہوجائے گی؛ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ بیوی کو یقین ہو کہ اس کے ساتھ گفتگو کرنے والا اس کا شوہر ہی ہے اور یہاں کسی قسم کی تزویر نہیں ہے)۔

مولا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب'' طلاق بذریعہ ٹیلی فون یا ٹیلی گرام'' کے تحت لکھتے ہیں:

طلاق کے لئے بیوی کی موجودگی ضروری نہیں، وہ جس وقت اور جہاں بھی بیوی کی طرف نسبت کر کے طلاق کے

الفاظ کہہ دے یا لکھ دے طلاق واقع ہوجائے گی؛ اس لئے اگر کوئی شخص ٹیلی فون سے یا تار کی وساطت سے طلاق دیدے، تب بھی طلاق واقع ہوجائے گی؛ البتہ محض فون کی آواز یا ٹیلی گرام کی تحریر اس کو ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں ہے؛ اس لئے کہ دو آوازوں میں کافی مماثلت اور یکسانیت پائی جاتی ہے، تار میں تو خود اس شخص کی تحریر بھی نہیں ہوتی؛ بل کہ ایک تیسرے ہی شخص کی تحریر ہوتی ہے اور اس کا کوئی تیقن بھی نہیں ہوتا کہ جس کی طرف تحریر منسوب ہے، واقعی اس کے حکم سے لکھی گئی ہے، نہ محکمہ پوسٹ و ٹیلی گرام اس کی تحقیق کرتا ہے کہ جو شخص یہ ٹیلی گرام کر رہا ہے، کیا یہ واقعی اس نام کا آدمی ہے؛ اس لئے محض فون یا ٹیلی گرام سے طلاق ثابت نہیں ہوسکتی، اگر شوہر کو انکار ہو کہ اس نے فون نہیں کیا تھا یا تار نہیں دیا تھا تو اب طلاق واقع نہ ہوگی (جدید فقہی مسائل: ۱/ ۲۰۴)۔

خلاصہ یہ کہ: دھوکہ دہی، مکروفریب اور تزویر وتلبیس کا امکان ہونے کی وجہ سے شرعاً علی الاطلاق فون کی آواز کو معتبر نہیں مانا جاسکتا، ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔

۶- سوال نمبر (۵) کی طرح یہاں بھی شرعی گواہوں کی عدمِ موجودگی میں محض ویڈیو رکارڈنگ کو شرعی ثبوت کے طور پر قبول نہیں کیا جاسکتا؛ کیوں کہ اس میں تلبیس اور تبدیلی کی کافی گنجائش موجود ہونے کی وجہ سے اس میں شکوک وشبہات رہتے ہیں اور جہاں شکوک وشبہات ہوں، وہاں اسے ثبوت کے طور پر تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

۷- مفوضہ کام کی انجام دہی کی دو شکلیں ہوسکتی ہیں:

(الف) مقصود محض کام کی انجام دہی ہو، طریقہ کار کی وضاحت نہ ہو۔

(ب) کام کی انجام دہی کے ساتھ طریقہ کار کی وضاحت بھی کی گئی ہو۔

پہلی شکل میں کام کی انجام دہی اگر اس طرح ہوجاتی ہے، جس طرح مطلوب ہو تو پھر اس کی پرواہ نہیں ہونی چاہئے کہ اس نے کس سے مدد لے کر کام کی انجام دہی کی، کام سے کام رکھنا چاہئے، اگر کام مطلوبہ صورت میں مل جائے تو بس کافی ہونا چاہئے؛ کیونکہ ChatGPT ایک مباح اور مشاع میدان ہے، جہاں سے ہر ایک کو استفادہ کا موقع حاصل ہے، تاہم ہر کوئی اس سے استفادہ نہیں کرتا، بس جو اس سے استفادہ کر کے کچھ تیار کرلے تو وہ اس کا حق ہے اور اس حق کو وہ بیچ بھی سکتا ہے، اس میں حرج کی بات نہیں، یہ اس پانی، لکڑی اور گھاس کے مثل ہے، جن میں سب شریک ہوتے ہیں، جو چاہے لے لے، اور جو لے کر جمع کرلے تو اسے بیچنے کا بھی حق ہوتا ہے، اس بابت مشہور حدیث ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"لأن يَأخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ، فَيَأْتِي بحُزْمَةِ حَطَبٍ على ظَهْرِهِ، فيبيعها فَيَكُفَّ اللَّهُ بِهَا وَجْهَهُ خَيْرٌ لَهُ منْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أَعْطَوْهُ أَوْ مَنَعُوهُ " (صحیح البخاری، حدیث نمبر: 1402)۔

لکڑی شئ مباح اور مشاع چیز ہے؛ لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے کاٹ کر لانے والے کو اس کی بیچنے کی اجازت دی ہے۔

علامہ داماد آفندی لکھتے ہیں: ''(وماأُحرز من الماء بحب وكوز ونحوه، لايؤخذ إلا برضى صاحبه، وله بيعه) لأنه ملكه بالإحراز'' (مجمع الأنہر، فصل فی الشرب: ۴/ ۲۳۷، ط: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان ۱۹۹۸ء)۔

جس پانی کو مٹکے یا پیالے میں جمع کر لیا جائے تو اس پانی کو جمع کرنے والے رضامندی کے بغیر نہیں لیا جا سکتا اور جمع کر لینے کی بنا پر ملکیت کے حاصل ہو جانے کی وجہ سے اس کے لئے اس کا بیچنا بھی درست ہے۔

سغدی حنفی لکھتے ہیں: ''المَاء اذا احرزه فِي وعَاء فقد ملكه وَجَاز بَيْعه'' (النتف فی الفتاوی، أنواع البیوع الفاسدۃ، الثالث والعشرون، ص: ۴۷۳، ط: موسسۃ الرسالۃ، بیروت ۱۹۸۴ء)۔

پانی کو جب کسی برتن میں جمع کر لے تو وہ اس کا ملک بن جائے گا اور اس کا بیچنا جائز ہوگا۔

امام جصاص رازی فرماتے ہیں: ''فمن أخذه فهو له كسائر المباحات التي ليست بأملاك، وهو في هذا الوجه كالكلأ إذا نبت في أرض رجل، فمن أخذه فهو له. وكذلك الصيد إذا انكسر في أرض رجل، أو السمك إذا اصطاده من جهة لرجل، فهذا كله لآخذه؛ لأنه مباح الأصل، لم يتقدم فيه ملك لأحد. وجهة وقوع الملك فيه أخذه وحيازته، فإذا ملكه: انقطع حق سائر الناس عنه، فجائز بيعه كسائر المملوكات'' (شرح مختصر الطحاوی، مسألۃ: تملک ما أخذ من ماء النہر أو البئر: ۳/ ۴۵۴، ط: دار البشائر الإسلامیۃ، بیروت، لبنان ۱۹۸۳ء)۔

اگر کوئی اس قبضہ کر لے تو دوسرے ان مباح چیزوں کی طرح اس کا ہو جائیگا، جو کسی کی ملکیت نہیں ہیں، اور یہ اس صورت میں اس گھاس کی مانند ہے، جو دوسرے کی زمین میں اگے، تو جو شخص اس پر قبضہ کر لے، وہ اس کی ہوگی، اسی طرح جب شکار دوسری کی زمین میں زخمی ہو جائے، یا جب کوئی مچھلی کا شکار کر لے تو یہ تمام چیزیں پکڑنے اور قبضہ کرنے والے کی ہوں گی؛ کیونکہ یہ مباح الاصل ہیں اور کسی نے اس سے پہلے اس پر ملکیت حاصل نہیں کی ہے، اور یہاں ملکیت کا اعتبار قبضہ اور گرفت سے ہوگا، بس جب وہ اس کا مالک ہو گیا تو دوسرے تمام لوگوں کے حقوق منقطع ہو گئے، لہٰذا دوسرے مملوکہ اشیاء کی طرح بیچنا جائز ہوگا۔

علامہ ابن قدامہ لکھتے ہیں: ''وأما ما يحوزه من الماء في إنائه، أو يأخذه من الكلأ في حبله، أو يحوزه في رحله، أو يأخذه من المعادن، فإنه يملكه بذلك، وله بيعه بلا خلاف بين أهل العلم؛ فإن

النبی ﷺ قال: "لأن يأخذ أحدكم حبلا، فيأخذ حزمة من حطب، فيبيع، فيكف الله به وجهه، خير له من أن يسأل الناس، أعطى أو منع ."رواه البخارى .وروى أبو عبيد فى "الأموال"، عن المشيخة، أن النبی ﷺ نهى عن بيع الماء، إلا ما حمل منه .وعلى ذلک مضت العادة فى الأمصار ببيع الماء فى الروايا، والحطب، والكلأ، من غير نكير" (المغنی 6/146)۔

جہاں تک دوسری شکل صورت کا تعلق ہے تو اگر طریقہ کار کی وضاحت کر دی گئی اور صراحت کر دی گئی ہو کہ فلاں فلاں اشیاء سے آپ مدد نہیں لیں گے، پھر اس کے باوجود ان سے مدد لے کر کچھ تیار کیا جائے تو یہ درست نہیں ہے؛ کیونکہ یہ وعدہ کے خلاف عمل ہے، جب کہ ایفائے عہد کا حکم دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "**أوفوا بالعقود**" (سورۂ مائدہ:۱)، نیز حدیث میں ہے: "**المسلمون عند شروطهم**"۔ ہذا ما عندی، واللہ اعلم بالصواب!

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ اگر استاذ کی طرف سے سکھانے کے لئے کوئی کام دیا جائے یا جیسے پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لئے مقالہ، تو ان جیسے امور کو مصنوعی ذہانت کے ذریعہ سے تیار کرنا کسی طور پر درست نہیں کہ یہ مکر و دھوکہ ہے، جس کی ممانعت آئی ہوئی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "**من غشنا فليس منا**"۔

☆☆☆

مسائل تتعلق باستخدام الذكاء الاصطناعى

اشکر الکوثری، محمد حسین الکوثری☆

الحمد لله الذى علم الإنسان ما لم يعلم، والصلاة والسلام على سيدنا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

فى عصرنا الحالى، أصبح الذكاء الاصطناعى (AI) جزئًا أساسيًا من حياتنا اليومية، مؤثرًا على العديد من المجالات .يستخدم الذكاء الاصطناعى فى الطب لتشخيص الأمراض بدقة، وفى التعليم لتوفير تجارب تعلم مخصصة، وفى النقل لتحسين السلامة وتقليل الإزدحام من خلال السيارات الذاتية القيادة.

مع ذلک، هناک مخاوف تتعلق بالخصوصية، حيث يمكن للذكاء الاصطناعى جمع بيانات شخصية دون إذن .كما أن هناک تهديدًا للوظائف، حيث يمكن للآلات الذكية أن تحل محل العمالة البشرية، مما يؤثر سلبًا على الاقتصاد بالإضافة إلى ذلک، تثير استخدامات الذكاء الاصطناعى فى المجالات الحساسة مثل العدالة الجنائية والمراقبة تحديات أخلاقية وقانونية.

استخدام الذكاء الاصطناعى ليس محظورًا لأنه مجرد أداة تساعد الإنسان فى وظائفه واحتياجاته وتبسط حياته .من خلال تبنى تطوير مسؤول للذكاء الاصطناعى، وإنشاء أطر أخلاقية، وتنفيذ لوائح فعالة، يمكننا ضمان أن يبقى الذكاء الاصطناعى أداة قوية تخدم مصالح الإنسان .بهذه الطريقة، يمكن للذكاء الاصطناعى أن يكون مفيدًا لنا بدلاً من أن يصبح قوة مهيمنة تسيطر على حياتنا.

فى العصر الحديث، تتعدد تطبيقات الذكاء الاصطناعى وتشمل مجموعة واسعة من المجالات .يمكن أن يساعد الأطباء فى تشخيص الأمراض بدقة أكبر واكتشافها فى مراحل مبكرة، مما

☆ جامعہ کوثریہ، کیرالا۔

یزید من فرص العلاج الناجح .فی التعلیم، یمکن للذکاء الاصطناعی تقدیم تعلیم مخصص لکل طالب، مما یعزز فهمهم وتحفیزهم .فی النقل، یمکن أن یحسن أنظمة المرور لتقلیل الحوادث والازدحام.

من منظور إسلامی، یجب علینا استخدام الذکاء الاصطناعی بما یرضی الله ویخدم مصلحة الإنسانیة، مع االلتزام بالقیم والأخلاق الإسلامیة .فی الختام، یحمل الذکاء الاصطناعی إمکانیات کبیرة لتحسین حیاتنا، لکن یجب أن نکون واعین بالتحدیات والمخاطر، ونعمل لضمان استخدامه بما یخدم الإنسانیة ویحقق التوازن بین الفوائد والأضرار.

لا ینبغی الوثوق بالمعرفة التی تقدمها أنظمة الذکاء الاصطناعی علی أنها صحیحة تمامًا . فالذکاء الاصطناعی یعترف بأن إجاباته قد تحتوی علی أخطاء، لذا یجب علی المستخدم التحقق من صحة المعلومات المقدمة قبل الاعتماد علیها.

یجب علی المستخدم أن یدرک أن الذکاء الاصطناعی لیس بدیلاً عن الخبرة البشریة .فی العدید من الحالات، یمکن للخبراء تقدیم تحلیلات أعمق وأکثر دقة .لذا، یُنصح دائمًا بمراجعة المعلومات مع خبراء فی المجال والتأکد من صحتها قبل اتخاذ قرارات مهمة بناءً علی تلک المعلومات.

فی الختام، یمثل الذکاء الاصطناعی أداة قویة لتحسین حیاتنا، ولکنه لیس معصومًا عن الخطأ .التعامل بحذر واعتماد منهجیة التحقق المستمرة یضمن دقة وصحة المعلومات المقدمة. ویقول chatgptبنفسه علی أن فی أجوبته إمکان الخطأ:

Is the answers given by you are 100 percentage correct?

The answers provided by ChatGPT are not guaranteed to be 100% correct. While ChatGPT strives to generate accurate responses based on its training data and understanding of languag'patterns, it may occasionally make mistakes or provide information that is outdated or incomplete. It's always a good idea to verify information from multiple sources, especially for critical or sensitive topics.

مثلا:

ما صحة حديث رؤية النبى ﷺ لعجوز معها متاعها فحمل المتاع عنها على كتفه الأيمن وحملها على كتفه الأيسر حتى أوصلها للمكان الذى تريده فقالت له: هل لک فى نصيحة؟ فقال نعم، فقالت: إن رجلاً خرج فى قريش يدعى محمداً يدعى النبوة فلا تتبعه' فقال لها: وهل رأيتيه؟ فقالت: لا، فقال لها: أنا رسول الله، فأسلمت؟

هذا الحديث الذى وصفته هو جزء من سيرة النبى محمد ﷺ، ويعتبر من الأحاديث التى تروى مواقف وأحداثًا من حياته النبوية .وفقًا لهذا الحديث، رآت امرأة عجوز النبى محمد ﷺ وساعدته فى حمل متاعها، وأخبرته بنصيحة لعدم اتباع رجل يدعى النبوة .وبعد أن أكد لها النبى ﷺهويته كرسول الله، أسلمت على يديه.

يجب ملاحظة أن هذه القصة واردة فى كتب السيرة النبوية وتعتبر جزئًا من التراث الإسلامى القديم، ويُستخدم فى الدروس والعبر كمثال على حسن الأخلاق والتواضع والتعامل الحكيم مع الآخرين.

هذا هو الرد الذى حصلت عليه عندما سألت chatgpt

ولما سألته هذا السؤال نفسه بعد يوم أجانى بالعكس:

الحديث الذى ذكرته ليس له أصل فى كتب الحديث المعروفة ولا توجد رواية صحيحة تؤيد هذه القصة .يُعتبر الحديث غير صحيح ولا يوجد فى كتب الحديث المعتمدة مثل صحيح البخارى وصحيح مسلم أو حتى كتب السنن والمسانيد.

من المهم عند التعامل مع الأحاديث النبوية التحقق من صحتها ومصدرها، وذلک من خلال الرجوع إلى كتب الحديث المعتمدة وعلماء الحديث الثقات.

من هذا يمكننا أن نفهم أن chatgptيقوم بالزحف إلى الإجابات من مصادر مختلفة وسوف يجيب بشكل مختلف وفقًا للبيانات المتاحة

خلاصة هذا البحث هى أن الذكاء الاصطناعى لا ينبغى أن يُعامل كإنسان، بل يجب أن يُنظر إليه كأداة يمكن للبشر استخدامها .لا ينبغى الاعتماد عليه بشكل كامل فى إعطاء تعليمات صحيحة، ولا ينبغى قبول الإجابات التى يقدمها دون إجراء المزيد من الاختبارات والتحقق من صحتها .

فالذكاء الاصطناعى قد يوفر إجابات دقيقة فى كثير من الأحيان، ولكن لا يمكن الاعتماد عليها بدون التأكد من دقتها وموثوقيتها.

الجواب الأول:

استخدام الذكاء الاصطناعى ليس محظورًا لأنه مجرد أداة تساعد الإنسان فى وظائفه واحتياجاته وتبسط حياته .من خلال تبنى تطوير مسؤول للذكاء الاصطناعى، وإنشاء أطر أخلاقية، وتنفيذ لوائح فعالة، يمكننا ضمان أن يبقى الذكاء الاصطناعى أداة قوية تخدم مصالح الإنسان .بهذه الطريقة، يمكن للذكاء الاصطناعى أن يكون مفيدًا لنا بدلاً من أن يصبح قوة مهيمنة تسيطر على حياتنا.

يجب علينا أن نستخدم الذكاء الاصطناعى بحذر ووعى، مع مراعاة القيم الإنسانية والأخلاقية .عندما نطور ونستخدم هذه التكنولوجيا بشكل صحيح، يمكن أن تساعد فى تحسين العديد من جوانب حياتنا مثل الصحة والتعليم والنقل .على سبيل المثال، يمكن للذكاء الاصطناعى أن يساعد الأطباء فى تشخيص الأمراض بدقة أكبر، ويساعد المعلمين فى تقديم تعليم مخصص للطلاب، ويساعد فى تحسين أنظمة المرور لتقليل الحوادث والازدحام.

فى النهاية، الهدف هو أن يكون الذكاء الاصطناعى أداة تعزز قدرات الإنسان وتساعده فى تحقيق أهدافه، وليس أداة تسيطر عليه أو تحل محله.

الدلائل:

الأصل فى الأشياء الإباحة(الأشباه والنظائر/٥٦).

الجواب الثانى:

نعم، من الضرورى اتباع القواعد واللوائح الشرعية لمنع عمليات الاحتيال والتضليل .إن الالتزام بالتشريعات والأنظمة الشرعية يساهم فى حماية الحقوق وضمان العدالة فى التعاملات .من خلال الامتثال لهذه القواعد، يتم تعزيز الثقة بين الأفراد والمؤسسات، مما يقلل من فرص حدوث الاحتيال والخداع .إضافة إلى ذلک، فإن التزام الجميع بالقوانين الشرعية يسهم فى خلق بيئة عمل وتجارة نزيهة وشفافة، تعزز من النمو الاقتصادى والاستقرار الاجتماعى .ومن المهم أن تكون هناک

رقابة مستمرة وتوعية بأهمية هذه اللوائح لضمان االلتزام بها بشكل كامل وفعّال.

وفقًا للشريعة الإسلامية، يجب على المسلم أن يأخذ بعين الاعتبار الإجرائات التالية عند استخدام الذكاء الاصطناعي:

☆الاستخدام الأخلاقي: يجب استخدام الذكاء الاصطناعي بشكل أخلاقي، لضمان عدم إلحاق الضرر بالآخرين أو انتهاك حقوقهم، ويجب أن يعزز العدل والإنصاف ويفيد المجتمع.

عن عبد الله بن عمرو رضى الله عنهما عن النبى ﷺ قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، والمهاجر من هجر ما نهى الله عنه(البخارى :١٠).

☆الصدق والشفافية: يجب أن يكون استخدام الذكائالاصطناعي شفافًا، حيث يجب إبلاغالمستخدمين عندما يتفاعلون مع الذكائالاصطناعي بدلاً من البشر، ولا يجب استخدامه للخداع أو التضليل.

عن أبى هريرة، عن النبى ﷺ قال: " آية المنافق ثلاث: إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان "(البخارى:٣٣).

☆حماية الخصوصية: يجب أن تحترم أنظمةالذكائالاصطناعي الخصوصية والسرية، وأن يتم حماية البيانات الشخصية وعدم إساءة استخدامها أو مشاركتها دون موافقة.

☆تجنب المحتوى الضار: يجب عدم استخدام الذكاء الاصطناعي في إنشاء أو مشاركة أو ترويج محتوى ضار أو غير أخلاقي أو غير مناسب يتعارض مع القيم الإسلامية.

عن أبى هريرة، عن النبى ﷺ، قال: »دعونى ما تركتكم، إنما هلك من كان قبلكم بسؤالهم واختلافهم على أنبيائهم، فإذا نهيتكم عن شيء فاجتنبو.(البخارى:٧٢٨٨).

☆المسؤولية: يجب أن تكون هناك مسائلة واضحة عن الأفعال والقرارات التي تتخذها أنظمة الذكاء الاصطناعي .يجب على المستخدمين والمطورين تحمل المسؤولية عن أي نتائج سلبية أو أخطاء.

أن عبد الله بن عمر، يقول: سمعت رسول الله ﷺيقول: »كلكم راع، وكلكم مسئول عن رعيته، الإمام راع ومسئول عن رعيته، والرجل راع في أهله وهو مسئول عن رعيته، والمرأة راعية في بيت زوجها ومسئولة عن رعيتها، والخادم راع في مال سيده ومسئول عن رعيته« قال: – وحسبت

أن قد قال – »والرجل راع فی مال أبیه ومسئول عن رعیته، وکلکم راع ومسئول عن رعیته(البخاری:۸۹۳)۔

☆تعزیز الخیر ومنع الشر: یجب استخدام الذکاء الاصطناعی لتعزیز النتائج الإیجابیة والمفیدة ومنع الأضرار أو الشرور، تماشیًا مع مبدأ الأمر بالمعروف والنهی عن المنکر فی الإسلام. فَقَالَ أَبُو سَعِیدٍ: أَمَّا هَذَا فَقَدْ قَضَى مَا عَلَیْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺیَقُولُ: ”مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهِ، فَإِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِیمَانِ“(مسلم:۷۸)۔

☆احترام الکرامة الإنسانیة: یجب علی الذکاء الاصطناعی احترام الکرامة الإنسانیة وألا یُستخدم بطرق تُقلل من شأن الأفراد أو تستغلهم.

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِی آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِیرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیلاً(الاسراء :۷۸)۔

باتباع هذه الإرشادات، یمکن للمسلمین ضمان استخدام الذکاء الاصطناعی بما یتماشی مع المبادء الإسلامیة ویساهم بشکل إیجابی فی المجتمع.

الجواب الثالث:

إذا قام شخص بإعداد مقال أو خطاب عن طریق استخدام شات جی بی تی وادعی أن الخطاب من إعداده الشخصی، فإن هذا الأمر غیر مقبول؛ لأن لو قام شخص آخر بطرح نفس السؤال أو الطلب إلی شات جی بی تی، فسیحصل علی نفس الإجابة أو مقال مشابه للغایة .وبالتالی، لا یصح أن ینسب الشخص المقال أو الخطاب الذی أعده شات جی بی تی لنفسه .هذا التصرف یعتبر تحایلاً وسوء استخدام للتکنولوجیا، ویتنافی مع قیم الأمانة والنزاهة الفکریة .یجب علی کل فرد أن ینسب العمل لمن قام به فعلاً، وأن یستخدم أدوات الذکاء الاصطناعی کمساعدات ولیس کوسیلة للادعاء بإنجازات غیر حقیقیة.

الجواب الرابع:

استخدام الذکاء الاصطناعی لتحدید أوقات الصلاة وغیرها من الأمور المتعلقة بالدین جائز، إذ أن الذکاء الاصطناعی لیس سوی أداة تکنولوجیة تساعد فی توفیر المعلومات بدقة وسرعة .

أما فيما يتعلق بالأذان، فالشروط المعروفة للمؤذن تتطلب أن يكون الشخص مسلماً عاقلاً، وبما أن الذكاء الاصطناعى ليس شخصاً وإنما هو برنامج أو نظام إلكترونى، فلا يمكن اعتباره مؤذناً بالمعنى الشرعى .

ولذا، يمكن الاستفادة من الذكاء الاصطناعى فى تسهيل حياة المسلمين وتقديم خدمات دقيقة، لكن لا يُعتمد عليه فى أداء الأذان نفسه.

الدلائل:

(وأما) الذى يرجع إلى صفات المؤذن فأنواع أيضا: (منها) – أن يكون رجلا، فيكره أذان المرأة باتفاق الروايات ...ومنها: أن يكون عاقلا، فيكره أذان المجنون والسكران الذى لا يعقل؛ لأن الأذان ذكر معظم وتأذينهما ترک لتعظيمه، وهل يعاد؟ ذكر فى ظاهر الرواية: أحب إلى أن يعاد؛ لأن عامة كلام المجنون والسكران هذيان، فربما يشتبه على الناس فلا يقع به الإعلام (بدائع الصنائع ١/ ١٥٠).

أذان الصبى العاقل صحيح من غير كراهة فى ظاهر الرواية ولكن أذان البالغ أفضل وأذان الصبى الذى لا يعقل لا يجوز ويعاد وكذا المجنون .هكذا فى النهاية(الفتاوى الهندية ١/ ٥٤).

الجواب الخامس:

لا يجوز قبول المكالمات الهاتفية وغيرها كدليل فى الشريعة الإسلامية، لأنه اليوم من الممكن عمل أى شيء باستخدام الذكاء الاصطناعى، وبالتالى من الممكن إجراء مكالمات وهمية. رغم وجود طرق للتعرف عليها، إلا أنه فى بعض الأحيان قد تكون هناک مواقف لا يمكن فيها تحديد ما إذا كانت أصلية أم مزيفة .لذلک، لا يمكن اعتبار مثل هذه المكالمات الهاتفية أو تسجيلات الفيديو كأدلة مقبولة فى الشريعة الإسلامية لأنها قد تكون مزيفة .ومع ذلک، يمكن تقديم مثل هذه الفيديوهات للمتهم للاعتراف بالذنب، ولكن إذا لم يعترف بالذنب، فلا يجوز معاقبته شرعًا، ويجب إرجاع أمره إلى الله.

الدلائل:

وأما الذى يرجع إلى المشهود به، فمنها أن تكون الشهادة بمعلوم، فإن كانت بمجهول لم تقبل؛ لأن علم القاضى بالمشهود به شرط صحة قضائه، فما لم يعلم لا يمكنه القضاء به(بدائع

الصنائع۶/۲۷۷)۔

وقائع الأعيان إذا تطرق إليها الاحتمال كساها ثوب الإجمال فسقط بها الاستدلال(موسوعة القواعد الفقهية۱۲/۲۲۵)۔

وقائع الأحوال إذا تطرق إليها الاحتمال، سقط بها الاستدلال(كفاية النبيه فى شرح التنبيه ۸/۲۷۹)۔

الجواب السادس:

لا يجوز استخدام تسجيلات الفيديو الجسدية أو تسجيلات المكالمات كدليل فى المحكمة، لأنه من الممكن فى الوقت الحاضر صنع مقاطع فيديو مزيفة وتسجيلات مكالمات مزيفة باستخدام تقنيات الذكاء الاصطناعى المتقدمة .هذا يجعل الاعتماد على هذه الأدلة غير موثوق بها وغير مقبولة كأدلة قاطعة فى المحاكم .ومع ذلک، يمكن استخدام هذه التسجيلات كوسيلة ضغط لجعل المتهم يعترف بذنبه، إذ قد تساعد فى الحصول على اعتراف منه .لكن فى حال رفض المتهم الاعتراف وعدم توفر أدلة أخرى قاطعة، فلا يجوز معاقبته بناءً على هذه التسجيلات المشكوک فى صحتها .فى هذه الحالة، ينبغى ترک القضية لله والحرص على تحقيق العدالة بطرق أخرى مضمونة وموثوقة، مع الحفاظ على حقوق المتهم فى محاكمة عادلة.

الدلائل:

كما ذكر من قبل فى الجواب الخامس(بدائع الصنائع۶/۲۷۷،موسوعة القواعد الفقهية۱۲/۲۲۵، كفاية النبيه فى شرح التنبيه ۸/۲۷۹)۔

الجواب السابع:

استخدام الذكاء الاصطناعى فى العمل يعد ميزة كبيرة لتحقيق فعالية العمل وإدارة الوقت بكفائة .يمكن للعمال قبول الأجر عن عملهم لأنهم يقومون بمراجعة العمل الذى أنجزه الذكاء الاصطناعى ويضيفون العناصر الأساسية لجعل المشروع مثاليًا .الذكاء الاصطناعى يمكن أن يساعد فى:زيادة الإنتاجية: يمكن للذكاء الاصطناعى تنفيذ المهام الروتينية بسرعة ودقة، مما يتيح للعمال التركيز على المهام الأكثر تعقيدًا وإبداعية.

تحسين جودة العمل: من خلال استخدام الذكاء الاصطناعى، يمكن تقليل الأخطاء البشرية وتحسين دقة وجودة العمل النهائى.

إدارة الوقت بفعالية: يمكن للذكاء الاصطناعى تنظيم وإدارة المهام بشكل أفضل، مما يساعد فى توفير الوقت وتجنب الإضاعة.

يجوز للعمال قبول الأجر عن عملهم إذا كانوا يضيفون قيمة فعلية إلى العمل الذى يقوم به الذكاء الاصطناعى .هذا يتضمن:

مراجعة العمل: التحقق من صحة ودقة العمل الذى قام به الذكاء الاصطناعى.

إضافة العناصر الأساسية: إدراج المعلومات واللمسات النهائية التى تتطلب التفكير البشرى والخبرة.

تحقيق الكمال: التأكد من أن المشروع يلبى المعايير المطلوبة ويكون خاليًا من الأخطاء.

الدلائل:

وأما بيان) (أنواعها) أى الإجارة فنقول إنها نوعان: نوع يرد على منافع الأعيان كاستئجار الدور والأراضى والدواب والثياب وما أشبه ذلك ونوع يرد على العمل كاستئجار المحترفين للأعمال كالقصارة والخياطة والكتابة وما أشبه ذلك، كذا فى المحيط(بدائع الصنائع٦/٢٧٧)۔

والأجرة إنما تكون فى مقابل العمل(ابن عابدين٣/١٥٦)۔

☆☆☆

تیسرا باب

مختصر تحریریں

مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ

ڈاکٹر قاری ظفر الاسلام صدیقی ☆

۱- مصنوعی ذہانت کی تفصیلات دیکھنے کے بعد سمجھ میں آتا ہے کہ اس بابت تحفظ اولی ہے۔

۲- سوال میں چند مضارات کا تذکرہ ہے جس سے چند اصولی اور فقہی اشارے ملتے ہیں جیسے دفع مضرت اولی ہے،، جلب منفعت سے۔ تلبیس کا زیادہ امکان ہے، اس لئے دھوکہ دہی اور فراڈ حرام ہے، شرعی اور ضروری چیزوں میں اس سے کام نہ لیا جائے، حدیث میں آتا ہے: "**المومن القوی خیر من المؤمن الضعیف**"، جب اس سے بہت ساری ملازمتیں ختم ہو جائیں گی اور بے روزگاری عام ہو جائے گی تو کیا اسے جائز قرار دیا جا سکتا ہے؟

۳- CHAT GPT (چیٹ جنریٹک پری ٹرینڈ ٹرانسفارمر) کے ذریعہ تیارہ کردہ تحریر اور کتاب میں ابہام کا پایا جانا یقینی ہے، اس لئے احتیاط اولی ہے، (AI) کی بابت کچھ باتیں عرض ہیں: مشین چلنے کے لئے کنٹرولر ہوتا ہے جس کے ذریعہ پروگرام لکھا جاتا ہے، پروگرام بہت سارے اقسام کے ہوتے ہیں، کنٹرولر سیچویشن کے حساب سے الگ الگ کرتا ہے، روبوٹ ڈرونز اور AI میں تھوڑا فرق ہے، ان دونوں میں پروگرام سے یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ اس کو کیا کرنا ہے، اور مصنوعی ذہانت میں کام کرنیوالی مشین بروقت یہ فیصلہ کرتی ہے کہ اسے کیا کرنا ہے، مصنوعی ذہانت موقع کی مناسبت سے الگ الگ ٹریننگ کرائی جاتی ہے، مصنوعی ذہانت میں بہت ساری ویب سائٹس ہوتی ہیں اس پر اپنی ویب سائٹ بنا کر انٹرنیٹ پر ڈال سکتا ہے، مصنوعی ذہانت کی ٹریننگ انٹرنیٹ کے ذریعہ ہوتی ہے۔

AI انٹرنیٹ پر جو بھی مواد ہوگا ڈھونڈھ کر لکھ دے گا، بالفاظ دیگر انٹرنیٹ پر کسی بھی سائٹس سے ڈھونڈ کر لکھ دے گا، قدیم زمانہ میں ہاتھوں سے لکھا جاتا تھا، لکھنے والے خطاط تھے جو اجرت پر کتابت کرتے تھے، پھر زیراکس آیا اور اس پر تحریر فوٹی کر لی جاتی تھیں، یہ دونوں صورتیں قابل اعتماد تھیں، مگر AI پر بھروسہ نہیں کر سکتے، معلوم نہیں کہ اس کی ٹریننگ کہاں سے ہوئی، بہت سی جگہوں پر AI خلط ملط میں پڑ کر صحیح جواب نہیں دیتا، اگر اپلی کیشن سے لکھا اور اس کا جواب صحیح ہے تو اجرت کا

☆ سابق شیخ الحدیث و پرنسپل، دار العلوم مئو۔

مستحق ہوگا ورنہ نہیں، اگر کسی استاذ نے شاگرد کو کچھ لکھنے کے لئے دیا اور اس نے AI کے ذریعہ لکھ کر دے دیا وہ غلط ہے اس نے اسے کیسے حل کیا، سافٹ ویئر کے ذریعہ معلوم کیا جا سکتا ہے، اسی طرح اگر ہم نے کسی کو کوئی کام بطور اجرت دیا اور اس نے اس طریقہ سے کام کر کے دے دیا تو اجرت کا مستحق نہ ہوگا، جس میدان میں ہمیں جانکاری نہیں ہے اس میدان کا کام لے لیا اور AI کے ذریعہ پورا کر کے دے دیا تو اسے اجرت نہیں ملے گی، اگر ہم نے لکھ دیا کہ کوئی تصویر بنا کر لاؤ، اس وقت فرقہ وارانہ تناؤ ہے ایک دوسرے پر لڑنے کٹنے پر تیار ہیں اس شخص نے اس کی تصویر AI کے ذریعہ بنا کر جگہ جگہ چسپاں کر دیا تو یہ درست نہیں ہے، یہ تو معلوم ہی ہو چکا ہے کہ AI کے ذریعہ کسی کو دھوکہ دینا اور اس کے ساتھ فراڈ کرنا بہت آسان ہے۔

۴- اذان دینے اور اذان دینے والے کی کچھ شرطیں ہیں وہ AI میں نہیں پائی جاتیں دوسرے یہ کہ اذان دینے والا مکلّف ہو وہ شرط اس میں مفقود ہے۔

۵- یہ تو سراسر دھوکہ ہے اس فون پر شرعی احکام کیسے مرتب ہوں گے۔

۶- اگر شخص مذکور سے رابطہ ممکن ہے تو اس سے رابطہ کے بعد شرعی احکام مرتب ہوں گے۔

۷- اگر ادارہ میں بغیر کسی شرط کے (وہ کام کس طرح کریں) ملازمت لے رکھی ہے تو تنخواہ کا مستحق ہوگا اور اگر شرط ہو کہ اسے AI سے کام نہیں کرنا ہے تو مشاہرہ کا مستحق نہیں ہوگا۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ

مفتی حبیب اللہ قاسمی☆

۱- مصنوعی ذہانت یاAI کا استعمال چند شرائط و قیودات کے ساتھ جائز ہے (۱) جائز اور مباح کاموں کے لئے ہو ناجائز اور حرام کاموں کے لئے نہ ہو (۲) ضرورت کے مطابق ہو بے ضرورت نہ ہو (۳) اس میں اتنا انہماک نہ ہو جس سے فرائض وواجبات چھوٹ رہے ہوں (۴) اس کے استعمال میں تلبیس وفراڈ نہ ہو (۵) اس کے استعمال کے ضوابط وقوانین طے ہوں۔لہٰذا مصنوعی ذہانت پر مکمل اعتماد کرکے بڑھ چڑھ کر استفادہ نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ اس کے مضر اور منفی اثرات بھی ہیں اس لئے بوقت ضرورت بقدر ضرورت استعمال کی مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ گنجائش ہوگی۔

"قال الله تعالیٰ: "**تعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان**" (سورہ مائدہ:۲)۔"**يا أيها الذين آمنوا لا تلهكم اموالكم ولا أولادكم عن ذكر الله ومن يفعل ذلك فأولئك هم الخاسرون**" (سورۂ منافقون:۹)۔

۲- اس شق کا جواب سوال ا کے جواب میں آچکا ہے۔

۳- مصنوعی ذہانت کا استعمال اذان کے لئے کرنا جائز نہیں کیونکہ کل نماز کے لئے بھی لوگ کرنے لگینگے اور نہ جانے کتنے مفاسد پیدا ہوں گے، کیونکہ شریعت نے اذان کے لئے باضابطہ موذن کا تقرر کیا ہے جو بنفس نفیس موجود ہو، نہ کہ کسی آلہ کے ذریعہ، "**الأذان سنة للصلوات الخمس والجمعه لا سواها للنقل المتواتر و صفة الأذان معروفة، وهو كما أذن الملك النازل من السماء**" (ہدایہ:۱/۷۰)۔

۴- جب اس شخص نے اپنے سوالات کے ذریعہ وہ تحریر یا کتاب مصنوعی ذہانت کے ایپلی کیشن کے ذریعہ اور واسطہ سے تیار کرائی ہے تو اس کو اپنی طرح منسوب کرنا اور حق تصنیف رکھنا جائز معلوم ہوتا ہے، جیسا کہ بہت سے لوگ دوسروں کی کتابوں اور مصنفین سے استفادہ کرکے کوئی کتاب مرتب کرتے ہیں اور اپنی طرف منسوب کرتے ہیں اور یہ شرعاً جائز ہے

☆ صدر مفتی جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور، سنجر پور، اعظم گڈھ۔

لیکن اس میں امانت دیانت کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے، لیکن واضح رہے کہ حق تصنیف اور حق طبع کو محفوظ رکھنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض نے جائز اور بعض نے ناجائز کہا ہے، لیکن حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور ان کے صاحبزادہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے حق طبع کے محفوظ ہونے کے باوجود دوسروں کے لئے طبع کرانے کو جائز لکھا ہے (مستفاد: جواہر الفقہ جدید زکریا دیوبند ۴/ ۴۴۷، فقہی مقالات ۱/ ۲۲۲)۔

۵- اگر فون کی آواز جانی پہچانی ہو یعنی فون کرنے والے کو آدمی پہچانتا ہو تو اس کی آواز معتبر مانی جائے گی بشرطیکہ دوسرے قرائن سے اس کی تصدیق ہو جائے اور اس پر شرعی احکام لاگو ہوں گے جیسے کسی مرد نے اپنی بیوی کو فون پر طلاق دیدی اور بیوی شوہر کو پہچان رہی ہو تو اس کی ہی آواز ہے اسی طرح شوہر اپنی بیوی کو پہچان رہا ہو کہ میری بیوی ہے تو اس صورت میں فون پر طلاق واقع ہو جائے گی۔ رہا یہ احتمال کہ فون پر ایک شخص کی اپنی آواز میں اس کی ناکہی بات بولی جاسکتی ہے تو اس احتمال کا اعتبار نہیں الا یہ کہ شوہر اس کا انکار کرے اور وہ دیانتدار و صادق ہو اور عورت کے پاس صحیح ثبوت موجود نہ ہو تو حکم دوسرا گا۔ (مستفادہ: آپ کے مسائل اور ان کا حل، جدید زکریا ۶/ ۴۷۰)۔

"ولو أقر بالطلاق هازلا أو كاذبا وقع قضاء لا ديانة" (شامی، زکریا ۴/ ۴۴۰)۔

۶- اگر کسی شخص سے منسوب کوئی ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ ہو تو اس کو چند شرائط کے ساتھ شرعی ثبوت کے طور پر قبول کیا جاسکتا ہے (۱) واقعی اس کی نسبت صحیح ہو کہ فلاں آدمی نے یہ بات کہی ہے (۲) ویڈیو بنانے والا یا ریکارڈنگ کرنے والا معتبر اور معتمد شخص ہو، (۳) دوسرے قرائن و شواہد سے اس کی تائید ہوتی ہو، جیسا کہ ماقبل میں قرآن حکیم کا ارشاد گزر چکا ہے "یا أيها الذين آمنوا إن جائكم فاسق بنبا فتبينوا الايه (سورہ حجرات:۶)۔

۷- جو اساتذہ اور مصنفین یا علمی کام کی نوکری انجام دینے والے ملازمین اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کی انجام دہی مثلاً مضمون و کتابت کی تیاری، ترجمہ ٹائپنگ، تدریس کے لئے سبق کی پلاننگ امتحان کے سوال نامہ کی تیاری، رپورٹ کی تیاری، مفصل تحریر کی تلخیص وغیرہ کام کم وقت میں بآسانی اطمینان بخش انداز میں پوری کرلیں تو وہ اپنے مفوضہ امور کی انجام دہی کرنے والے قرار دیئے جائیں گے اور ان کے لئے اپنی تنخواہ و معاوضہ کا وصول کرنا شرعاً درست ہے، تاہم اس بات کا خیال رہے کہ ادارہ کی طرف سے جو اوقات مقرر ہیں ان کی پابندی اور حاضری لازم ہے اور مکمل وقت دینا ضروری ہے الا یہ کہ ادارہ سے معاہدہ ہو کہ ہم کام کے پابند ہیں وقت کے نہیں، ہم آپ کے مفوضہ امور کو انجام دیں گے وقت کی تعیین نہیں تو پھر حسب معاہدہ عمل کیا جائے۔

"قال الله تعالىٰ: "يا ايها الذين آمنوا أوفوا بالعقود (سورہ مائدۃ:۱)۔ عن عبد الله بن عمر و بن

عوف المزنی أن رسول الله ﷺ قال – والمسلمون علی شروطهم، إلا شرطا حرم حلالا أو أحل حراما''(سنن الترمذی ۱/۲۵۱، بخاری ۱/۳۰۳)۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا حکم

مفتی جمیل احمد نذیری☆

۱- مصنوعی ذہانت، جسے سوالنامے کے تعارف میں NTELLIGENCEARTIFICIAL سے تعبیر کیا گیا ہے اور جس کا مخفف AI بتایا گیا ہے، علمی اور معلوماتی سہولیات حاصل کرنے کی چیز تو ہے ہی، استفادہ کی بہترین چیز ہے، اس سے دینی، شرعی، واخلاقی دائرے میں بڑھ چڑھ کر استفادہ کرنا چاہیے، لیکن ساتھ ہی ساتھ جو اس کے مضر اور خطرناک پہلو ہیں، ان کی وجہ سے اس بابت تحفظات رکھنے ہی چاہئیں۔

۲- چونکہ مصنوعی ذہانت AI کے استعمال میں تلبیس اور فراڈ کے بہت زیادہ امکانات ہیں، اگرچہ وسائل زندگی کے لیے اس میں بہت آسانیاں اور افادیت بھی ہے، اس لیے اس کے استعمال میں درج ذیل امور کا ہر حال میں لحاظ رکھا جائے۔

۱-شریعت نے جن چیزوں کو دھوکہ، فراڈ، فریب، الزام تراشی، بہتان طرازی اور تلبیس قرار دیا ہے، وہاں اس کا استعمال ہرگز نہ کیا جائے، نہ نقالی کے طور پر، نہ ویڈیو یا کسی اور صورت میں۔

۲-کسی بھی انسان، مرد یا عورت، کی آواز میں کوئی جملہ اور گفتگو نہ تیار کی جائے، ہنسی مذاق کے طور پر بھی نہیں۔

۳-کسی شخص کی زبان یا اعضاء وجوارح وحرکات وسکنات کے ذریعہ کسی فعل یا عمل یا گفتگو کو نہ دکھایا جائے، نہ اس طرح کا ویڈیو وغیرہ بنایا جائے۔

۴-اس طرح کی حرکتوں کی روک تھام کے لیے قابل تعزیر قانون سازی ہونی چاہیے، جو ارباب حکومت کا کام ہے۔

۳-مصنوعی ذہانت کے اُپلی کیشن GPTCHAT کے ذریعہ تیار کردہ تحریر اور کتاب، اسی کی تصنیف مانی جائے گی، اسی کی طرف منسوب ہوگی اور حق تصنیف بھی اسی کا ہوگا، جس نے وہ تحریر یا کتاب اپنے سوالات کے ذریعہ تیار کرائی ہے۔

۴- مصنوعی ذہانت کا اذان کے لیے اس طرح استعمال کہ مقرر کردہ نظام کے مطابق ہر نماز کے وقت خود بخود اذان

☆ مفتی ومہتمم جامعہ عربیہ عین الاسلام، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی۔

ہوتی رہے، درست نہیں، اور ایسی اذان کا اعتبار نہیں، یہ ایسی ہی نقالی ہے، جیسے طوطا مینا کو آیتِ سجدہ رٹا دی جائے، ان کا پڑھنا تلاوت نہیں کہلاتا، اس کے سننے پر سامع پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا، اسی طرح صدائے بازگشت سے سنی ہوئی آیتِ سجدہ پر بھی، سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا، اس طرح یہ اذان کی نقالی کہلائے گی، اذان دینا نہیں کہلائے گا (الفتاوی الہندیہ ۱/ ۱۳۲ فص فی سجود التلاوت)۔

۵- جہاں یہ شبہ ہو جائے کہ فون کرنے والا GPTCHAT استعمال کر رہا ہوگا، یا استعمال کرتا رہتا ہے، اور یہ شبہ ظنِ غالب کے درجے میں پہونچ جائے کہ ایک شخص کی اپنی آواز میں اس کی نہ کہی ہوئی بات بولی جا رہی ہے، یا بولی جا رہی ہوگی، وہاں فون کی آواز شرعاً معتبر نہ ہوگی، اور اس آواز پر، جب تک مکمل تحقیق نہ ہو جائے، شرعی احکام مرتب نہ ہوں گے۔

جب یہ صورتِ حال رواج پا جائے گی تو شک تو ہو ہی جائے گا اور شک ہو جانے پر وہ آواز شرعاً معتبر کیسے ہو سکتی ہے؟

لیکن کیا عملاً ایسا ہوتا ہے؟ یا ہو سکتا ہے؟ اس کی مثال بھی سیمنار میں پیش کر دی جاتی تو بہتر تھا۔

۶- مذکورہ بالا نمبر ۵ والی صورتِ حال میں کسی شخص کی طرف منسوب کوئی ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ بھی مشکوک ہو جائے گی، اور شرعی ثبوت کے طور پر، قبول نہیں کی جا سکتی۔

۷- جو اساتذہ و مصنفین یا علمی کام انجام دینے والے ملازمین، اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کی انجام دہی، مثلاً مضمون و کتاب کی تیاری، ترجمہ، ٹائپنگ، تدریس کے لیے سبق کی پلاننگ، امتحان کے سوال نامے کی تیاری، رپورٹ کی تیاری، کسی مفصل تحریر کی تلخیص، قانونی صلاح و مشورہ کی فراہمی وغیرہ کا کام، اگر GPTCHAT کے ذریعہ کم وقت میں بآسانی کر لیں تو وہ اپنے مفوضہ کام کو انجام دینے والے قرار دیئے جائیں گے اور انہیں اپنی تنخواہ یا اپنا معاوضہ وصول کرنے کا شرعاً پورا پورا حق ہوگا۔

البتہ یہ ضروری ہے کہ اپنے کارِ مفوضہ کو کم وقت میں انجام دینے کے بعد وہ اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر چلے نہ جائیں، جو اُن کا مقررہ وقت ہے، اس وقت تک وہیں رہیں، خواہ اپنے کام کو انہوں نے پہلے نمٹا لیا ہو۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ

مفتی محمد عفان منصور پوری☆

۱- مصنوعی ذہانت یعنی مشینوں میں انسانی فکری ملکہ پیدا کرنا یہ ایسی ٹیکنالوجی ہے جو مشینوں کو انسانوں کی طرح سوچنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی صلاحیت دیتی ہے۔ فی نفسہ یہ امر مباح ہے اور اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے جس طرح دیگر مباح چیزوں کا حکم ہے کہ اگر انہیں ناجائز طریقہ پر استعمال کیا جائے تو ناجائز ہوں گی اور اگر جائز وحلال طریقہ پر استعمال کیا جائے تو جائز ہوں گی۔ بعینہٖ یہی حکم اس کا ہے۔

"**هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُم مَّا فِیْ الْأَرْضِ جَمِیْعاً**" (سورۂ بقرہ:۲۹)۔

"**إن الأصل في الأشياء الإباحة**" (المبسوط:۲۴/۷۷)۔

رہی یہ بات کہ اس طرح کی علمی ومعلوماتی سہولیات سے بڑھ چڑھ کر استفادہ کرنا چاہیے یا کچھ تحفظ برتنا چاہیے تو ہمارا خیال یہ ہے کہ اس میں تحفظ رکھنا ضروری ہے؛ کیونکہ اس کی تحقیقات قطعی نہیں ہوتیں بسا اوقات بڑی بڑی غلطیاں سرزد ہوجاتی ہیں؛ اس لیے اس ذریعہ کے ساتھ ساتھ دیگر ذرائع بھی سامنے رکھنا ضروری ہیں، تاکہ قطعیت حاصل ہوجائے۔ یہ حقیقت ہے کہ A.I. کو کتنا بھی ڈیولپ کرلیا جائے؛ لیکن یہ ٹیکنک اس طرح سے نہیں سوچ سکتی جس طرح سے انسانوں کی Creative Thinking ہوتی ہے۔ مصنوعی ذہانت کی طاقت بہت زیادہ ہے اور اس میں عظیم چیزیں حاصل کرنے کی بہت زیادہ صلاحیت ہے؛ لیکن بدقسمتی سے اگر یہ مشینیں غلط ہاتھوں میں چلی جاتی ہیں تو اس کے بہت زیادہ سنگین نتائج ہوسکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے غلط استعمال کا امکان بہت زیادہ ہے۔

۲- طرزِ زندگی کو جدید تر اور آسان بنانے کے لیے مصنوعی ذہانت کا استعمال کیا جاتا ہے جیسے آج کل ہم اپنے چہرے سے فون کو اَن لاک کرسکتے ہیں، اسی طرح انسانی وسائل، طب وصحت، زراعت، مارکیٹنگ، فلکیات، گیمنگ، بینکنگ اور تفریح کے میدانوں اور زندگی کے مختلف شعبہ جات میں یہ تکنیک مستعمل ہے، لہٰذا زندگی کے جس شعبہ میں اس کو استعمال کیا

☆ خادم حدیث وافتاء مدرسہ اسلامیہ عربیہ، جامع مسجد، امروہہ۔

جائے گا اس شعبہ سے متعلق اسلامی اصول وضوابط کی پابندی شرعاً ضروری ہوگی، مثلاً اگر اس کو خرید وفروخت کے باب میں استعمال کیا جائے تو بیع وشراء کے شرعی اصول وضوابط کی پاسداری ضروری ہوگی، یعنی جیسا استعمال ہوگا ویسے ہی دیگر مباحات کی طرح شرعی اصول وضوابط پیش نظر رکھنے ہوں گے۔

"أن الأصل فی الأشیاء الإباحة" (المبسوط:۲/۷۷)۔

۳- مذکورہ بالا ایپ کے ذریعہ تیار کردہ تحریر یا کتاب پر حق تصنیف رکھنا درست نہیں ہے؟ کیوں کہ سائل کے صرف سوالات ہیں باقی تحریر اور کتاب دوسرے کی تیار کردہ ہے۔ جیسا کہ خود سوال سے عیاں ہے، جس طرح مستفتی کے جواب میں تیار کئے گئے فتوے پر مستفتی کو کوئی حق حاصل نہیں ہوتا اسی طرح مذکورہ ایپ کے ذریعہ تیار کرائی گئی تحریر اور کتاب پر سائل کو کوئی حق حاصل نہیں ہوگا، حق تصنیف اس تحریر اور کتاب کا شامل ہوتا ہے جس میں اپنی دینی وفکری کاوشیں اور عرق ریزی شامل ہو اور ویسے بھی یہ ایپ اجیر مشترک کا سا درجہ رکھتا ہے کوئی بھی اس سے کام لے سکتا ہے؛ چنانچہ زید نے اگر کچھ سوالات تیار کر کے جوابات حاصل کئے ہیں تو اگر زید بھی اسی جیسے سوالات تیار کرتا ہے اور جوابات حاصل کرنا چاہتا ہے تو یہ ایپ بعینہٖ وہی تحریر اور کتاب تیار کر دے گا جو زید کو تیار کر کے دی ہے؛ کیونکہ یہ ایپ اس بات کا پابند نہیں ہے کہ کسی کو ایک تحریر یا کتاب تیار کر کے دیدے تو دوسرے کو وہ تحریر اور کتاب تیار نا کرنے دے۔ اب بھلا ایسی صورت حال میں مذکورہ شخص کو صرف اس بنیاد پر کہ اس نے اپنے سوالات سے وہ تحریر اور کتاب تیار کرائی ہے حق تصنیف کیسے حاصل ہوسکتا ہے؛ نیز مذکورہ شخص حق تصنیف رکھنے میں گناہ گار ہوگا؟ کیوں کہ جو کام اس نے کیا ہی نہیں اس پر حق کیسا۔

"لاَ تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَواْ وَّيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُواْ بِمَا لَمْ يَفْعَلُواْ فَلاَ تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْم" (سورۂ آل عمران:۱۸۸)۔

"لا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بغیر اذنه" (قواعد الفقہ:۱۱۰، اشرفیہ)۔

۴- مصنوعی ذہانت کا استعمال اذان کے لئے نہیں کیا جاسکتا ہے کیوں کہ سنت اذان دور نبوی سے لے کر آج تک تواتر کے ساتھ یہ ہے کہ اوقات نماز شروع ہونے پر عاقل بالغ کی اپنی اصلی آواز میں اذان دی جاتی ہے اور یہ عمل شعائر اسلامیہ کا درجہ حاصل کر چکا ہے، لہٰذا مصنوعی ذہانت کا استعمال اذان کے لئے خلاف سنت ہوگا اور طریقہ متواترہ وشعائر اسلام کے خاتمے کا سبب بنے گا اور اس جگہ کے مسلمان شعائر اسلامیہ کو ترک کرنے کی وجہ سے گناہ گار شمار ہوں گے۔

"وذکر فی البدائع ایضا : أن إذان الصبی لا یعقل لا یجزی ویعاد ؛ لأن ما یصدر لا عن عقل لایعتد به ، کصوت الطیور ....أن المقصود الأصلي من الأذان فی الشرع الإعلام بدخول أوقات

الصلاة، ثم صار من شعائر الإسلام فی کل بلدة ...فمن حیث الإعلام بدخول الوقت وقبول قوله لابد من الإسلام والعقل والبلوغ والعدالة"(شامی ۱/ ۳۹۴)۔

۵- شرعی احکام کا دارومدار علم یقین پر ہے جبکہ فون کالز میں ایڈیٹنگ، آواز میں مماثلت وغیرہ کا امکان شکوک وشبہات پیدا کرتا ہے اور یقین کا ازالہ کردیتا ہے؛ نیز دور حاضر میں مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کے لئے فون کالز میں ہر طرح مداخلت کی جاسکتی ہے اور لوگ کرتے بھی ہیں، اس لیے فون کی آواز شرعاً معتبر نہیں مانی جائے گی اور کسی بھی طرح کا شرعی فیصلہ اس کی بنیاد پر نہیں لیا جاسکتا، شریعت نے باب شہادت میں بہت حساسیت سے کام لیا ہے مشکوک وشبہات اور تلبیس وغیرہ کا شائبہ بھی ناپسند سمجھا ہے اور حکم رفع کردیا ہے۔

"**وَاسْتَشْهِدُواْ شَهِيْدَيْنِ من رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ**"(سورۂ بقرہ:۲۸۲)۔

۶- شرعی ثبوت میں سب سے اہم اقرار ہے وگرنہ گواہان، باقی ویڈیو، آڈیو ریکارڈنگ یا سی سی ٹی وی فوٹیج کو شرعی ثبوت کے طور پر قبول نہیں کیا جاسکتا؛ کیوں موجودہ دور میں جدید ٹیکنالوجی کے کسی بھی شخص کو ویڈیو میں ایسی حرکات وسکنات کرتے دکھایا جاسکتا ہے جو اس نے سرے سے کیا ہی نہیں اور آڈیو میں ایڈیٹنگ کرکے یا اس کے مماثل آواز تیار کرکے اس کی ناکہی ہوئی باتوں کو بھی بیان کیا جاسکتا ہے اور یہ ساری چیزیں شہادت میں باعث کمزوری ہیں؛ البتہ دیگر قرائن کے ہوتے ہوئے ان سے کچھ تعاون لیا جاسکتا ہے محض ان کی بنیاد پر کوئی حتمی فیصلہ نہیں لیا جاسکتا۔ شرعاً حتمی فیصلے کے لئے دو اور چار گواہ درپیش ہوتے ہیں۔

"**فَاسْتَشْهِدُواْ عَلَيْهِنَّ أَرْبَعةً مِّنكُم**"(سورۂ نساء:۱۵)۔

"**وَاسْتَشْهِدُواْ شَهِيْدَيْنِ من رِّجَالِكُمْ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ**"(سورۂ بقرہ:۲۸۲)۔

۷- تصنیف، مضمون نگاری، ترجمہ اور ٹائپنگ وغیرہ جیسے کاموں میں مفوض کا مقصد مفوض الیہ سے مطلوبہ کام لینا ہوتا ہے اور عام طور پر اس کا معاوضہ وقت کے حساب سے نہیں کام کے اعتبار سے طے ہوتا ہے مثلاً اتنے حروف پر مشتمل مضمون کے اتنے پیسے ہیں، اسی طرح ہر صفحہ کی ٹائپنگ کے اتنے پیسے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اس میں وقت معنی نہیں رکھتا کام کی حیثیت ہوتی ہے، رہی بات مدرس کی تو اس کا معاوضہ تو وقت کے حساب سے ہوتا ہے؛ لیکن سبق کی پلاننگ اس کی اپنی ذمہ داری ہوتی ہے، انتظامیہ کو اس میں دخیل نہیں ہونا؛ چنانچہ مذکورہ لوگ اگر جدید آلات سے استفادہ کرکے کم وقت میں مفوضہ کاموں کو انجام دے دیتے ہیں تو وہ اپنی ذمہ داری ادا کرنے والے شمار ہوں گے اور شرعاً معاوضہ کے مستحق ہوں گے۔ ہاں اگر معاوضہ وقت کے حساب طے ہوا ہو تو پورا وقت دینا ضروری ہوگا وقت کی چوری خیانت کہلائے گی۔

"**و اوفوا بالعهد ن العهد ان مسئولا**"(سورۂ اسراء:۳۴)۔

"**وليس للخاص أن يعمل لغيره** ..... **وإذا استأجر رجلاً يوماً يعمل كذا، فعليه أن يعمل ذلک العمل إلى تمام المدة، ولا يشتغل بشئ آخر سوى المتوبة**" (شامی، کتاب الاجارۃ ۴:۷۰)۔

"**لأن استحقاق الأجر بالعمل** "(المبسوط ۱۶/۵۰)۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ

مفتی محمد برکت علی قاسمی☆

یہ حقیقت ہے کہ اسلام جیسے ہم آہنگ فطرت مذہب میں اتنے اہم مادی وسائل کو مطلقا ناقابل استفادہ قرار نہیں دیا جاسکتا ،لہذا مصنوعی ذہانت اور AI کا استعمال جائز کاموں کے لیے جائز اور ناجائز کاموں کے لیے ناجائز ہے مشہور فقہی قاعدہ کلیہ ہے۔

"**الأصل فی الأشیاء الإباحة حتی یدل الدلیل علی عدم الإباحة** " کوئی بھی چیز اپنے اصل کے لحاظ سینہ محبوب ہے اور نہ غیر محبوب الا یہ کہ کوئی دلیل حرمت پر دلالت کرے۔

"**هكذا نص عليه صاحب الدر المختار لقوله: إلا أن الفقهاء كثيرا ما يلهجون بأن الأصل الإباحة وتحته قال الشامي نقلا عن صاحب التحرير تصريحا: بأن المختار أن الأصل الإباحة عند الجمهور من الحنفية والشافعية**"(ردالمحتار ۱/ ۱۰۵)۔

مصنوعی ذہانت سے جہاں ایک طرف بہت سے فوائد کی توقع کی جارہی ہے وہیں مصنوعی ذہانت کے نقصانات پر ماہرین سائنس کی طرف سے تشویش اور اندیشوں کا اظہار کیا جارہا ہے۔

جیسے:۱-ملازمتوں پر اثر، ۲۔غلط معلومات، اس لیے کہ اس اپلی کیشن کی معلومات انٹرنیٹ پر پھیلی مستند اور غیر مستند تحریروں کا مجموعہ ہے، لہذا ان پر اعتماد دینی اور دنیاوی نقصان کا باعث ہے۔خاص طور سے دینی امور میں حد درجہ احتیاط کی ضرورت ہے۔صحیح مسلم میں امام مسلمؒ نے سندا حضرت محمد بن سیرین سے یہ جملہ نقل کیا ہے: "**إن هذا العلم دين فانظروا عمن تأخذون دينكم**"(۱/ ۱۴)۔

نیز حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کا قول ہے:"**الأسناد عندی من الدین۔ لو لا الأسناد لیقال من شاء ما شاء**"(کتاب العلل ۶/ ۲۳۲)۔

۳۔اخلاقی اور سماجی مسائل chat GPT کے استعمال سے انسانی ذہانت اور تخلیقی صلاحیتوں میں کمی آسکتی ہے،

☆ خادم فقہ مدرسہ مظاہر العلوم سلیم تامل ناڈو۔

زیادہ تر اس پر انحصار کرنے لگتے ہیں، خاص طور سے طلبہ کی خود اعتمادی کو نقصان پہونچے گا۔

لہذا اس طرح کی اپلی کیشن کے استعمال میں احتیاط برتنی چاہئے اور اس کے فوائد کو زیادہ سے زیادہ اور نقصان کو کم سے کم کرنے کیلئے مناسب تدابیر اختیار کرنی چاہئے جس کی تفصیل سوال نمبر 2 کے جواب میں ملاحظہ ہو۔

۲- معلومات کی تصدیق chatGPT کی فراہم کردہ معلومات کو ہمیشہ معتبر ذرائع سے تصدیق کرلیں۔

۲۔ مذہبی حساسیت کو مدنظر رکھے، تاکہ کسی بھی معاشرتی طبقے کی دل آزاری نہ ہو۔

"المسلم من سلم المسلون من لسانه ویده"

۳۔ پرائیویسی کی حفاظت: حساسی معلومات چیٹ جی پی ٹی کے ساتھ شیئر نہ کریں۔

"لا إیمان لمن لا أمانة له" (رواہ احمد فی مسندہ)۔

۴۔ کامل انحصار نہ ہو: اس طرح کی اپلی کیشن کو محض علمی رہبری کیلئے لیا جائے۔

۵۔ خلافِ شرع استعمال نہ ہو، دھوکہ دہی، جھوٹ، ضرر رسانی، افترا بازی اور آپسی اختلاف وغیرہ میں استعمال نہ کیا جائے۔

۶۔ آخری اہم بات اللہ کا ڈر ہو اللہ کو اپنا حاضر وناظر سمجھے۔

۳- ''موسوعہ فقہیہ'' میں کتاب کی تعریف یہ لکھی ہے: **" الکتاب هو الذی یشتمل علی المسائل سواء کانت قلیلة أو کثیرة من فن أو فنون"** کتاب وہ جو ایک فن یا مختلف فنون کے مسائل پر مشتمل ہو۔

چیٹ جی پی ٹی کی مدد سے کتاب لکھنا ایسا ہے، جیسے انٹرنیٹ کی مدد سے لکھے، استعانت اور استفادہ کسی بھی چیز سے کیا جاسکتا ہے، لیکن حدودِ شرعیہ سے تجاوز نہ ہو۔ جیسا آپ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے: **"الکلمة الحکمة ضالة المؤمن فحیث وجدها فهو أحق بها"** (سنن الترمذی ۵/ ۱۵ وھکذا فی المصنف ۳۰/ ۱۰۱)۔

لہذا سوالات قائم کرنا یہ خود ایک عمل ہے اور تحریر اور کتاب اسی عمل کا نتیجہ ہے اس بنیاد پر اپنی جانب منسوب کرنا اور حقِ تصنیف رکھنا درست ہے۔

۴- مصنوعی ذہانت آلہ غیر مختار ہے اور آلہ غیر مختار سے نکلنے والی آواز صدائے بازگشت کے حکم میں ہے، لہذا مصنوعی ذہانت کا استعمال اذان دینے میں اگر کیا جائے تو اذانِ سنت ادا نہیں ہوگی، لہذا یہ مسئلہ ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ اذان دینے کی نظیر ہے۔

اسی پر ''مجلس المجمع الفقہی الاسلامی برابطہ العالم الاسلامی'' کی نویں نشست (۶۔ ۱۴ھ) میں تجویز پاس ہوئی۔

عبارت درج ذیل ہے:"إن الاكتفاء بإذاعة الأذان فی مساجد عند دخول وقت الصلوٰة بواسطة آلة التسجيل ونحوها لايجزی۔ وإنه يجب على المسلمين مباشرة الأذان لكل وقت من أوقات الصلوٰة فی كل مسجد الخلانهم قالوا: يكره تحريمًا أذان هولاء الذين لم تتوافر فيهم هذه الشروط ويستحب اعادته، و على هذا يسن عند الحنفية أن يكون المؤذن رجلا عاقلا مقيما عالما بالسنة و بأوقات الصلوة"(۱/۵۹۹)۔

"وهكذا فی الهندية: و ينبغی أن يكون الموذن رجلا عاقلا صالحا تقيا عالما بالسنة، كذا فی الهندية،وأن يكون مواظبا على الأذان هكذا فی البدائع والتاتارخانيه ا ۔۵۳وايضا ذكر: وأذان الصبی الذی لايعقل لايجوز و يعاد، وكذا المجنون هكذا فی الهنديه"(ہندیہ۱/۵۳۱)۔

"وهكذا استفدت من قول ابن عابدين ما نصه، قلت: و به جزم القهستانی لاتجب (السجدة) بسماعه من الصدی والطير باب صلاة المريض ۱۰۳"۔

۵- فون کی آواز شرعا معتبر نہیں مانی جاسکتی،اس لئے کہ آواز میں دھوکہ ہوسکتا ہے یا دھوکہ دیا جاسکتا ہے کسی بھی بات کے ثبوت کیلئے شرعی شہادت یا اقرار ضروری ہے بالفرض اگر آواز جعلی نہ ہوتو بھی معتبر نہیں ہے،اس لئے کہ غلطی کا امکان ہے اسی وجہ سے صبی عاقل کی گواہی بھی قبول نہیں کی جاتی ہے۔

''بدائع الصنائع''میں ہے:" وأما شرائط أداء الشهادة فانواع"۔

"أما شرائط العامة فمنها العقل، لأن من لايعقل لايعرف الشهادة فكيف يقدر على أدائها۔ ومنها البلوغ فلاتقبل شهادة الصبی العاقل، لأنه لايقدر على الأداء، إلا بالتحفظ والتحفظ بالتذكر والتذكر بالتفكر ولايوجد من الصبی عادة۔ ومنها:العدالة لقبول الشهادة على الإطلاق"(کتاب الشہادۃ ۶/۲۶۸)۔

۶- یہی حکم ویڈیو یا آڈیو ریکاڈنگ کا ویڈیو آڈیو کو ثبوت شرعی کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا بالفرض ویڈیو یا آڈیو جعلی نہ ہوتو بھی شہادت کیلئے معتبر نہیں ہے۔

"كذا فی الشامية والطريق فيما يرجع إلى حقوق العباد المحضة عبارة عن الدعوى والحجة وهی إما البينة أو الاقرار أو اليمين أو النكول عنه أو القسامة أو علم القاضی بما يريد أن يحكم به أو القرائن الواضحة التی تبصر إلا فی حيز المقطوع به" (کتاب القضاء ۵۷/۳۵۴)۔

۷- مذکورہ افراد اجیر ہیں۔اگر وہ مفوضہ کام میں امین اور دیانت دار ہوں تو تنخواہ یا معاوضہ وصول کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے(ھکذا فی ردالمحتار ۶/ ۵،ھکذا فی الاشباہ والنظائر قاموس الفقہ ۱/ ۵۴۴)۔

خاتمہ:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلام جیسے ہم آہنگ فطرت مذہب میں اتنے اہم مادی وسائل کو مطلقاً ناقابل استفادہ قرار نہیں دیا جاسکتا بلکہ مصنوعی ذھانت سے استفادہ مباحات میں سے ہے جو اصل کے اعتبار سے نہ محبوب ہے نہ غیر محبوب الا یہ کہ اس کا استعمال خلاف شرع کاموں میں کیا جائے تو حرمت وکراہت سے خالی نہ ہوگا،خود چیٹ جی بی ٹی کا کہنا ہے کہ(AI) کے استعمال میں احتیاط برتنی چاہئے اور اس کے فوائد کو زیادہ سے زیادہ اور نقصانات کو کم سے کم کرنے کے لئے مناسب تدابیر کرنی چاہئے مناسب تدابیر کے ساتھ ساتھ اگر اللہ کا ڈر اور خشیت الٰہی ہو تو حتی الامکان نقصانات سے بچا جاسکتا ہے مصنوعی ذھانت کا استعمال اذان کیلئے نہیں کیا جاسکتا ہے فون کی آواز آڈیو ویڈیو میں دھوکہ دہی اور جعل سازی کا امکان ہے لہذا شرعاً ان کو ثبوت نہیں مانا جاسکتا، نیز مصنوعی ذھانت جدید دور میں انسانی مزاج اور طرز زندگی کے اعتبار سے ایک نئی ایجاد ہے،لہذا حدود شرع میں رہتے ہوئے اس کے ذریعہ مفوضہ امور انجام دیے جاسکتے ہیں

☆☆☆

مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ

ڈاکٹر حافظ سید فاروق عمری مدنی ☆

اس موضوع سے متعلق سوالات کے جوابات دینے سے قبل "جامعۃ العلوم الاسلامیۃ" بنوری ٹاؤن، کراچی پاکستان کو موصول ایک سوال اور اس کا جواب نقل کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ اس سے اصل مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہوگی:

"سوال: مصنوعی ذہانت جس کو آرٹیفیشل انٹلی جینس کہتے ہیں، روزمرہ کاموں کے استعمال کے بارے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ وضاحت: عصر حاضر میں مصنوعی ذہانت، کمپیوٹر سائنس کی ایسی شاخ ہے جس کو مشینوں کا ارتقائی سفر بھی کہا جاسکتا ہے، انسانی زندگی کے روزمرہ کاموں میں مشینوں سے مدد لینے کے لحاظ سے مسلم محقق اسماعیل الجزری کا نام قابل ذکر ہے، 1950ء میں "ڈاکٹر جان میکارتھی" نے مسلمان ریاضی دان محمد بن موسیٰ الخوارزمی کا تخلیق کردہ ریاضیاتی عمل "الگورتھم" کی بنا پر ساکن و جامد مشینوں میں انسانی ذہانت کی طرح اپنے اردگرد ماحول کے ادراک کے لیے مصنوعی ذہانت کا نظریہ پیش کیا تھا، جس کی بناء پر مصنوعی ذہانت نے ترتیب وار منظّم ہدایات کی بدولت عصر حاضر کی جدید مشینوں اور آلات میں از خود سیکھنے کا متحرک عمل متعارف کروادیا ہے، نیز زندگی میں اٹل قوانین کے ساتھ ساتھ مسلسل تغیر اور ترقی بھی لازمی ہے، ورنہ انسانی زندگی میں تغیر وانقلاب سے روگردانی کی صورت میں جمود کا سفر شروع ہوجاتا ہے۔

لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ مصنوعی ذہانت کو ڈاکٹر جان میکارتھی نے پیش کیا، لیکن ان کا بتایا ہوا اصول کہ "اشیاء میں ادراک کی خوبی وصلاحیت موجود ہوتی ہے" پہلے سے ہی اسلامی تعلیمات میں واضح انداز میں مل جاتا ہے۔

روزمرہ کاموں میں مصنوعی ذہانت کا طریقہ کار: مصنوعی ذہانت کے طریقہ کار کا مقصد روزمرہ کاموں کو سرانجام دینے والی درکار انسانی مہارتوں کو مشینی انداز میں دکھا کر کام کو سرانجام دینا ہوتا ہے، روزمرہ کاموں میں مصنوعی ذہانت کی مثالیں ہمیں ہوٹل سروسز میں ویٹر کی جگہ روبوٹ، ائیر پورٹ اور دیگر حساس مقام میں Body Scanners کا استعمال، بغیر ڈرائیور کارز اور دفاعی انداز میں ڈرون کا استعمال وغیرہ ہے۔

جواب: "آرٹیفیشل انٹلی جینس" یعنی مشینوں اور کمپیوٹرز میں ذہانت اور انسانی فکری مہارت کا ملکہ پیدا کرنا اور ان

☆ بنگلور، کرناٹک۔

سے کام لینا ایک مباح امر ہے، جس میں فی نفسہ کوئی شرعی قباحت نہیں، لہذا روزمرہ کے کاموں میں "آرٹیفیشل انٹلی جینس" کا استعمال جائز ہے، البتہ جس طرح دیگر مباح اشیاء کا حکم ہے کہ اگر اسے حرام اور ممنوع طریقہ پر استعمال کیا جائے یا ممنوع کام کے لیے استعمال کیا جائے تو ناجائز ہوگا، بعینہ وہی حکم اس کا بھی ہے۔ باقی اگر جاندار کی صورت یا تصویر پر مشتمل روبوٹ بنایا جائے تو یہ شرعًا ناجائز ہے۔

''**وفی تفسیر القرآن العظیم للسخاوی:"هو الذی خلق لكم ما فی الأرض جمیعا" فیه دلیل علی أن أصل الأشیاء بعد ورود الشرع علی الإباحة". وعلی هامشه:"الأصل فی الأشیاء الإباحة؛لأن الإباحة هی الحكم الأصلی لموجودات الكون، وإنما یحرم ما یحرم منها بدلیل من الشارع لمضرتها، والدلیل علی أن الحكم الأصلی للأشیاء النافعة هو الإباحة: قوله – تعالی – ممتنا علی عباده: وسخر لكم ما فی السماوات وما فی الأرض جمیعا منه إن فی ذلک لآیات لقوم یتفكرون** (الجاثیۃ:13)**وقوله – تعالی: هو الذی خلق لكم ما فی الأرض جمیعا** (البقرۃ:29)**، ولا یتم الامتنان ولا یكون التسخیر، إلا إذا كان الانتفاع بهذه المخلوقات مباحا** " (1/63،ط:دارالنشر للجامعات)۔

"**وفی المبسوط للسرخسی: ''أن الأصل فی الأشیاء الإباحة، وأن الحرمة بالنهی عنها شرعا**"(باب الإکراہ، باب تعدی العامل 24/77،ط:دارالفکر)۔

وفی أحكام القرآن للجصاص:"لأن كل مباح حسن ولكنه لا ثواب فیه" (سورۂ انعام،4/199، ط:دارإحیاء التراث العربی)۔فقط واللہ اعلم (فتوی نمبر:144503100953، دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن)

اور العربیہ ڈاٹ نیٹ میں موجود مضمون کے مطابق: مصر کے مفتی اعظم ڈاکٹر شوقی علام نے کہا ہے کہ جو بھی مصنوعی ذہانت اور جدید علوم پر عمل کرتا ہے وہ خدا کی طرف سے ایک شرعی ذمہ داری پوری کر رہا ہے۔

اس تمہید کے بعد اسلامک فقہ اکیڈمی کے سوالات کا جائزہ لیتے ہیں:

۱- جیسا کہ تمہید میں میں نے مختلف اقوال نقل کئے ان کی روشنی میں یہی ثابت ہوتا ہے کہ مصنوعی ذہانت کا استعمال جائز ہے، البتہ اس میں جو اصول وضوابط میں نے اور دیگر اہل علم نے ذکر کئے ہیں ان کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، بغیر تحفظ کے مصنوعی ذہانت سے کم اہمیت کی حامل ایجادات (جیسے ریڈیو، ٹی وی وغیرہ) کا استعمال بھی بغیر تحفظ کے جائز نہیں تو مصنوعی

ذہانت جہاں نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے اسی قدر اس میں اضرار بھی پائے جاتے ہیں یہ دو دھاری تلوار سے بھی زیادہ خطرناک شئ ہے، اس کے استعمال کے لئے اہل علم کے ذریعہ قواعد وضوابط ضرور وضع کئے جانے چاہئیں، اوران کی پابندی بھی ضروری ہے۔

۲- پہلا اصول: جو بھی نئ ایجادات ہیں انہیں انسانیت کی فلاح اور آسانی کے لئے استعمال کرنا چاہئے، فرمان الٰہی ہے: ''**وسخر لكم ما في السماوات وما في الأرض جميعا منه**''(سورۂ لقمان:۲۰)(جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ تعالی نے اپنی جانب سے تمہارے لئے مسخر کیا ہے)۔

اس آیت کی روشنی میں سبھی نئ ایجادات اور دریافتوں کو اللہ تعالی کی طرف سے انسانیت کے لئے تحفہ سمجھنا چاہئے، ان کے بارے میں خواہ مخواہ شک وشبہ میں پڑنے کی بجائے اس بات کی کوشش کرنا چاہئے ان کو انسانیت کی فلاح اور آسانی کا وسیلہ بنائیں۔

دوسرا اصول: ''**خذوا حذركم**''(سورۂ نساء:۷۱) کا الٰہی فرمان، اس آیت میں مومنوں کو چوکنا رہنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ پہلے اصول کا مطلب یہ نہیں کہ ہم کسی بھی تحفظ کے بغیر مصنوعی ذہانت کو اندھا دھند استعمال کریں، سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے نہیں بلکہ تعاون علی البر والتقوی کے جذبے کے ساتھ اس کو استعمال میں لائیں۔

تیسرا اصول: اللہ تعالی کو اپنا نگران ہونے کے ایمان ویقین کے ساتھ اس کو استعمال کریں، فرمان الٰہی ہے: ''**ألم يعلم بأن الله يرى**''(سورۂ العلق:۱۴)(کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالی دیکھ رہا ہے)۔ اور فرمان رسالت ہے: "**اتق الله حيثما كنت**"(صحیح الترغیب للألبانی:۲۶۶۵، وقال:حسن لغیرہ)(تم جہاں کہیں رہو اللہ سے ڈرتے رہو)۔

چوتھا اصول: اس کے استعمال میں کسی دھوکہ کا اندیشہ ہو تو تحقیق کرنے کے بعد حکم لگائیں؛ فرمان الٰہی ہے: ''**يا أيها الذين آمنو ان جائكم فاسق بنبا فتبينوا**''(سورۂ حجرات:۶)(اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو)۔

۳- GPTCHAT کے ذریعہ تیار کردہ تحریر اور کتاب کو اپنی جانب منسوب کرنا اور حق تصنیف رکھنا اس صورت میں درست ہوگا کہ یہ بات عرف میں صحیح ہو اور وہ شخص اس تحریر یا کتاب میں اس بات کی وضاحت کردے کہ اس نے یہ کتاب GPTCHAT کے ذریعہ تیار کی ہے۔

۴- اذان، اقامت، نمازوں کی امامت، خطبہ جمعہ اور خطبہ عیدین وغیرہ کا تعلق عبادات سے ہے، اس لئے اس میں مصنوعی ذہانت کو استعمال کرتے ہوئے خودکار طریقے سے اذان وغیرہ کو انجام دینا صحیح نہ ہوگا، عبادات توقیفی ہیں، لہذا انہیں

ویسے ہی انجام دینا ہوگا، جیسا کہ شریعت نے بتایا ہے، ان میں اجتہاد اور مصنوعی ذہانت کو بروئے کار لانا بالکل صحیح نہ ہوگا۔

۵- کسی کی آواز کی نقل کر کے دھوکہ دینے کا معاملہ پہلے سے موجود ہے، اگر ایسا کوئی معاملہ پیش آئے تو اس کے لئے ایسی ٹیکنالوجی موجود ہے جس کے ذریعہ اس بات کا پتہ چلایا جاسکتا ہے کہ واقعی یہ آواز فلاں شخص ہی کی ہے یا کسی دوسرے کی، اگر شبہ ہو تو اس ٹیکنالوجی کو استعمال میں لاکر اور ماہرین کی خدمات حاصل کر کے صحیح اور غلط کو معلوم کرلیں۔

۶- یقیناً قبول کیا جاسکتا ہے اگر اس میں چھیڑ چھاڑ کا امکان نہ ہو، اور اگر اس میں گڑبڑ کا اندیشہ ہو تو اس کے لئے ٹیکنالوجی ہے اور ماہرین موجود ہیں ان کی خدمات حاصل کر کے اطمینان کرلیں۔

۷- جی ہاں! ان کیلئے تنخواہ یا معاوضہ قبول کرنا درست ہوگا، کیونکہ ان کو جو کام دیا گیا وہ انہوں نے صحیح طریقہ سے انجام دیا تو وہ بہرحال معاوضہ کے مستحق ہوگئے، ہاں اگر کسی مصلحت کے تحت ان کے ساتھ یہ شرط رکھی جائے کہ وہ ان کاموں میں GPTCHAT یا دیگر وسائل کی مدد حاصل نہیں کریں گے تو اس صورت میں انہیں اس شرط کا پاس ولحاظ رکھنا ہوگا، اور اگر انہوں نے ان وسائل کو استعمال کیا تو صاحب عمل کو اختیار ہوگا کہ تنخواہ یا معاوضہ کم کردے یا سرے سے نہ دے؛ کیونکہ اس نے مطلوبہ شرائط پوری نہیں کیں، "**والمسلمون على شروطهم، إلا ما حرم حلالا أو أحل حراما**" واللہ أعلم۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ-تعارف

مفتی فضل الرحمٰن اصلاحی، قاسمی☆

مصنوعی ذہانت:

(Artificia Intelligence) جیسا کہ یہ حقیقت ہے کہ اس وقت مختلف میدانوں میں استعمال ہونے والی ایک اہم ٹیکنالوجی مصنوعی ذہانت ہے۔عصر حاضر جو کہ ایک تیز مشینی دور ہے،اس کی افادیت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا۔اور ایک عرصہ سے زندگی کے مختلف کاموں میں اس سے فائدہ اٹھایا جارہا ہے ۔مثلا: بجلی بل، ہوائی جہاز وریلوے ٹکٹ کی سہولت،ٹول فری نمبر،گیس سلنڈر بک کرانے ،اور واشنگ مشین وغیرہ میں اسی ٹیکنالوجی کی بنیاد پر یہ سارے اہم کام بآسانی انجام دیے جاتے ہیں۔

چند بنیادی اصولوں پر ایک نظر:

ان جیسے نئے موضوعات پر غور کرنے اور لکھنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن وسنت کے ان واضح احکامات کو سامنے رکھا جائے،اور شریعت جہاں تک جائز حدود متعین کرتی ہے،اس سے ہرگز تجاوز نہ برتا جائے۔اب ان چند بنیادی اصولوں کو پیش نظر رکھ کر جدید ٹیکنالوجی سے استفادہ کیا جاسکتا ہے:

"هُوَ الَّذِی خَلَقَ لَكُمْ مَا فِی الْأَرْضِ جَمِيعًا "(البقرۃ:۲۹)(وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کی ساری چیزیں پیدا کردیں)۔

اور ایسے ہی قرآن مجید میں ایک دوسری جگہ ارشاد باری ہے:

"وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ، إِنَّ فِی ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ"(الجاثیہ:۱۳)(اس نے تمہارے لیے آسمانوں اور زمین کی ساری چیزیں اپنی طرف سے مسخر کردیں)۔

"أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَمَا فِی الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً

☆ معاون رفیق دارالمصنفین اعظم گڑھ۔

وَبَاطِنَةً "(لقمان:۲۰)(کیا تم لوگوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کی ساری چیزیں تمہارے لیے مسخر کی ہیں اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں کا اتمام کیا ہے)۔

ان جیسی واضح آیات سے جدید مسائل میں بہت علماء وفقہائے استنباط کیے ہیں۔علامہ محمد یوسف القرضاویؒ نے ان مذکورہ آیات کے پس منظر میں امت مسلمہ کی رہنمائی کرتے ہوئے لکھا ہے،ان کے الفاظ درج ذیل ہیں:

اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کو انسان کے لیے مسخر کر کے اس پر احسان فرمایا ہے،لہذا یہ کیونکر باور کیا جاسکتا ہے کہ وہ ان نعمتوں کو حرام ٹھہرا کر ان کے استفادہ سے انہیں محروم کرے گا؟۔واقعہ یہ ہے کہ اس نے صرف چند چیزوں کو حرام کیا ہے اور وہ بھی کسی خاص سبب یا مصلحت کی بنا پر جس کا ذکر ہم بعد میں کریں گے۔گویا اسلامی شریعت میں محرمات کا دائرہ بہت تنگ ہے۔برعکس اس کے حلال کا دائرہ نہایت وسیع ہے۔یہی وجہ ہے کہ حرمت کے احکام پر مشتمل نصوص جو صحیح بھی ہوں اور صریح بھی، بہت کم ہیں اور باقی تمام چیزیں جن کی حلت یا حرمت کے بارے میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی ہے۔مباح الاصل ہیں اور ان کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی گرفت نہیں ہے۔

اس ضمن میں ایک مشہور حدیث ہے،جس کے راوی حضرت ابودرداءؓ ہیں۔وہ مرفوعا روایت کرتے ہیں کہ:

" مَا أَحَلّ اللهُ فِي كِتَابِهِ فَهُوَ حَلَالٌ، وَمَا حَرّمَ فَهوَ حَرَامٌ، وَمَا سَكَتَ عَنهُ فَهُوَ عَفْوٌ، فَاقبَلُوا مِنَ اللهِ عَافِيَتَه (وَمَا كَانَ رَبُّك نَسِيّا) "(اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس چیز کو حلال قرار دیا ہے،وہ حلال ہے اور جس چیز کو حرام قرار دیا ہے،وہ حرام ہے،اور جن چیزوں کے بارے میں میں سکوت اختیار کیا ہے،وہ معاف ہیں۔لہذا اللہ تعالیٰ کی اس فیاضی کو قبول کرو، کیوں کہ اس سے بھول چوک کا صدور نہیں ہوتا، پھر آپ ﷺ نے سورہ مریم کی آیت (اللہ سے کبھی بھول وچوک سرزد نہیں ہوتی) تلاوت کی۔

Chat Gpt کیا ہے؟:

پہلے چیٹ جی پی ٹی (chatgpt) کیا ہے، یہ کیسے کام کرتا ہے،اس کو جان لینا مفید ہوگا۔

مصنوعی ذہانت کی سب سے معروف شکل چیٹ جی پی ٹی (chatgpt) یعنی تحریری باتیں کرنے والا ایک اے آئی (AI) سافٹ ویئر ہے جسے Large Language ماڈل (LLM) کہا جاتا ہے۔اس کی خاص بات یہ ہے کہ یہ ایسے جواب دیتا ہے، جیسے انسان ایک دوسرے سے بات کرتے ہیں۔چیٹ جی پی ٹی کو اوپن اے آئی (Openai) نامی امریکی کمپنی نے بنایا ہے۔اور اس کی مقبولیت اتنی تیزی سے بڑھ گئی کہ یہ دنیا کی سب سے تیزی سے بڑھتی ہوئی آن لائن سروس بن گئی۔

نومبر ۲۰۲۲ء میں جب چیٹ جی پی ٹی ورژن 3.5 کو عام استعمال کے لیے پیش کیا۔ ویسے تو تقریباً ہر سوال کا جواب گوگل سے بھی مل رہا تھا مگر اس ٹیکنالوجی کی نوعیت ذرا دلچسپ اور الگ ہوتی ہے، جو جوابات اس کے ذریعہ موصول ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کوئی انسان اس کا جواب دے رہا ہو۔ چاہے آپ اس سے حقیقت پسندانہ سوال پوچھیں۔ یا گرامر سے متعلق کوئی سوال کریں یا اس سے کوئی رسمی خط لکھنے کو کہیں۔ آپ کو یہاں حیرت انگیز درستگی صاف دیکھنے کو ملتی ہے۔

یہ سب کام بتدریج انسانوں کو مزید مشینی دور میں داخل کرنے کے لیے ہے۔ اس وقت بلا شبہ ہم عالمی سطح پر ایک نئے مصنوعی مشینی انقلاب کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ یہ، ایسا انقلاب جسے لوگ آسانی کے نام پر، سہولت کے نام پر، جدید دور کے نام پر، زمانے کے ساتھ چلنے کے نام پر، دل سے قبول کر رہے ہیں۔

ان سہولتوں کے ساتھ یہ ایک بڑا المیہ ہے کہ آج مصنوعی ذہانت ہر چیز کو متاثر کر رہی ہے۔ مثلاً: جاب مارکیٹنگ بڑی تیزی سے تبدیل ہو رہی ہے۔ اسکولوں اور کالجوں میں پڑھنے کا انداز بدلنے والا ہے۔ سیاسی نظام بدلنے والا ہے۔ فوجی جنگ بدلنے والی ہے۔ کارخانوں، کمپنیوں میں ملازمتوں کو خودکار کرنے پر بات ہو رہی ہے یا اعلان کر رہے ہیں کہ وہ جلد ہی ایسا کرنے جا رہے ہیں۔

گو کہ اس میں پہلا خطرہ ملازمتوں سے متعلق کہا جاتا ہے۔ لوگ اس اندیشہ کا شکار ہیں کہ اس جدید ٹیکنالوجی AI سے اگر اتنا کچھ کیا جا سکتا ہے۔ اتنے اچھے طریقے سے، اور انسانوں سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ ہوتا ہے تو پھر بہت سے لوگ اپنی نوکریوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ یہ بات بھی اپنی جگہ درست ہے کہ تاریخ میں جب بھی کوئی نئی ٹیکنالوجی متعارف ہوئی، اس کا یقینی طور پر نوکریوں پر کافی اثر پڑا۔ چنانچہ جب اسمارٹ فونز متعارف کرائے گئے، لینڈ لائن ٹیلی فون آپریٹرز کی تمام نوکریاں ختم ہو گئیں۔ جب گاڑیاں آئیں گھوڑا گاڑیاں چلانے والوں کی ملازمتیں تقریباً ختم ہو چکی۔ اسی طرح آن لائن ویب سائٹس کی آمد کی وجہ سیکنگ کلرکوں کی نوکریاں ختم ہو گئی ہیں۔ صنعتی روبوٹ کی آمد کی وجہ سے، اسمبلی لائن ورکرز اپنی نوکریوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ لیکن مصنوعی ذہانت کا خطرہ ان تمام ٹیکنالوجیز سے بہت بڑھا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

اس کے پیچھے دو وجوہات ہیں۔ پہلا یہ کہ اے آئی ٹیکنالوجی کا اثر کسی ایک شعبے تک محدود نہیں رہے گا۔ یہ ہر میدان میں نظر آئے گا۔ یہ پہلی بار ہوا ہے۔ کہ تخلیقی لوگوں کی ملازمتیں بھی خطرے سے دور چار ہیں۔

مفت مصنوعی Open AI جیسا کہ اس سوالنامے میں مذکور ہے کہ اب مشہور کمپنی مائیکروسافٹ کے ذریعہ مفت ٹیکنالوجی کے تحت (chatgpt) آجانے کے بعد اس ٹکنالوجی کے تعلق سے مصنوعی ذہانت کے فوائد اور نقصانات پر ایک بحث شروع ہو گئی ہے، اور نئی نسل آج اس سے بڑی تیزی کے ساتھ متاثر ہو رہی ہے۔

نئی نسل تو ہر اس چیز سے متاثر ہوتی ہے، جس میں نفع عاجل معلوم ہوتا ہے، اس کے اندیشہائے فردا کو یہ تو بخوبی جانتی بھی نہیں ہے، یا اس سے غافل ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ان نئی نسل کی تربیت اس انداز سے کی جائے، اور انہیں اس جدید ٹکنالوجی کے مثبت و منفی اثرات پہلے واقف کرایا جائیں۔ اور ان کی اخلاقیات اتنی بلند کردی جائے کی منفی چیزوں کی طرف ان کا رجحانات کم سے کم ہو جائے۔

اس مصنوعی ذہانت سے سیکنڈوں میں اپنے سوالات کا جواب ہر زندہ زبان میں حاصل کیا جاسکتا ہے، لیکن یہ مصنوعی ذہانت اس جواب میں کوئی اقتباس و حوالہ پیش کرنے سے قاصر ہوگی۔

ایسے میں جو اہل علم ہوں گے، وہ ان چیزوں کی منفی اثرات سے ہرگز متاثر نہیں ہوں گے۔ کیونکہ کوئی تحریر کتنی ہی عمدہ ہو۔ بغیر حوالے کے علمی دنیا میں وہ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتی۔

ان تفصیلات سے اس ٹیکنالوجی کے مثبت اور منفی دونوں قسم کے اثرات کا اندازہ ہونے کے بعد اس کے منفی اثرات کے بہتات کو دیکھ کر ہم اپنا دامن نہیں جھٹک سکتے۔ ایسے میں اس کے زیادہ سے زیادہ مثبت اثرات سے فائدہ اٹھائیں۔ اور معاشرے کی اصلاح اتنی ٹھوس بنیادوں پر کی جائے کہ منفی اثرات مغلوب اور مثبت اثرات کا غلبہ ہر جگہ اور ہر میدان میں صاف دکھائی دیتا ہو۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ

مفتی عبدالمنان☆

۱- مصنوعی ذہانت کا استعمال جائز چیزوں میں جائز اور ناجائز کاموں میں ناجائز ہوگا، اس طرح کی علمی ومعلوماتی سہولیات سے جواز کی حد تک بڑھ چڑھ کر استفادہ کرنا چاہئے۔

۲- مصنوعی ذہانت کے استعمال میں تلبیس اور فراڈ کے امکانات سے اجتناب کرنا ضروری ہے، یہ وسائل زندگی کے لئے جس طرح بہت سی آسانیاں وافادیت رکھتے ہیں اسی طرح تعلیم ومعیشت کے میدانوں میں تلبیس وفراڈ وتزویر نیز مجرمانہ سرگرمیوں اور نفرت وعداوت کی اشاعت میں اس کے استعمال سے بالکلیہ پرہیز کرنا اشد ضرورت میں سے ہے، اس کی استعمال کی ہر جہت میں شرعی ضابطہ کی پابندی ضروری ہے۔

۳- مصنوعی ذہانت کی ایپلی کیشن Chat GPT کے ذریعہ تیار کردہ تحریر اور کتاب کو اپنی جانب منسوب کرنا اور حق تصنیف رکھنا باعث اشتباہ ہوسکتا ہے، جبکہ ہزروں افراد ایپلی کیشن کے ذریعہ ایسا ہی سوالات سے ہو بہو ہزاروں کتابیں منظر عام پر ہوگا، چونکہ ایپلی کیشن Chat Gpt کے ذریعہ ایک ہی موضوع پر ایک ہی جیسی تحریر وکتاب ومضامین پیش ہوں گے، لہذا اس کو مصنف کہنا مشکل نظر آرہا ہے پھر بھی اس کی محنت سے یہ تحریر وکتاب تیار ہونے کی وجہ سے اس کو مصنف اور حق تصنیف رکھنے میں ظاہری طور پر ممنوع نہیں معلوم ہوتا ہے۔

۴- مصنوعی ذہانت اذان کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔

۵- جبکہ فون پر ایک شخص کی آواز اس کی نہ کہی ہوئی بات بولی جاسکتی ہے تو اس فون کی آواز کو شرعا کیسے معتبر مان سکتے ہیں، اور اس پر شرعی احکام کیسے مرتب ہوگا۔ ''لأنه كذب وغش ودجل'' ہے۔

۶- اگر کسی شخص سے منسوب کوئی ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ ہو تو اس کو شرعی ثبوت کے طور پر قابل قبول نہیں کی جائے گی۔

☆ دارالحدیث پرمائی بھیٹی اسلامیہ مدرسہ، آسام۔

۷- جو اساتذہ یا مصنفین یا علمی کام انجام دینے کی نوکری کرنے والے ملازمین ہیں وہ اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کی انجام دہی مثلاً مضمون اور کتاب کی تیاری، ترجمہ، ٹائپنگ، تدریس کے لئے سب کی پلاننگ، امتحان کے سوالنامہ کی تیاری، رپورٹ کی تیاری، مفصل تحریر کی تلخیص، قانونی صلاح ومشورہ کی فراہمی وغیرہ کام اگر Chat Gpt کے ذریعہ کم وقت میں بہ آسانی پورا کرلیں تو وہ اپنے مفوضہ کاموں کی انجام دہی کرنیوالے قرار دیئے جائیں گے اور ان کے لئے اپنی تنخواہ یا معاوضہ وصول کرنا اس وقت درست ہوگا، جبکہ تفویض کے مطابق صحیح صحیح کام ہوا ہو۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت (AI) سے استفادہ کا مسئلہ

مولانا ابوعاصم اعظمی☆

۱- مصنوعی ذہانت کے بارے میں مذکور تفصیلات سے اندازہ یہ ہوا کہ یہ ''اِثمہ اُکبر من نفعہ'' اور ''فیہ منافع وغرر کثیر'' کی قبیل سے ہے، انسانی زندگی کے بہت سارے امور تجارت ومعیشت، تعلیم وتعلم وغیرہ میں اس کا استعمال مفید وکارآمد ہے، تو موجودہ انسانی ذہنیت کے فساد اور تخریب مزاجی کے پیش نظر تلبیس وتزویر کے قوی امکانات کے نتیجہ میں خطرات ومضرات سے دوچار ہونے کے اندیشے زیادہ ہیں، اس لئے محتاط طور پر اس کے منافع سے استفادہ کے جواز کے ساتھ ایک حد تک دوری اور تحفظ بنائے رکھنا بھی لازم ہے۔

"يكون في آخر الزمان دجالون كذابون، يأتونكم من الأحاديث بما لم تسمعوا أنتم، ولا آباؤكم، فإياكم وإياهم، لا يضلونكم، ولا يفتنونكم" (اخیر زمانہ میں کچھ فریبی کذاب ہوں گے جو لائیں گے تمھارے پاس ایسی احادیث جن کو نہ تم نے سنا اور نہ تمہارے آباء واجداد نے، تو تم اپنے کو ان سے دور رکھنا اور ان کو اپنے سے دور رکھنا، کہیں تمھیں گمراہ نہ کردیں، تمھیں آزمائش میں نہ ڈال دیں) (مقدمہ صحیح مسلم)۔

نیز فقہی قاعدہ ہے: "دَرْءُ الْمَفَاسِدِ أَوْلَى مِنْ جَلْبِ الْمَصَالِحِ، فَإِذَا تَعَارَضَتْ مَفْسَدَةٌ وَمَصْلَحَةٌ قُدِّمَ دَفْعُ الْمَفْسَدَةِ غَالِبًا؛ لِأَنَّ اعْتِنَاءَ الشَّرْعِ بِالْمَنْهِيَّاتِ أَشَدُّ مِنْ اعْتِنَائِهِ بِالْمَأْمُورَاتِ" (مفاسد کو دور کرنا مصلحتوں کو حاصل کرنے سے بہتر ہے، لہذا جب صلاح وفساد میں تعارض ہو تو اکثر مفاسد کے دور کرنے کو ترجیح دی جائے گی، کیونکہ کے شریعت میں منہیات سے بچنے کا اہتمام مامورات کی انجام دہی کے اہتمام سے بڑھا ہوا ہے) (الاشباہ والنظائر لابن نجیم)۔

۲- مصنوعی ذہانت کے استعمال میں تلبیس وفراڈ کے بہت زیادہ امکانات کے باوجود اس کے استعمال میں بہت سی آسانیاں اور افادیت بھی ہے، لہذا اس کے استعمال میں محتاط رویہ روا رکھنا ہی دانشمندی ہے، اس سے استفادہ اور اور مضرات سے تحفظ میں شرعی اصول وضوابط کا استعمال بہت معاون ثابت ہوگا، مثلاً:

☆ مفتی جامعہ تعلیم الدین مئو۔

۱-اس کی تصدیق یا تکذیب میں جلد بازی سے اجتناب کیا جائے، جیسا کہ اسرائیلی روایات کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے:

''أَنَّ أَبَا نَمْلَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ: بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ جَائَهُ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ: أَتَتَكَلَّمُ هذِهِ الْجِنَازَةُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ "الله أعْلَمُ ."فَقَالَ الْيَهُودِيُّ: أَنَا أَشْهَدُ أَنَّهَا تَتَكَلَّمُ .فَقَالَ النَّبِي ﷺ: "إِذَا حَدَّثَكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَلاَ تُصَدِّقُوهُمْ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ وَقُولُوا: آمَنَّا بِاللهِ، وَمَلاَئِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، فَإِنْ كَانَ حَقًّا لَمْ تُكَذِّبُوهُمْ، وَإِنْ كَانَ بَاطِلاً لَمْ تُصَدِّقُوهُمْ ."وَقَالَ: "قَاتَلَ الله الْيَهُودَ، لَقَدْ أُوتُوا عِلْماً'' (موارد الظمآن الی زوائد ابن حبان: ح:110) (ابونملہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک یہودی آئے اور کہا کہ؛ کیا یہ مردہ بات کرے گا، تو نبی ﷺ نے فرمایا، اللہ ہی زیادہ جانتے ہیں، تو اس یہودی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بات کرے گا، اس موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا جب اہل کتاب تم سے کچھ بیان کریں تو نہ اس کی تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو، بلکہ یہ کہو کہ ہم اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں، اس طرح اگر ان کا بیان حق ہوگا تو تم نے اس کی تکذیب نہیں کی اور اگر باطل رہا تو تم نے اس کی تصدیق نہیں کی اور آپ نے فرمایا، اللہ یہود کو ہلاک کرے، یہ لوگ علم دیئے گئے ہیں)۔

۲-مراجع ومصادر سے اس کی تحقیق کی جائے، اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:''يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَائَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ'' (اے ایمان والو! کوئی فاسق تمھارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی تفتیش کرلو، ایسا نہ ہو کہ تم کسی کو نادانی میں کوئی مصیبت پہونچاؤ پھر اپنے کئے پر شرمندہ ہو) (الحجرات)۔

۳-دینی وعلمی امور میں جو معلومات فراہم ہورہی ہوں، وہ معروف ہوں، دین سے ثابت شدہ معلومات کے موافق ہوں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے منقول مذکورہ بالا حدیث سے مفہوم ہوتا ہے۔

۳- مصنوعی ذہانت کے اپلیکیشن Chat GPT کے ذریعہ تیار کردہ تحریر اور کتاب کو اپنی جانب صرف اس بنیاد پر منسوب کرنا اور حق تصنیف رکھنا کہ وہ تحریر اور کتاب متعلقہ شخص نے اپنے سوالات کے ذریعہ تیار کرائی ہے علی الاطلاق درست نہیں ہونا چاہئے، اس لئے کہ اس تحریر یا کتاب کے مواد اس کے اپنے جمع کردہ نہیں ہیں، اور مہ اسی کے ساتھ خاص ہیں، کوئی دوسرا تیسرا بھی بعینہ وہی سوال کرے تو امکان یہی ہے کہ بعینہ اسی الفاظ اور اسی تعبیرات میں اس کا جواب بھی ہو، اس لئے مناسب یہ ہوگا کہ یہ صراحت کی جائے کہ''Chat GPT کے ذریعہ مرتب کردہ'' لکھا جائے۔

۴- مصنوعی ذہانت کا استعمال اذان کے لئے کیا جانا کہ اس کے ذریعہ مقرر کردہ نظام کے مطابق ہر نماز کے وقت پر خود

بخود اذان انجام پاتی رہے، درست نہیں ہے، کیونکہ اذان محض اعلام نہیں، بلکہ ایک عبادت بھی ہے، اس کے کلمات تکبیر و شہادتین، دعوت الی الصلاۃ والفوز والفلاح اور کلمہ توحید پر بھی مشتمل ہیں، عربی کے سوا کسی دوسری زبان میں نہیں کہی جائے گی، فاسق، سکران اور عورت کی اذان مکروہ ہے، اور مجنون اور ناسمجھ بچے کی اذان جائز ہی نہیں، اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ جس نماز کے لئے وہ دعوت دے رہا ہے، خود وہ اس نماز میں شریک ہونے سے عاجز ہے، اس لئے مصنوعی ذہانت کے ذریعہ اذان کہنا بھی جائز نہیں ہوگا۔

۵- جب اس بات کا امکان ہے کہ فون پر ایک شخص کی اپنی آواز میں اس کی ناکہی ہوئی بات بولی جاسکتی ہے، تو فون کی آواز شرعاً معتبر نہیں مانی جائے گی اور نہ اس پر کوئی شرعی احکام مرتب ہوں گے، "لِأَنَّ النَّغَمَاتِ يُشْبِهُ بَعْضُهَا بَعْضًا" (بدائع الصنائع:5/398)، اور تحمل شہادت میں معاینہ بنفسہ شرط ہے:

"وَالثَّالِثُ: أَنْ يَكُونَ التَّحَمُّلُ بِمُعَايَنَةِ الْمَشْهُودِ بِهِ بِنَفْسِهِ لَا بِغَيْرِهِ، إلَّا فِي أَشْيَاءَ مَخْصُوصَةٍ يَصِحُّ التَّحَمُّلُ فِيهَا بِالتَّسَامُعِ مِنْ النَّاسِ، (وَهِيَ النِّكَاحُ وَالنَّسَبُ وَالْمَوْتُ،) لِقَوْلِهِ ﷺ لِلشَّاهِدِ: «إذَا عَلِمْتَ مِثْلَ الشَّمْسِ فَاشْهَدْ، وَإِلَّا فَدَعْ" (ایضاً:399)۔

"وَلَنَا أَنَّ الْأَدَاءَ يَفْتَقِرُ إلَى التَّمْيِيزِ بِالْإِشَارَةِ بَيْنَ الْمَشْهُودِ لَهُ وَالْمَشْهُودِ عَلَيْهِ، وَلَا يُمَيِّزُ الْأَعْمَى إلَّا بِالنَّغْمَةِ، وَفِيهِ شُبْهَةٌ" (ردالمحتار:8/193) کسی کی نہ کہی ہوئی بات کو اس کی طرف منسوب کرنا اس پر تہمت رکھنے کے مرادف ہے، اور اس سے بدگمانی کا باعث ہے، اور یہ دونوں امر ممنوع وحرام ہیں:

"يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ" (الحجرات:۱۲)۔

۶- کسی شخص سے منسوب کوئی ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ شرعی ثبوت کے طور پر قبول نہیں کی جائے گی، کیونکہ موبائل فون میں ایسے ایپس بھی موجود ہوتے ہیں جس سے آواز کو بدلا جاسکتا ہے، یا کسی کے جسم پر دوسرے کا چہرہ سیٹ کیا جاسکتا ہے، یا کسی کو ایسے مقام پر دکھایا جاسکتا ہے جہاں وہ موجود نہ ہو یا ایسی حرکت کرتے ہوئے دکھایا جاسکتا ہے جو حرکت اس نے نہیں کی ہے، اس لئے محض ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ مشکوک ہونے کے سبب شرعی ثبوت کے لئے کافی نہیں، جب تک اس کے شرعاً مطلوبہ گواہ خارج میں اس کی گواہی نہ دیں۔

"وَفِعْلُ كُلِّ وَاحِدٍ لَا يَثْبُتُ إلَّا بِشَاهِدَيْنِ" اور ہر ایک کا فعل نہیں ثابت ہوگا مگر دو گواہوں سے (الجوہرۃ النیرۃ: کتاب الحدود)۔

"وإذا جاء رجل بكتاب قاض إلى قاض والقاضي لا يعرف كتابه ولا خاتمه، فإن أبا حنيفة رضى الله عنه كان يقول: لا ينبغي للقاضي الذي أتاه الكتاب أن يقبله حتى يشهد شاهدا عدل على خاتم القاضي وعلى ما في الكتاب كله إذا قرء عليه" اور جب کوئی آدمی کسی قاضی کا مکتوب کسی قاضی کے پاس لائے، اور قاضی اس کی تحریر یا مہر کی شناخت نہ رکھتا ہو تو ابوحنیفہؒ کہتے تھے کہ وہ قاضی جس کے پاس مکتوب آیا ہے اسے قبول نہیں کرنا چاہئے جب تک دو عادل گواہ اس قاضی کی مہر اور اس تمام تحریر جو اس کے سامنے پڑھ گئی ہے اس کی گواہی نہ دیں (اختلاف ابی حنیفۃ وابن ابی لیلی: باب القضاء)۔

۷- جو اساتذہ اور مصنفین یا علمی کام انجام دینے کی نوکری کرنے والے ملازمین اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کی انجام دہی، مثلاً مضمون اور کتاب کی تیاری، ترجمہ، ٹائپنگ، تدریس کے لئے سبق کی پلاننگ، امتحان کے سوالنامہ کی تیاری، رپورٹ کی تیاری، مفصل تحریر کی تلخیص، قانونی صلاح ومشورہ کی فراہمی وغیرہ کام چیٹ جی پی ٹی کے ذریعہ کم وقت میں بہ آسانی پورا کرلیں، تو وہ اپنے مفوضہ کاموں کی انجام دہی کرنے والے قرار دیئے جائیں گے اور ان کے لئے اپنی تنخواہ یا معاوضہ وصول کرنا شرعاً درست ہوگا۔

"الأجرة لا تجب بالعقد وتستحق بأحد معان ثلاثة: إما بشرط التعجيل، أو بالتعجيل من غير شرط، أو باستيفاء المعقود عليه" محض عقد (اجارہ) سے اجرت واجب نہیں ہوتی اور اس کا استحقاق تین امور سے ہوتا ہے یا تو شرط تعجیل سے، یا بغیر شرط تعجیل سے یا معقود علیہ کے انجام دے لینے سے (ہدایہ)۔

"لِأَنَّهُ إذَا اسْتَوْفَى الْمَعْقُودَ عَلَيْهِ فَقَدْ مَلَكَ الْمَنْفَعَةَ فَاسْتَحَقَّ مِلْكَ الْعِوَضِ فِي مُقَابَلَتِهِ" (اجارہ چونکہ ایسی منفعت کا عقد ہے جو عندالعقد معدوم اور غیر مملوک ہے)، اس لئے جب اجیر نے معقود علیہ کو پورا کردیا تو منفعت کا مالک ہوگیا، لہذا اس کے مقابلہ میں معاوضہ کے مالک ہونے کا بھی مستحق ہوگیا (الجوہرۃ النیرۃ 1:267)۔

"أَوْ بِاسْتِيفَاءِ الْمَعْقُودِ عَلَيْهِ وَهِيَ الْمَنْفَعَةُ" یا معقود علیہ جو منفعت ہے اس کے پورا کرلینے سے (البحر الرائق: کتاب الاجارۃ)۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ

مفتی محمد ابوبکر قاسمی☆

۱-مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا شرعی حکم:

مصنوعی ذہانت سے استفادہ شرعا جائز ہے، اور اس کا استعمال کرتے وقت وسائل کی بحث بھی شرعا درست ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''**ماجعل علیکم فی الدین من حرج**''(سورۂ حج:۷۸)۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''**یسروا تعسروا ابشروا ولاتنفروا**''(بخاری)۔

۲-مصنوعی ذہانت کا استعمال کن امور میں جائز ہے؟

مصنوعی ذہانت کا استعمال نیکی اور مباح کاموں میں جائز ہے، اور گناہ اور دھوکہ کے کاموں میں اس کا استعمال جائز نہیں ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''**تعاونوا بالبر والتقوی ولاتعاونوا بالاثم والعدوان**''(سورۂ مائدہ:۲)۔

۳-مصنوعی ذہانت کے ذریعہ تیار کردہ تحریر کو اپنی طرف منسوب کرنا:

مصنوعی ذہانت کے ذریعہ کوئی کتاب تیار کر کے اسے اپنی طرف منسوب کرنا اور اس کا حق تصنیف اپنے لئے مخصوص رکھنا شرعا جائز ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ''**واذیدفع ابرھیم القواعد عن البیت واسماعیل**''(سورۂ بقرہ:۱۲۸)۔

۴-مصنوعی ذہانت کے ذریعہ اذان دینا:

اذان دینا شرعا عبادت ہے، جس کی انجام دہی انسان، بلکہ مسلمان کو کرنی ہے، لہذا مصنوعی ذہانت کے ذریعہ اذان دینے کا عمل شرعا درست نہیں ہے، اس سے اذان کی ادائیگی نہیں ہوگی۔

۵-فون اور موبائل کا استعمال کن امور میں معتبر ہے؟

فون اور موبائل کا استعمال خبر دینے اور معاملات میں معتبر ہے اور دیانت وامانت اور عبادت کے سلسلہ میں جہاں گواہی کی ضرورت پڑتی ہے، فون وموبائل کا استعمال درست نہیں ہے۔

☆ جامعہ رحیمیہ، رحمت نگر، برہم پور، دربھنگہ بہار۔

۶-ویڈیو یا آڈیو کی ریکارڈنگ کو شرعی ثبوت کے طور پر قبول کرنا:

اگر کسی نے ویڈیو یا آڈیو کے ذریعہ ریکارڈنگ تیار کرلی اور اتمام حجت کے لئے اس کا حوالہ دیا تو شرعا اس کو شرعی ثبوت کے طور پر قبول کرنا درست نہیں ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:"**إن جاء كم فاسق بنبافتبينوا**"(سورۂ حجرات:٦)،قرآن کریم نے جب فاسق کی خبر کی قبولیت کے لئے تحقیق کو لازم قرار دیا ہے،تو مشینی آلات کی ریکارڈنگ کو لکھی ہوئی تحریر کے درجہ میں تو رکھا جاسکتا ہے،لیکن اسے حجت لازمہ نہیں قرار دیا جاسکتا۔

۷-مشینی آلات کے ذریعہ کام انجام دے کر تنخواہ وصول کرنا:

پہلے زمانے میں نقل وحرکت کا عمل انسان اپنے اعضاء وجوارح کے ذریعہ انجام دیتا تھا،اب اس کی جگہ مشین آ گئی ہے،لہذا مشین کے ذریعہ کام کو انجام دے کر تنخواہ یا معاوضہ وصول کرنا شرعا درست ہے۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ

ڈاکٹر حافظ کلیم اللہ عمری مدنی ☆

۱- روبوٹ بنانا یا مشین بنانا اور اسے ٹرین کرنا تا کہ وہ انسانوں کی طرح ذمہ داریاں ادا کرے، یہ جائز تو ہے مگر یہ بات یاد رہے کہ یہ مشین مکمل انسان یا کسی جانور کی شباہت پر نہ بنایا جائے، تا کہ اللہ کی خلاقیت سے تشابہ لازم آئے، یا مجسمہ سازی کے ضمن میں داخل ہو، اور یہ بھی سچ ہے کہ انسان جتنا مرضی زور لگائے مگر اللہ کی تخلیق کی طرح کبھی نہیں بنا سکتے۔

دوسری بات یہ بھی ہے کہ مصنوعی ذہانت/ روبوٹ بنانا ہی ہو تو وہ مجسمہ نما نہ ہو تو اس کا بنانا اور استعمال کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اسے جائز کاموں میں ہی استعمال کیا جائے، یعنی حرام کام یا اس کے تعاون میں استعمال نہ کیا جائے۔

''**تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان**''(سورۂ مائدہ:۲)۔

تیسری بات یہ بھی یاد رہے کہ مصنوعی ذہانت سے انسانی ذہانت کی طرح اختراعی کام کی توقع نہیں کی جاسکتی، انسان کا ذہن مصنوعی ذہانت کے بغیر اختراعی کام انجام دے سکتا ہے، مگر انسانی ذہن کے بغیر مصنوعی ذہانت کوئی بھی کام نہیں کرسکتا۔

۲- سوال سے خود واضح ہے کہ مصنوعی ذہانت کے استعمال میں تلبیس اور فراڈ کے بہت زیادہ امکانات ہیں، ساتھ ہی یہ وسائل زندگی کے لئے بہت سی آسانیاں اور افادیت بھی رکھتے ہیں، لہذا ایسی صورت میں ہمیں اس اپلی کیشن کے استعمال میں بہت محتاط ہوکر درج ذیل اصول وضوابط کی پابندی کرنی ہوگی۔

۱۔ تلبیس اور دھوکہ دہی کسی بھی صورت میں اور کسی بھی کام میں جائز نہیں۔

۲۔ اس اپلی کیشن کے استعمال کے ساتھ اپنی صلاحیتوں کو بروکار لانا بھی لازم ہے، کیونکہ وہ اپلی کیشن انسان ہی کا بنایا ہوا ہے، اس میں خطا کا احتمال بھی ہے، لہذا بار بار نظر ثانی کی اشد ضرورت ہے۔

۳۔ مصنوعی ذہانت کے کاموں کو اپنی طرف منسوب نہ کیا جائے، کیونکہ اس میں اس اپلی کیشن کی مدد بہت شامل ہے۔

☆ استاذ ومفتی وپرنسپل جامعہ دارالسلام عمرآباد۔

۴۔مصنوعی ذہانت والی مشین کی شکل وصورت انسان یا حیوان کے مشابہ نہ ہو، تاکہ اللہ کی خلاقیت کے ساتھ تشابہ لازم نہ آئے۔

۵۔مصنوعی ذہانت والی مشین کو صحیح رہنمائی کی اشد ضرورت ہے، ورنہ اس پر اعتماد کی صورت میں صحیح حل/ترجمہ/تحقیق/تالیف وتصنیف ناممکن ہے۔

۶۔مذکورہ اپلی کیشن کے استعمال سے کام کرنے کے بعد سو فیصد اپنی جانب منسوب کرنا دشوار ہے۔

۳- مصنوعی ذہانت کے اپلی کیشن Chat GPT کے ذریعہ تیار کردہ تحریر اور کتاب کو اپنی جانب صرف اس بنیاد پر منسوب کرنا اور حق تصنیف رکھنا کہ وہ تحریر اور کتاب ہم نے اپنے سوالات کے ذریعہ تیار کرائی ہے درست نہیں ہے، کیونکہ یہ اپلی کیشن کا کمال ہے، نیز اس میں بہت سی غلطیوں کا بھی احتمال باقی رہتا ہے، لہذا مصنوعی ذہانت کے اپلی کیشن Chat GPT کے ذریعہ تیار کردہ تحریر اور کتاب کو اپنی تصنیف یا تالیف نہیں قرار دیا جاسکتا، اگرچہ کہ اس اپلی کیشن کے استعمال میں دوسروں کی ذہانت وفطانت بھی استعمال کی جاتی ہے۔کسی مشین یا ٹیکنالوجی سے استفادہ کرنے کے لئے خود حضرت انسان کا ہنرمند اور باسلیقہ ہونا ضروری ہے۔

اردو زبان میں سرقہ/چوری کا پتہ لگانا مشکل ہے، مگر انگریزی زبان میں لکھے گئے جوابات مصنوعی ذہانت سے سرقہ کا اندازہ لگانا بہت آسان ہے، طلبہ کی نقل کی فی صد کتنی ہے، اصل اور نقل کی فی صد کی تعیین ممکن ہے، مزید طلبہ کو جامع تحریر لکھنے میں بھی مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔

مصنوعی ذہانت کو معاون کے طور پر استعمال کرنا ممکن ہے، مگر بہتر تدریس، تصنیف، تالیف یا تحقیق کے لئے مصنوعی ذہانت پر منحصر نہیں ہے۔

۴- صورت مسؤلہ میں مصنوعی ذہانت کا استعمال اذان کے لئے کیا جانا تاکہ مقررہ کردہ نظام کے مطابق ہر وقت نماز پر خود بخود اذان انجام پاتی رہے شرعا درست نہیں ہے، کیونکہ اذان امر تعبدی ہے، روبوٹ کے ذریعہ یا مصنوعی ذہانت کے ذریعہ اذان دیا جانا شریعت کے ساتھ کھلواڑ ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔اذان کا وہی طریقہ درست اور سنت متبعہ ہے جو صدیوں سے تواتر عمل سے ثابت ہے۔

۵- صورت مسؤلہ میں فون پر ایک شخص کی اپنی آواز میں اس کی ناکہی ہوئی بات بولی جاسکتی ہے، تو اب فون کی آواز شرعا معتبر نہیں مانی جاسکتی ہے اور اس پر شرعی احکام بھی مرتب نہیں ہوں گے، چونکہ اس میں دھوکہ اور ایڈیٹنگ کی گنجائش ہے، لہذا آڈیو کو بطور دلیل مان کر اس پر کاروائی یا فون پر نکاح یا طلاق، شہادت وغیرہ جس میں ایجاب وقبول کا اعتبار نہیں کیا

جاسکتا،'' **اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال**''۔

۶- صورت مسؤلہ میں کسی شخص سے منسوب کوئی ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ ہو اور مکمل یقین ہو کہ یہ ویڈیو یا آڈیو اس متعین شخص کا ہی ہے اور اس میں کوئی ملاوٹ یا ایڈیٹنگ وغیرہ نہیں ہے تو ایسی صورت میں اعتماد کے ساتھ اس کو شرعی ثبوت کے طور پر قبول کیا جاسکتا ہے۔

۷- Chat GPT کے ذریعہ کم وقت میں بہت سے کام انجام تو پاتے ہیں، لیکن صحیح و معیاری کام نہیں ہوسکتا، یہ ایک تجارتی عمل تو ہے مگر ٹھوس اور مضبوط نہیں، اس میں کام کرنے والے کو اس Chat GPT پر مکمل اعتماد نہیں کیا جاسکتا، اور نہ ہی کام صحیح اور معیاری ہوتا ہے، بلکہ اس کے ساتھ سسٹم پر کام کرنے والے مصنفین، محققین، معلمین یا پروگرامس بنانے والے کو بھی نشیط اور محتاط ہوکر گہری نظر رکھتے ہوئے کام کیا جائے، شروع سے آخر تک تنقیدی نظر سے کام کیا جائے تو کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے، اور وہ اپنے مفوضہ کاموں کی انجام دہی کرنے والے قرار دئے جائیں گے، اور ان کے لئے اپنی تنخواہ یا معاوضہ وصول کرنا شرعا درست ہوگا۔

ورنہ دوسری صورت یہ ہوگی کہ Chat GPT پر مکمل اعتماد کرنے والے صحیح نتیجہ تک نہیں پہنچ سکتے، اور مفوضہ کام کی انجام دہی بھی صحیح معنی میں نہیں ہوسکتی۔ جیسے گوگل ترجمہ پر بھروسہ کرنے والے کا کام کبھی کامیاب نہیں ہوتا، اس میں بہت سی غلطیاں ہوتی ہیں، اور فنی ترجمہ کا حق ادا نہیں ہوتا۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت AI سے استفادہ کا مسئلہ

مفتی جنید احمد قاسمی☆

۱- شرعی اور اخلاقی اصول وضوابط کی پابندی کے ساتھ اے آئی کا استعمال جائز ہے، اور جہاں تک اے آئی کے ذریعے علمی اور معلوماتی سہولیات سے استفادہ کرنے کی بات ہے تو اس میں تحفظات کی ضرورت ہے، کیونکہ اے آئی سے حاصل ہونے والی معلومات کے سو فیصد یقینی اور صحیح ہونے کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ اے آئی سے حاصل ہونے والی معلومات کے بارے میں چند باتیں پیش کی جاتی ہیں، جس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کن تحفظات کی ضرورت ہے۔

۱-اس سلسلے کی بنیادی چیز یہ ہے کہ اے آئی کے ذریعہ حاصل کی جانے والی معلومات جدید تحقیق سے خالی ہوسکتی ہیں، کیوں کہ وہ پہلے سے محفوظ مواد کو ہی پیش کرتا ہے، اس کا اندازہ ایسی چیز کے بارے میں سوال کرکے لگایا جاسکتا ہے، جس کے بارے میں گوگل پر مواد موجود نہ ہو، یا موجود تو ہو، لیکن اے آئی کی وہاں تک رسائی نہ ہو، آپ کو جواب ضرور دیا جائے گا، لیکن وہ غلط معلومات ہوں گی۔

۲-اے آئی کے ذریعہ حاصل کی جانے والی معلومات میں انتساب کی غلطی بھی دیکھنے کو ملتی ہے، اس سلسلے میں بھی احتیاط کی ضرورت ہے: مثلاً: جن کتابوں یا مصنفین تک اس کی رسائی ہے، حوالہ جات کو وہ انہیں کی طرف منسوب کرکے پیش کرتا ہے، کوئی مسئلہ جو بہشتی زیور یا فتاوی رحیمیہ کا ہو وہ آپ کے سامنے ''فتاوی رضویہ'' یا ''بہارِ شریعت'' کے حوالہ سے پیش کرے گا، کسی حدیث یا آیت کو حضرت علی یا کسی دوسری شخصیت کا قول، بنا کر پیش کرسکتا ہے، کسی سنت یا واجب کو فرض کے ساتھ پیش کرسکتا ہے۔

۳- اے آئی چونکہ ایک مشینی عمل کے ذریعہ جواب دیتا ہے، جس میں سوال سمجھنے میں غلطی کا امکان بھی ہے، لہذا جواب کی سچائی اور حقیقت جاننے کے لیے تحقیق ضروری ہے، بغیر تحقیق کے مواد پر اعتماد کرنا نقصان دہ ہوسکتا ہے۔

یہ چند چیزیں اے آئی استعمال کرنے کے بعد بطورِ مثال پیش کی گئی ہیں، جن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ شرعی اور حساس معاملات میں اے آئی کی معلومات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے، بلکہ ان کی تحقیق ضروری ہے۔

☆ استاذ مدرسہ جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مسجد بنگلہ والی بینا ضلع ساگر (مدھیہ پردیش)۔

۲- اس سوال کا جواب جاننے سے پہلے مختصراً مصنوعی ذہانت، اس کے فائدے اور نقصانات کو ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، مصنوعی ذہانت (AI) ایسی ٹیکنالوجی ہے جو کمپیوٹر سسٹمز کو انسانوں کی طرح سوچنے، سمجھنے، سیکھنے، اور فیصلے کرنے کی صلاحیت فراہم کرتی ہے۔AI مختلف الگورتھمز اور ماڈلز پر مبنی ہوتی ہے جو ڈیٹا کے تجزیہ کے ذریعے مختلف کام انجام دیتی ہے۔ اس کے استعمال کے جہاں متعدد فائدے ہیں وہیں کچھ نقصانات بھی ہیں۔

مصنوعی ذہانت AI استعمال کے فوائد:

۱-کارکردگی میں اضافہ:AI وقت کی بچت اور کارکردگی میں اضافہ کرتی ہے، خاص طور پر صنعتی اور کاروباری عمل میں۔

۲-خودکاری:AI معمول کے کاموں کو خودکار بنا دیتی ہے، جس سے انسانی وسائل کو اہم کاموں کے لیے آزاد کیا جا سکتا ہے۔

۳-درست تجزیہ:AI بڑی مقدار میں ڈیٹا کا تجزیہ کر کے درست اور معنی خیز معلومات فراہم کرتی ہے، جو بہتر فیصلے کرنے میں مدد دیتی ہے۔

۴-ذاتی تجربہ:AI صارفین کیرویہ اور ترجیحات کی بنیاد پر ذاتی نوعیت کی خدمات فراہم کرتی ہے۔

۵-صحت کی دیکھ بھال:AI مختلف بیماریوں کی تشخیص اور علاج میں مدد فراہم کرتی ہے، جس سے صحت کی دیکھ بھال میں بہتری آتی ہے۔

مصنوعی ذہانت AI استعمال کے نقصانات:

۱- روزگار کی کمی:AI کے استعمال سے بعض ملازمتیں ختم ہو سکتی ہیں، جس سے بے روزگاری بڑھ سکتی ہے۔

۲-رازداری کے مسائل:AI سسٹمز میں ذاتی معلومات کے غلط استعمال کا خطرہ ہوتا ہے۔

۳-سائبر سیکیورٹی:AI سسٹمز کو ہیک کیا جا سکتا ہے، جس سے سیکیورٹی خطرات بڑھ سکتے ہیں۔

۴-معاشرتی عدم مساوات:AI کے فوائد کی غیر متوازن تقسیم سے معاشرتی عدم مساوات بڑھ سکتی ہے، کیونکہ یہ ٹیکنالوجی زیادہ تر بڑی کمپنیاں اور امیر افراد ہی استعمال کر پاتے ہیں۔

۵- نفسیاتی اثرات:AI سے چلنے والے روبوٹس اور ورچوئل اسسٹنٹس کے ساتھ بڑھتی ہوئی تعاملات لوگوں کی سماجی زندگی اور نفسیاتی صحت پر منفی اثر ڈال سکتے ہیں۔

۶- غلط معلومات اور پروپیگنڈا:AI کی مدد سے تیار کی گئی جعلی ویڈیوز اور آڈیوز (ڈیپ فیک) کے ذریعہ غلط

معلومات پھیلانا آسان ہوگیا ہے۔اس سے عوامی رائے کو متاثر کرنے اور پروپیگنڈا کرنے کے مواقع بڑھ جاتے ہیں۔

۷- بدنامی اور جھوٹے الزامات: دیپ فیک ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے کسی بھی شخص کی آواز یا ویڈیو کو تبدیل کر کے انہیں بدنام کیا جاسکتا ہے یا جھوٹے الزامات لگائے جاسکتے ہیں۔

۸- پرائیویسی کی خلاف ورزی:AI کے ذریعے آڈیو اور ویڈیو میں تبدیلی کی وجہ سے کسی کی پرائیویسی متاثر ہوسکتی ہے، کیونکہ ان کی معلومات غلط طریقے سے استعمال کی جاسکتی ہیں۔

۹- جرائم کی منصوبہ بندی: مجرم AI کا استعمال کرتے ہوئے جعلی ویڈیوز اور آڈیوز تیار کر کے جرائم کی منصوبہ بندی کر سکتے ہیں، جیسے کہ فراڈ، بلیک میلنگ، یا شناخت کی چوری۔

۱۰- قانونی مسائل:AI کی مدد سے تیار کردہ جعلی مواد قانونی مسائل کا باعث بن سکتا ہے، کیونکہ ثبوت کے طور پر پیش کیے گئے ویڈیوز اور آڈیوز کی تصدیق مشکل ہوجاتی ہے۔

اے آئی کے فائدے اور نقصانات پر نظر ڈالنے کے بعد آسانی کے ساتھ یہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ اے آئی کے عدمِ جواز کا حکم نہیں لگایا جاسکتا تو مطلقا اس کے استعمال کی حوصلہ افزائی بھی نہیں کی جاسکتی؛ بلکہ اس سلسلے میں شرعی اصول وضوابط کی پاسداری انتہائی ضروری ہے، اس سلسلے میں چند ضوابط تحریر کئے جاتے ہیں:

ضوابط:

۱-AI کے استعمال میں یہ یقینی بنایا جائے کہ کسی بھی صورت میں حرام چیزوں یا غیر شرعی مواد کا استعمال نہ کیا جائے۔ اور نہ ہی حرام مواد کی ترویج ہو۔

۲- جھوٹ اور دھوکہ دہی پر مبنی معلومات نہ پھیلائی جائیں۔

۳- AI کے استعمال میں انصاف اور عدل کی پاسداری ضروری ہے۔

۴- صارفین کی ذاتی معلومات کی حفاظت اور امانت داری شرعی طور پر لازم ہے۔

۵- صارفین کی اجازت کے بغیر ان کی معلومات کو کسی اور مقصد کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔

۶- معلومات کے تحفظ کے لیے مضبوط اقدامات کیے جائیں۔

۷-AI کے استعمال میں انسانی عزت واحترام کی پاسداری کی جائے-AI کے ذریعے انسانوں کی عزت وتکریم میں کوئی کمی نہ آئے۔

۸-AI کے استعمال سے کسی بھی فرد کی توہین نہ ہو۔

۹- AI کے ذریعے غلط معلومات یا جھوٹ پھیلانا شرعی طور پر ممنوع ہے۔

۱۰- AI کا استعمال سچائی اور دیانت داری پر مبنی ہو، جھوٹ اور غلط بیانی سے بچا جائے۔

۱۱-AI کا استعمال ایسے طریقے سے کیا جائے جس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ پہنچے، AI کے ذریعے مثبت اور مفید معلومات فراہم کی جائیں۔

۱۲-AI کا استعمال معاشرے کی بہتری کے لیے کیا جائے۔

یہ چند باتیں ہیں جن کی پاسداری کرتے ہوئے مصنوعی ذہانت کا استعمال نہ صرف اسلامی اقدار کے مطابق ہوگا بلکہ معاشرتی بھلائی اور انصاف کے اصولوں پر بھی مبنی ہوگا۔ اس کے ذریعے ہم AI کے فوائد سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں جبکہ اس کے ممکنہ نقصانات سے بچ سکتے ہیں۔

۳- اس سوال کا جواب جاننے کے لیے ہمیں چیٹ جی پی ٹی کے جواب دینے کا طریقہ کار جاننا ہوگا، اور وہ یہ ہے کہ چیٹ جی پی ٹی مختلف ذرائع سے معلومات فراہم کرتا ہے، اس کی معلومات کا بنیادی ذریعہ اس کی تربیتی ڈیٹا کا ایک وسیع مجموعہ ہے جو مختلف متون پر مبنی ہے، جن میں آن لائن مضامین، کتابیں، تحقیقی مقالات، اور مستند ویب سائٹس شامل ہیں، چیٹ جی پی ٹی کسی مضمون یا کتاب کے پورے پیراگراف کو جوں کا توں نقل نہیں کرتا، بلکہ معلومات کا خلاصہ کر کے دوبارہ لکھ کر اپنے الفاظ میں پیش کرتا ہے۔

اس تفصیل کے بعد ہم یہ جان سکتے ہیں کہ کوئی بھی شخص اپنی کتاب کو صرف چیٹ جی پی ٹی کے ذریعے دئے گئے جوابات پر منحصر نہیں رکھ سکتا؛ بلکہ وہ اس میں ترمیم اور تحقیق کا محتاج ہوگا، اس کو الفاظ کی ترتیب اور انتخاب جدید کی بھی ضرورت ہوگی، اور جب وہ یہ سب کرے گا تو اس کتاب کو اپنی طرف منسوب بھی کر سکتا ہے اور حقِ تصنیف بھی رکھ سکتا ہے۔

۴- اذان منجملہ عبادتوں کے ایک عبادت ہے، اور عبادت کی ادائیگی کے لئے ضروری ہے کہ کوئی عبادت کا مکلّف موجود ہو اور یہاں کوئی مکلّف نہیں ہے؛ لہذا جس طرح ریکارڈنگ کے ذریعہ اذان کی عبادت اور سنت ادا نہیں ہوتی اسی طرح ایآئی کے ذریعہ ہونے والی اذان سے اذان کی سنت ادا نہیں ہوگی۔

"وذكر فى البدائع أيضاً: أن أذان الصبى الذى لايعقل لايجزى ويعاد؛ لأن ما يصدر لا عن عقل لا يعتد به، كصوت الطيور .....أن المقصود الأصلى من الأذان فى الشرع الإعلام بدخول أوقات الصلاة ,ثم صار من شعار الإسلام فى كل بلدة أو ناحية من البلاد الواسعة على ما مر، فمن

حيث الإعلام بدخول الوقت وقبول قوله لا بد من الإسلام والعقل والبلوغ والعدالة ."

۵- اگرچہ فون پر کسی شخص کی آواز میں اس کی ناکہی ہوئی بات بولی جاسکتی ہے،لیکن یہ صرف احتمال کے درجہ میں ہے،لہذا جب تک اس کے خلاف یقین نہ ہوتب تک فون کی آواز پہلے کی طرح اب بھی شرعاً معتبر ہوگی الا یہ کہ کوئی شخص اپنے ساتھ دھوکہ ہونے کا دعوی کرے تو شریعت کے مطابق قضاء کا معاملہ انجام پائے گا۔

۶- ویڈیو یا آڈیو کو شرعی ثبوت کے طور پر قبول نہیں کیا جاسکتا ہے، کیونکہ شرعی احکام یقین پر مبنی ہوتے ہیں، جبکہ ویڈیو اور آڈیو میں تبدیلی، تلبیس اور جعل سازی ممکن ہے۔البتہ ویڈیو یا آڈیو ثبوت کا قرینہ اور مؤید ضرور بن سکتی ہے۔

۷- مذکورہ حضرات کو تنخواہ یا معاوضہ ان کے مفوضہ کام کی انجام دہی پر طے ہوتی ہے، نہ کہ طریقہ کار پر؛لہذا یہ حضرات چیٹ جی پی ٹی کے ذریعہ اپنا مفوضہ کام انجام دیتے ہیں تو شرعاً مقررہ تنخواہ اور معاوضہ کے مستحق ہوں گے۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت سے استفادہ

مولانا محمد فیاض عالم قاسمی☆

اے آئی (مصنوعی ذہانت) کیا ہے؟

AI-(Artificial Intelligence) یعنی مصنوعی ذہانت کمپیوٹر سائنس کا ایک شعبہ ہے، جس کا مقصد ایسی مشینیں اور سافٹ ویئر بنانا ہے جو انسانی ذہانت کی نقل کر سکیں۔ مصنوعی ذہانت کا باقاعدہ آغاز 1956 میں ڈارٹماؤتھ کانفرنس میں ہوا۔ اس کانفرنس کا انعقاد جان میکارتھی، مارون منسکی، نیتھنیل روچیسٹر، اور کلود شینن نے کیا تھا۔ جان میکارتھی کو عام طور پر "اے آئی کا موجد" کہا جاتا ہے۔ مصنوعی ذہانت کی ترقی میں کئی ممالک نے حصہ لیا ہے، لیکن بنیادی تحقیق اور ترقی کا آغاز امریکہ میں ہوا، خاص طور پر اسٹینفورڈ یونیورسٹی اور میساچوسٹس انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی (MIT) جیسے اداروں نے اہم رول ادا کیا۔

اے آئی (مصنوعی ذہانت) کے فائدے:

اے آئی کا استعمال مختلف صنعتوں میں روٹین کے کاموں کو خودکار کرنے کے لیے کیا جاتا ہے، جیسے کہ مینوفیکچرنگ، ڈیٹا انٹری، اور کسٹمر سپورٹ، امراض کی تشخیص، مریضوں کی دیکھ بھال، اور نئی ادویات کی تیاری میں اے آئی کا استعمال بہت مؤثر ثابت ہوا ہے۔ اے آئی کی مدد سے مالیاتی تجزیے، مارکیٹ کی پیشن گوئی، اور فراڈ کا پتہ لگانے میں مدد ملتی ہے۔ تعلیمی مواد کو حسب منشاء بنانے اور طلبا کی کارکردگی کو جانچنے میں مددگار ہے۔ مواد کا ترجمہ، تلخیص وغیرہ کرنے میں بھی نہایت ہی مؤثر ثابت ہوا ہے۔ خودکار گاڑیاں اور ٹریفک مینجمنٹ سسٹمز میں اے آئی کا استعمال کیا جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ انسانی شکل میں بنا کر اے آئی سے انسانی خدمات بھی لی جا رہی ہیں۔ مصنوعی ذہانت (اے آئی) نے حالیہ برسوں میں بے پناہ ترقی کی ہے اور کئی شعبوں میں انقلابی تبدیلیاں لائی ہے۔ آئندہ چند برسوں میں اے آئی کے فوائد اور نظر آئیں گے، نیز اس کا چلن بھی عام ہو جائے گا۔

☆ قاضی شریعت دارالقضاء آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، ناگپاڑہ، ممبئی۔۸۔

اے آئی (مصنوعی ذہانت) کے نقصانات:

تاہم اس کے نقصانات بھی بہت سارے ہیں۔اے آئی کی آٹومیشن کی وجہ سے کئی ملازمتیں ختم ہوسکتی ہیں،جس سے بے روزگاری کا مسئلہ پیدا ہوسکتا ہے۔ڈیٹا کی نگرانی اور تجزیہ کی وجہ سے پرائیویسی کی خلاف ورزی ہوسکتی ہے۔اے آئی کا غلط استعمال جیسے کہ ڈرون حملے،سائبر حملے،اور دیگر خطرناک مقاصد کے لیے بھی کیا جاسکتا ہے۔اگر اے آئی سسٹمز کو غلط یا جانبدارانہ ڈیٹا پر تربیت دی جائے تو یہ غلط نتائج یا فیصلے کر سکتے ہیں۔اگر اس عجیب مشین کو مناسب کنٹرولنگ کے بغیر چھوڑ دیا جائے تو یہ خود انسانوں کے وجود کے لئے بھی خطرناک ثابت ہوسکتی ہے۔بہت ممکن ہے کہ انسانوں کی نسل کو نیست ونابود کردے۔اس لئے ہندوستان سمیت دنیا کے کئی ممالک اے آئی کے تعلق سے ایسی پالیسیاں اور قوانین بنارہے ہیں جو اے آئی کے مثبت استعمال کو یقینی بنائیں اور اس کے ممکنہ نقصانات کو کم کریں۔

اے آئی (مصنوعی ذہانت) کے تعلق سے اکیڈمی کے سوالات کے جوابات:

۱- اے آئی ایک آلہ ہے،اس میں فی نفسہ کوئی برائی نہیں ہے،اس کا استعمال اچھے کاموں کیلئے بھی ہوسکتا ہے اور برے کاموں کے لئے بھی۔اس لئے اگر اچھے کاموں کے لئے استعمال کیا جائے اور اس سے دین ودنیا کا فائدہ لیا جائے تو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ہاں اگر اس کا استعمال غلط کاموں اور غیر شرعی کاموں کے لئے ہو تو پھر جائز نہیں ہوگا۔ کیونکہ مباحات پر ان کے مقاصد کے لحاظ سے حکم لگتے ہیں۔"اَلْأُمُورُ بِمَقَاصِدِهَا"(الاشباہ والنظائر:۲۳)۔

۲- اے آئی کے فوائد اور نقصانات ابھی زیادہ واضح نہیں ہوئے ہیں،اور نہ ہی اس کا چلن عام ہوا ہے،اس لئے فی الحال اے آئی کے تعلق سے حتمی طور پر کوئی ضابطہ بنانا مشکل ہے،خود ہمارا ملک بھی اس سلسلے میں ابھی تک کوئی حتمی قانون نہیں بناسکا ہے۔تاہم بنیادی اور اصولی طور پر اتنا کہا جاسکتا ہے کہ اے آئی کی مدد سے جائز کام انجام دینا جائز ہوگا اور ناجائز کام انجام دینا ناجائز ہوگا۔مثلاً اے آئی کے ذریعہ طویل مقالے کا خلاصہ کروانا،ترجمہ کروانا،امراض اور مجرموں کی تشخیص کرانا، گمشدہ افراد یا سامان کا تلاش کرانا وغیرہ جائز ہوگا۔جبکہ اسی اے آئی کے ذریعہ کسی کے رازوں کو جاننا،رازوں کی تشہیر کرنا، اسی کے ذریعہ کسی کا محفوظ ڈیٹا چوری کرنا،مال ودولت کو چوری کرنا وغیرہ ناجائز اور حرام ہوگا۔مصنوعی ذہانت میں جوں جوں ترقی ہوتی جائے گی اور اس کا چلن عام ہوتا جائے گا،اس کے فائدے اور نقصانات منظر عام پر آتے جائیں گے، اسی لحاظ سے اس کے تفصیلی اور جزئی طور پر شرعی اصول وضوابط بنتے جائیں گے۔

قانونی طور پر بھی اے آئی کے استعمال کے تعلق سے ایسے اصول وضوابط بنائے جائیں جن سے ملک وملت کا بھلا، انسانوں کی فلاح وبہبود ہو، اخلاق وکردار میں پاکیزگی آئے،امن وامان کا قیام ہو،ایک صالح معاشرہ کی تشکیل

ہوسکے۔اے آئی کا ایسا استعمال جس سے ملک وملت اور سماج کے لئے نقصان ہو، اخلاق وکردار ختم ہوجائیں، اس پر پابندی عائدی کی جائے۔

۳- چیٹ جی پی ٹی کی مدد سے تیار کردہ تحریر کو اپنی طرف منسوب کرنا درست ہے، اور اس بنیاد پر حق تصنیف محفوظ کرنا بھی درست ہے، کیونکہ یہ ایسا ہی کہ جس طرح مصنف لائبریری میں مختلف کتابوں کی ورق گردانی کر کے ایک کتاب مرتب کرتا ہے، تو اسے اپنی طرف منسوب کرنا درست ہوتا ہے اور اسے حق تصنیف بھی ملتا ہے، اسی طرح اے آئی یا چیٹ جی پی ٹی کی مدد سے تیار کردہ تحریر کو بھی اپنی طرف منسوب کرنا اور حق تصنیف محفوظ کرنا درست ہوگا۔لیکن یاد رہے کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ جس طرح چیٹ جی پی ٹی نے آپ کو مواد فراہم کیا ہے، اسی طرح دوسرے کو بھی آسانی سے وہی مواد فراہم کردے گا۔

۴- شریعت میں اذان صرف ایک اعلان نہیں؛ بلکہ ایک عبادت بھی ہے، اور سنت متوارثہ ہے، اس لئے اس کی شرائط اور اصول وضوابط بھی مقرر کئے گئے ہیں، اس لئے کسی مشین کے ذریعہ اذان کہلا دینا کافی نہیں۔اس سے اذان کی سنت ادا نہیں ہوگی۔اذان کی شرائط میں سے یہ ہے کہ اذان کہنے والا عاقل، بالغ اور سمجھدار مسلمان شخص ہو۔

''ردالمحتار''میں ہے:'' **هُوَ أَنَّ الْمَقْصُودَ الْأَصْلِيَّ مِنْ الْأَذَانِ فِي الشَّرْعِ الْإِعْلَامُ بِدُخُولِ أَوْقَاتِ الصَّلَاةِ، ثُمَّ صَارَ مِنْ شِعَارِ الْإِسْلَامِ فِي كُلِّ بَلْدَةٍ أَوْ نَاحِيَةٍ مِنْ الْبِلَادِ الْوَاسِعَةِ عَلَى مَا مَرَّ، فَمِنْ حَيْثُ الْإِعْلَامُ بِدُخُولِ الْوَقْتِ وَقَبُولِ قَوْلِهِ لَا بُدَّ مِنْ الْإِسْلَامِ وَالْعَقْلِ وَالْبُلُوغِ وَالْعَدَالَةِ، وَقَدَّمْنَا قَبْلَ هَذَا الْبَابِ عَنْ مُعِينِ الْحُكَّامِ مَا نَصُّهُ: الْمُؤَذِّنُ يَكْفِي إخْبَارُهُ بِدُخُولِ الْوَقْتِ إذَا كَانَ بَالِغًا عَاقِلًا عَالِمًا بِالْأَوْقَاتِ مُسْلِمًا ذَكَرًا وَيُعْتَمَدُ عَلَى قَوْلِهِ**''(ردالمحتار ۱/ ۳۹۴)۔

ظاہر بات ہے کہ اے آئی یا کوئی اور مشین نہ بالغ ہے، نہ مسلمان ہے، نہ مرد ہے اور نہ وہ حضرت انسان ہے۔عجیب اتفاق ہے کہ اس کا نام بھی انسان نہیں ہے، بلکہ نام کے جزء میں "مصنوعی" لفظ شامل ہے۔اسی وجہ سے ہمارے اکابر نے ریکارڈ شدہ تلاوت سننے پر سجدہ تلاوت کو واجب نہیں کہا ہے، نیز امام کی ریکارڈ کی ہوئی نماز کو مصلے پر رکھ کر اس کی اقتدا کی جائے، یا ٹیلی ویژن کی اقتداء میں نماز پڑھی جائے تو یہ جائز نہیں ہے۔اسی طرح ٹیپ ریکارڈ سے نشر کی ہوئی اذان بھی منشأ شریعت کے خلاف اور غیر مشروع ہے(دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر: 144004200139)۔

اسی طرح فتاوی دارالعلوم دیوبند جواب نمبر: U-1437/6=M/239-239:Fatwa ID62739

میں ہے:

ریکارڈ شدہ اذان کو مسجد کے مائک میں لگا کر بجا دینے سے وقتیہ اذان کی سنت ادا نہیں ہوگی، اس لیے ایسا کرنا نا درست اور نا کافی ہے، اذان وقت پر مؤذن کو یا کسی شخص کو اپنی آواز میں دینی چاہیے (دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند)۔

۵- فون کی آواز شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟ اس سلسلے میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ نے تفصیل سے کلام کیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ٹیلیفون کے ذریعہ دی گئی خبر نہ ہی بالکل بیکار ہے، اور نہ ہی پوری طرح قابل اعتبار ہے؛ بلکہ اس میں تفصیل ہے؛ کیوں کہ اخبار کی تین قسمیں ہیں:

۶- ایک قسم معاملات دنیویہ ہیں، جیسے بیع وشراء، وکالت، حوالت وغیرہ ان میں ایک آدمی کی خبر پر عمل کیا جاسکتا ہے، خواہ مسلم ہو یا کافر، فاسق ہو یا عادل، بشرطیکہ سامع کا قلب مطمئن ہو۔

''فتاوی ہندیہ'' میں ہے: '' يُقْبَلُ قَوْلُ الْوَاحِدِ فِي الْمُعَامَلَاتِ عَدْلًا كَانَ أَوْ فَاسِقًا حُرًّا كَانَ أَوْ عَبْدًا ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثَى مُسْلِمًا كَانَ أَوْ كَافِرًا دَفْعًا لِلْحَرَجِ وَالضَّرُورَةِ، وَمِنْ الْمُعَامَلَاتِ الْوَكَالَاتُ وَالْمُضَارَبَاتُ وَالرِّسَالَاتُ فِي الْهَدَايَا وَالْإِذْنُ فِي التِّجَارَاتِ، كَذَا فِي الْكَافِي.وَإِذَا صَحَّ قَوْلُ الْوَاحِدِ فِي أَخْبَارِ الْمُعَامَلَاتِ عَدْلًا كَانَ أَوْ غَيْرَ عَدْلٍ، فَلَا بُدَّ فِي ذَلِكَ مِنْ تَغْلِيبِ رَأْيِهِ فِيهِ إنْ أَخْبَرَهُ صَادِقٌ، فَإِنْ غَلَبَ عَلَى رَأْيِهِ ذَلِكَ عَمِلَ عَلَيْهِ، وَإِلَّا فَلَا، كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ''(فتاوی ہندیہ ۳۰۱/۵)۔

۷- دوسری قسم خالص حقوق اللہ ہیں، جیسے پانی، کھانے کپڑے وغیرہ کی نجاست یا طہارت کی اطلاع، یا گوشت کے حلال وحرام کی خبر یا نکاح وطلاق اور حلت وحرمت وغیرہ کے متعلق، ان میں عمل کرنے کے لئے مسلم عادل کی خبر شرط ہے، کافر وفاسق کی خبر پر عمل کرنا جائز نہیں، ''لقوله تعالىٰ:يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَائَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ''(سورۃ الحجرات:۶)، پھر اس میں مطلق مسلم عادل کی خبر کافی ہے، ایک ہو یا چند، مرد ہو یا عورت، خبر دینے والا سامنے ہو یا نظر سے غائب ہو، جیسے ٹیلفون اور ریڈیو وغیرہ میں بشرطیکہ اس کی آواز پہنچا کر یقین کرے کہ یہ اسی شخص کی آواز ہے۔

''فتاوی ہندیہ'' میں ہے: '' خَبَرُ الْوَاحِدِ يُقْبَلُ فِي الدِّيَانَاتِ كَالْحِلِّ وَالْحُرْمَةِ وَالطَّهَارَةِ وَالنَّجَاسَةِ إذَا كَانَ مُسْلِمًا عَدْلًا ذَكَرًا أَوْ أُنْثَى حُرًّا أَوْ عَبْدًا مَحْدُودًا أَوْ لَا، وَلَا يُشْتَرَطُ لَفْظُ الشَّهَادَةِ وَالْعَدَدُ، كَذَا فِي الْوَجِيزِ لِلْكَرْدَرِيِّ، وَهَكَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ وَالْهِدَايَةِ، وَلَا يُقْبَلُ قَوْلُ الْكَافِرِ فِي الدِّيَانَاتِ إلَّا إذَا كَانَ قَبُولُ قَوْلِ الْكَافِرِ فِي الْمُعَامَلَاتِ يَتَضَمَّنُ قَوْلَهُ فِي الدِّيَانَاتِ، فَحِينَئِذٍ تَدْخُلُ الدِّيَانَاتُ فِي ضِمْنِ

الْمُعَامَلَاتِ فَيُقْبَلُ قَوْلُهُ فِيهَا ضَرُورَةً هَكَذَا فِي التَّبْيِين" (فتاوی ہندیہ ۵/۳۰۸)۔

تیسری قسم وہ معاملات اور حقوق ہیں جن کا اثر صرف اپنے عمل پر نہیں، بلکہ دوسروں کو بھی اس کا پابند بنایا جا سکتا ہے، اور اس کا تعلق حقوق العباد سے ہے، اس میں با قاعدہ شہادت شرعی شرط ہے۔

''تبیین الحقائق'' میں ہے:" وَلَوْ سَمِعَ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِلَا يَسَعُهُ أَنْ يَشْهَدَ لِاحْتِمَالِ أَنْ يَكُونَ غَيْرُهُ إِذْ النَّغْمَةُ تُشْبِهُ النَّغْمَةَ" (تبین الحقائق ۴/۲۱۴)۔

مذکورہ تفصیل سے واضح ہو گیا کہ یہ آلات جدیدہ ٹیلیگراف، ٹیلیفون، وائرلیس، یا ریڈیو شرعی احکام میں مطلقاً بیکار بھی نہیں، اور مطلقاً قابل اعتبار بھی نہیں۔ قسم اول میں ہر قسم کی خبر کافی ہے، قسم دوم میں ٹیلیفون اور ریڈیو میں اگر آواز پوری طرح پہچان لی جائے اور خبر دینے والا مسلم ثقہ ہو تو خبر مقبول ہے، اور قسم سوم میں ان آلات میں سے کسی آلہ کی خبر کافی نہیں، بلکہ حاکم یا قاضی کے سامنے با قاعدہ شہادت ضروری ہے (خلاصہ از جواہر الفقہ، جلد سوم، خط، ٹیلیفون اور ٹیلی گراف کے احکام)۔

حضرت مفتی شفیع صاحبؒ کی بیان کردہ تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف شہادتِ شرعی ٹیلیفون کے ذریعہ معتبر نہیں، باقی ٹیلیفون کے ذریعہ حقوق اللہ اور دیانات سے متعلق خبریں معتبر ہیں، یہی وجہ ہے کہ فون پر دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے، فون کے ذریعہ کسی کی موت اور پیدائش کی خبر معتبر ہوتی ہے۔ گویا کہ ٹیلیفون کی آواز کا اعتبار کیا جاتا ہے، یہی اصل ہے۔ الا یہ کہ اس کے خلاف کوئی ثبوت موجود ہو۔ یعنی اگر کوئی شرعی ثبوت، قرینہ قاطعہ، یا گواہان وغیرہ موجود ہوں جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ یہ آواز متعلقہ شخص کی نہیں ہے، تو وہ آواز اس کی تسلیم نہیں کی جائے گی، اور اس بنیاد پر اس پر شرعی احکام لاگو نہیں ہوں گے۔ ورنہ محض شک کی وجہ سے رد نہیں کیا جا سکتا ہے۔ البتہ باب شہادت میں چوں کہ اعلیٰ درجہ کا یقین ہونا ضروری ہوتا ہے؛ کیوں کہ اس سے دوسرے کے حقوق متعلق ہوتے ہیں، اس لئے اس میں ٹیلیفون کی آواز معتبر نہیں۔

۸- آڈیو یا ویڈیو کو بھی ٹیلیفون کی آواز پر قیاس کر کے احکام مرتب ہونے چاہئیں، یعنی آڈیو اور ویڈیو کے ذیعہ حقوق اللہ اور دیانات سے متعلق خبریں معتبر ہوں گی۔ البتہ شرعی شہادت کے طور پر معتبر نہیں، تاہم اگر متعلقہ شخص اپنی ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ کا اقرار کرے، یا پوچھنے پر انکار نہ کرے، یعنی خاموش رہے تو اس کو اقرار کے درجہ میں مان کر شرعی ثبوت کے طور پر قبول کیا جا سکتا ہے۔ ہاں اگر اگر وہ انکار کرتا ہے اور اس کی آڈیو یا ویڈیو نہ ہونے پر کوئی ثبوت یا قرینہ قاطعہ ہو تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ کیوں کہ ایڈیٹنگ اور جعل سازی کا بھی امکان ہوتا ہے۔

''معین الحکام'' میں ہے:" اعْلَمْ أَنَّ الْإِقْرَارَ مِنْ أَقْوَى الْأَحْكَامِ وَأَشَدِّهَا وَهُوَ أَقْوَى مِنْ الْبَيِّنَةِ، وَوَجْهُهُ أَنَّهُ إذَا كَانَ يَسْتَنِدُ الْقَضَاءُ إلَى ظَنٍّ فَبِأَنْ يَسْتَنِدَ إلَى عِلْمٍ أَوْلَى؛ لِأَنَّ الْحُكْمَ بِالْإِقْرَارِ مَقْطُوعٌ

بِهِ''(معین الحکام ۱/ ۱۲۵)۔

''ردالمحتار''میں ہے:''وَالْحُجَّةُ: وَهِيَ إمَّا الْبَيِّنَةُ أَوْ الْإِقْرَارُ أَوْ الْيَمِينُ أَوْ النُّكُولُ عَنْهُ أَوْ الْقَسَامَةُ أَوْ عِلْمُ الْقَاضِي بِمَا يُرِيدُ أَنْ يَحْكُمَ بِهِ أَوْ الْقَرَائِنُ الْوَاضِحَةُ الَّتِي تُصَيِّرُ الْأَمْرَ فِي حَيِّزِ الْمَقْطُوعِ بِهِ''(ردالمحتار ۵/ ۳۵۴)۔

دوسری جگہ ہے:(وَقَضَى) الْقَاضِي (عَلَيْهِ بِنُكُولِهِ مَرَّةً) لَوْ نُكُولَهُ (فِي مَجْلِسِ الْقَاضِي) حَقِيقَةً (بِقَوْلِهِ لَا أَحْلِفُ) أَوْ حُكْمًا كَأَنْ (سَكَتَ)(ردالمحتار ۵/ ۵۴۹)''قَوْله: (حَقِيقَة) الاولى ذكره بعد قَوْله مرّة؛ لَان المتصف بِكَوْنِهِ حَقِيقَة وَحكما أَو صَرِيحًا وَدلَالَة، إنَّمَا هُوَ النّكُول كَمَا فِي الْعَيْنِيّ.قَوْله: (أَو حكما كَأَن سكت).أَقُول: تقدم أَنه مُنْكِرًا عَلَى قَوْلِهِمَا''(تکملۃ ردالمحتار ۸/ ۴۴)۔

۹- اساتذہ اور مصنفین اگر اے آئی یا کسی اور مشین کو استعمال کرتے ہوئے اپنا کام ہلکا کرتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔وہ اپنی ذمہ داری کو انجام دینے والے سمجھے جائیں گے، نیز ان کے لئے تنخواہ وغیرہ بھی حاصل کرنا جائز ہوگا۔البتہ اگر مستاجر نے یہ شرط لگادی کہ آپ گوگل یا اے آئی سے استفادہ نہیں کریں گے، کیونکہ مستاجر کو اس پر اعتماد نہیں ہے تو اے آئی سے استفادہ جائز نہیں ہوگا، نیز ایسی صورت میں تنخواہ وغیرہ لینا بھی درست نہیں ہوگا۔

''بدائع الصنائع''میں ہے:'' وَلِلْأَجِيرِ أَنْ يَعْمَلَ بِنَفْسِهِ وَأُجَرَائِهِ إذَا لَمْ يُشْتَرَطْ عَلَيْهِ فِي الْعَقْدِ أَنْ يَعْمَلَ بِيَدِهِ؛ لِأَنَّ الْعَقْدَ وَقَعَ عَلَى الْعَمَلِ، وَالْإِنْسَانُ قَدْ يَعْمَلُ بِنَفْسِهِ وَقَدْ يَعْمَلُ بِغَيْرِهِ؛ وَلِأَنَّ عَمَلَ أُجَرَائِهِ يَقَعُ لَهُ فَيَصِيرُ كَأَنَّهُ عَمِلَ بِنَفْسِهِ، إلَّا إذَا شَرَطَ عَلَيْهِ عَمَلَهُ بِنَفْسِهِ؛ لِأَنَّ الْعَقْدَ وَقَعَ عَلَى عَمَلٍ مِنْ شَخْصٍ مُعَيَّنٍ، وَالتَّعْيِينُ مُفِيدٌ؛ لِأَنَّ الْعُمَّالَ مُتَفَاوِتُونَ فِي الْعَمَلِ فَيَتَعَيَّنُ، فَلَا يَجُوزُ تَسْلِيمُهَا مِنْ شَخْصٍ آخَرَ مِنْ غَيْرِ رِضَا الْمُسْتَأْجِرِ''(بدائع الصنائع ۴/ ۲۰۸)۔

☆☆☆

مصنوعی ذہانت سے استفادہ کا مسئلہ

ڈاکٹر محی الدین غازی

۱- اللہ نے انسانوں کے وجود اور وجود کے متعلقات میں غیر معمولی صلاحیتیں اور امکانات ودیعت کیے ہیں۔ انسان کے اندر ان کی کھوج کا شوق اور ملکہ ودیعت کیا گیا ہے۔ یہ دریافتیں دراصل اللہ کی پوشیدہ نعمتوں تک رسائی ہے۔ اس میں پیچھے رہ جانا مقصد تخلیق کے منافی ہے۔ مصنوعی ذہانت بھی عام انسانی دریافتوں کی طرح ایک انسانی دریافت ہے۔ مقصد تخلیق تقاضا کرتا ہے کہ اس مصنوعی ذہانت کو خوب ترقی دی جائے اور اس کا خوب تر استعمال کیا جائے جب کہ مقاصد شریعت کا تقاضا ہے کہ مصنوعی ذہانت کے استعمال میں ان مقاصد کو ملحوظ رکھا جائے۔

۲- مصنوعی ذہانت کے استعمال میں درج ذیل اصولوں کا خیال رکھنا چاہیے:

(الف) اس کا استعمال تعمیری مقاصد کے لیے ہو تخریبی مقاصد کے لیے نہ ہو۔

(ب) اس کے ذریعہ حاصل ہونے والی معلومات کو تحقیق کے معیارات پر پرکھا جائے۔ مثال کے طور پر اگر مصنوعی ذہانت سے شریعت کا کوئی مسئلہ برآمد کیا جائے تو اسے بلا تحقیق پیش کرنے میں اس بات کا پورا امکان ہے کہ شریعت کی طرف غلط بات منسوب ہو جائے۔

(ج) اس کے ذریعہ حاصل شدہ معلومات اور اعداد وشمار کی پوری ذمے داری خود قبول کی جائے یا پھر وضاحت کر دی جائے کہ یہ مصنوعی ذہانت کی تخلیق ہے۔

(د) مصنوعی ذہانت کی تخلیق کو اپنی طبع زاد تخلیق کے طور پر نہ پیش کیا جائے۔ مثال کے طور پر ایک شخص شاعری کی ابجد سے ناواقف ہو اور خود کو مصنوعی ذہانت کی بنیاد پر شاعر کے طور پر پیش کرے۔ اسی طرح کوئی مصنوعی ذہانت سے کتاب تخلیق کرے اور اپنی کتاب کے طور پر پیش کرے جب کہ وہ خود ویسی کتاب نہ لکھ سکتا ہو۔

۳- مصنوعی ذہانت کے ذریعے یہاں تک تو جائز ہے کہ ایک شخص کتاب کا مواد حاصل کر لے۔ لیکن وہ کتاب اس کی جبھی کہلائے گی جبکہ وہ اس کی ہر ہر بات کی خود تحقیق کر کے اس کی صحت کا اطمینان کر لے اور اس کے تمام نتائج سے اتفاق

کرلے۔اس کے باوجود راقم کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ وہ کتاب میں یہ وضاحت کرے کہ یہ کتاب مصنوعی ذہانت کی مدد سے تیار کردہ ہے۔

یہ بات سامنے رہے کہ مصنوعی ذہانت کے ذریعہ جو چیز تیار ہوتی ہے وہ انٹرنیت پر موجود مواد اور کتابوں سے ہی تیار ہوتی ہے۔اس لیے وہ دوسروں کی تخلیقات وتحقیقات کا حاصل ہوتی ہے۔علمی دیانت داری کا تقاضا ہے کہ اس امر کی وضاحت ہو۔

۴- مصنوعی ذہانت سے اذان کا عمل انجام دینے میں کوئی شرعی قباحت محسوس نہیں ہوتی ہے۔

۵- فون پر کہی ہوئی آواز جب تک دنیا کے دیگر معاملات میں قانونی طور پر معتبر مانی جاتی رہے گی، اس وقت تک شرعًا بھی معتبر مانی جائے گی۔

۶- بڑے معاملات میں کسی شخص سے منسوب کوئی ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ اس صورت میں شرعی ثبوت کے طور پر قبول کرلی جائے گی جب اس کی فارنسنگ جانچ سے اس کی تصدیق ہوجائے۔جبکہ چھوٹے روزمرہ کے معاملات میں فارینسک جانچ کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں بھی عرف کا لحاظ کیا جائے گا اور جب تک دنیا کے دیگر معاملات میں ویڈیو یا آڈیو ریکارڈنگ قانونی طور پر معتبر مانی جاتی رہے گی، اس وقت تک شرعًا بھی معتبر مانی جائے گی۔

۷- اساتذہ اور دیگر ملازمین اگر اپنی مفوضہ ذمہ داری کو مصنوعی ذہانت کے وسائل سے انجام دیتے ہیں اور نتیجہ قابلِ اطمینان سامنے آتا ہے تو اس میں کوئی شرعی مضائقہ نہیں ہے۔سوائے ان کاموں میں جن میں خود ان کی اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا اظہار مقصود ہو۔اس بات کا قوی امکان ہے کہ مستقبل قریب میں مصنوعی ذہانت سے کام انجام دینا ہی عرف بن جائے اور اس سے کام نہ لینا خامی قرار پائے۔

☆☆☆

الذكاء الاصطناعى

مفتی نذیر احمد کرجیکر☆

الجواب الأول:

استخدام "الذكاء الاصطناعى" ليس محظورًا، لأنه مجرد أداة تساعد الإنسان فى وظائفه واحتياجاته وتبسط حياته .من خلال تبنى تطوير مسؤول للذكاء الاصطناعى، وإنشاء أطر أخلاقية، وتنفيذ لوائح فعالة، يمكننا ضمان أن يبقى الذكاء الاصطناعى أداة قوية تخدم مصالح الإنسان .بهذه الطريقة، يمكن للذكاء الاصطناعى أن يكون مفيدًا لنا بدلاً من أن يصبح قوة مهيمنة تسيطر على حياتنا.

ولابدفى استخدام الذكاء الاصطناعى بحذر ووعى، مع مراعاة القيم الإنسانية والأخلاقية. عندما نطور ونستخدم هذه التكنولوجيا بشكل صحيح، يمكن أن تساعد فى تحسين العديد من جوانب حياتنا مثل الصحة والتعليم والنقل .على سبيل المثال، يمكن للذكاء الاصطناعى أن يساعد الأطباء فى تشخيص الأمراض بدقة أكبر، ويساعد المعلمين فى تقديم تعليم مخصص للطلاب، ويساعد فى تحسين أنظمة المرور لتقليل الحوادث والإزدحام.

على النهاية، الهدف هو أن يكون الذكاء الاصطناعى أداة تعزز قدرات الإنسان وتساعده فى تحقيق أهدافه، وليس أداة تسيطر عليه أو تحل محله. وليس فيه مهناهاة لخلق الله۔

الدلائل:

"الأصل فى الأشياء الإباحة"(الأشباه والنظائر/۵۶)۔

"وسخرلكم ما فى السموات وما فى الارض جميعا منه"(سورۂ جاثیہ:۱۳)۔

☆ جامعہ حسینیہ،شری وردھن،مہاراشٹرا۔

ویقول الإمام الرازی:ما فی الأرض جمیعا جمیع المنافع فمنها ما یتصل بالحیوان والنبات والمعاون والجبا، ومنها مایتصل ب.....الحرف والأمور التی استنبطها العقلاء وبین .....أن کل ذلک انما خلقهما لی ینتفع بها، کما قال سفر لکم(تفسیر الرازی۲/۳۷۹ طبع دار احیاء التراث العربی)۔

الجواب الثانی:

نعم، من الضروری اتباع القواعد واللوائح الشرعیة لمنع عملیات الاحتیال والتضلیل .إن الالتزام بالتشریعات والأنظمة الشرعیة یساهم فی حمایة الحقوق وضمان العدالة فی التعاملات .من خلال الامتثال لهذه القواعد، یتم تعزیز الثقة بین الأفراد والمؤسسات، مما یقلل من فرص حدوث الاحتیال والخداع .

وفقًا للشریعة الإسلامیة، یجب علی المسلم أن یأخذ بعین الاعتبار الإجرائات التالیة عند استخدام الذکاء الاصطناعی:

☆الاستخدام الأخلاقی: یجب استخدام الذکاء الاصطناعی بشکل أخلاقی، لضمان عدم إلحاق الضرر بالآخرین أو انتهاک حقوقهم، ویجب أن یعزز العدل والإنصاف ویفید المجتمع.

عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنهما عن النبی ﷺ قال: "المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده، والمهاجر من هجر ما نهی الله عنه"(البخاری :۱۰)۔

☆الصدق والشفافیة: یجب أن یکون استخدام الذکائالاصطناعی شفافًا، حیث یجب إبلاغالمستخدمین عندما یتفاعلون مع الذکائالاصطناعی بدلاً من البشر، ولا یجب استخدامه للخداع أو التضلیل۔

عن أبی هریرة، عن النبی ﷺقال: " آیة المنافق ثلاث: إذا حدث کذب، وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان "(البخاری:۳۳)۔

☆حمایة الخصوصیة: یجب أن تحترم أنظمةالذکائالاصطناعی الخصوصیة والسریة، وأن یتم حمایة البیانات الشخصیة وعدم إسائة استخدامها أو مشارکتها دون موافقة.

☆تجنب المحتوی الضار: یجب عدم استخدام الذکاء الاصطناعی فی إنشاء أو مشارکة أو ترویج محتوی ضار أو غیر أخلاقی أو غیر مناسب یتعارض مع القیم الإسلامیة.

عن أبی هریرة، عن النبی ﷺ، قال: »دعونی ما ترکتکم، إنما هلک من کان قبلکم بسؤالهم واختلافهم علی أنبیائهم، فإذا نهیتکم عن شیء فاجتنبو.(البخاری:۷۲۸۸)۔

☆احترام الکرامة الإنسانیة: یجب علی الذکاء الاصطناعی احترام الکرامة الإنسانیة، وألا یُستخدم بطرق تُقلل من شأن الأفراد أو تستغلهم.

"وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلاً"(الاسراء :۷۸)۔

باتباع هذه الإرشادات، یمکن للمسلمین ضمان استخدام الذکاء الاصطناعی بما یتماشی مع المبادء الإسلامیة .

الجواب الثالث:

إذا قام شخص بإعداد مقال أو خطاب عن طریق استخدام شات جی بی تی وادعی أن الخطاب من إعداده الشخصی، فإن هذا الأمر غیر مقبول؛ لأن لو قام شخص آخر بطرح نفس السؤال أو الطلب إلی شات جی بی تی، فسیحصل علی نفس الإجابة أو مقال مشابه للغایة .وبالتالی، لا یصح أن ینسب الشخص المقال أو الخطاب الذی أعده شات جی بی تی لنفسه .هذا التصرف یعتبر تحایلاً وسوء استخدام للتکنولوجیا، ویتنافی مع قیم الأمانة والنزاهة الفکریة .یجب علی کل فرد أن ینسب العمل لمن قام به فعلاً، وأن یستخدم أدوات الذکاء الاصطناعی کمساعدات ولیس کوسیلة للادعاء بإنجازات غیر حقیقیة.

الجواب الرابع:

استخدام الذکاء الاصطناعی لتحدید أوقات الصلاة وغیرها من الأمور المتعلقة بالدین جائز، إذ أن الذکاء الاصطناعی لیس سوی أداة تکنولوجیة تساعد فی توفیر المعلومات بدقة وسرعة .

أما فیما یتعلق بالأذان، فالشروط المعروفة للمؤذن تتطلب أن یکون الشخص مسلماً عاقلاً، وبما أن الذکاء الاصطناعی لیس شخصاً وإنما هو برنامج أو نظام إلکترونی، فلا یمکن اعتباره مؤذناً بالمعنی الشرعی .

ولذا، یمکن الاستفادة من الذکاء الاصطناعی فی تسهیل حیاة المسلمین وتقدیم خدمات دقیقة، لکن لا یُعتمد علیه فی أداء الأذان نفسه۔

الدلائل:

(وأما) الذى يرجع إلى صفات المؤذن فأنواع أيضا: (منها) – أن يكون رجلا، فيكره أذان المرأة باتفاق الروايات ...ومنها: أن يكون عاقلا، فيكره أذان المجنون والسكران الذى لا يعقل؛ لأن الأذان ذكر معظم وتأذينهما ترک لتعظيمه، وهل يعاد؟ ذكر فى ظاهر الرواية: أحب إلى أن يعاد؛ لأن عامة كلام المجنون والسكران هذيان، فربما يشتبه على الناس فلا يقع به الإعلام (بدائع الصنائع ۱/ ۱۵۰)۔

أذان الصبى العاقل صحيح من غير كراهة فى ظاهر الرواية، ولكن أذان البالغ أفضل، وأذان الصبى الذى لا يعقل لا يجوز ويعاد، وكذا المجنون .هكذا فى النهاية(الفتاوى الهندية ۱/ ۵۴)۔

الجواب الخامس:

لا يجوز قبول المكالمات الهاتفية وغيرها كدليل فى الشريعة الإسلامية، لأنه اليوم من الممكن عمل أى شيء باستخدام الذكاء الاصطناعى، وبالتالى من الممكن إجراء مكالمات وهمية. رغم وجود طرق للتعرف عليها، إلا أنه فى بعض الأحيان قد تكون هناک مواقف لا يمكن فيها تحديد ما إذا كانت أصلية أم مزيفة .لذلک، لا يمكن اعتبار مثل هذه المكالمات الهاتفية أو تسجيلات الفيديو كأدلة مقبولة فى الشريعة الإسلامية لأنها قد تكون مزيفة .ومع ذلک، يمكن تقديم مثل هذه الفيديوهات للمتهم للاعتراف بالذنب، ولكن إذا لم يعترف بالذنب، فلا يجوز معاقبته شرعًا، ويجب إرجاع أمره إلى الله.

الدلائل:

وأما الذى يرجع إلى المشهود به، فمنها أن تكون الشهادة بمعلوم، فإن كانت بمجهول لم تقبل؛ لأن علم القاضى بالمشهود به شرط صحة قضائه، فما لم يعلم لا يمكنه القضاء به(بدائع الصنائع۶/ ۲۷۷)۔

وقائع الأعيان إذا تطرق إليها الاحتمال كساها ثوب الإجمال فسقط بها الاستدلال(موسوعة القواعد الفقهية۱۲/ ۲۲۵)۔

وقائع الأحوال إذا تطرق إليها الاحتمال، سقط بها الاستدلال(كفاية النبيه فى شرح التنبيه ۸/ ۲۷۹)۔